مرآتِ سُلطانی

احوال و آثار و افکار حضرت سلطان باھوؒ

خدمات، خانوادہ و خلفاء

(باھو نامہ کامل)

بمعہ اضافاتِ ضمائم

تالیف

پروفیسر ڈاکٹر سُلطان الطاف علی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرآتِ سلطانی

احوال و آثار و افکار حضرت سلطان باھوؒ

خدمات، خانوادہ و خلفاء

(باھو نامہ کامل)

بمعہ اضافاتِ ضمائم

تالیف

پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی

باھو پبلیکیشنز

لاھور، دربار حضرت سلطان باھو، کوئٹہ

0092-81-2440948,03337851474,03009386739,03004205 : 77

Marfat.com

ISBN: 969-9039-00-0

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ

نام کتاب	:	مرآتِ سلطانی (باھونامہ کامل)
تالیف	:	ڈاکٹر سلطان الطاف علی
ناشر	:	باھو پبلیکیشنز
بارِ اوّل	:	۲۰۰۶ء
تعداد	:	۱۰۰۰
قیمت	:	۳۰۰ روپے
پرنٹر	:	یونائیٹڈ پرنٹرز، کوئٹہ

یہ کتاب یا اس کا کوئی حصہ بغیر اجازت طبع نہیں کیا جاسکتا

باھو پبلیکیشنز

۱۱۲۔ بی نشیمن غوثیہ کریم پارک راوی روڈ لاھور۔ 03004205177

مشتاق منزل، دربار حضرت سلطان باھوؒ، ضلع جھنگ۔ 0300-9386739 - 0333-7851474

حق باھو ہاؤس، کیچی بیگ، پوسٹ آفس سرِ آب روڈ (87550) کوئٹہ۔ 0092-81-2440948,

Marfat.com

فہرستِ مطالب

انتساب

بخاطر خواندگان:	ڈاکٹر سلطان الطاف علی	الف
پیش گفتار :		۱
مُقدِمہ :		۷
	بَرِصغیر میں صُوفیائے مُتقدِمین	۱۳
	بَرِصغیر میں صُوفیائے مُتاخِرین	۴۱
	سِلسلہ ہائے تَصَوُّف	۴۵
	سِلسِلہٗ قادریہ	۵۱
	حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سِرّہٗ	۵۸
بابِ اوّل :	تارِیخی حالات کا جائزہ	۶۳
	فصلِ اوّل : شورکوٹ	۶۳
	فصلِ دوم : مُلتان	۶۵
	فصلِ سوم : جھنگ	۶۶
	فصلِ چہارم : گڑھ مہاراجہ	۷۰
	فصلِ پنجم : حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سِرّہٗ کے دَور پر ایک نظر	۷۲

Marfat.com

بابِ دوم :	حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سِرّہٗ کے حالات	۷۴
	فصلِ اوّل : علویان	۷۴
	فصل دوم : اعوان	۷۵
	فصلِ سُوم : حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سِرّہٗ کے اَجداد کا مَکّہ، مَدینہ اور بغداد سے مُنتقِل ہونا	۷۹
	فصلِ چہارُم : حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سِرّہٗ کے اَجداد، پنجاب میں	۸۸
	فصلِ پنجم : حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سِرّہٗ کی والدہ مکرّمہ	۹۰
	فصلِ ششم : وِلادت حضرت سُلطان باھُو قدس سِرّہٗ اِسم و لقب	۹۳
	فصلِ ہفتم : لڑکپن اور جوانی	۹۶
	فصلِ ہشتم : اورنگزیب عالمگیر اور حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سِرّہٗ قلعہ گڑھ مہاراجہ میں	۹۷
	فصلِ نہم : اَزدواج	۹۸
	فصلِ دَہم : جاگیریں	۹۹
	فصلِ یازدَہم : بیعت و مُرشد	۱۰۰
	فصلِ دوازدہم : خِدماتِ طریقت و زیارات	۱۰۵

Marfat.com

	فصلِ سیز دہم : خوارق	۱۰۷
	فصلِ چہار دہم : شجرۂ طریقتِ حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرّہٗ	۱۱۹
	فصلِ پانز دہم : وفات	۱۲۲
	فصلِ شانز دہم : عُرس	۱۲۳
	فصلِ ہفدہم : شجرۂ اولادِ حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرّہٗ	۱۲۴
بابِ سوُم :	مُعاصرینِ حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرّہٗ	۱۳۴
	فصلِ اوّل : دراویش و صوفیائے معاصر	۱۳۷
	فصلِ دُوُم : خُلفائے معاصر	۱۵۶
	فصلِ سوُم : اُدبائے مَعاصِر	۱۶۳
بابِ چہارُم :	خِدماتِ حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرّہٗ	۱۷۰
	فصلِ اوّل : خِدماتِ علمی	۱۷۲
	فصلِ دُوُم : خِدماتِ دِینی	۱۸۳
بابِ پنجم :	اِنتقالِ مَزارِ حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرّہٗ	۱۹۸
	فصلِ اوّل : اِنتقالِ مزار بارِ اوّل	۱۹۹
	فصلِ دوّم : اِنتقالِ مزار بارِ دُوُم و سوُم	۲۰۰

Marfat.com

باب ششم : آثارِ فارسی حضرت سلطان باھو قدس اللہ سِرّہٗ ۲۰۲

۱- اَسرارِ قادری ۲۰۲

۲- اَمیر الکونین ۲۰۴

۳- اورنگ شاہی ۲۰۵

۴- توفیق الہدایت ۲۰۶

۵- تیغِ برہنہ ۲۰۷

۶- جامع الاسرار ۲۰۷

۷- حجت الاسرار ۲۰۹

۸- دِیدار بخش ۲۰۹

۹- دِیوانِ باھو ۲۱۱

۱۰- رِسالہ رُوحی ۲۱۳

۱۱- سُلطانُ الوَھم ۲۱۵

۱۲- شمسُ العارِفین ۲۱۶

۱۳- عقلِ بیدار ۲۱۷

۱۴- عینُ العارِفین ۲۱۹

۱۵- عینُ الفقر ۲۱۹

Marfat.com

۱۶- فضل اللقاء	۲۲۲
۱۷- قربِ دیدار	۲۲۳
۱۸- کشف الاسرار	۲۲۴
۱۹- کلیدُ التوحید (خرد)	۲۲۵
۲۰- کلیدُ التوحید (کلاں)	۲۲۷
۲۱- کلیدِ جنّت	۲۲۹
۲۲- گنجُ الاسرار	۲۳۰
۲۳- مجالسۃُ النّبی	۲۳۱
۲۴- محبّتُ الاسرار	۲۳۳
۲۵- محکم الفقراء	۲۳۴
۲۶- محکُ الفقر (خرد)	۲۳۵
۲۷- محکُ الفقرا (کلاں)	۲۳۶
۲۸- مِفتاح العارفین	۲۳۹
۲۹- نُورالہُدیٰ (خرد)	۲۳۹
۳۰-نُورالہدایت' عین نُما معروف بہ نُورالہُدیٰ (کلاں)	۲۴۱

باب ہفتم : سنجشِ کلام حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ ۲۴۴

Marfat.com

	فصلِ اوّل : معنوی اہمیّت	۲۴۵
	فصلِ دُوُم : ادبی اہمیت	۲۷۸
	فصلِ سُوم : علمی (سائنسی) اہمیت	۲۸۸
	فصلِ چہارم : تاریخی اہمیّت	۲۹۲
	فصلِ پنجم : اہمیّت بلحاظِ دینی وثقافتِ اسلامی	۲۹۵
بابِ ہشتم :	افکار وتعلیماتِ حضرت سُلطان باھُوقدس اللہ سرہ'	۳۰۹
	فصلِ اوّل : لِقا و رُویَت	۳۱۰
	فصلِ دُوم : فَقر و فَقیر	۳۱۲
	فصلِ سُوم : اسمِ اللہ و دعوت	۳۱۴
	فصلِ چہارم : حقیقتِ محمدی ﷺ	۳۱۶
	فصلِ پنجم : تخلیقِ آدم علیہ السّلام	۳۱۸
	فصلِ ششم : قیامِ قیامت	۳۲۰
	فصلِ ہفتم : ہفت ارواحِ سُلطان الفقر	۳۲۰
	فصلِ ہشتم : اَرواحِ عالم و ارواحِ فُقراء	۳۲۲
	فصلِ نہم : پیدائشِ نفس و ظہورِ اِسم اللہ تعالیٰ	۳۲۳

Marfat.com

فصلِ دَہم : دُنیا ۳۲۵

فصلِ یازدہم : فلسفۂ خصُوصی سُلطانُ الوہم ۳۲۶

فصلِ دوازدہم : سَماع ۳۲۷

فصلِ سیزدہم : فلسفۂ تنزل ۳۲۹

فصلِ چہاردہم : مُرشد و طالب ۳۳۰

فصلِ پانزدہم : مَسلکِ و عقاید ۳۳۱

فصلِ شانزدہم : افکارِ متفرق ۳۳۵

وجُود و شہوُد ، توَحید ، جان نثاری

جَذب و وِجدان، مَذمتِ رِیا، دَردِ عشق

دُعا، وَحی مُنزل، دَر اثباتِ صبر، تغزل،

ذِکرِ محبُوبِ حقیقی، قُربِ حق، مَذمتِ دُنیا،

صُوفی، رَاہِ طریقت، فنافی اللہ، کلمۂ طیّب،

کشف ، یقین ، ذِکر ، دِل ، علم

حواشی

مقدمہ ۳۴۵

باب اول تا باب ہشتم ۳۶۰ تا ۴۱۹

فہرستِ مآخذ

(الف) کُتبِ فارسی ۴۲۰

(ب) کُتبِ اُردُو ۴۲۶

Marfat.com

(ج) کُتبِ عَربی ۴۳۱

(د) کُتبِ انگریزی ۴۳۴

(ہ) مقالات ۴۳۶

ضمائم : APPENDICES ۴۳۷

ضمیمہ - ۱ ۴۳۸

ضمیمہ - ۲ ۴۴۱

ضمیمہ - ۳ ۴۴۲

ضمیمہ - ۴ ۴۴۴

ضمیمہ - ۵ ۴۴۶

ضمیمہ - ۶ ۴۴۷

ضمیمہ - ۷ ۴۴۸

Marfat.com

اِنتساب

بہ مادرِ مہربان جنابِ خدیجہؒ

جن کے اوصافِ حمیدہ

شفقت و محبت

صبر و تحمل

عبادت و استقامت

میرے لئے زادِ راہ ہوئے

رَحمۃُ اللہ ِ تَعالیٰ عَلَیُھَا

Marfat.com

فہرست اختصاصات

ر-ک	رُجُوع کریں
ش	شُمارہ
ص	صفحہ
م،ف	مِیلادی ' مَرگ یا شہادت،وفات
ھ - ش	ہجری شمسی
ھ - ق	ہجری قَمری
*	ضمائم اور مزید اضافات
ء	سن عیسوی

Marfat.com

بعونہ تعالیٰ

بخاطر خوانندگان

سلسلۂ عرفان اسلامی کے مرشد کامل ﷺ پر صدہا سلام و درود ہوں جو سنت الٰہیہ ہے:

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اس کے بعد اس تصنیف پر جو محنت و تحقیق کے گرانقدر علم آفرین سالہا سال بیتے ہیں ان کا جائزہ ایک تاریخی یادگار کے طور پر محفوظ کرنے کے لئے آگہی میں لاتا ہوں۔

حضرت سلطان الفقر سرّ اسرارِ ذات یاھُو سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ العزیز پر پنجاب یونیورسٹی میں جو پی ایچ ڈی کا مقالہ فارسی اس عاجز نے لکھا اس کا عنوان ''تحقیق دربارہ احوال و آثار فارسی حضرت سلطان باھُو ونظری در افکارِ وی'' تھا۔ یونیورسٹی مذکورہ سے ۱۹۸۷ء کو اس ادبی و عرفانی تحقیق پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری عطا ہوئی۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد نے اس مقالہ کا فارسی متن ۲۰۰۳ء میں کتابی صورت میں شائع کر دیا جس پر حکومت بلوچستان نے صوبائی ادبی ایوارڈ ۲۰۰۵ء کو عطاء کیا۔ اسی اثناء میں راقم الحروف نے اس تحقیقی مقالہ کا اردو میں ترجمہ کر کے باھُو نامہ کے عنوان سے مرتب کر لیا تھا۔ لوک ورثہ اسلام آباد نے اس کے چند منتخبہ ابواب ۲۰۰۳ء کو ہی فیصل بکڈپو لاہور کی شراکت سے باھُو نامہ کے نام سے شائع کر دیا اور باھُو نامہ کامل (کلاں) کو مجھے شائع کرانے پر اپنے دفتر سے عدم اعتراض کا مکتوب جاری کر دیا۔ اصل فارسی مقالہ کا اردو میں ترجمہ چودہ سال بعد ۲۰۰۲ء کو مکمل ہو گیا تھا جسے مرآت سلطانی (باھُو نامہ کامل) کے نام سے ۲۰۰۶ء میں زیور طبع سے آراستہ کرنے کا موقع حاصل ہو رہا ہے اس لئے اٹھارہ سال کے طویل عرصہ میں کئی اہم ترامیم و اضافے بھی کتاب میں شامل کر دیئے ہیں تا کہ یہ تحقیقی نسخہ وقت کی کسوٹی پر برمحل اور پورا اترے۔

حق باھُو ہاؤس کیچی بیگ
سرآب روڈ کوئٹہ

ڈاکٹر سلطان الطاف علی
جمعرات ۲ جمادی الثانی ۱۴۲۷ھ/ ۲۹ جون ۲۰۰۶ء

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْم

پیش گفتار

خدا تعالیٰ کے حضور سپاسگزار ہوں جس نے توفیق عطا فرمائی اور میں نے اپنا ڈاکٹریٹ کا رسالہ بعنوان ''تحقیق در بارۂ احوال و آثارِ فارسی حضرت سلطان باھو و نظری در افکار وی'' کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اگر اس ذاتِ مطلق جلشانہٗ کی طرف سے توفیق اور سلطان العارفین حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ کی توجہ باطنی میرے شاملِ حال نہ ہوتی تو یہ عظیم کام مجھ ناچیز کے لئے انتہائی دشوار ہو جاتا۔

اگرچہ مجھے یہ سعادت بھی حاصل تھی کہ حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ کے اخلاف میں سے ہوں اور اس موضوع پر کافی معلومات رکھتا ہوں نیز اس کے باوجود کہ ورثہ میں اُن کے کلام و تصانیف میں سے بہت سے نایاب نسخے اپنے پاس رکھتا ہوں اور بعض نسخے اپنے خاندان کے افراد سے حاصل کئے مگر اس رسالہ کے تدوین و ترتیب پر گوناگوں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

اس عظیم کام کی ظاہری اور معنوی اہمیت بڑی واضح ہے کیونکہ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ العزیز کا شمار برِّصغیر پاکستان و ہند کے بلند پایہ صوفیاء اور نامور مفکرین میں ہوتا ہے آپ نے تصوّف و عرفان پر فارسی میں ایک سو چالیس رسالے تصنیف فرمائے ہیں اور اب تک کوئی جامع کتاب اُن کے احوال آثار اور افکار پر نہیں لکھی گئی۔

سلاطینِ دہلی اور تیموریوں کے زمانۂ بادشاہت میں برصغیر کی درباری یا حکومتی اور دفتری زبان فارسی تھی۔ اسی بنا پر تمام تاریخی ادبی اور علمی کتابیں فارسی زبان میں ہی تصنیف و تالیف ہوتی تھیں مگر برِّصغیر سے اسلامی حکومت کے خاتمہ کے بعد انگریز حکمرانوں نے فارسی زبان کی بیخ کنی کر کے لارڈ میکالے (LORD MACAULAY) کا نظامِ تعلیم مروّج کر دیا۔ اسی

Marfat.com

نظام کے نتیجہ میں ہمارے اَسلاف اور اکابِرین کے کارنامے آہستہ آہستہ فراموش ہوتے گئے۔ فارسی سے عدم توَجہی کی بنا پر ہی حضرت سُلطان العارِفین جیسے بزرگوں کے احوال اور آثار پر کوئی تحقیق نہ کی گئی۔ خُدا تعالیٰ کا شُکر گزار ہوں جس نے اِس بندہ کو توفیق عطا فرمائی، جس کے باعث تھوڑی سی اِن بزرگوں کے دِین وشِعار کی خدمت کر رہا ہوں اور حضرت سُلطان باھو قدس اللہ سرّہٗ پر تحقیق وتدقیق کا کام کرتے ہوئے اُن کے احوال، افکار اور آثار کو مُرتّب کر لیا ہے۔

یہ بندۂ ناچیز علوِیوں اور اَعوانوں سے مُتعلّق کتابوں اور حالات کی تلاش میں شیراز، ہَمدان، بَلخ وہرات تک اِیران اور اَفغانستان میں پھرتا رہا۔ اِن دونوں ممالک کے کُتب خانوں کو ۱۹۷۵ء اور ۱۹۷۸ء میں دیکھتا رہا تاکہ معلوم کیا جا سکے کہ اہلِ بَیت مُطہرِین اور خانوادۂ علوِیان کے افراد عرب سے اِیران وخُراسان کو کیونکر کِس طرح اور کِس زمانہ میں وَارِد ہوئے اور پھر یہ علوی خانوادے کس طرح ہرات سے ہجرت کر کے پنجاب میں داخل ہوئے اور یہ تحقیق بھی زیرِ نظر رہی کہ علوِیوں کو کس لئے ''اَعوان'' کہا گیا۔

خود حضرت سُلطان العارفین قدس اللہ سرّہٗ العزیز کے حالاتِ زندگی بھی اب تک پردۂ اخفا میں رہے ہیں، اُن سے متعلق معلومات کو بھی بڑی دِقّت سے فراہم کیا ہے۔ پھر جس طرح یہ حالات اور معلومات حاصل ہوتے گئے، اُن کو تاریخی نقطۂ نظر سے ترتیب دی گئی۔ اِسی مقصد کے لئے پاکستان بھر میں مشہور ومعروف لائبریریوں کو دیکھا جن میں حکومت کے قائم کردہ اور شخصی کتاب خانے بھی شامل ہیں۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ، العزیز کی تصانیف (قلمی نسخوں) کیلئے بہت سے اِداروں اور شخصی کتب خانوں میں جا کر چھان بین کی اور دَقیق مطالعہ سے کام لیا۔ اِسی مقصد کیلئے تین ہزار پانچ سو سے مُتجاوز صفحات کا مختلف خطّی نسخوں سے فوٹو کاپی (عکس) حاصل کیا تاکہ تمام مَواد اپنے تصرّف میں لا کر دَقیق اور مربُوط مطالعہ کیا جا سکے۔ اسی تلاش اور جستجو کے دَور میں ہی حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ، العزیز کی تصانیف میں سے تین ایسے نثری نسخوں کے مخطوطہ جات حاصل ہوئے جن کے بارے میں اب تک کسی کو کچھ پتہ نہ تھا۔ چنانچہ آپ کی دریافت شدہ فارسی زبان میں تصانیف کی تعداد جو اَب تک ستائیس (۲۷) تھی، تیس (۳۰) تک پہنچ گئی۔ بندہ نے اپنی عمرِ مُستعار کے پُورے آٹھ سال تو محض اِسی اہم تحقیقی، تاریخی اور ادبی و عارفانہ کام کے تجسّس وتلاش میں صرف کیے۔

Marfat.com

ایک خطّی نسخہ ''تواریخِ حضرت سلطان باھوؒ'' مکتوبہ سال ۱۲۹۱ھ جس پر سُلطان حامد قادری کے دستخط معلوم ہوتے ہیں' بندہ کو حق تعالیٰ کی مہربانی سے پنجاب پبلک لائبریری لاہور سے مل گیا۔ یہ نسخہ ایک عرصہ دراز سے پوشیدہ تھا' جو دراصل حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ' العزیز کے حالات و سیر کے لحاظ سے ''مناقبِ سلطانی'' کے بعد دوسرا درجہ رکھتا ہے۔ اِسی نسخہ کو ڈاکٹر لاجونتی کرشنا جیسی دانشور شخصیت نے غلطی سے فقیر سلطان بخش قادری کی تالیف سمجھ رکھا تھا۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ' العزیز اور ان کے قبیلہ کے حالات کے ضمن میں بعض نہایت اہم تاریخی اور عربی و فارسی کی کتابوں سے اِستفادہ کرنے کا موقعہ حاصل ہوا۔ ان میں درج ذیل کتب بے حد اہم ہیں۔

اوّل: فتاویٰ غیاثی (خطّی)	مُصنّفہ: علی بن ابراہیم' قرن ہشتم یا قرن نہم ہجری
دوم: انیس الواعظین	مُصنّفہ: ابوبکر سندھی' بمبئی - ۱۳۰۲ھ
سوم: تاریخ مخزن پنجاب	مُصنّفہ: مُفتی غلام سرور' لکھنؤ - ۱۸۷۷ء
چہارم: تاریخ الآئمہ	مُصنّفہ: سیّد وزیر حسین' لکھنؤ - ۱۹۱۳ء

بندہ نے اِس رِسالہ کے مطالب کو ایک مُقدّمہ اور آٹھ ابواب میں قلمبند کیا ہے۔ اِن میں ہر ایک باب حضرت قدس اللہ سرہ' کی قیام گاہوں' حالات اور آپ کے معاصِرین پر مربُوط تاریخی آگہی کے ساتھ آپ کی خدمات' مزارات کے اِنتقال' تصانیف اور اُن پر غائرانہ نظر' آپ کے افکار و تعلیمات کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ پھر ہر ایک باب کو مختلف حِصّوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

مُقدّمہ میں برِّصغیر پاکستان و ہند کے صوفیائے مُتقدِمین و مُتاخِرین کا ترتیب وار تذکرہ درج کیا ہے' جس میں تصوّف کے سِلسِلوں کا مُکمل تعارف ہوا ہے۔

بابِ اوّل میں حضرت سلطان العارفین کے زمانہ کے تاریخی پس منظر پر پانچ فصول لکھے گئے ہیں۔ ترتیب وار چار فصلوں میں شورکوٹ' ملتان' جھنگ اور گڑھ مہاراجہ کا تعارف ہوا ہے اور ان کی تاریخ پر نظر ڈالی گئی ہے۔ پانچویں فصل میں حضرت سلطان العارفین کے وقت اور گرد و پیش کے ماحول پر لکھا گیا ہے۔ اس میں حضرت ممدوح کی جائے وِلادت اور سکونت کو واضح کیا ہے۔ اِس میں آپ کے دَور کے سیاسی اور مُعاشرتی حالات و کیفیات کو بھی خصوصیّت سے پیش کیا ہے۔

باب دوم میں حضرت سُلطانُ العارِفین کے حالاتِ زندگی درج کئے ہیں' جن کو سترہ فصول میں تفصیل کے ساتھ لایا گیا ہے۔ آپ کے شجرۂ نسبی کو وضاحت کے ساتھ لکھا ہے اور اِس

Marfat.com

میں اعوانوں کے بارے میں تحقیقات کے ساتھ روشنی ڈالی ہے- دورِ خلافت اُمیہ سے لے کر چنگیز خان کے حملہ تک کے سیاسی حالات و محرکات بھی پیشِ نظر رکھے ہیں جن کے اثرات و غلبہ کے باعث آپ کے آباؤ اجداد نے عرب، ایران، خراسان اور پھر پنجاب کو مہاجرت کی- اِن حالات اور اِن سے مرتب ہونے والے اثرات کو کسی نے اب تک تحقیق کر کے پیش نہیں کیا تھا جو بندہ نے تحریر کر دیئے ہیں- حضرت ممدوح کے حج، زیارات اور سیاحت پر بھی تحقیقی انداز کار اختیار کرتے ہوئے اطلاعات بہم پہنچائی ہیں حضرت قدس سرہٗ کے بیشتر حالات اور خوارق عادات کو تاریخی ترتیب کے ساتھ قلمبند کیا ہے- آپ کا شجرۂ طریقت ترتیب دے کر بڑا اہم کام پورا کیا ہے اور حضرت قدس اللہ سرہٗ کے خانوادہ کے شجرہ کو موجودہ وقت تک لا کر پیش کر دیا ہے- آپ کے والدین کی جائے تدفین پر پوری تحقیق کے ساتھ بحث کر کے تمام شکوک و شبہات کو رفع کر دیا ہے -

بابِ سوم میں حضرت قدس اللہ سرہٗ کے معاصرین کے بارے میں تین فصول پر پھیلے ہوئے واقعات درج کیے ہیں- ان میں تاریخی ترتیب کے لحاظ سے صوفیائے معاصر، خلفائے معاصر اور اُدبائے معاصر پر روشنی ڈالی ہے- اسی ضمن میں حضرت ممدوح کی دارا شکوہ سے کسی ملاقات کے اِمکانات پر قطعی اور دقیق معلومات کو بھی پیش کیا ہے-

بابِ چہارم حضرت قدس اللہ سرہٗ کی علمی اور دینی خدمات پر مشتمل ہے- آپ کے اپنے دور سے لے کر موجودہ وقت تک چوالیس (۴۴) خانقاہیں اور پچیس (۲۵) دینی مدارس شمار کیے ہیں جو آپ کے مسلک (قادریہ) کے اہم مراکز کے طور پر فیوضات بہم پہنچا رہے ہیں-

بابِ پنجم حضرت قدس اللہ سرہٗ کے مزارِ مبارک کے اِنتقال کے بارے میں ہے- اس ضمن میں پورے دلائل کے ساتھ یہ بھی پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ مزارِ مبارک کا اِنتقال تیسری بار عمل میں آ چکا ہے-

بابِ ششم حضرت ممدوح کی اُن تیس (۳۰) تصانیف کے تعارف میں ہے جو اَب تک دریافت ہو چکی ہیں- اس میں ہر تصنیف کے مندرجات سے بھی آگہی کی گئی ہے- یہاں خاص طور پر آپ کی اُن تین تصانیف کا ذرا بالتفصیل ذکر کیا ہے جن کو دریافت کر لینے کا بندہ کو فخر حاصل ہوا ہے- یہ تین کتابیں اب تک ناشناختہ رہیں- حتیٰ کہ ان کا نام تک بھی معلوم نہ تھا- اس کے علاوہ حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ کے باقی خطی نسخوں کے بارے میں پوری وضاحت کے ساتھ معلومات بہم پہنچائی ہیں-

Marfat.com

بابِ ہفتم حضرت قدس اللہ سرہ' کے کلام کو پرکھنے میں بڑا معلومات افزا ہے۔ اِس باب میں پانچ فصول ہیں۔ اسی طرح حضرت قدس اللہ سرہ' کی معنوی شخصیّت کے تعیّن کرنے اور اِس کی بے پناہ اہمیّت کے اقرار میں بڑے ہی مفید نکات زیرِغور آئے ہیں۔ آنحضرت قدس سرہ' کے مَسلک اور اِرشاداتِ عالیہ پر بڑی گرانقدر معلومات پیش کی گئی ہیں۔ حضرت قدس اللہ سرہ' کی تصانیف کا ادبی پہلو پیرِ ہرات حضرت عبداللہ انصاری اور شیخ سعدی شیرازی (رحمتہ اللہ علیہما) کے کلام کی یاد تازہ کرتا ہے۔ راقم الحروف کی نظر میں حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہ' کے کلام میں اہم ترین علمی (سائنسی) پہلو یہ ہے کہ اس میدان میں آپ نے طبیعات' کیمیا اور طبقات الارض سے متعلق نہایت قیمتی معلومات اِرشاد فرمائی ہیں۔ آپ کی تصانیف کی تاریخی' دینی اور ثقافتِ اسلامی کے نقطۂ نظر سے اہمیّت بے حساب ہے اور ان میں بے شمار معلومات کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

بابِ ہشتم حضرت قدس اللہ سرہ' العزیز کی تعلیمات و افکار کا ایک مختصر جائزہ ہے' جو سولہ فصول پر پھیلا ہوا ہے۔

اِس بات کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ اِس کتاب (رِسالۂ فارسی) میں جو انداز اور زبان میں نے استعمال کی ہے' اس میں موجودہ ایران کا سُبک اور بَرِّصغیر میں مُروِج (فارسی کا) لہجہ ہر دو سے کام لیا ہے تاکہ پاکستان و ہند کے علاوہ ایران کے دانشور بھی اِستفادہ کر سکیں۔

آخر میں جناب ڈاکٹر محمد بشیر حُسین سابق صدر شعبۂ فارسی و صدر کرسی حضرت علی ہجویری' پنجاب یونیورسٹی' لاہور کے اِحسان مند ہونے کا اظہار کرتا ہوں جن کی نہایت دانشمندانہ راہنمائی سے اِس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔

جناب ڈاکٹر آفتاب اصغر جو پنجاب یونیورسٹی میں شعبۂ فارسی کے گرانقدر اُستاد ہیں' اُن کا صمیمانہ قلبی سے سپاس گزار ہوں جو اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود میرے معاون و مددگار رہے۔

نیز میں اُن عالی قدر بزرگوں اور گرامی قدر احباب کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے نہ صرف اپنے مملوکہ خطی نُسخوں کو میری تحویل میں دیا' بلکہ اپنے ذاتی کتاب خانوں میں ہر قسم کی معاونت بہم پہنچائی جس کے باعث میں اِس قابل ہوا کہ احوال و آثار و افکار حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہ' کے سلسلہ میں اپنی تحقیقات کو تصوّف و عرفان سے آشنائی اور ذوق رکھنے والوں کے

Marfat.com

لئے پیش کر رہا ہوں۔ان حضرات واحباب کے اسمائے گرامی یہ ہیں :-

جناب حضرت سُلطان مُحمد عزیز (مرحوم) دربار حضرت سلطان باھوؒ جناب حضرت سلطان غُلام باھو سجادہ نشین درگاہ جمعہ شریف' ڈیرہ اسماعیل خان' جناب حضرت سلطان غلام دستگیر القادری سَجّادہ نشین درگاہ سلطان نُور مُحَمّد و سلطان مُحَمّد نواز' دربار شریف حضرت سلطان باھوؒ جناب سید گُل شاہ ہَمدانی پسر سَیّد مُحمد حُسین شاہ ہَمدانی' ڈیرہ پیراں' کوٹ شاکر' جھنگ' جناب خلیفہ سَیّد سُلطان شاہ' جیکب آباد (سندھ)' جناب سائیں مُحمد مُشتاق سجادہ نشین درگاہ فقیر مُحمد دِین بُرھانی وحضرت جی' بُرھان' ضلع اَٹک -

بندہ کا اپنی اِس کاوش کو اَربابِ ذَوق وتحقیق کی خدمت میں پہنچادینا ہی دراصل حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ' کا مقصود ہے جو پیش کردیا ہے -

کاشکی از قُربِ اُو وَاقف شُدی
تا نگردی گردِ دُنیا در بَدَر
وَادیَ طی· کُن ز خُود نزدیک آ
مَنزلِ جانان ' بجانِ خُود نگر
(حضرت سُلطان باھُو)

سُلطان اَلطاف علی

پروفیسر و پرنسپل گورنمنٹ کالج
اُوستہ محمّد' بلوچستان

Marfat.com

هُو

مقدمہ

تصوّف کے بارے میں عام نظریہ :

مجلّہ ''وحید'' کے ایک مقالہ میں لکھا گیا ہے کہ تصوف معرفت کی چابی ہے :

''عرفانِ باطنی کشف اور الہام کے ذریعہ حقیقت تک رسائی کرنے کا نام ہے' یہ کوشش اور جستجو تمام اقوامِ عالم' تمام مذاہب اور تمام انسانی نسلوں میں قدیم ترین زمانہ سے چلی آ رہی ہیں اور اس میں مُشترکہ طرزِ فکر کار فرما ہے۔'' (۱)

عصرِ حاضر میں جرمنی کی نکتہ شناس اور پاکباز مستشرق این میری شیمل کہتی ہیں :

'' تصوف ایک عظیم باطنی لہر کی طرح تمام مذاہب میں جاری ہے۔ وسیع تر مفہوم کے لحاظ سے ہم اسے حقیقتِ مطلق کے شعور سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ البتہ اگر چاہیں تو ہم اسے دانش' نُور یا عشق قرار دیں یا اسے کوئی بھی نام نہ دیں۔ '' (۲)

اَصل میں تخلیقِ کائنات سے ہی خالق اور مخلوق میں ہجر و فراق کا سلسلہ شروع ہوا۔ عارف رُومی رحمتہ اللہ علیہ (۶۰۶ ھ ۔ ۶۷۲ ھ) نے اس صورتِ حال کو نالۂ فراق قرار دیا ہے :-

بِشنو از نَی چُون حکایت می کُند
وَز جُدائی ہا شِکایت می کُند
(۳)

ذرا سُو تو سہی' یہ بانسری (رُوح) کیا حکایت بیان کر رہی ہے اور جُدائیوں کی شکایت کر رہی ہے۔ انسان کی رُوح کا یہ نالہ و فریاد حق تعالیٰ سے وِصال پانے کے لئے ہے۔ اور اسی کو ہی تصوف کی اِصطلاح میں عشق کہتے ہیں۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو قدس اللہ سرہُ العزیز (۱۰۳۹ھ - ۱۱۰۲ھ) وِصالِ حقِ تعالیٰ کو مقامِ فقر قرار دیتے ہیں :-

''اِبتدای فقر علم است و انتہائی فقر برسیدن'' (۴) فقر کی ابتدا علم سے ہے اور اس کی

Marfat.com

انتہا حق تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنے میں ہے۔ اِس جملہ سے تصوف کی پوری تعریف حاصل ہو جاتی ہے۔

اِمام ابوبکر محمد بن اسحاق الکلاباذی (ف ۳۹۵ھ) نے اسی ضمن میں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث بیان کی ہے کہ "فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے جبرائیل علیہ السّلام سے علمِ باطن کے بارے میں پوچھا تو جواب ملا کہ یہ میرے رازوں میں سے ایک راز ہے جسے میں اپنے بندے کے دل میں لاتا ہوں اور مخلوق میں کسی کو اس کی خبر نہیں ہوتی۔" (۵)

گویا تصوف کی تاریخ کا آغاز تخلیقِ کائنات کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ شیخ محمد لاھیجی کتاب "مفاتیح الاعجاز فی شرح گلشنِ راز" میں کہتے ہیں کہ چونکہ موجوداتِ کائنات کا واقع ہو جانا' اس کے مؤجد حق تعالیٰ کی معرفت اور شناخت حاصل کرنے کیلئے ہی باعث ہوا ہے۔ اسی لئے حدیثِ قُدسی میں وارد ہوا ہے کہ داؤد علیہ السلام نے حضرت عزّت جل شانہٗ سے سوال کیا :

" لماذا خلقت الخلق فاوحی اللہ تعالیٰ الیٰ دائود "کُنت کنزاً مخفِیاً فاحببتُ ان اُعرفَ فخلقت الخلق ۔" (۶)

یعنی داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے جب مخلوق کے پیدا کرنے کی وجہ پوچھی تو اللہ تعالیٰ جلشانہ نے داؤد علیہ السلام کو وَحی کے ذریعہ فرمایا کہ میں ایک 'چھپا ہوا خزانہ تھا' میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

قرآن کریم ــــــــ منشائے تصوف :

کتابِ کریم جلت عظمتہٗ' میں فرمان ہوتا ہے:

"اور میں نے جن اور آدمی اسی ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔ " (۷)

سُلطان المُفسّرین ابنِ عباس (رحمتہ اللہ علیہ) نے لیعبدون کو لیعرفون کے مفہوم میں بیان کیا ہے یعنی مذکورہ حدیثِ قدسی کے مطابق یہ مطلب اخذ کیا جا سکتا ہے کہ لیعرفون سے مراد اپنے آپ کو پہچانے جانے کے لئے ہے پس تصوف کا وجود آدم علیہ السّلام کے حق تعالیٰ کی معرفت اور دِیدار کے لئے عشق اور لگن سے مترشح ہو جاتا ہے جو تخلیق کائنات سے ہی شروع ہوتا ہے۔

مُوسیٰ علیہ السّلام کا خضر علیہ السّلام سے ملاقات کے لئے سفر اختیار کرنے کی جو شرح

Marfat.com

قرآن کریم میں بھی وارد ہوئی ہے' اہلِ تحقیق کی رُو سے معرفت یا تصوّف کے بیان سے ہی مملو ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے:-

''اور یاد کرو جب مُوسیٰ نے اپنے خادم سے کہا میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں چلا جاؤں۔'' (۸)

اِسی طرح ایک اور آیت میں وارد ہوتا ہے:-

''تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علمِ لدُنی عطا کیا۔'' (۹)

مُوسیٰ علیہ السلام کی یہ تمام تگ ودَو خدا تعالیٰ کے ایک بندہ سے ملاقات کرنے کے لئے تھی تاکہ وہ ان سے علم' حکمت اور معرفتِ حق تعالیٰ حاصل کریں۔ چنانچہ قرآن مجید میں وارد ہوتا ہے:-

''کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہوئی۔'' (۱۰)

جب حق تعالیٰ جلشانہٗ موسیٰ علیہ السّلام سے ہم کلام ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:

''عرض کی اے ربّ میرے! مجھے اپنا دِیدار دِکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔'' (۱۱)

دراصل یہ بھی مقاماتِ تصوّف میں سے ایک کا بیان ہے کیونکہ ایک مردِ صُوفی مسلسل خدا تعالیٰ کے دیدار کی طلب میں ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ایک اور جگہ پر وارد ہوتا ہے:-

''اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دِکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔'' (۱۲)

یہ آیۂ کریمہ بھی حق تعالیٰ کے لئے تحقیق و جستجو اور اس کے عرفان کے لئے ہے' اس لئے تصوف سے متعلق ہوئی اور جب قرآن حکیم کے مطابق ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

''مجھے خوش نہیں آتے ڈوبنے والے۔'' (۱۳)

تو دَرحقیقت وہ محبوبِ حقیقی کی تلاش میں ہی تھے۔ اور جب وارد ہوتا ہے:

''میں نے اپنا منہ اُس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے' ایک اُسی کا ہو کر اور مَیں مُشرکوں میں نہیں۔'' (۱۴)

تو گویا دِیدارِ حق تعالیٰ کی خواہش' جستجو یا معرفت کی تلاش تصوف کے مبادیات سے ہی ہیں' جن کے بارے میں قرآنِ حکیم میں واضح اِشارات رہنمائی کے لئے آنکھوں کو روشن کرتے ہیں۔

Marfat.com

تاریخِ اسلام میں حقیقتاً سب سے اوّلین صُوفی خود حضرت محمد مصطفٰی ﷺ (وصال: ۱۱ھ) ہوئے' جنہوں نے خدا تعالیٰ کی معرفت میں غارِ حرا کے اندر گوشہ نشین ہو کر تفکّر فرمایا- آنحضرت ﷺ خُلقِ عظیم کے نمایاں ترین پیکر تھے' اسی بنا پر اخلاق بھی تصوف کا اہم حصّہ قرار پایا ہے-

انگریز فلسفہ دان برٹرینڈ رَسل (Bertrand Russell) نے خیال ظاہر کیا ہے کہ :

''ماورائے طبیعیات یا فہمِ کائنات میں فکر و تلاش کا کام بنیادی طور پر اِنسانی شعور کے دو رَوّیوں میں اِتحاد اور تضاد کے نتیجہ سے تکمیل پاتا ہے- ان میں سے ایک شعور انسان کو تصوّف یا دانشِ معنوی کی طرف مائل کرتا ہے اور دُوسرا شعور انسان کو دَانشِ مادّی یا سائنس کی طرف متوجہ کرتا ہے- بعض لوگوں نے اِن میں سے کسی ایک رُجحان میں جُستجو کر کے بڑی عظمت حاصل کی ہے''(۱۵)-

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اہلِ تصوّف نے فقط تخلیقِ کائنات کی ہی نہیں بلکہ خالق کی بھی شناخت حاصل کی ہے- برٹرینڈ رسل تو اِس حد تک قائل ہے کہ :

''اِس کائنات میں ہم ایک صوفی اور ایک سائنسدان میں حقیقی اتحاد دیکھتے ہیں' جو میرے خیال میں بالاترین اَوج پر ہوتے ہیں- گویا یہ بلند ترین مقام کا عالمِ فکر میں حاصل کر لینا ممکن ہے ''(۱۶)-

لیکن ہمارے نزدیک تو تصوف' علمِ طبیعیات سے بدرجہا لطیف تر ہے' کیونکہ اس کا وجدان سے تعلق ہے اور علمِ طبیعیات کا اس سے کوئی واسطہ بھی نہیں ہوتا-

تصوّف اسلامی میں آنحضرت ﷺ ایک کامل نمونہ ہیں- ان کی زندگی اور ارشادات میں رہبانیت کی کوئی علامت نظر نہیں آتی - حقیقت بھی یہی ہے کہ حقیقی اِسلامی تصوّف نے انسانی معاشرہ کی فلاح و بہبود کو ہمیشہ مدّ نظر رکھا ہے- اس طرح اِسلامی تصوف مسیحی رہبانیت اور ویدانتی تصوّف سے بالکل مختلف ہے جو غیر اسلامی ہی ہیں-

چنانچہ ایک مشہور امریکی مصنف میکائیل ایچ ھارٹ (Michael H. Hart) نے بھی اِس اَمر کو تسلیم کیا ہے کہ آنحضرت مُحمد ﷺ' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے برعکس دُنیا اور دِین کے رہبر تھے (۱۷)-

صُوفیائے اِسلام کے اوّلین گروہ میں اَصحابِ صُفّہ' خلفائے راشدین اور باقی اصحابہ کرام کا شمار ہوتا ہے- ان کے بعد جب خلافت اسلامی' امارت میں تبدیل ہو گئی تو دُنیوی بدعات

Marfat.com

بھی تدریجاً اسلامی معاشرہ میں وارد ہونا شروع ہو گئے۔ اس طرح مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی اور اس کے معمولات میں بھی رخنہ اندازی پیدا ہو گئی۔

صاحبِ رسالہ قشیریہ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ (ف۔۴۶۵ھ) لکھتے ہیں کہ جب بدعات کا زور ہو گیا تو اُن کے نتیجہ میں بہت سے فرقے ظاہر ہو گئے۔ اسی موقعہ پر ہی اھلِ سُنّت کے ایک طبقہ نے جو ہمیشہ ذِکرِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے ''اھلِ تصوف'' کی اِصطلاح پیدا کی۔ یہ دوم صدی ہجری کے اِختتام سے قبل کا زمانہ تھا (۱۸)۔ پس واضح ہو جاتا ہے کہ خلفائے راشدین کے دَور تک تصوف معنوی لحاظ سے موجود تھا اور دوسری صدی ہجری کے قریب معاشرے میں اِصطلاحاً بھی کارفرما ہو گیا۔

شیخ ابونصر سراج طُوسی رحمۃ اللہ علیہ (ف۔۳۷۸ھ) اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن حکیم میں مُقرِبُون' سَارعین الیٰ الخیرات' صَادقِین' قَانِتین' مُتوَکلین مُخلصِین' اَولیا' اَبرارا ورشَاھِدِین کے جوالفاظ موجود ہیں' وہ صوفیاء کے حق میں استعمال ہوئے ہیں (۱۹)۔

مولانا عبدالرحمٰن جامیؔ رحمۃ اللہ علیہ (ف۔۸۹۸ھ/۱۴۹۲ء) کے مطابق' وہ اوّلین شخصیت جنہیں صُوفی کا لقب دیا گیا' ابوالہاشم (ف۔۱۵۰ھ/۷۶۷ء) تھے (۲۰)۔

ڈاکٹر آر۔اے نکلسن (R.A.Nicholson) کی بھی یہی تحقیق ہے کہ سب سے پہلے صوفی کے نام سے ابوالہاشم کو پکارا گیا (۲۱)۔

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (ف۔بعد ۴۸۱ھ) کے مطابق:۔ ''مَن صفاہُ الحُبُ فَھُوصَافِ و مَن صَفاہُ الحَبیبَ فَھوَ صُوفی ''۔ جو محبت کے ذریعہ صاف ہوا' وہ صَافی ہوا' اور جو محبتِ حبیب میں محو ومُستغرق ہوا' وہ غیر محبوب سے بَری ہو کر صُوفی ہو گیا۔ اور بمُقتضاءِ لُغت اس اسم صوفی کا مشتق ہونا درست نہیں' اس لئے کہ لفظ صوفی معنی لغوی سے وَراء الوریٰ ہے۔ پس صوفی کے معنی صفا سے اظہر من الشّمس ہو گئے۔'' (۲۲)

بلکہ لفظ صوفی میں بھی صوفی کے اوصاف نہیں سما سکتے۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ مزید کہتے ہیں: ''صوفی وہ ہے جو اپنے وجود سے فانی ہو کر باقی بحق ہو گیا' قیدِ مزاج وطبائع سے آزاد ہو کر حقیقت حقائق کے ساتھ مل گیا۔'' (۲۳)

امام ابوبکر بن ابواسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''تعرف'' میں کہتے ہیں کہ چونکہ وہ (صوفیاء)

Marfat.com

صفات کے لحاظ سے اہلِ صُفّہ سے مُتّصِف تھے‘ اُن کا لباس اور ظاہری وضع بھی اَصحابِ صُفّہ کی طرح تھی‘ اسی لئے صُفیہ (صوفیہ) کہلائے گئے۔ (۲۴)

جناب طارق سلطان اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ افراد جو شعورِ کاملہ کے ساتھ حق تعالیٰ کے مشاہدہ کے بعد معرفت کا درس دیتے ہیں‘ صوفیائے کبار ہیں اور وہ (حضرت باھو) جذبہ اور عقل میں اتحاد کے قائل ہیں۔ (۲۵) اصل میں حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ میں تصوف ہمیشہ ''صَحو'' کے دائرہ میں آتا ہے جو بالکل درست سمت ہے۔

حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہ‘ العزیز (۱۰۳۹ھ-۱۱۰۲ھ) فرماتے ہیں:

''تصوف میں چار حَرف ہیں: ت-ص-و-ف-حرف ''ت'' سے تصرف ذاتی عمل میں لائے جانے سے مقصود ہے یعنی مولائے حقیقی کے راستہ میں اپنے آپ کو لگایا جائے‘ اپنا مال اور جان ارواح حضرت مُحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصرف میں لائے-حرف ''ص'' سے صراطِ مستقیم ''و'' سے مراد وعدہ خلافی سے اِجتناب اور ''ف'' سے فتح القلوب اور فنائے نفس حاصل ہو جائے‘ جو کوئی ان صفات سے مُتّصِف نہ ہو صاحبِ تصوُّف نہیں کہلا سکتا۔'' (۲۶)

دُنیائے اِسلام میں معروف صوفیائے مُتقدِمین:

حضرت خواجہ حَسن بَصری رحمۃُ اللہ علیہ	(ف: ۱۱۰ھ/۷۲۸ء)
حضرت حبیب عَجمی رحمۃُ اللہ علیہ	(ف: ۱۲۰ھ/۷۳۸ء)
حضرت دَاوٗد طائی رحمۃُ اللہ علیہ	(ف: ۱۶۵ھ/۷۸۱ء)
حضرت رابعہ بَصری رحمۃُ اللہ علیہا	(ف: ۱۸۵ھ/۸۰۱ء)
حضرت معروف کَرخی رحمۃُ اللہ علیہ	(ف: ۲۰۰ھ/۸۱۵ء)
حضرت حارث محاسبی رحمۃُ اللہ علیہ	(ف: ۲۴۳ھ/۸۵۷ء)
حضرت ذوالنُّون مِصری رحمۃُ اللہ علیہ	(ف: ۲۴۵ھ/۸۵۹ء)
حضرت سرّی سَقطی رحمۃُ اللہ علیہ	(ف: ۲۴۹ھ/۸۶۳ء)
حضرت بایزید بُسطامی رحمۃُ اللہ علیہ	(ف: ۲۶۱ھ/۸۷۴ء)
حضرت حمدون قصار رحمۃُ اللہ علیہ	(ف: ۲۷۱ھ/۸۸۴ء)

Marfat.com

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۲۸۳ھ/۸۹۶ء)

حضرت ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۲۸۶ھ/۸۹۹ء)

حضرت جُنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۲۹۷ھ/۹۰۹ء)

حضرت شیخ علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۳۲۲ھ/۹۳۳ء)

حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۳۳۴ھ/۹۴۵ء)

اور دُنیائے اِسلام میں یہ صوفیائے مُتاخرین بڑی شہرت کے حامل ہیں:

شیخ مُحمّد بن یحیٰی ابونصر سراج طوسی رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۳۷۸ھ/۹۸۸ء)

شیخ ابوطالب مکّی رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۳۸۶ھ/۹۹۶ء)

شیخ ابوعبدالرحمٰن السلمی رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۴۱۲ھ/۱۰۲۱ء)

شیخ ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۴۳۰ھ/۱۰۳۸ء)

شیخ ابوسعید ابی الخیر رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۴۴۱ھ/۱۰۳۹ء)

شیخ الاسلام شیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۴۸۱ھ/۱۰۸۸ء)

حُجّۃ الاسلام امام مُحمّد بن مُحمّد ابوحامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۵۰۵ھ/۱۱۱۱ء)

حکیم سنائی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۵۴۴ھ/۱۱۵۰ء)

شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی، غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۵۶۱ھ/۱۱۶۶ء)

شیخ فریدالدّین عطّار رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۶۱۸ھ/۱۲۲۱ء)

شیخ شہاب الدّین سُہروردی رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۶۳۲ھ/۱۲۳۴ء)

شیخ اکبر محی الدّین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۶۳۸ھ/۱۲۴۰ء)

مولانا جلال الدّین رُومی رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۶۷۲ھ/۱۲۷۳ء)

اب برِّصغیر پاکستان و ہند میں صوفیائے کرام کا تذکرہ ملاحظہ ہو، جن کی برکات اور مساعئ جمیلہ سے یہاں اِسلام کا نفوذ ہوا اور اخلاق و تزکیہ کی راہ قائم ہوئی۔

برصغیر میں صوفیائے مُتقدمین

اِس بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہتا جب تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ برِصغیر پاکستان و ہند میں مسلمانوں کے ورود سے قبل یہاں کے لوگ شائستہ تمدّن سے محروم تھے۔

Marfat.com

ہندوؤں میں نسلی اور گروہی امتیازات کے باعث عوام کی حالت اِس قدر ناگفتہ بہ تھی کہ اکثر باشندے اسفل السافلین کے مقام پر جاچکے تھے، صوفیائے کرام جب بلادِ اسلامیہ سے وارد ہوئے اور انہوں نے دِین کی تبلیغ شروع کی تو ہند کے ستم دیدہ اور پستی میں گڑھے ہوئے لوگوں نے اسلامی تعلیمات سے نجات کی خوشخبری اور فلاح کی زندگی پالی۔

پروفیسر محمد ایوب قادری نے بالکل درست کہا ہے کہ صوفیائے کرام محبت واتحاد کے مبلغ تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ہی عملی طور پر انسانیت کے اصولوں اور توحید کی تعلیم کو پیش نظر رکھا۔ اسی وجہ سے ہندوستان کے کفار گروہ در گروہ آ کر اسلام قبول کرنے لگے تھے۔ (۲۷)

جناب قاضی جاوید کے مطابق برصغیر پاکستان و ہند میں اسلامی تہذیب کی نشرو اشاعت تصوف کے ذریعہ سے ہی عمل میں آئی اور اس میں بھی کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ برِصغیر میں اسلام کی بیشتر اشاعت صوفیائے کرام کے سعیٔ جمیلہ سے ہوئی۔ (۲۸)

جناب فلپ کے ہٹی (Philip K. Hitti) بھی اپنی کتاب میں تسلیم کرتے ہیں کہ صوفیائے کرام نے جنوب مشرقی ایشیاء اور مرکزی افریقہ میں اسلام پھیلایا۔ (۲۹)

شیخ عبدالحق مُحدّث دہلوی (ف: ۱۰۵۲ھ) بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں: ''دِیارِ ہندوستان (پاکستان و ہند) عارفین ومحبان و دوستان خاص کا مقام ہے'' (۳۰)

یہ امر بڑا تعجب انگیز ہے کہ عرب میں طلوعِ اسلام کے ساتھ ہی اُس کے نُور کی کرنیں فوراً ہی پاکستان و ہند پر پڑنے لگیں۔ پہلی صدی ہجری سے ہی مسلمان صوفیاء اور درویش برصغیر میں آنا شروع ہوگئے تھے۔ ان میں سے بعض تو یہاں پر ہی پیدا ہوئے اور بعض دیگر اسلامی ممالک سے آئے پھر یہاں پر ہی رہائش پذیر ہوگئے۔ ذیل میں اسی بارے میں ہی مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت مغیرہ بن ابی العاص رضی اللہ عنہٗ :-

یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابی تھے جو سال پندرہ ہجری کو حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کے زمانہ میں صحابہ کرام پر مشتمل مجاہدین کے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوئے اور انہوں نے سندھ میں برصغیر کو شرف قدوم بخشا (۳۱)۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہٗ :-

شاہ محمد کبیر داناپوری کے مطابق آپ ستائیس ۲۷ ہجری کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

زمانہ خلافت میں ایک سالارِ قافلہ کی حیثیت سے سمندری راستہ سے ہند بھیجے گئے تھے۔ دَکن کے مشرق میں آپ مالا بار پہنچے۔ اسی نواح کے شہر کالی کٹ کے راجہ زمورن نے آپ کے گروہ میں آ کر اسلام قبول کیا۔ راجہ زمورن نے اقرار کیا کہ اُس نے شہر کے دوسرے افراد کے ہمراہ شق القمر کا معجزہ دیکھا تھا (۳۲)۔

حضرت تاعر بن دعر رضی اللہ عنہ :-

آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ خلافت میں اڑتیس ۳۸ ہجری کو برصغیر میں آ کر جہاد کیا (۳۳)۔

حضرت حارث بن مرّہ رضی اللہ عنہ :-

سال ۳۹ ہجری کو زمانہ خلافتِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ نے جہاد میں حصہ لیا اور خراسان سے مکران (وادی ہلمند) تک ملک فتح کیا اور ان علاقوں کو نُورِ اسلام سے منوّر کیا (۳۴)

حضرت رُقیہ بنت اَمیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ :- (ورود پاکستان وھند سال ۶۱ ھجری)

حضرت رُقیہ المعروف بی بی حاج (رضی اللہ عنھا) جو حضرت مُسلم رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ (جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بھائی تھے) کی بیٹیوں حضرت بی بی تاج، حضرت بی بی حُور، حضرت بی بی نُور، حضرت بی بی گوہر اور حضرت بی بی شاہباز کے ہمراہ امام عالی مقام حضرت حسین علیہ السلام کے فرمان پر پاکستان و ہند میں وارد ہو کر لاہور پہنچیں۔ وہ ''بیبیاں پاک دَامن'' کے نام سے وہاں مشہور قبرستان میں مدفون ہیں۔ ہندو راجے حضرت بی بی رُقیہ کی کرامات سے مسلمان ہوئے اور لاہور میں (آج کل ایمپریس روڈ پر) اُن کی خانقاہ فیض وعرفان اور رُشد وہدایت کا ایک گوشۂ عافیت بن گیا تھا۔ ہزاروں ہندو مسلمان ہوئے اور سینکڑوں مسلمان وہاں سے حافظِ قرآن ہو کر نکلے (۳۵)۔

سیّد محمد لطیف مُورخ لاہور کو بھی اِس بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ ان کے مطابق سلطان محمود غزنوی نے خانقاہِ پاکدامن کے گرداگرد خوبصورت کمروں اور برامدوں کا اضافہ کردیا تھا۔ (۳۶)

حضرت محمد بن قاسم بن عقیل الثقفی رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۹۶ھ)

اس مردِ مجاھد نے ۹۳ ہجری میں سندھ کو فتح کیا اور دیبل پر اسلام کا پرچم لہرایا (۳۷)

میر محمد معصوم (۹۴۴ھ/۱۰۱۹ھ) کے مطابق محمد بن قاسم رحمتہ اللہ علیہ ۹۲ ہجری کو عازم سندھ ہوئے

Marfat.com

تھے(۳۸)۔ محمد بن قاسم کے فیضانِ قدوم سے ہی برصغیر میں مسلمانوں کے پاؤں مضبوط ہوئے اوران کو مستحکم مواقع حاصل ہوئے۔

حضرت مولانا اسلامی رحمتہ اللہ علیہ :- (قرن اوّل ہجری)

محمد عبدالعلیم ندوی کے مطابق وہ دیبل کے باشندے تھے اور محمد بن قاسم ثقفی کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا تھا۔ اسی بزرگ نے راجہ داھر کے دربار میں اسلام کی خوبیاں بیان کی تھیں (۳۹)۔

حضرت عبدالرحمٰن بن العباس الہاشمی رحمتہ اللہ علیہ (قرنِ اوّل ھجری) :

جناب محمد اسحاق بھٹی لکھتے ہیں کہ وہ ایک جلیل القدر تابعی تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن ہاشمی نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے علمِ حدیث حاصل کیا تھا(۴۰)۔ اِبن اثیر ابوالحسن علی بن محمد بن محمد (ف: ۶۳۰ھ) کے مطابق وہ ایک پارسا اور محدّث بزرگ تھے، جنہوں نے عرب سے ہجرت کی اور سندھ آ کر آخر عمر تک بسر کی (۴۱)۔ علامہ ابوجعفر محمد بن جریر (ف: ۳۱۰ھ) صاحب تاریخ طبری نے اُن کے واقعات ۸۴ ہجری کے تحت لکھے ہیں (۴۲) جدید تحقیق کے مطابق آپ پیر عبدالرحمٰن ھاشمی المطلبی تھے جو عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ھاشمی کے فرزند تھے۔ گویا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے چچا حارثؓ کی اولاد سے ہیں۔ حجاج کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر بعض خاندان بنی ھاشم جھنگ (جو ان دنوں وادی سندھ میں شمار ہوتا تھا) کو حجرت کر کے آئے تھے۔ انہیں میں عبدالرحمٰن بن عباس ھاشمی راجہ سِل کے قلعہ زرور کے علاقہ میں آ کر آباد ہوئے۔ راجہ سے اس کے مظالم کے خلاف جنگ کر کے اسے شکست بھی دی اور پھر یہ آبادی خود ان کے نام سے یعنی (پیر) عبدالرحمٰن سے موسوم ہوگئی۔ ان کے مزار پر خود حضرت سلطان باھوؒ نے آ کر زیارت اور چلہ کشی بھی کی (۴۲الف)۔

حضرت ابوشبیہ جوھری رحمتہ اللہ علیہ (قرنِ اوّل ہجری) :

آپ کا نام ونسب یُوسف بن ابراہیم القیمی الواسطی اور کنیّت ابوشبیہ تھی۔ حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن الحجر العسقلانی (ف: ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ آپ فضلائے تابعین میں سے پہلی صدی ہجری کے نامور محدّثین میں سے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (صحابی و خادم رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے شرفِ تلمذ اور باطنی فیضان حاصل کیا (۴۳)۔

آپ نے عرب سے وَارِدِ سندھ ہو کر سال ۹۳ھ کو جہاد میں شرکت کی۔

Marfat.com

حضرت زائد بن عُمیر طائی کُوفی رحمتہ اللہ علیہ (قرن اوّل ہجری)

''فقہائے ہند'' کے مصنف مولانا محمد اسحاق بھٹی متفق ہیں کہ حضرت زائد کوفی رحمتہ اللہ علیہ کا تعلق قبیلہ طی سے تھا- آپ کا شمار قرنِ اوّل کے بزرگ تابعین میں ہوتا تھا- آپ نے علمِ حدیث جلیل القدر اور اکثر الروّایت صحابہ کرام سے حاصل کیا' جیسے حضرت عبداللہ بن عباس' عبداللہ بن عمر' جابر عبداللہ' ابوھریرہ' اور نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم (۴۴) علامہ عبدالحیٔ لکھنؤ ی کے مطابق آپ بڑے صاحبِ ریاضت و عارف محدّث بزرگ تھے- سال ۹۶ھ میں ملتان کے جہاد میں شہید ہوئے- (۴۵)

قرنِ دوم

حضرت حیدان سِندھی رضی اللہ عنہا :

برِ صغیر کے لئے یہ امر باعث فخر ہے کہ ایک سندھی خاتُون حیدان کا نکاح حضرت سیدنا علی بن حُسین بن علی ابن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے ہوا- علامہ ابوجعفر محمد بن جریر الطبری (ف: ۲۳۰ھ) قاضی اطہر مُبارکپوری اور علامہ ابوالحسن بن محمد بن محمد (ف: ۶۳۰ھ) مصنف کتاب ''الکامل فی التاریخ'' کے مطابق مذکورہ سندھی خاتُون کے بطن مبارک سے سیدنا علی (زین العابدین) کے دو بیٹے سیدنا امام زید بن علی و سیدنا عمر بن علی (رضی اللہ عنھما) کی ولادت ہوئی (۴۶) علامہ ابن عساکر (ف ۴۹۹ھ) کو بھی اس بارے میں اتفاق ہے کہ سیدنا زید بن علی و سیدنا عمر بن علیؓ ماں کی طرف سے سندھی النسل تھے (۴۷)۔

حضرت عُمرو بن مُسلم الباھلی رحمتہ اللہ علیہ :-

مولانا عبدالحی ابن فخر الدّین الحسینی (ف: ۱۳۴۱ھ) کے مطابق حضرت عمرو تبعِ تابعی اور حدیث کے ثقہ راوی ہوئے ہیں- اس مردِ نکوکار و پرہیز گار کو محمد بن قاسم کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے سندھ کا حاکم مقرر کیا تھا (۴۸)۔ اس بزرگ کے تبلیغ و ارشاد سے ہندوؤں کے کئی راجے مُسلمان ہوئے اور انہوں نے اسلامی طرزِ زندگی اختیار کرلی تھی-

حضرت عبداللہ بن محمّد (بن عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب رحمتہ اللہ علیہما) :-

علامہ ابوجعفر محمد بن جریر (ف: ۳۱۰ھ) کے مطابق حضرت عبداللہ اپنے والد کے حق

Marfat.com

خلافت کے لئے چونکہ خلیفہ منصور سے مُخالفت اختیار کر چکے تھے' اس لئے وہ سندھ کو چلے آئے۔ ان کے گرد چار سو مشائخ اور علمائے زیدیہ (۴۹) جمع ہو گئے تھے (۵۰)۔

السِندی بن شماس رحمتہ اللہ علیہ :-

ڈاکٹر مولوی محمد قاسم عینی کی تحقیق کے مُطابق آپ کا شمار سندھ کے قدیم مُحدثین میں ہوتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد سندھ سے ہجرت کر کے بصرہ میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ حضرت عطاء بن ابی ریاح اور حضرت امام محمد بن سیرینِ (ف: ۱۱۰ھ) سے علمِ حدیث اور اس کی سماعت کا فیضان حاصل کیا (۵۱)۔

حضرت اسرائیل بن مُوسیٰ رحمتہ اللہ علیہ :-

علامہ عبدالحیٔ الحسنی (ف: ۱۳۴۱ھ) کے مُطابق آپ بصرہ کے باشندہ تھے اور برصغیر پاکستان و ہند میں اکثر آیا کرتے تھے' جس کی وجہ سے ''الھِندی'' کہلائے گئے۔ برصغیر میں ان کی آمد و رفت تجارتی مقاصد کے لئے ہوا کرتی تھی۔ حدیث کی تعلیمات انہوں نے جلیل القدر آئمہ حدیث' ثقہ تابعین حضرت امام حسن بصری (ف: ۱۱۰ھ) امام محمد بن سیرین (ف: ۱۱۰ھ) اور وھب بن منبہ (ف: ۱۱۴ھ) جیسے اصحاب سے حاصل کیں۔ امام سُفیان بن سعید الثوری (ف: ۱۶۰ھ)' امام سفیان بن عینیہ ہلالی (ف: ۱۹۸ھ)' حُسین بن علی الجعفی (ف: ۲۰۳ھ) اور یحیٰ بن قطعان (ف: ۱۹۸ھ) نے آپ جیسے عالم' عارف اور مُحدث سے اکتسابِ فیض کیا (۵۲)۔ بلکہ امام ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بُخاری (ف ۲۵۶ھ) کتاب ''جامع بُخاری'' میں اور امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی (ف: ۳۰۳ھ) ''سُنن نسائی'' میں حضرت اسرائیل بن مُوسیٰ کو دو وسیلوں سے ان کے شیخ اور اُستاد بھی گردانتے ہیں (۵۳)۔

شیخ ابو عبداللہ محمد بن سعد (ف: ۲۱۰ھ) کے مُطابق اُن کا سالِ وصال ۱۳۰ھ ہے (۵۴)۔

حضرت شیخ ابو حفص ربیع بن صبیح رحمتہ اللہ علیہ (ف ۱۶۰ھ):-

حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن الحجر عسقلانی (ف: ۸۵۲ھ) کے مُطابق آپ کی کُنیت ابو حفص اور نام و نسب ربیع بن صبیح البصری السِندی ہے' کُنیت ابو بکر تھی۔ قبیلہ بنی سعد سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے (۵۵)۔

مولانا رحمٰن علی' صاحب تذکرۂ علمائے ہند' مولانا محمد اسحٰق مُصنف کتاب فُقہائے ہند' علامہ عبدالحیٔ الحسینی مصنف نُزھتہ الخواطر' اور مولانا غلام علی آزاد بلگرامی صاحب کتاب ماثر الکرام'

Marfat.com

اس امر پر مُتفق ہیں کہ شیخ ابو حفص کا شمار برصغیر پاکستان و ہند کے صوفیاء میں ہوتا ہے' کیونکہ وہ بصرہ سے ہجرت کر کے سندھ میں داخل ہوئے تھے' اور سندھ کے جزیروں میں سے کسی ایک کے نواح میں فوت ہو کر وہیں مدفون ہوئے' جس کا ابھی تک پتہ نہیں کیا جاسکا (۵۶)۔

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ علمائے اصول اور آئمہ حدیث ابو حفص کی صداقت' عدالت' ثقاہت' صالحیت اور تقویٰ کے مداح ہیں (۵۷)۔

قرنِ سوم

شیخ سندھی بن عدویہ رازی رحمتہ اللہ علیہ :-

علامہ ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی (ف: ۳۲۷ھ) کہتے ہیں کہ آپ کا نام سہل بن عبدالرحمٰن ہے- کنیت ابو الہیثم کلبی ہے- وہ ہمدان اور قزوِین میں قاضی کے عُہدہ پر رہے (۵۸)۔ علمِ حدیث کے اکتساب کے لئے شیخ سندھی نے عراق اور مدینہ مُنورہ کے مشائخ سے استفادہ کیا- ڈاکٹر محمد اسحٰق کے مُطابق مورخین شیخ سندھی کو حدیث کے مُتقدمین ثقہ راویوں میں شُمار کرتے ہیں (۵۹)۔ ڈاکٹر محمد قاسم عینی نے اپنے مقالہ میں ان کی وفات ۲۱۵ھ تا ۲۲۵ھ کے سالوں میں قرار دی ہے (۶۰)۔

شیخ عَباس بن السندی رحمتہ اللہ علیہ :-

قاضی ابوالمعالی اطہر مُبارک پوری' شیخ کو سندھ کے باشندوں میں شُمار کرتے ہیں۔ (۶۱) ترجموں کی کتابوں میں شیخ کی بیان کردہ حدیثیں کافی تعداد میں ملتی ہیں-

شیخ ابو حامد رجاء السندی رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۲۲۱ھ)

ڈاکٹر محمد اسحاق کے مُطابق شیخ رجاء تیسری صدی ہجری کے راوِیانِ حدیث میں سے تھے- وہ بنو حنظل نامی ایک غُلام کے بیٹے تھے- اُن کے والدین سندھ کے جنگی قیدیوں کے ساتھ عرب لے جائے گئے (۶۲)۔

بہر حال شیخ ایک امامِ عصر اور اُستادِ حدیث تھے- حافظ ابن حجر عسقلانی (ف: ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ امام ابو حاتم رازی کے مطابق شیخ رجاء ایک راستباز انسان تھے- علامہ ابن حبان نے اُن کو بڑے معتمد لوگوں میں شُمار کیا ہے- امام حاکم محمد بن عبداللہ (ف: ۴۰۵ھ) کہتے ہیں کہ رجاء

Marfat.com

بڑے مُحکم اور امین محدثین میں سے گزرے ہیں اور ان کے پسماندگان میں سے حُفاظ اور مُحدّثین چلے آئے ہیں (۶۳)۔

شیخ خلف بن سالم الحافظ رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۱۶۱ھ - ۲۳۱ھ)

حَسب وَنسب کے لحاظ سے آپ سِندھی تھے اور بغداد میں مخرمی کے سکونت پذیر تھے۔ ڈاکٹر مُحمد اسحٰق کے مطابق مخرمی، بغداد کا ایک محلہ ہے جس میں شیخ زندگی بسر کر رہے تھے (۶۴)۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی (ف: ۸۵۲ھ) ایک حدیث کی کتاب بنام "مسند" اُن سے منسوب کرتے ہیں (۶۵)۔ علامہ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب بغدادی نے اُن کی بیان کردہ چند حدیثیں نقل کی ہیں (۶۶)۔

شیخ ابو عبد الملک محمد بن ابی معشر رحمتہ اللہ علیہ :- (۱۶۵ھ - ۲۴۷ھ)

محمد اسحٰق بھٹی کے مطابق آپ ابو معشر نجیح بن عبد الرحمٰن المدنی تابعی سندھی کے فرزند تھے جو سندھ میں حدیث کے معروف اُستاد ہوئے ہیں (۶۷)۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (ف: ۲۷۹ھ) اور علامہ ابو بکر احمد بن علی الخطیب بغدادی (ف: ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ اُنہوں نے بہت سی اَحادِیث بیان کی ہیں (۶۸)۔

شیخ ابو حمزہ رحمتہ اللہ علیہ :- (زمانہ: ۲۲۰ھ)

وہ سندھی تھے اور اصفہان میں سکونت پذیر تھے۔ قاضی اطہر مُبارکپوری اُنہیں سندھ کے باشندوں میں ہی سمجھتے ہیں (۶۹)۔ وہ اصفہان میں حدیث کا درس دیا کرتے تھے (۷۰)۔

شیخ ابو نصر سندھی رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۲۷۵ھ)

امام ابو سعید بن ابو بکر محمد سمعانی (ف: ۵۶۲ھ) لکھتے ہیں کہ اُن کی کُنیت ابو نصر تھی اور اس بزرگ ہستی کا نام ونسب فتح بن عبد اللہ سندھی تھا۔ وہ حسن بن حکم کی اولاد کے ایک آزاد کردہ غلام تھے (۷۱)۔ تاریخ وتراجم کے عُلماء نے اُن کو سندھ کے مُحدّثین میں سے بھی شُمار کیا ہے (۷۲)۔

شیخ احمد بن سندھی رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۲۷۵ھ)

قاضی اطہر مُبارک پُوری اور علامہ ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی نے اس عالم شخصیت کا نام ونسب شیخ احمد بن سندھی بن فروح مطرز بغدادی لکھا ہے (۷۳)۔ "رجالُ السِّند و الہند" "انڈیاز کنٹری بیوشن ٹو حدیث" اور "تاریخ الحدیث" جیسی کتابوں کے مُصنّفین نے اُنہیں

Marfat.com

سندھ کے مُحدّثین کے زمرہ میں لکھا ہے(۷۴)۔ڈاکٹر محمد اسحٰق کے مطابق چونکہ اُن کا پیشہ کپڑے سلائی کرنے کا تھا' اِسی بنا پر ''مطرز'' مشہور ہوئے(۷۵)۔

شیخ القاسم بن العباس رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۲۷۸ھ)

ڈاکٹر مُحمد اسحٰق لکھتے ہیں کہ شیخ قاسم' حضرت ابو معشر نجیح بن عبدالرحمٰن کے خالہ زاد تھے' جو سندھ میں حدیث کے امام مشہور تھے(۷۶)۔امام ابو بکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی (ف: ۴۶۳ھ) نے لکھا ہے کہ شیخ موصوف معتمد راوی' زاھد اور فقیہ ہونے میں اعلیٰ مدارج پر فائز تھے(۷۷)۔ڈاکٹر محمد اسحٰق اِس اَمر پر مُتفق ہیں کہ وہ ایک صُوفی صافی' راویٔ حدیث' فقیہ اور عالمِ تصوّف تھے(۷۸)۔

شیخ دَاوٗد بن محمد رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۲۸۰ھ)

امام ابو بکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی (ف:۴۶۳ھ) کے مُطابق شیخ موصوف' شیخ بن ابی معشر نجیح بن عبدالرحمٰن سندھی کے فرزند تھے(۷۹)ڈاکٹر محمد اسحٰق اور مولانا امیر احمد مخدوم عباسی کو اِتفاق ہے کہ وہ شیخ عالی مقام' سندھ کے فقہائے مُحدّثین میں سے تھے(۸۰)۔

شیخ جیش بن سندھی رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۲۸۰ھ)

ڈاکٹر محمد اسحٰق کے مطابق وہ مردِ عارف سندھ کے مشائخ میں سے تھے(۸۱)۔

شیخ ابو موسیٰ دیبلی رحمتہ اللہ علیہ :-

علامہ ابو الفرج بن علی ابن جوزی (ف: ۵۹۷ھ) کے مُطابق وہ شیخ عارف' شیخ المشائخ سیدنا سُلطان ابو یزید طیفور بن عیسیٰ بُسطامی رحمتہ اللہ علیہ (ف:۲۶۱ھ) کے خواھرزاد تھے (۸۲)۔علامہ عبدالعلیم ندوی کی تحقیق کے مطابق اِس عالی صفات بزرگ کا خاندان دیبل (سندھ) سے بغداد کو مُنتقل ہوگیا تھا(۸۳)۔

شیخ ابن ابی شوارب رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۲۸۳ھ)

قاضی اطہر مُبارکپوری کے مطابق شیخ ابن ابی شوارب کا نام شیخ مُحمد بن عبدالمالک تھا' جو عرب کے اُن آئمہ حدیث اور فاضل لوگوں میں سے تھے جو سندھ میں آ کر سکونت پذیر ہوئے(۸۴)۔

Marfat.com

قرنِ چہارم

شیخ ابو جعفر مُحمد بن اِبراھیم رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۳۲۲ھ)

مخدوم امیر احمد عباسی لکھتے ہیں کہ اُن کی وِلادت شہر دیبل (سِندھ) میں ہوئی (۸۵)۔ ''جزء دیبلی'' اُن کی تصانیف میں سے ایک ہے۔ مولانا عبدالشھید نُعمانی لِکھتے ہیں کہ مذکورہ کتاب میں حضرت عُمرو بن حزم صحابی (رضی اللہ عنہ) کی روایت کی گئی' احادیث جمع ہوئی ہیں۔ اُن میں آنحضور ﷺ کے پچیس مکتوبات اور ایک ہدایت نامہ حضرت عمرو بن حزم کے نام موجود ہے۔ وہ ہدایت نامہ حضرت عمرو بن حزم کو اُس وقت بھیجا گیا تھا' جب وہ یمن میں حاکم متعین ہوئے تھے (۸۶)۔
قاضی اطہر مبارکپوری کے مطابق شیخ ابو جعفر کی تمام زندگی مَکّہ مکرمہ کے قُرب میں ہی بَسر ہوئی (۸۷)۔

شیخ ابوالعباس احمد بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۳۴۳ھ)

جناب عبدالعلیم ندوی' مُحمد اسحٰق بھٹی اور قاضی اطہر مُبارک پوری کے مطابق شیخ عارف باصفا تھے اور اُن کا شمار زُھاد' مُحدّثین' اور مَردانِ کاملین میں تھا۔ وہ تارکِ دُنیا' طالب مولیٰ' خُدا ترس اور خُدا رسیدہ انسان تھے۔ اُن کی سراسر زندگی فقر و عبادت اور زُھد و رِیاضت میں بسر ہوئی۔ فطرتاً سادہ مزاج اور پشمینہ پوش تھے۔ اکثر ننگے پاؤں رہا کرتے تھے۔ اسی لئے وہ ''الزّاھد'' کے لقب سے مشہور ہوئے (۸۸)۔ امام ابوسعید عبدالکریم بن ابی بکر محمد اسمعانی رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۵۶۲ھ) لکھتے ہیں کہ وہ شیخ باکمال سندھ سے ہجرت کرکے نیشاپور میں رہائش پذیر ہوئے اور اُن کا مزار حیرہ میں ہے (۸۹)۔

شیخ علی بن موسیٰ دیبلی رحمتہ اللہ علیہ :-

مولانا عبدالعلیم ندوی' صاحبِ تذکرۂ عُلمائے دیبل' قاضی اطہر مُبارکپوری مُصنفِ ''رجالِ السِند والہند'' و ''حکومت ہائے اعراب در ہند'' اور پروفیسر محمد اسلم مُصنف کتاب ''سرمایۂ عُمر'' مُحقق ہیں کہ وہ شیخ عالی مرتبت چوتھی صدی کے دیبل (سندھ) کے مشاہیر و مشائخ میں سے تھے (۹۰)۔

Marfat.com

شیخ ابو جعفر عبداللہ ابن بویہ رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۳۵۰ھ)

شاہ عبدالعزیز مُحدّث دِہلوی (ف: ۱۲۳۹ھ) کے مُطابق شیخ ابو جعفر کی شہر منصورہ (سندھ) میں بُود و باش تھی اور ایک جامع مسجد میں خطیب تھے (۹۱)۔ پروفیسر محمد اسلم کی تحقیق کے مطابق وہ بڑے ثقہ محدّثین اور سندھ کے مشاہیر میں سے تھے (۹۲)۔

شیخ ابو العباس مُحمّد الدیبلی الوراق رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۳۵۴ھ)

قاضی اطہر مُبارکپوری لکھتے ہیں کہ وہ عالی مقام شخصیّت، عالِم باعمل اور زاھدِ بے مِثل تھے۔ وہ اُنہیں ثقہ مُحدّثین اور زھادِ مُتقین میں گردانتے ہیں (۹۳)۔ مولانا عبدالعلیم ندوی لکھتے ہیں کہ اُن کا پیشہ چونکہ سوداگری اور تجارت تھا' اسی بنا پر وہ ''وراق'' کہلائے گئے (۹۴)۔

شیخ ابوبکر احمد بن سِندھی رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۳۵۹ھ)

اِمام ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی (ف: ۴۶۳ھ) کو پورا اِعتماد حاصل ہے کہ شیخ علمِ حدیث' زُھد' عمل وعبادت اور رِیاضت میں معروف تھے (۹۵)۔

شیخ عبدالرحیم دیبلی رحمتہ اللہ علیہ :-

ڈاکٹر مولوی مُحمّد قاسم عینی کے مطابق شیخ' دیبل (سندھ) کے مشائخِ کبار اور فاضل مُحدّثین میں سے تھے (۹۶)۔

قرنِ پنجم

حضرت امیر مسعود بن سپہ سالار ساھون رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۴۰۵ھ-۴۲۴ھ)

آپ امیر عطاء اللہ علوی کے فرزند تھے۔ سلسلۂ نسب حضرت مُحمّد بن حَنفِیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو جا پہنچتا ہے۔ شیخ عبدالرحمن چشتی کے مطابق اُن کی والدہ ستر معالی سُلطان محمود غزنوی کی ہمشیرہ تھیں۔ اُن کی وِلادت اَجمیر میں ۴۰۵ھ کو ہوئی۔ تمام غزوات میں سُلطان محمود غزنوی کے ہمرکاب رہے۔ وہ ''بالا پیر'' کے لقب اور ''مسعود غازی'' کے نام سے مشہور ہوئے۔ خواجہ ابو محمد چشتی (ف: ۴۲۱ھ) حضرت امیر مسعود کے معاصرین میں سے تھے۔ زندگی جہادِ اکبر اور جہادِ اصغر کی ادائیگی میں بسر ہوئی۔ مخلوقِ خُدا کو علم وحقائقِ معرفت میں آگاہی دیا کرتے تھے۔ ۴۲۴ھ میں شہید ہوئے اور بھڑائچ میں دفن ہوئے (۹۷)۔

Marfat.com

حضرت شیخ اسماعیل لاہوری رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۴۴۸ھ)

مولوی رحمٰن علی نے ''تذکرہ عُلمائے ہند'' میں لکھا ہے کہ شیخ اسمٰعیل رحمتہ اللہ علیہ بخارا کے سادات میں سے تھے اور ۳۹۵ھ/۱۰۰۴ء کو لاہور میں وَارِد ہوئے (۹۸) مولوی رحمٰن علی نے مزید لکھا ہے کہ وہ ایک مُحدث اور مُفسّر تھے۔ ہزاروں لوگ شیخ کی مجالس وَعظ میں مُشرف با اِسلام ہوئے (۹۹)۔ مولوی نُور احمد چشتی کے مُطابق شیخ ایک وَلی اللہ تھے اور اُن کا عُرس ۲۷ ررجب کو منعقد ہوتا ہے (۱۰۰)۔

حضرت شیخ ابوالحسن علی ھجویری رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۴۰۰ھ - ۴۸۱ھ) (۱۰۱)

''بزمِ صوفیہ'' کے مُصنف سید صباح الدّین کے مُطابق حضرت علی ہجویری نے مسلکِ جُنیدیہ میں حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی (ف: ۴۶۰ھ) کے دَستِ مبارک پر بیعت کی اور کسبِ فیض حاصل کیا (۱۰۲)۔ ڈاکٹر محمد شفیع لاہوری (ف: ۱۹۶۳ء) کے خیال میں حضرت علی ہجویری کی لاہور میں تشریف آوری ۴۶۰ھ کے لگ بھگ دُرست نظر آتی ہے (۱۰۳)۔ لاہور میں آپ کا مزارِ مُبارک مرکزِ تجلّیات اور مرجعِ خَلائق ہے۔

تصانیف :-

دِیوان:	یہ شعری خزانہ نایاب ہو چکا ہے۔
کتابِ فناو بقا:	فناو بقا کے مسئلہ پر ہے۔
اسرار الخلق والمونات:	آداب کے باب میں ہے۔
الرّعایت بحقوق اللہ تعالیٰ:	مَسائلِ تَوحید پر ہے۔
کتاب البیان لاھل العیان:	جمع اور تفرقہ کے مفہوم میں بیان ہوا ہے۔
نحو القلوب:	اتحاد (جمع) کے مسئلہ پر ہے۔
مِنہاج الدّین :	طریقت وتصوّف، اَصحابِ صُفّہ کے مناقب اور حُسین بن منصور حلاج کی سیرت پر ہے۔
ایمان:	مشائخ کے اعتقادات کے اثبات میں ہے۔
شرح کلامِ منصور	
کشف المحجوب	تصوّف وسلوک پر ہے۔

Marfat.com

قرنِ ششم

حضرت شاہ بدیع الدّین مدار رحمۃ اللہ علیہ :- (۴۴۲ھ - ۵۲۸ھ)

ولیٔ زمان، پیشوائے کاملین حضرت شاہ مدار حلب میں پیدا ہوئے- آپ کے والد کا نام سیّد علی تھا- حضرت طیفور شامی رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان (باطنی) پر پاکستان و ہند میں آئے- تین بار حج کی سعادت حاصل کی اور بالاخر ہند میں مکھن پور قیام اختیار کرلیا- اُردو کی ضرب المثل " مَرے کو مارے شاہ مدار" اُنہیں سے متعلق مشہور ہے- اگر سالک مقامِ فنا کو پہنچ چکا ہو تو شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ اُس کو مقامِ فنا دَر فنا کو پہنچا دیتا ہے(۱۰۴)-

حضرت سید احمد المعروف سخی سَر وَر رحمۃ اللہ علیہ :- (ف: ۵۷۷ھ)

مولوی نُور احمد چشتی کے مطابق سید احمد، سید زین العابدین کے فرزند تھے، اور عرب سے وارد ہوئے- ملتان کے قُرب و جوار میں سکونت پذیر ہوئے- حضرت خواجہ مودود چشتی (۵۲۷ھ) سے بیعت ہوئے- حضرت خواجہ بہاء الدّین ملتانی سے بھی کسبِ فیض پایا(۱۰۵)- آپ کا مزار "سخی سرور" کے مقام پر ڈیرہ غازی خان کے قریب مرجعٔ خلائق ہے-

قرنِ ہفتم

حضرت شاہ حُسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ :- (ف: ۶۰۴ھ)

مولوی نُور احمد چشتی کے مطابق وہ صاحب کرامت بزرگ ۵۹۷ھ میں حضرت سیّد یعقوب زنجانی (ف: ۶۰۴ھ) جو صدر دیوان کے نام سے مشہور تھے، کے ہمراہ لاہور پہنچے(۱۰۶)- حامد بن فضل اللہ جمالی کے مطابق حضرت مُعین الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۶۳۲ھ) نے بھی لاہور میں شاہ حُسین زنجانی سے ملاقات کی تھی (۱۰۷)-

حضرت خواجہ عُثمانی ہارونی رحمۃ اللہ علیہ :- (ف: ۶۱۷)

مفتی ولی محمد ٹونکی نے اِس طرح لکھا ہے کہ ان ولی کامل اور صُوفیٔ اکمل کا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے گیارہ واسطوں سے سلسلۂ نسب جا ملتا ہے- آپ کی جائے ولادت ہارون

Marfat.com

(خُراسان) نزدنیشاپور تھا- روزانہ ایک ختم قُرآن شریف کرلیا کرتے تھے- ستر سال تک باکثرت ریاضت کی- آپ کے مُرشد حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ تھے (۱۰۸)- حضرت مُعین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ (ف:۶۳۲ھ) کو ھارون (نزدنیشاپور' خراسان) میں بیعت فرمایا (۱۰۹) آپ نے برِصغیر پاکستان و ہند کو اپنے مبارک قدموں کا شرف بخشا اور آخر عمر میں مکہ مُعظمہ چلے گئے اور وہاں پر ہی وفات پائی-

حضرت شیخ جلال تبریزی رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۶۲۲ھ)

حضرت شیخ' اُن اوّلین صُوفیاء میں سے ہیں جو مُسلمانوں کی حکمرانی کے دوران بنگال میں آئے- آپ کی جائے وِلادت تبریز ہے- پہلے شیخ ابوسعید تبریزی اور بعد میں حضرت شیخ شہاب الدّین سہروردی (رحمتہ اللہ علیھما) کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے- آپ سلطان شمس الدّین التمش کے عہد (۶۰۷ھ-۶۲۳ھ) میں دہلی آئے- اعجاز الحق قدوسی کے مطابق حضرت بہاؤ الدّین زکریا سُہروردی رحمتہ اللہ علیہ (ف: ۶۶۶ھ) اور حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ (ف:۶۳۴ھ) سے آپ کی ملاقات کا ثبوت ملتا ہے- بدایون سے بنگال آئے اور دیوہ محل (بنگال) میں خانقاہ کی بنیاد رکھی- نہایت پاک باطن اور صاحب کرامات تھے (۱۱۰)

حضرت خواجہ مُعین الدّین حسن سجزی چشتی رحمتہ اللہ علیہ :- (۵۳۴ھ - ۶۳۲ھ)

حامد بن فضل اللہ جمالی (ف:۹۴۲ھ) کے مطابق خواجہ معین الدّین محمد محبوب اللہ' سجستان کے علاقہ میں بمقام سنجر (سجز) متولد ہوئے (۱۱۱)- سیّد صباح الدّین اپنی کتاب ''بزمِ صُوفیہ'' میں لکھتے ہیں کہ آپ بلند مرتبہ خواجہ ہی برصغیر پاکستان و ہند میں سلسلہ ٔچشتیہ کے بانی ہوئے اور بیعت و اِرشاد حضرت شیخ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ (ف:۶۱۷ھ) سے قصبہ ھارون (نیشاپور) میں حاصل کیا جیل کے مقام پر آپ نے حضرت شیخ محیٔ الدّین سیّد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ' (ف:۵۶۱ھ) سے شرفِ ملاقات حاصل کی اور نیاز آگین ہوئے- شیخ عبدالحق محدّث دِہلوی (ف:۱۰۵۲ھ) کے مطابق سلطان شہاب الدّین غوری (۵۶۹ھ - ۶۰۲ھ) حضرت شیخ سنجری کے برِصغیر میں ورود کے زمانہ میں جہادِ اِسلام میں کامیاب وکامران ہوئے اور ہند سے کُفار کا غلبہ ختم ہوا (۱۱۲)- اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کا مزار مبارک مرکزِ فیوضاتِ رُوحانی ہے-

Marfat.com

تصانیفِ خواجہ :- (۱۱۳)

رسالہ در کسبِ نفس

رسالۂ وجودیہ

حدیث المعارف

گنج الاسرار اور دیوانِ معین

حضرت شیخ عبداللہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ :- (۵۳۷ھ - ۶۳۳ھ)

جناب اعجاز الحق قدوسی نے نقل کیا ہے کہ وہ عالی مقام شیخ حضرت خواجہ معین الدین چشتی (ف: ۶۳۲ھ) سے بیعت ہوئے اور بنگال میں سلسلۂ چشتیہ کو فروغ بخشا۔ آپ کا مزار کہستی کے ضلع میں بیر بھوم کے مقام پر مشہور زیارت گاہ ہے (۱۱۴)۔

حضرت خواجہ قطبُ الدّین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ :- (ف: ۶۳۴ھ)

آپ کی جائے ولادت ماوراء النہر (بدخشان کے شمال میں) اوش نامی ایک قصبہ میں ہوئی (۱۱۵)۔ ساداتِ حسینی میں سے تھے۔ بیعت وتلقین کا شرف حضرت خواجہ معین الدّین چشتی (۶۳۲ھ) سے حاصل کیا۔ آپ نے غزنی اور سمرقند کا سفر کیا اور بغداد میں حضرت شیخ شہاب الدّین سُہروردی (ف: ۶۳۲ھ) سے بھی ملتے رہے۔ اپنے مُرشد کے ہمراہ پاکستان و ہند میں تشریف فرما ہوئے اور مرشد کے فرمان پر ہی اجمیر سے دہلی آئے۔ سلطان شمس الدّین التمش (۶۰۷ھ-۶۳۳ھ) نے اِس عالی ہمت بزرگ سے استفادہ کیا۔ ''بزمِ صُوفیہ'' کے مُصنف سید صباح الدّین نے مزید لکھا ہے کہ خواجہ فقرؔ جُود وسخا، استغنا اور صبر وتحمّل کا نمونہ تھے (۱۱۶)۔

تصانیف: (۱۱۷)

دیوان

فوائد السالکین

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ :- (ف: ۶۴۱ھ)

اسمِ گرامی مُحمّد تھا' حمید الدّین سے معروف ہو چکے تھے۔ اپنے والدِ مُحترم کے ہمراہ بُخارا سے دہلی آئے۔ ''بزمِ صوفیہ'' کے مُصنف نقل کرتے ہیں کہ آپ شیخ شہاب الدّین عُمر سُہروردی (ف: ۶۳۲ھ) سے مُرید ہوئے۔ چودہ سال کا عرصہ مدینہ منورہ میں روضۂ اطہر نبوی ﷺ کی مُجاوری میں گذارا۔ اس کے بعد مکّہ مُعظمہ آئے اور تین سال تک وہاں قیام کیا۔ دہلی میں حضرت

Marfat.com

خواجہ قطبُ الدّین بختیار کاکی (ف: ۶۳۴ھ) کے قُرب وصُحبت سے مُستفیض ہوئے (۱۱۸)۔

تصانیف: (۱۱۹)

طوالع الشموس	درشرح ۹۹ اسماءِ باری تعالیٰ
راحت الارواح	دَرسلُوک واسرار
لوائح	دَرسُلوک

حضرت شیخ بہاؤالدین زکریّا سُہروردی رحمتہ اللہ علیہ :-(ف: ۵۶۶ھ-۶۶۱ھ)

آپ قبیلۂ قُریش سے تھے- آپ کے جدِّ اُمجد حضرت کمال الدّین علی شاہ مکّہ مکرمہ سے خوارزم آئے اور ملتان آکر سکونت پذیر ہوئے- وہیں پر ہی اُن کے فرزند مولانا وجیہہ الدّین پیدا ہوئے جو حضرت شیخ بہاءُالدّین کے والد تھے- شیخ کی وِلادت قلعہ کوٹ کروڑ، ملتان کے نواح (جوآجکل ضلع لیّہ میں آجاتا ہے) میں واقع ہوئی- سیّد صباح الدّین کے مطابق شیخ عالی مقام حافظِ قرآن تھے اور باقی علوم انہوں نے بخارا میں پایۂ تکمیل تک پہنچائے تھے- پانچ سال کا عرصہ، مدینہ منورہ میں رسول اکرم ﷺ کے جوارِ رحمت میں گزارا- وہاں پر ہی مولانا کمال الدّین احمد سے علمِ حدیث کی تعلیم حاصل کرتے رہے- بیت المقدس اور بغداد کے لئے بھی سفر کیا (۱۲۰)۔ حامد بن فضل اللہ جمالی (ف: ۹۴۲ھ) نے اِس طرح تحریر کیا ہے کہ آپ نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدّین سُہروردی (ف: ۶۳۲ھ) سے خرقۂ خلافت پایا اور مُرشد کے فرمان پر ہی ملتان آئے، اور یہاں پر سکونت پذیر ہوئے (۱۲۱)۔ ''بزمِ صُوفیہ'' کے مصنف، شیخ کو فیاضی، بُردباری، تواضع، محبّت اور مِلنساری میں بڑا مشہور گردانتے ہیں (۱۲۲)۔ مفتی ولی مُحمّد ٹونکی نے اپنے تذکرہ میں شیخ کا سالِ وفات ۶۶۶ھ لکھا ہے (۱۲۳)۔

حضرت مخدُوم لعل شہباز قلندر سیوستانی رحمتہ اللہ علیہ :- (۵۷۳ھ - ۶۷۳ھ)

اِسمِ گرامی عثمان المعروف لعل شہباز قلندر تھا- آپ کے والد سیّد کبیر رحمتہ اللہ علیہ حضرت اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہٗ (۸۳ھ-۱۴۸ھ) (۱۲۴) کی اولاد سے تھے- آپ کے اجداد مَروَند (نواحِ ہرات) سے تھے- اعجاز الحق قُدوسی لکھتے ہیں کہ حضرت مخدوم کی ولادت مروَند میں ہوئی، وہیں پرورش پائی اور علم حاصل کیا- حضرت بابا ابراھیم قدس سرہ، سے بیعت و اِرشاد کی اجازت پائی- دَورانِ سیاحت برصغیر پاک و ھند میں وَارِد ہوئے اور شیخ شرف الدّین بُوعلی قلندر رحمتہ اللہ علیہ (ف: ۶۰۵ھ-۷۲۴ھ) کی صحبت اختیار کی- سیوستان (سندھ) کے علاقہ

Marfat.com

میں قیام پذیر ہوئے اور وہیں پر آپ کا مزار مبارک مرجع خاص و عام ہے (۱۲۵)۔

حضرت شیخ صدرُ الدّین عارِف رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۶۷۴ھ)

سید صباح الدّین کی تصنیف کے مطابق آپ' حضرت شیخ بہاؤ الدّین زکریا رحمۃ اللہ علیہ (۵۶۶ھ-۶۶۱ھ) کے فرزند تھے- علوم عقلی و رُوحانی اپنے والد سے تحصیل کیے- شہزادہ محمد پسر غیاث الدّین بلبن (۶۶۴ھ-۶۸۶ھ) آپ کے زمانہ ہی میں منگولوں کے ہاتھوں ملتان میں شہید ہوئے تھے (۱۲۶)۔

حضرت خواجہ فرید الدّین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ :- (۵۸۴ھ/۱۱۸۸ء-۶۷۹ھ/۱۲۸۰ء) (۱۲۷)

آپ کا اِسم گرامی مسعود' لقب فرید الدّین المعروف گنج شکر تھا- حضرت خواجہ بختیار کا کی (ف: ۶۳۴ھ) کے دَستِ مبارک پر بیعت ہوئے- جائے وِلادت ملتان کے نواح میں بمقام کھوتوال تھا- آپ کا سلسلۂ نسب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک جا پہنچتا ہے- آپ کے والد کابل سے لاہور آئے- سلطان شہاب الدّین غوری کے زمانہ (۵۹۹ھ-۶۰۲ھ) میں ہجرت فرمائی- حضرت خواجہ نے کلام پاک حفظ کیا ہوا تھا اور علم فقہ مولانا منہاج الدّین ترمذی سے پڑھا-

سید صباح الدّین کے مطابق آپ نے بغداد میں حضرت شہاب الدّین سہر وَردی (ف: ۶۳۲ھ) سے اور بخارا میں شیخ سیف الدّین باخرزی سے ملاقات کی- غزنی میں اِمام حدادی اور سیوستان میں شیخ اوحد الدّین کرمانی کی صحبت میں رہے- آپ نے بدَخشاں میں حضرت ذُوالنُّون مِصری کے پوتے شیخ عبدالواحد کی زیارت کی- آپ نے کثرت سے ریاضت کی اور فقر و فاقہ میں گزارتے تھے- مزار مبارک اجودھن (آج کل پاکپتن مشہور ہے) میں زیارت گاہ عام ہے (۱۲۸)۔

تصانیف: (۱۲۹)

راحت القلوب (ملفوظات - مُرتبہ: حضرت نِظام الدّین اولیاء)

سیر الاولیاء (ملفوظات - مُرتبہ: بدر اسحق)

حضرت شیخ فخر الدّین عراقی رحمۃ اللہ علیہ :- (ف: ۶۸۸ھ)

آپ کا اِسم گرامی شیخ فخر الدّین ابراھیم تھا' اور شیخ شہاب الدّین سہروردی (ف: ۶۳۲ھ) سے بیعت کی تھی- انہیں شیخ بہاءُ الدّین زکریا ملتانی (۵۶۶ھ-۶۶۱ھ) سے فیض

Marfat.com

صحبت بھی حاصل رہا- آپ کا شمار برِصغیر پاکستان و ہند کے صوفیاء میں ہوتا ہے' کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ موجودہ پاکستان کے شہر مُلتان میں بسر کیا-

رئیس احمد جعفری کے مطابق حضرت شیخ نے قلندروں کے ایک گروہ میں شامل ہو کر سفر اور سیاحت اختیار کی اور ہمدان سے ملتان آئے- آپ کا مزار مبارک صالحیہ (دِمشق) میں مرکزِ فیوضاتِ رُوحانی ہے(۱۳۰)-

تصانیف :- (۱۳۱)

لَمعات

دِیوان

حضرت علاءُالدِّین علی احمد صابر کلیَری رحمۃ اللہ علیہ :- (۵۹۲ھ - ۶۹۰ھ)

حضرت علی احمد صابر کا سلسلۂ نسب سیّدنا عبدالقادر جیلانی (ف:۵۶۱ھ) کو پہنچتا ہے- رئیس احمد جعفری لکھتے ہیں کہ حضرت مخدوم کی زیارت گاہ کے باعث ہی کلیر شریف کا شہر آباد ہوا- آپ کے پیر بیعت حضرت بابا فریدالدّین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (۵۸۴ھ - ۶۷۷ھ) مشہور ہیں(۱۳۲)-

حضرت جلال سُرخ بُخاری رحمۃ اللہ علیہ :- (۵۹۵ھ - ۶۹۰ھ) (۱۳۳)

آپ کا اِسمِ گرامی جلالُ الدّین اور لقب جلال سُرخ تھا- آپ کا سلسلۂ نسب اِس طرح ہے: سیّد جلال الدّین جلال سُرخ بن ابی المویدعلی بن جعفر بن محمود بن احمد بن علی اصغر بن عبداللہ جعفر بن اِمام علی نقی (رحمۃ اللہ علیہما)- آپ بُخارا سے بھکر' سندھ تشریف لائے- اِعجاز الحق قدوسی کے مطابق اس کے بعد حضرت جلال ملتان چلے آئے' اور حضرت بہاءُالدّین زکریا (۵۶۶ھ-۶۶۱ھ) سے خرقۂ خلافت پایا- اپنی زِندگی کا بیشتر حِصّہ اوچ شریف میں بسر کیا' وہیں پر آپ کا مزار مبارک مرجعِ خلائق ہے(۱۳۴)-

قرنِ ہشتم

حضرت شیخ بوعلی قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ :- (۶۰۵ھ - ۷۲۴ھ)

آپ کا اِسمِ گرامی شیخ شرف الدّین اور لقب بُوعلی قلندر تھا- آپ حضرت اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (ف:۱۵۰ھ) کے خانوادہ سے تھے- آپ کے والد ۶۰۰ھ میں عراق سے برِصغیر

Marfat.com

پاکستان و ہند آئے جو تبحر عالم تھے۔سید صباح الدین لکھتے ہیں کہ آپ کی ولادت ۶۰۵ھ کو پانی پت میں ہوئی۔ابتدائی عُمر میں ہی آپ تمام ظاہری علوم سے بہرہ وَر ہو گئے تھے۔دِہلی میں قطب مینار کے قریب آپ نے بیس سال تک کا عرصہ دَرس و تدرِیس میں بسر کیا۔آپ نے جیسے ہی تصوف کے جامِ معرفت سے آشنائی پائی تو سُکر وجذب کے عالم میں تمام علوم وفنون کی کتابوں کو دریا میں ڈال دیا اور جنگل کی راہ اختیار کر لی (۱۳۵)۔حضرت شیخ کے مُرشد کی تحقیق واضح نہیں ہے، البتہ بعض کہتے ہیں کہ آپ کو خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۶۳۴ھ) سے عقیدت تھی اور بعض کے نزدیک آپ کو شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۷۲۵ھ) سے اِرادت تھی مگر کسی ایک قول کی مکمل تصدیق نہیں ہو سکی۔کتاب ''بزمِ صُوفیہ'' میں بتایا گیا ہے کہ سلطان غیاث الدین بلبن (۶۶۴ھ-۶۸۶ھ) اور سلطان جلال الدین خلجی (۶۸۹ھ-۶۹۵ھ) حضرت شیخ کے عقیدتمند تھے۔بیشتر راجپوت قبائل نے حضرت شیخ کے اِرشادات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا (۱۳۶)۔

تصانیف: (۱۳۷)

مکتوبات بنام اِختیار الدّین	توحید کے معارف وحقائق وترکِ دُنیا کا اور طلبِ آخرت ومحبت الٰہی کا بیان۔
حکم نامہ شرف الدین	اِس رِسالہ کے بارے میں تحقیق نہیں ہو سکی کہ آیا واقعی انہیں کی تصنیف ہے۔
مثنوی کنز الاسرار	
رِسالہ عشقیہ	

حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ :- (۶۳۴ھ - ۷۲۵ھ)

آپ کا اِسم گرامی: 'مُحمّد' القاب: محبوبِ الٰہی' سلطان المشائخ' سلطان الاولیاء' سلطان السلاطین اور نظام الدین اولیاء ہیں۔

سید صباح الدّین لکھتے ہیں کہ آپ حُسینی سَید تھے۔آپ کا خانوادہ بخارا سے لاہور آیا اور وہاں سے بدایوان کو منتقل ہوا۔ مولانا علاؤ الدّین اصولی اور مولانا شمس الدّین دامغانی' ظاہری علوم میں حضرت خواجہ کے اُستاد تھے۔حضرت بابا فرید الدّین گنج شکر (۵۸۴ھ-۶۷۷ھ) آپ کے پیرِ طریقت تھے۔آپ اکثر فقر وفاقہ میں گزارتے تھے اور روزانہ کی فتوحات (نذر و نیاز) غروبِ آفتاب سے قبل حاجتمندوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔حضرت امیر خسرو (ف: ۷۲۵ھ) آپ کے

Marfat.com

نہایت ہی خاص مُحِبّ مُرید تھے- آپ بادشاہوں کے تعلُّق سے ہمیشہ بے نیاز اور مُستغنی تھے- حضرت خواجہ کے فیوضات و برکات بے اِنتہا تھے- اللہ کی مخلوق کے ساتھ محبت' جُود و سخا' اِستغنا' اور مُخالفوں کے ساتھ حُسنِ سلوک حضرت خواجہ کا روزمرہ کا دستور تھا (۱۳۸)-

ملفُوظات :

فوائد الفواد مُرتبہ : حسن سنجری

افضل الفوائد

راحت المُحبین

سیر الاولیاء

حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۷۲۵ھ)

اِسمِ گرامی ابوُالحسن تھا- پٹیالی میں پیدا ہوئے- ڈاکٹر ظہور الحسن شارب لکھتے ہیں کہ آپ کے والد امیر سیف الدّین محمود' ہزارہ اور بلخ کے اُمراء میں سے تھے اور چنگیز خان (۶۰۳ھ/ ۱۲۰۶ء - ۶۲۴ھ/۱۲۲۷ء) کے زمانہ میں ہند کو ہجرت کر کے آئے اور دربارِ شاہی سے منسلک ہوئے - حضرت امیر خسرو' حضرت نظام الدّین اولیاء (۶۳۴ھ-۷۲۵ھ) کے مُرید اور خلیفہ تھے (۱۴۰)-

ڈاکٹر شارب کے مطابق خسرو ایک باکمال اِنسان تھے- ایک طرف تو وہ بادشاہ کے دربار میں مُقرب تھے اور دوسری طرف ہر رات مُرشد کے دربار میں حاضر رہتے- وہ مردِ خُدا آگاہ ایک سپہ سالار' موسیقار' صاحبِ درد تھے اور ساتھ ہی فنِ شعر و سخن میں اعلیٰ مراتب پر فائز تھے (۱۴۱)-

تصانیف: (۱۴۲)

راحت المُحبین

تحفۃُ الصغر

وسط الحیات

غرۃ الکمال

بقیہ نقیہ

قران السعدین

مطلع الانوار

شیریں خسرو

آئینۂ سکندری

ہشت بہشت

تاج الفتوح

نہ سپہرِ اعجازِ خسروی

تُغلق نامہ

خزائن الفتوح

Marfat.com

آپ کی کُل تصانیف کی تعداد بیانوے (۹۲) مشہور ہے (۱۴۳)

حامد بن فضل اللہ (ف: ۹۴۲ھ) صاحبِ کتاب ''سیر العارفین'' کے مطابق حضرت امیر خسرو نے ایک سو تیرہ (۱۱۳) سال کی عُمر پائی (۱۴۴)۔

سُلطان حمید الدین حاکم قُریشی ھنکاری رحمتہ اللہ علیہ: (۵۷۰ھ/۱۱۷۴ء - ۷۳۷ھ/۱۳۳۶ء)

آپ کا اِسم گرامی شیخ حمید الدّین، کنیت ابو حاکم اور لقب سلطان التّارکین تھا، شاعری میں حاکم تخلص کرتے تھے۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر کے مطابق سلطان حمید الدّین حاکم کی ولادت کیچ مکران میں ہوئی۔ اس فقیر اور مردِ دانا نے کیچ مکران (بلوچستان) میں عدل و انصاف کے ساتھ ایکس سال تک حکومت کی۔ مگر فکری تبدیلیوں کے باعث اپنی بادشاہی کو ترک کر کے دُنیا سے بے نیاز ہو گئے اور اپنے خانوادہ کے ساتھ لاہور آ گئے، جہاں ایک مردِ خُدا شناس و کامل حضرت سیّد احمد توختہ رحمتہ اللہ علیہ (ف: ۶۰۳ھ/۱۲۰۶ء) (۱۴۵) سے بیعت کر لی، جو آپ کے نانا بھی تھے۔ سُلوکِ تصوّف میں طریقۂ شطاریہ سے وابستہ تھے۔ بغداد میں آپ نے شیخ شہاب الدّین سُہر وَردی (ف: ۶۳۲ھ) سے ملاقات کی، اور شیخ کے حکم پر ملتان روانہ ہوئے۔ یہاں حضرت شیخ رُکن الدّین سُہر وَردی (۶۳۵ھ-۶۹۰ھ) سے سلسلۂ سُہر وردیہ میں بیعت ہوئے۔ آپ نے ایک سو سڑسٹھ (۱۶۷) سال عُمر پائی۔ ضلع رحیم یار خان میں تَرنڈہ کے قریب مَو کے مقام پر آپ کا مدفن ہے جو زائرین کے لئے ایک بڑی زیارت گاہ ہے (۱۴۶)۔

تصانیف: (۱۴۷)

بُخارا	فقہ میں ہے۔
پنج گنج	صَرف میں
گُلزار	دِیوانِ فارسی

آپ سے ایک سو بیس (۱۲۰) تالیفات منسوب ہیں، لیکن اِس وقت صرف ایک دِیوان دستیاب ہے۔

حضرت شیخ ابو الفتح رُکن الدّین رحمتہ اللہ علیہ:- (ف: ۷۳۵ھ)

شیخ موصوف حضرت شیخ صدرُ الدّین عارف ملتانی (ف: ۶۷۴ھ) کے فرزند اور حضرت شیخ بہاءُ الدّین زَکریا (ف: ۶۱۱ھ) کے پوتے تھے۔ علومِ ظاہری و باطنی میں اپنے والد

Marfat.com

بزرگوار سے کسبِ فیض حاصل کیا تھا۔سید صباح الدّین کہتے ہیں کہ آپ ایک صاحبِ دَرد و غنا تھے اور حضرت نظام الدّین اولیاء (ف: ۷۲۵ھ) سے بہت زیادہ محبت اور رَبط رکھتے تھے۔ سلطان علاءُالدّین خلجی (۶۹۵ھ-۷۱۵ھ) آپ کے اِرادتمندوں میں سے تھا۔ اکثر سلاطین اور مشائخ آپ کے زیارت کو آتے تھے(۱۴۸)۔

حضرت خواجہ نصیرالدّین محمود چراغ دہلی رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۷۵۷ھ)

آپ کا اِسم مبارک محمود تھا۔ حضرت خواجہ کے القاب نصیرالدّین محمود گنج اور چراغ دہلی تھے۔ آپ کے جدّ شیخ عبداللطیف ھَروی، خُراسان سے لاہور آئے۔ آپ کے والد شیخ محمود یحییٰ لاہور شہر میں پیدا ہوئے اور جب جوان ہوئے تو اَودھ کو نقل مکانی کر گئے۔ حضرت خواجہ نے ظاہری تعلیم قاضی محی الدّین کاشانی، مولانا عبدالکریم شیروانی، اور مولانا افتخار الدّین گیلانی جیسے فاضل اَساتذہ سے حاصل کی۔ سید صباح الدّین کے مطابق حضرت خواجہ نے ترک و تجرید میں سلوک کے مراحل طے کرتے ہوئے حضرت نظام الدّین اولیاء(ف:۷۲۵ھ) کے مُریدہوئے۔ آپ فقر، صبراور تسلیم ورَضا جیسی درویشانہ صفات کے حامل تھے(۱۴۹)۔

ملفوظات: (۱۵۰)

خیرالمجالس	مُرتبہ: مولانا حمید قلندر
مِفتاح العاشقین	مُرتبہ: مولانا مُحب اللہ

حضرت سراج الدین (اَخی سراج) رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۷۵۸ھ)

مولانا اعجاز الحق قُدوسی کے مطابق آپ نے بنگال میں سلسلہ نظامیہ کو فروغ دیا۔ حضرت نظام الدّین اولیاء(ف:۷۲۵ھ) سے بیعت ہوئے۔ ''آئینہ ہند'' آپ کا لقب تھا۔ سعد اللہ پور میں آپ کا مزارِ مبارک زیارتگاہِ خاص وعام ہے(۱۵۱)۔

حضرت شرف الدین مُنیری رحمتہ اللہ علیہ :- (۶۶۱ھ - ۷۸۲ھ)

پٹنہ کے ضلع میں حضرت کی وِلادت ہوئی۔ آپ کا خاندان بیت المقدّس سے پٹنہ آ کر سکونت پذیر ہوا۔ چودہ پُشتوں سے آپ کا سلسلہ نسبی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہٗ (ف:۱۴۸ھ) سے جاملتا ہے۔ آپ شیخ نجیب الدّین فردوسی کے مُرید تھے۔ سید صباح الدّین کے مطابق اس عالی مقام مَردِ کامل نے طریقت میں بیعت کے بعد ایک عرصہ تک صحرانَوردی کی اور بالآخر بہار شریف کے علاقہ میں قیام پذیر ہو گئے اور ساٹھ سال تک خلقِ خُدا کو چشمہ فیض سے

Marfat.com

سیراب کرتے رہے-سُلطان مُحمد تُغلق (۲۵ ۷ھ - ۵۲ ۷ھ) آپ کے اِرادتمندوں میں سے تھے- سُلطان فیروز شاہ تُغلق (۵۲ ۷ھ - ۹۰ ۷ھ) آپ کے حلقۂ اِرشاد و تلقین میں تھے-علماء، فُقہا، مُحدّثین اور متکلمین حضرت کے دَربارِ فیض بار میں آیا کرتے تھے (۱۵۲)-

تصانیف: (۱۵۳)

(ا) مکتوبات :

مکتوبات صدی | مکتوبات دوصدی

مکتوباتِ بیست وہشت

(ب) ملفوظات: (۱۵۴)

معدن المعانی | مغ المعانی

راحت القلوب | خوانِ پُرنعمت

کنز المعانی | مغزالمعانی

گنجِ لایغی | مُونس المُریدین

تحفۂ غیبی | ملفوظ الصغر

براتُ المحققین

(ج) دیگر تصانیف: (۱۵۵)

فوایدِ رُکنی | شرح آداب المُریدین

عقاید شرفی | اِرشادُ السّالکین

اِرشادُ الطالبین | اجوبہ

اَورادِ فواد | اَورادِ اَوسط

فوائدالمُریدین | اجوبۂ زاھدیہ

رِسالہ اِشارات | رِسالہ مکیہ

اَورادِ کلاں

حضرت سیّد جلال الدّین بُخاری مخدُوم جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ :-

(۷۰۷ھ - ۷۸۵ھ) (۱۵۶)

سیّد جلال الدّین کا لقب ''مخدوم جہانیاں جہانگشت'' تھا- آپ سید جلال الدین سُرخ

Marfat.com

بُخاری (۵۹۵ھ-۶۹۰ھ) کے پوتے تھے- آپ کا سلسلۂ نَسب نویں پُشت میں حضرت اِمام علی نقی رضی اللہ عنہٗ (۱۹۵ھ-۲۲۰ھ) کو جا پہنچتا ہے- آپ نے علوم مُتد اولہ اوچ میں سید مُحمد بُخاری اور قاضی علامہ بہاءُالدین سے' مَکّہ مُکّرمہ اور مَدِینہ مُنورہ میں شیخ مَکّہ عبداللہ یافعی اور شیخِ مَدِینہ عبداللہ مطری سے حاصل کیا-

سَید صباح الدّین کے مطابق آپکے پیرِ طریقت حضرت شیخ ابوالفتح رُکن الدّین مُلتانی (ف:۷۳۵ھ) تھے- آپ کو سُلطان مُحمد تُغلق (۷۲۵ھ-۷۵۲ھ) کی طرف سے ''شیخ الاسلام'' کالقب دیا گیا- سُلطان فیروز شاہ تغلق (۷۵۲ھ-۷۹۰ھ) آپ کے کافی گرویدہ رہے-(۱۵۷)

ملفوظات: (۱۵۸)

خزانہ جلالی   سراج الہدایہ   جامع العلوم

حضرت سَید علی ہَمدانی رحمۃ اللہ علیہ :- (۷۱۴ھ - ۷۸۶ھ)

ڈاکٹر سَیدہ اشرف ظفر کے مطابق آپ کا اِسم گرامی سَید علی تھا- کشمیر میں آپ ''اَمیر کبیر' میر اور شاہِ ہَمدان'' مشہور ہوئے- آپ کا لَقب مُرید علی ثانی تھا- آپ کی جائے وِلادت ہَمدان ہے- آپ کے والد سَید شہاب الدّین رحمۃ اللہ علیہ' حضرت اِمام علی زَین العابدِین رضی اللہ عنہٗ (ف: ۹۵ھ) کی نسل سے تھے (۱۵۹)۔ آپ نے حضرت علاّمہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ (ف:۷۳۶ھ) اور شیخ تقی الدّین ابوالبرکات علی دوستی (ف:۷۳۳ یا ۷۳۴ھ) کے فیضانِ صُحبت سے مقاماتِ سلوک کو طے کیا- آپ نے پیرِ طریقت شیخ محمود مزدقانی رحمۃ اللہ علیہ (ف:۷۶۶ھ) سے بیعت کر کے فَقر کے خاص مَراتب حاصل کئے- سَید علی ہمدانی صُوفیہ کے سلسلہ کُبرویہ سے منسلک تھے (۱۶۰)۔ فُتوت یا جوانمُردی سلسلہ کُبرویہ میں خاصیّت کے حامل وَصف ہیں کیونکہ اِس کا مَنبع حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ (ف:۴۰ھ) ہیں- فُتوت میں سَخا' صَفا اور وَفا شامل ہیں (۱۶۱) ڈاکٹر سیّدہ اشرف ظفر کے مطابق سَید علی ہَمدانی ۷۳۳ھ تا ۷۵۳ھ دُنیا کی سیاحت میں رہے' اور بالخصوص اِسلامی ممالک میں پھرے- انہوں نے اکثر عیسائیوں اور کُفار کو مُشرف بہ اِسلام کیا (۱۶۲)۔ شاہِ ھمدان کا مزار مبارک کولاب (تاجکستان) میں موجود ہے (۱۶۳) مگر اُن عالی مرتبت بزرگ کا شمار ہم پاکستان و ہند کے صوفیاء میں بھی کرتے ہیں کیونکہ سیاحت کے دَوران انہوں نے زیادہ تر وقت محلّہ علاءُالدّین پورہ میں بسر کیا اور اسی جگہ ایک زِیارت گاہ' خانقاہِ مُعلیٰ' کے نام سے تیار ہوئی- یہ خانقاہ پھر تبلیغِ اِسلامی کا مرکز بن گئی- آپ کے

Marfat.com

فرزند سیّد مُحمّد ھَمَدانی (۷۷۴ھ-۸۵۴ھ) اِسی جگہ دَریائے جہلم کے کنارے بائیس سال تک رہے (۱۶۴)۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مُشَرف الدّین بُلبُل شاہ یا بلال شاہ سُہر وَردی رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۷۲۷ھ) جو حضرت سَیّد نعمتُ اللہ وَلی رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید تھے' اُن کی فیوضات و برکات سے دس ہزار کشمیری مسلمان ہوئے مگر سَیّد علی ہَمَدانی کی تشریف آوری سے تمام خِطہء کشمیر لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہ کی صدا سے گُونج اُٹھا (۱۶۵)۔ علامہ مُحمّد اِقبال لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء) نے سَیّد علی ھَمَدانی کی شان میں بڑی پُر معنی اور باتاثیر نظم قلمبند کی ہے' جس کا مطلع یُوں ہے:

سَیّدُ السّادات ' سالارِ عجم
دَستِ اُو معمارِ تقدیرِ اُمَم (۱۶۶)

تصانیف: (۱۶۷)

قرآنی مطالب پر مبنی:

۱- النّاسخ والمَنسُوخ فی القُرآن
۲- احکامُ القرآن
۳- تفسیرِ حرف المُعجم
۴- شرحِ اَسماءِ الحُسنیٰ
۵- فرہنگ دَر مفرداتِ قُرآن

تَصانیف دَر اَحادِیث:

۱- المودۃ القربیٰ
۲- رَوضۃُ الفِردوس
۳- اَربعین امیریہ
۴- سبعین فی فضایلِ اَمیر المومنین

تصانیف دَر رِسالت:

۱- اَسنادِ حُلیہ حضرت رَسُول صلی اللہ علیہ وسلم'
۲- اسرارِ وَحی
۳- اِنسان الکامل یا رُوحُ الاعظم

تصانیف دَر اَوراد و اَدعیہ:

۱- اَورادِ فتحیہ
۲- رِسالۃُ الاوراد
۳- رِسالہ ذِکریہ
۴- اَدعیہ فارسی

تصانیف دَر تَصوّف وعِرفان:

۱- آدابُ المُریدین
۲- سیر الطالبین

Marfat.com

۳- منازل السالکین

تصانیف در فقر و فتوت :

۱- رسالہ فقریہ
۲- رسالہ فتوتیہ
۳- رسالہ درویشیہ
۴- فصل الفقر و بیانِ حالات الفقراء
۵- صفۃ الفقراء

تصانیف در اسرار و رموز :

۱- اسرار النقط
۲- عقبات
۳- منامیہ
۴- ہمدانیہ
۵- داودیہ

تصانیف در اخلاقیات :

۱- تلقینیہ
۲- منہاج العارفین
۳- مکارم اخلاق
۴- دہ قاعدہ
۵- اعتقادیہ
۶- حقیقتِ ایمان

تصانیف در اصطلاحات :

۱- اصطلاحاتِ صوفیہ
۲- چہل مقامِ صوفیہ
۲- منازل السالکین

تصانیف در صحت و طب :

۱- آدابِ سفرہ
۲- رسالہ در طب

تصانیف در توبہ و انابت :

۱- رسالۃ التوبہ
۲- مراۃ التائبین

تصانیف در واردات و خاطرات :

۱- رسالہ خواطریہ
۲- مناجات
۳- وارداتِ امیریہ

تصانیف در حکمت عملی و نظری :

۱- ذخیرۃ الملوک

Marfat.com

تصانیف دَر عقل وفَراست :

۱-فراست نامہ ۲- عقلیہ

۳-اِنسان نامہ

گویا حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ نہ صِرف عابد، زاہد اور مُبلّغ اِسلام تھے بلکہ اکثر و بیشتر علوم وفنون میں صاحبِ کتاب بھی تھے۔

قرنِ نہم

حضرت شیخ نُورالحق والدّین المعروف شیخ نُورقطبِ عالم رحمۃ اللہ علیہ :-(ف: ۸۰۸ھ)

اِعجاز الحق قدوسی کے مطابق اس عارف مَردِ کامل نے بنگال میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ کو بہت ترقی دی- علوم مُتداولہ قاضی حمید الدّین ناگوری سے پڑھے- آپ نے اپنے والدِ مُکرّم حضرت شیخ علاءُالحق سے بیعت کی- راجہ کیش نے آپ کی مخالفت کی، وہ تبلیغِ اسلام کی اِجازت نہ دیتا تھا- اُس نے شیخ کواُن کے لواحقین کے ساتھ جیل میں ڈال دیا- شیخ اِسی قید و بند میں ہی شہید ہوگئے (۱۶۸)۔

تصانیف: (۱۶۹)

ملفوظات

مکاتیب انیس الغُربا

حضرت سَیّد اَشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ :-(ف: ۸۰۸ھ)

سیّد صباح الدّین لکھتے ہیں کہ آپ کی جائے وِلادت اور جائے مدفن کچھوچھہ، سمنان میں واقع ہے- آپ کے والد محمد ابراہیم، سمنان کے بادشاہ تھے- آپ نے علومِ معقولات و منقولات کو چودہ سالوں میں تمام کرلیا- آپ، والدِ بزرگوار کی وفات کے بعد وہاں حکمران ہو گئے، ایک روز حضرت خضر علیہ السّلام کوخواب میں دیکھا اور اپنی والدہ محترمہ سے اجازت پاکر سلطنت کو ترک کردیا- جس کے بعد آپ سرزمینِ پاکستان وہند کونکل آئے اور حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت (ف:۷۸۵ھ) کے فیض سے بہرہ وَر ہوئے پھر دہلی کارُخ کیا اور قصبہ بہار شریف کو

Marfat.com

گزر کیا تو وہاں مخدوم المُلک شرف الدّین احمد مُنیری رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۷۸۲ھ) کے جنازہ میں شرکت کر کے بنگالہ چلے آئے (۱۷۰)۔

سیدّ صباح الدّین کی تحقیق کے مطابق حضرت سیّد شرف جہانگیر سمنانی نے حضرت شیخ علاءُ الدّین علاءُ الحق ابن اسعد لاہوری بنگالی رحمۃ اللہ علیہ کو پیرِ طریقت اختیار کیا اور بارہ سال کا عرصہ اپنے مُرشد کی خدمت میں رہے۔ آپ کو ''جہانگیر'' کا لقب اپنے مُرشِد سے عطا ہوا۔ حضرت سیّد کی تبلیغ کے نتیجہ میں ہزاروں کافر مُشرّف با اِسلام ہوئے۔ ایک بار ایک بَرہمن پانچ ہزار شاگردوں کے ساتھ سیّد کی خدمت میں آ کر مُشرف با اِسلام ہوا (۱۷۱)۔

تصانیف: (۱۷۲)

بِشارتُ المُرِیدِین

مَکتوباتِ اَشرفی

لطایفِ اشرفی — مُرَتبہ: نظام الدّین یمنی

مکتوبات

حضرت سَیّد مُحمّد گیسُو دَراز رحمۃ اللہ علیہ :- (۷۲۱ھ - ۸۲۵ھ)

اِسمِ گرامی سَیّد مُحَمّد، کُنیت ابوالفتح اور صدرُ الدّین، وَلی الاکبر الصادِق آپ کے اَلقاب تھے۔ خواجہ بَندہ نواز اور خواجہ گیسُو دَراز کے ناموں سے معروف ہوئے۔ آپ کا سلسلۂ نَسب حضرت اِمام حُسین علیہ السّلام (۴ھ-۶۱ھ) تک پہنچتا ہے۔ آپ کے پیرِ طریقت حضرت شیخ نصیر الدّین چراغ دِھلوی رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۷۵۷ھ) تھے۔ سید صباح الدّین کے مطابق آپ کے مُورثِ اعلیٰ ھرات سے دِھلی آئے اور وہیں آپ کی وِلادت ہوئی۔ آپ کے والد سَیّد یُوسُف حُسینی رحمۃ اللہ علیہ کی دولت آباد میں ۷۳۱ھ کو وفات ہوئی۔ آپ نے بیشتر عُمر گلبُرگہ (دَکن) میں بسر کی۔ سُلطان فیروز الدین بہمنی (۸۰۰ھ - ۸۲۵ھ) آپ سے ملاقات کے لئے آیا کرتا تھا۔ آپ کا مَدفن گلبرگہ میں ہے (۱۷۳)۔

تصانیف : (۱۷۴)

ملتفط	صُوفیانہ رَنگ میں کلام پاک کی تفسیر
تفسیر کلام پاک	تفسیر کشافہ کی طرز میں (پانچ پارے)
حواشی کشاف	ترجمہ وشرح مشارق

Marfat.com

معارف	در شرحِ ''عوارف المعارف
ترجمہ معارف	شرحِ ''معارف'' در فارسی
شرحِ ''تعرف''	در شرحِ ''تعرف'' الکلاباذی

شرحِ ''آداب المُرِیدین'' (عربی) در شرحِ تصنیف ابوالنَّجیب عبدالقاہر سُہر وَردی
شرح ''آداب المریدین'' (فارسی)
شرح آدابِ ''فصوص الحِکم''
شرح تمہیداتِ ''عین القضاۃ'' ھمدانی
ترجمہ ''رسالہ قشیریہ'' (فارسی)
فطائر القدس
رِسالہ اِستقامت الشَّرِیعت بطریقۃ الحقیقت
ترجمہ رسالہ شیخ محی الدّین ابن العربی
رِسالہ سیر النبی ﷺ
شرح فِقہ اکبر (عربی و فارسی)

حواشی ''قُوتُ القلوب	مصنفہ: ابی طالب محمد بن ابی الحسن بن علی رضی اللہ عنہم
اَسماءالاسرار	در توحیدٗ تجرید و تفرید
ملفوظات	مُرتبہ: سید محمد کبیر پسر سید محمد گیسودراز
دِیوان	غزلیات ورُباعیات

صُوفیائے مُتاخرِین دربرِّصغیر

قَرنِ دہم

حضرت سَیّد غوث گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ:- (۸۸۷ھ - ۹۲۳ھ)
مخدوم شیخ محمد غوث بن سید شمس الدّین بن سید شاہ میر بن سید علی بن سید مسعود بن سید

Marfat.com

احمد بن سید صفی الدّین بن سید سیف الدّین عبدالوہاب بن سیّد نا عبدالقادِر جیلانی بغدادی (رحمتہ اللہ علیہما) کی وِلادت سال ۸۸۷ھ/۱۴۸۲ء کو حَلَب (شام) میں ہوئی۔ آپ اوچ شریف میں آ کر قیام پذیر ہوئے۔ محمد دِین کلیم کے مطابق شعر نویسی میں آپ قادری تخلّص کرتے تھے (۱۷۵)۔

مِرزا محمد اختر کے مطابق سلطان سکندر لودھی (۸۹۴ھ/۱۴۸۹ء۔ ۹۲۳ھ/۱۵۱۷ء) سید محمد غوث کے مُریدتھے (۱۷۶)۔ آپ سلسلۂ قادریہ کے معروف پیر طریقت ہوئے ہیں۔ آپ کا مزار مبارک اوچ شریف میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ آپ کے فرزند سیّد عبدالقادر ثانی (ف: ۹۴۰ھ/۱۵۳۳ء) ایک نامُور شیخِ طریقت گزرے ہیں (۱۷۷)۔

حضرت مولانا شیخ جمالی رحمتہ اللہ علیہ :- (۸۶۲ھ - ۹۴۲ھ)

اصل نام حامِد بن فضلُ اللہ تھا۔ آپ کے پیر طریقت حضرت شیخ سماءُ الدّین کمبوہ مُلتانی (ف: ۹۰۱ھ) تھے۔ پیر سیّد حسام الدّین رَاشدی کے مطابق وہ کتاب ''سیر العارفین'' کے مُقدّمہ میں لکھتے ہیں کہ شیخ جمالی کا اِنتقال گجرات میں ہوا اور مَدفن دِہلی میں قرار پایا۔ مزار مبارک مقام خواجہ قطب الدین پر تعمیر ہوا ہے (۱۷۸)۔ ڈاکٹر شارب لکھتے ہیں کہ شیخ جمالی شاعری میں بُلند مقام سخن کے حامل ہیں، جَیّد عالم اور سُلوک میں سِلسلۂ سُہروردیہ سے مُنسلک تھے۔ بلادِ اسلامیہ کے اکثر ممالک کی آپ نے سیاحت کی۔ شیخ جمالی کا یہ شعر زبان زدِ عام ہے:

مُوسیٰ زِ ہوش رَفت بیک پَرتوِ صِفات
تُو عَین ذات می نگری دَر تبسّمی
(۱۷۹)

تصانیف : (۱۸۰)

سیر العارِفین

مِراۃُ المعانی

حضرت شاہ عبدالرَّزاق جھنجھانہ رحمتہ اللہ علیہ :- (۸۴۲ھ - ۹۴۹ھ)

آپ سِلسلۂ عالیہ قادریہ کے مشائخ میں صاحب حال و کمال بزرگ تھے اور شیخ مُحمد حَسن (۸۳۹ھ-۹۴۴ھ) کے مُرید تھے۔ شیخ عبدالحقؒ مُحدّث دِہلوی (ف: ۱۰۵۲ھ) کے مطابق حضرت جھنجھانہ کے خُلفاء و مُریدین لودھیانہ اور پنجاب میں بکثرت ہیں (۱۸۱)۔ ڈاکٹر شارب لکھتے ہیں کہ آپ عبادت گذار اور صاحب مُجاہدہ مَردِ کامل تھے اور ہمیشہ ذِکرِ اِلٰہی کی تلقین کیا

Marfat.com

کرتے تھے (۱۸۲)۔

حضرت سیّد بہاءُالدّین گیلانی المعروف بہاول شیر قلندر رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۹۷۳ھ)

آپ کا شجرہ نسب یوں ہے : ابنِ سیّد محمود سیّد علاء الدّین معروف بن سیّد زین العابدین بن سیّد مسیح الدّین بن سیّد صدرالدّین بن سیّد ظہیرالدّین بن سیّد شمس العارفین بن سیّد موسٰی بن سیّد مشتاق بن سیّد علی بن سیّد صالح بن سیّد عبدالرزاق (رضی اللہ عنہما) بن حضرت پیران پیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النّورانی (۱۸۳)

مرزا محمد اختر دہلوی کے مطابق سیّد گیلانی علوم ظاہر و باطن میں باکمال انسان تھے۔ آپ محبتِ خداوندی میں مستغرق رہا کرتے تھے۔ آپ کے والد بغداد سے بدایوان (ہند) آئے، والدِ محترم کی وفات کے بعد بہت زیادہ ریاضت اور چلّہ کشی میں محو ہو گئے اور بدایون سے موجودہ حُجرہ (ساہیوال، پاکستان) میں منتقل ہوئے۔ آپ کا وصال اکبرِ اعظم (۹۶۳ھ/۱۵۵۶ء - ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء) کے دور میں ہوا۔ آپ کا مزارِ مبارک حُجرہ شاہ مقیم (۱۰۰۸ھ-۱۰۵۵ھ) میں مرجع خلائق ہے (۱۸۴)۔ حضرت محمد مقیم محکم الدّین ابن سیّد ابوالمعالی ابن سیّد محمد ابن سیّد بہاءُ الدین بہاول شیر گیلانی (رحمۃ اللہ علیہما) نے سلسلۂ عالیہ قادریہ کی بہت خدمت کی (۱۸۵)۔ حضرت سیّد محمد مقیم کے یہاں مدفن ہونے کی وجہ سے یہ جگہ حُجرہ شاہ مقیم کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

حضرت شیخ سلیم چشتی رحمتہ اللہ علیہ :- (۸۹۷ھ-۹۷۹ھ)

آپ کا اسمِ گرامی شیخ سلیم تھا اور ولادت دہلی میں ہوئی۔ آپ کے والد شیخ بہاءُالدّین تھے۔ سلسلۂ نسبی حضرت شیخ مسعودُ الدّین گنج شکر (۵۸۴ھ-۶۷۷ھ) سے جا ملتا ہے۔ شیخ ابراہیم چشتی، آپ کے پیرِ طریقت تھے۔ شہنشاہ اکبر (۹۶۳ھ-۱۰۱۴ھ) کو آپ سے بہت زیادہ عقیدت مندی رہی (۱۸۶)۔

حضرت شاہ کمال کیتھلی قادری رحمتہ اللہ علیہ :- (۸۹۵ھ - ۹۸۱ھ)

آپ کا اسمِ گرامی شاہ کمالُ الدّین حَسن، کنیّت ابوالبرکات اور القاب سلطان الاوتار، قُطبِ ارشاد، قُطبِ زَمن، سیّد الاکابر، ملک العُشاق تھے۔ حضرت شاہ کمال کیتھلی کا شجرۂ نسبی بارہ واسطوں سے حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ (ف: ۵۶۱ھ) سے جاملتا ہے۔ آپ کے والد بزرگوار حافظ سیّد عُمر رحمتہ اللہ علیہ بغداد میں طبیب تھے۔ سیّد خورشید حسن، صاحب کتاب الکمال

Marfat.com

کے مطابق حضرت شاہ کمال کے مرشد حضرت شاہ فضیل قادری المعروف زِندہ پیر تھے (۱۸۷)۔ برِّصغیر پاکستان و ہند میں کیتھل (پنجاب شرقی) کے مقام پر ظہیر الدین بابر (۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء - ۹۳۷ھ/۱۵۳۰ء) کے آخر زمانۂ بادشاہی میں حضرت شاہ کمال عراق سے آکر اقامت گزین ہوئے - حضرت شاہ کمال بلوچستان، سندھ اور مُلتان میں اِسلام کی اِشاعت کیلئے مشغول رہے - حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی (ف: ۱۰۰۷ھ/۱۵۹۹ء) جو حضرت اِمام ربّانی مُجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد تھے، آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے اور خرقۂ خلافت حاصل کیا - آپ ہی کی وساطت سے سلسلۂ عالیہ قادریہ حضرت شاہ وَلیُ اللہ (۱۱۱۴ھ - ۱۱۷۶ھ) کے خانوادہ تک پھیلا (۱۸۸)۔ سیّد خورشید حسن کی تحقیق کے مطابق حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ (۹۶۳ھ/۱۵۵۶ء - ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۴ء) نے سلوکِ قادریہ میں حضرت مُجدّد الف ثانی (۹۷۱ھ - ۱۰۳۴ھ) کو بیعت فرمایا - حضرت شاہ سکندر آپ کے پوتے تھے (۱۸۹)۔

حضرت شیخ جلال الدّین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ :- (۸۹۴ھ - ۹۸۹ھ)

آپ کی وِلادت بلخ میں ہوئی - اپنے والد قاضی محمود کے ہمراہ تھانیسر (ہند) وارِد ہوئے - آپ کے پیرِ طریقت حضرت عبدالقدوس گنگوہی (۸۶۰ھ - ۹۴۴ھ) تھے - آپ عبادت گُزار بزرگ تھے اور سُلطانُ الاذکار کے وِرد میں مشغول رہتے تھے (۱۹۰)۔

حضرت شیخ خضر سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ :- (ف: ۹۹۴ھ)

عبدالحق قدوسی کے مطابق شیخ نے سلسلۂ عالیہ قادریہ کے فیوضات و برکات سندھ کے علاقہ تک پہنچائے - مِیاں مِیر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۱۰۴۵ھ) حضرت شیخ کے مُریدین میں سے تھے - بڑے تارکُ الدُّنیا بزرگ تھے - معمولی آب و گیاہ پر گزر بسر کرتے تھے (۱۹۱)۔

قرنِ یازدھم

حضرت مادھو لال حُسین رحمۃ اللہ علیہ :- (۹۴۵ھ - ۱۰۰۸ھ) (۱۹۲)

مدفن : لاہور

حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ :- (۹۶۰ھ - ۱۰۲۴ھ) (۱۹۳)

مدفن: لاہور

حضرت مُجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ :- (۹۷۱ھ - ۱۰۳۴ھ) (۱۹۴) مدفن: سرہند شریف

Marfat.com

حضرت مِیاں میر رحمتہ اللہ علیہ :- (۹۳۸ھ - ۱۰۴۵ھ) (۱۹۵)

مدفن: لاہور

حضرت شاہ بلال رحمتہ اللہ علیہ :- (۹۷۶ھ - ۱۰۴۶ھ) (۱۹۶)

مدفن: نواح لاہور

حضرت سَیّد نا شاہ امیر ابوالعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ :- (۹۹۰ھ - ۱۰۶۱ھ) (۱۹۷)

مدفن: اورنگ آباد

حضرت شیخ رحمکار رحمتہ اللہ علیہ :- (۸۹۳ھ - ۱۰۶۳ھ). (۱۹۸)

مدفن: نواحِ نوشہرہ، صوبہ سرحد

حضرت سرمد شہید رحمتہ اللہ علیہ :- (ف: ۱۰۷۱ھ) (۱۹۹)

مدفن: دِھلی

تصوّف کے سِلسلے

اَللہ جَلّشَانہٗ نے اپنی ذات کے عِرفان کے لئے اَنبیاء علیہم السَّلام کو مبعوث فرمایا اور تمام اَنبیاء علیہم السَّلام میں ختمُ المرسَلین حضرت مُحمد رَسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وَسلّم کو خصوصی اِمتیاز بخشا- اَللہ تعالیٰ کا عِرفان صُوفیائے کرام تک مختلف سِلسلوں کے رَبط سے آنحضرت مُحمد رَسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وَسلّم کے وَسیلہ سے پہنچا- آنحضرت مُحمد مُصطفیٰ ﷺ نے خُداوندِ حقیقی کی مَحبت عِشق اور درویشی کا راز لوگوں پر ظاہر فرمایا اور خُدا تعالیٰ کی مخلوق کے لئے وِصال وقُربِ رَبّ تعالیٰ کے لئے اَسباب وَسائلِ ظاہری وباطنی جمع فرمائے- یہ سلسلہٗ قُرب ووِصال الی اللہ، خُلفائے مہدیین (رضوان اللہ عنھُم) سے لے کر تا قیامت مخلوقِ خُدا میں جاری رہے گا- آنحضرت ﷺ کے خُلفائے عالی مراتب صحابہٗ کرام اور بالخصوص خُلفائے رَاشدین رضوان اللہ علیہم تھے، جنہوں نے دامنِ نبوت ﷺ میں تربیت حاصل کی- پیغمبر ﷺ کے بعد صوفیاء کا اوّلین طبقہ اِن چار نفوسِ مُقربین پر مشتمل ہوا :

حضرت ابوبکر صِدیق رضی اللہ عنہٗ (ف: ۱۳ھ / ۶۳۴ء)

Marfat.com

حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ عنہٗ (ف: ۲۳ھ / ۶۴۴ء)

حضرت عُثمان بن عفّان رضی اللہ عنہٗ (ف: ۳۵ھ / ۶۵۶ء)

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہٗ (ف: ۴۰ھ / ۶۶۱ء)

تصوّف کا سلسلۂ نقشبندیہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ تک اور باقی تمام سلسلے اُمیر المؤمنین حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہٗ تک پہنچتے ہیں اور پھر اُن کے توسّط سے پیغمبرِ اسلام ﷺ تک جا پہنچتے ہیں۔

صُوفیائے کرام میں چار پیرِ ارشاد :

ابوالفیض قلندر سُہروردی کی تحقیق (۲۰۰) کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے چار عالی مرتبت اَصحاب کو خرقۂ خلافت عطا ہوا۔ یہ چار اشخاص' چار خلفائے طریقت اور چار پیرِ کہلائے جاتے ہیں :

اوّل: سَیّدنا امام حَسن علیہ السّلام (ف: ۵۰ھ/۶۷۰ء)

دوم: سَیّدنا حضرت امام حُسین علیہ السّلام (ف: ۶۱ھ/۶۸۰ء)

سوم: حضرت خواجہ حَسن بصری رضی اللہ عنہٗ (ف: ۱۱۰ھ/۷۲۸ء)

چہارم: حضرت خواجہ کُمیل بن زِیاد رضی اللہ عنہٗ (ف: ۸۲ھ/۷۰۱ء) (۲۰۱)

خیرالدّین الزرکلی کے مُطابق کُمیل بن زِیاد بن نہیک النخعی' تابعی تھے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے اَصحابِ ثقہ میں سے مشہور تھے۔ وہ اپنے قبیلہ میں بڑے معزّز اور عالی مَرتبہ تھے۔ وہ معرکۂ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے ساتھ رہے۔ آپ کُوفہ کے رہنے والے اور راویٔ حدیث تھے۔ آپ حجاج (بن یُوسُف) کے ہاتھوں قتل ہوئے (۲۰۲)۔ شیخ عبدالرحمن چشتی کے مطابق اَمیر المؤمنین کرم اللہ وجہہٗ کُمیل بن زیاد کو معرفت کے اسرار ورُموز سے آشنا فرمایا کرتے تھے (۲۰۳)۔

سِلسلۂ تصوّف میں چودہ خانوادے :

صَاحب کتاب ''کشف المحجوب'' کے مطابق اور ابوالفیض قلندر سُہروردی و بلال زبیری کی تحقیقات کے مطابق تصوّف کے چودہ خانوادے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہٗ (ف: ۱۱۰ھ/ ۷۲۸ء) کے دو نام وَر خلیفوں سے بنتے ہیں۔ پہلے خلیفہ حضرت عبدالواحد بن زَید رحمتہ اللہ علیہ (ف: ۱۷۰ھ/۷۸۶ء) تھے' انہیں میں پانچ خانوادے زیدیہ سے معروف وجود میں آئے۔ دوسرے خلیفہ حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ (ف: ۱۲۰ھ/۷۳۸ء) تھے' جن سے نو (۹) خانوادے حَبیبیہ کے

Marfat.com

اُن سے ہی ظہور پذیر ہوئے۔ یہ چودہ خانوادے اِس طرح سے ہوتے ہیں :

خانوادۂ زَید یہ :

۱- زیدیہ : حضرت عبدالوَاحد بن زَید (ف: ۱۷۰ھ/۷۸۶ء) کے پَیرو کار

۲- عِیاضیہ : حضرت فضیل بن عیاض (ف: ۱۸۷ھ/۸۰۲ھ) کے اِرادَتمَند

۳- اَدھمیہ : حضرت اِبراھیم ادھم (ف: ۱۶۱ھ/۷۷۷ء) سے وَابستہ گروہ

۴- ھبریہ : حضرت خواجہ امین الدِّین ہبیرہ البصری (ف: ۲۶۹ھ/۸۹۲ء) کے مُریدین

۵- چِشتیہ : حضرت ابواسحٰق شامی (۲۰۴) چشتی (ف: ۳۴۳ھ/۹۵۴ء) کے طریقہ کے سالکین

خانوادۂ حَبیبیہ :

۶- حبیبیہ : حضرت خواجہ حَبیب عُجمی (ف: ۱۲۰ھ/۳۸ ۷ء) کے پَیرو کار

۷- طیفوریہ : حضرت خواجہ طیفور بایزِید بُسطامی (ف: ۲۶۱ھ/۸۷۴ء) کے مَسلک والے

۸- کَرخِیہ : حضرت خواجہ معرُوف کَرخی (ف: ۲۰۰ھ/۸۱۵ء) کے طریقہ سے وابستہ سالکین

۹- سَقطِیہ : حضرت خواجہ ابوالحَسن سَرّی سَقطی (ف: ۲۴۹ھ/۸۶۳ء) کے سلسلہ سے وابستگان

۱۰- جُنیدیہ : حضرت جُنید بغدادی (ف: ۲۹۷ھ/۹۰۹ء) کے پیروکار

۱۱- گاذرونیہ : حضرت ابواسحٰق گاذرونی (ف: ۴۲۶ھ/۱۰۳۴ء) کے اِرادتمندان

۱۲- طرطُوسیہ : حضرت خواجہ ابوالفَرح طرطوسی (ف: ۴۴۷ھ/۱۰۵۵ء) کے مُریدین

چونکہ حضرت سَیِّدنا غوث الاعظم محیُ الدِّین عبدالقادِر جیلانی (ف: ۵۶۱ھ/۱۱۶۶ء) کا اِسی خانوادہ سے رِشتۂ سُلوک قائم ہوتا ہے' اِس لئے خانوادۂ قادِریہ کو اِسی خانوادہ (طرطُوسیہ) کے سَر چشمہ سے شُمار کیا جاتا ہے۔

۱۳- فِردَوسیہ : حضرت خواجہ نَجم الدِّین کبری فردوسی کے پیروکار

۱۴- سُہرَوَردِیہ : حضرت شیخ شہابُ الدِّین سہرَوَردی کے مُریدین (۲۰۵)

بہت سے مزید خانوادے سلسۂ تصوُّف میں موجود ہیں مگر اُن کو بھی فیضان و کشف اِنہیں چودہ خانوادوں سے حاصل ہے۔ مثلاً خانوادۂ اَدھمیہ میں سے خانوادۂ خضریہ (جو حضرت احمد خضرویہؒ ف: ۲۴۰ھ سے متعلق) ہے۔ خانوادۂ چشتیہ میں سے خانوادۂ صابریہ (جو مخدوم علاءُ الدِّین صابرؒ ف: ۶۹۰ھ سے متعلق) ہے۔ خانوادۂ نظامیہ (جو حضرت سُلطان المَشائخ نظام الدِّین اَولیاءؒ ف: ۷۲۵ھ سے متعلق) ہے۔ خانوادہ قلندریہ (جو حضرت شاہ شرف الدین

Marfat.com

بو علی قلندر' ف: ۷۲۴ھ سے متعلق) ہے۔ خانوادۂ طیفوریہ سے خانوادۂ شطاریہ (جو حضرت خواجہ عبداللہ شطاری' ف: ۸۶۳ھ سے متعلق) ہے۔ خانوادۂ طرطوسیہ میں سے خانوادۂ قادریہ (جو غوث الاعظم سیّدنا عبدالقادر جیلانی' ف: ۵۶۱ھ سے متعلق) ہے' کے علاوہ وھابیہ (جو سیّد عبدالوہاب (ف: ۵۹۳ھ پسر سیّدنا غوث الاعظم سے متعلق) ہے' رزّاقیہ (جو سیّد عبدالرزاق' ف: ۶۰۳ھ پسر سیّدنا غوث الاعظم سے متعلق) ہے' نوشاہی (جو خواجہ فضیل نوشاہی قادری سے متعلق) ہے ' وغیرہ

برِ صغیر پاکستان وہند میں چار سلسلوں کو زیادہ اِشاعت وفروغ ہوا ہے۔

اوّل سلسلۂ عالیہ قادریہ جو شاہ مُحیُ الدّین سیّدنا عبدالقادر جیلانی حَسنی حُسینی حَنبلی قدس اللہ سرّہٗ النّورانی (۴۷۰ھ/۱۰۷۷ء - ۵۶۱ھ/۱۱۶۵ء) سے منسوب ہے۔ اِس سلسلہ کے پیروکاروں کو ''قادِری'' کہتے ہیں۔

دُوسرا سلسلہ شریفہ چِشتیہ برِ صغیر پاکستان وہند میں حضرت مُعینُ الدّین چشتی قدس اللہ سرہ' (۵۲۴ھ/۱۱۲۹ء - ۶۳۲ھ/۱۲۳۴ء) سے منسوب ہے۔ اِس سلسلہ کے مُریدین کو ''چشتی'' کہتے ہیں۔

تیسرا سلسلۂ مُکرّمہ سُہروردِیہ' شیخ المشائخ حضرت شیخ شہاب الدِین سُہروردِی رحمتہ اللہ علیہ (۵۵۶ھ/۱۱۶۰ء - ۶۳۲ھ/۱۲۳۴ء) سے منسوب ہے۔ اِس سلسلہ کے مُریدوں کو ''سُہروردِی'' کہتے ہیں۔

چوتھا سلسلۂ مُعظّمہ نقشبندِیہ ہے' جس کی نِسبت حضرت بہاءُالدّین نقشبند قدس اللہ سرہ' (۷۱۸ھ/۱۳۱۸ء - ۷۹۱ھ/۱۳۸۸ء) سے ہوتی ہے۔ اِس سلسلہ کے پیروکاروں کو ''نقشبندِی'' کہتے ہیں۔

اب یہ لازمی محسوس ہوتا ہے کہ تصوّف کے اِن چاروں سِلسِلوں کے شجرہ ہائے طریقت پیش کردیئے جائیں تاکہ کسی قسم کی پیچیدگی یا مشکل پیش نہ آئے۔

شجرۂ عالیہ قادِریہ:- (۲۰۶)

اَمیر المؤمنین سیّدنا علی اِبن اَبی طالب رضی اللہ عنہما (ف: ۴۰ھ)

طریقِ اَوّل | طریقِ دوم

Marfat.com

شجرۂ عالیہ قادریہ :- (۲۰۶)

اَمیر المؤمنین سیّدنا علی اِبن اَبی طالب رضی اللہ عنہما (ف: ۴۰ھ)

طریقِ اوّل

حضرت سیّدنا اِمام حُسین علیہ السلام (ف: ۶۱ھ)

حضرت سیّدنا زین العابدین علی علیہ السلام (ف: ۹۵ء)

حضرت سیّدنا مُحمّد باقر علیہ السلام (ف: ۱۱۴ھ یا ۱۱۷ھ)

حضرت سیّدنا جعفر صادق علیہ السلام (ف: ۱۴۸ھ)

حضرت سیّدنا موسیٰ کاظم علیہ السلام (ف: ۱۸۳ھ)

حضرت سیّدنا علی بن مُوسیٰ رَضا علیہ السلام (ف: ۲۰۳ھ)

طریقِ دوم

حضرت شیخ حَسن بَصری رضی اللہ عنہ (ف: ۱۱۰ھ)

حضرت شیخ حَبیب عجمی رضی اللہ عنہ (ف: ۱۵۶ھ)

حضرت شیخ داؤد طائی رضی اللہ عنہ (ف: ۱۶۲ھ)

حضرت خواجہ معرُوف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف: ۲۰۰ھ یا ۲۰۶ھ)

حضرت شیخ سِرّی سَقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف: ۲۵۰ھ)

حضرت شیخ جُنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف: ۲۹۷ھ)

حضرت شیخ اَبی بکر شِبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف: ۳۳۴ھ)

حضرت شیخ عبد الواحد تمیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف: ۴۲۵ھ)

حضرت شیخ ابوالفرح یوسف طرطوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف: ۴۴۷ھ)

حضرت شیخ اَبی الحَسن ہنکاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف: ۴۸۶ھ)

حضرت شیخ سَعید مُبارک المخزومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف: ۵۱۷ھ)

حضرت شیخ محی الدین سیّدنا عبد القادِر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف: ۵۶۱ھ)

شجرہ سِلسلۂ شریفہ چشتیہ :- (۲۰۷)

امیر المؤمنین سیّدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ (ف: ۴۰ھ)

حضرت خواجہ حَسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (ف: ۱۱۰ھ)

حضرت خواجہ عبد الواحد بن زَید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (ف: ۱۷۷ھ)

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (ف: ۱۸۷ھ)

حضرت خواجہ سُلطان اِبراہیم اَدھم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (ف: ۱۶۲ھ)

Marfat.com

حضرت سدید الدین خذیفہ مرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ف:۲۵۲ھ)

حضرت خواجہ امین الدین ابی ہبیرہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ف:۲۱۰ھ)

حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ف:۲۹۹ھ)

حضرت خواجہ ابی اسحٰق شامی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ف:۳۴۲ھ)

حضرت خواجہ ابی احمد بن فرسانفہ چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ف:۳۵۵ھ)

حضرت خواجہ ابی محمد بن احمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ف:۴۲۱ھ)

حضرت شیخ المشائخ خواجہ ابو یوسف چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ف:۴۵۹ھ)

حضرت خواجہ قطب الدین شیخ مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ف:۵۲۷ھ)

حضرت خواجہ مخدوم حاجی شریف زندانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ف:۶۰۰ھ)

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ف:۶۰۳ھ)

حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ف:۶۳۲ھ)

شجرہ سلسلہ مکرمہ سہروردیہ:- (۲۰۸)

امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ (ف:۴۰ھ)

حضرت امام حسن علیہ السلام (ف:۵۰ھ) بعض کا سلسلہ بیعت حضرت خواجہ حسن بصری (ف:۱۱۰ھ)

حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۱۵۶ھ)

حضرت خواجہ داود طائی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۱۶۲ھ)

حضرت خواجہ معروف کرخی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۲۰۰ھ یا ۲۰۶ھ)

حضرت خواجہ سری سقطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۲۵۰ھ)

حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۲۹۷ھ)

حضرت شیخ ممشاد علو دینوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۲۹۹ھ)

حضرت شیخ اسود احمد دینوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۳۶۶ھ)

حضرت شیخ ابو محمد بن عبداللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۳۷۳ھ)

حضرت شیخ وجیہ الدین عبدالقاہر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ (ف:۵۶۱ھ)

حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی رحمتہ اللہ علیہ (ف:۵۶۳ھ)

Marfat.com

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۶۳۲ھ)

شجرہ سلسلہ معظمہ نقشبندیہ :- (۲۰۹)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ف:۱۳ھ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ف:۲۶ھ)

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ف:۱۰۱ھ)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ف:۱۴۸ھ)

حضرت سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۲۶۲ھ)

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۴۴۸ھ)

حضرت ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۴۵۰ھ)

حضرت بوعلی فارمیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۵۱۱ھ)

حضرت یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۵۳۵ھ)

حضرت عبدالخالق غنجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۶۱۵ھ)

حضرت خواجہ ابوعارف دیوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۶۱۶ھ)

حضرت عارف انجیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۷۱۵ھ)

حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۷۳۱ھ)

حضرت محمد باباسماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۷۱۸ھ) (۲۱۰)

حضرت سید میر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۷۲۲ھ)

حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ف:۷۹۱ھ)

سلسلہ عالیہ قادریہ:-

محمد بن یحیٰی التاذ صاحب کتاب ''قلائدالجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر جیلانی'' تالیف: ۹۵۰ھ کے مطابق حضرت شیخ محی الدین غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی، محبوبِ سبحانی قدس اللہ سرہٗ النورانی کی ولادت باسعادت ۴۷۱ھ/۱۰۷۸ء کو ہوئی اور بتاریخ دہم ربیع الثانی، سال ۵۶۱ھ/۱۱۶۵ء کو آپ کی بحضورِ حق رحلت ہوئی (۲۱۱)۔ کتابِ مذکورہ کا اُردو ترجمہ ''حیاتِ جاوِدانی'' کے نام سے باہتمام مولوی محمد عبدالستار شائع ہوا ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا نسب:

محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح جنگی دوست یا جنگا دوست موسیٰ بن ابی عبداللہ یحییٰ الزاہد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امیر المومنین ابو محمد الحسن بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب بن عبدالمطلب (۲۱۲)۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ اپنی تصنیف "سر الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار" میں اپنا مادری سلسلۂ نسب اس طرح بیان فرماتے ہیں:

السید شیخ عبدالقادر جیلانی ابن السیدہ اُم الخیر اُم الجبار فاطمہ بنت سید عبداللہ صومعی زاہد ابن سید ابی جلال الدین محمد ابن سید محمود ابن سید ابی العطاء عبداللہ ابن سید کمال الدین عیسیٰ ابن سید امام ابی علاء الدین محمد جواد ابن سید امام علی رضا ابن سید امام موسیٰ کاظم ابن سید امام جعفر صادق ابن سید امام محمد باقر ابن سید امام زین العابدین علی ابن سید امام ہمام حضرت امام حسین ابن سیدنا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (۲۱۳)۔

غوث الاعظم کی تحصیلاتِ علمی:

محمد بن یحییٰ التاد کے مطابق حضرت محبوبِ سبحانی قدس اللہ سرہٗ النورانی نے اوائل عمر میں قرآن شریف حفظ کر لیا تھا۔ فقہ، حدیث اور ادب کی تعلیم ابوالوفا علی بن عقیل حنبلی، ابوالخطاب محفوظ الکلوذانی الحنبلی، ابوالحسن محمد بن قاضی ابو یعلیٰ، محمد بن الحسین بن محمد الفراء الحنبلی، قاضی ابوالسعید المبارک بن علی المخرمی، ابوزکریا بن یحییٰ بن علی التبریزی، محمد بن الحسن الباقلانی، ابو سعید محمد بن عبدالکریم بن خشیشار (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) اور پندرہ دیگر علمائے متبحرین و اساتذہ کاملین سے حاصل کی (۲۱۴)۔ آپ نے شیخ ابو یعقوب بن ایوب ہمدانی زاہدی رحمۃ اللہ علیہما سے علمِ تصوف میں درس لیا (۲۱۵)۔

بیعت و خرقۂ خلافت:

محمد بن یحییٰ التاد لکھتے ہیں کہ حضرت محبوبِ سبحانی قدس اللہ سرہٗ کی بیعت حضرت ابوالخیر حماد بن مسلم بن دروۃ الدباس رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۵۲۵ھ/۱۱۳۰ء) کے دستِ مبارک پر ہوئی اور خرقۂ خلافت قاضی ابو سعید مبارک المخرمی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا (۲۱۶)۔

حضرت محبوبِ سبحانی قدس اللہ سرہٗ نے ظاہری اور روحانی فیوضات کے حصول کے بعد

Marfat.com

وعظ اور درس وتدریس شروع فرمادیا' جس سے شیخ قدس اللہ سرہٗ کی خانقاہ سے سینکڑوں جید علماء اور مشائخ کاملین فیض یاب ہوئے (۲۱۷)۔

حضرت محبوبِ سبحانی قدس اللہ سرہٗ کی مجلس وعظ سے یہود و نصاریٰ نے کثیر تعداد میں اسلام قبول کیا (۲۱۸) حتیٰ کہ ایک روز فرمایا کہ پانچ ہزار یہود و نصاریٰ اُن کے دستِ حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور ایک لاکھ سے زیادہ شرپسندوں اور ڈاکوؤں نے توبہ کی (۲۱۹)۔ محمد بن یحییٰ التادفی کے مطابق حضرت محبوبِ سبحانی 'قطب ربانی قدس اللہ سرہٗ' النورانی صاحبِ کرامات تھے اور اُنہیں طی الارض کی باطنی قوت حاصل تھی۔ حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کے درس میں جنات اور رجالِ غیب بھی آیا کرتے تھے جو آپ کے تابع فرمان ہوا کرتے تھے (۲۲۰)۔ حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ مذاہبِ حضرت امام شافعی اور حضرت امام حنبل رحمتہ اللہ علیہما سے متعلق عالمِ اسلام سے علماء کے سوالات پر فتاویٰ جاری کیا کرتے تھے (۲۲۱)۔

اولادِ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ :-

محمد بن یحییٰ التادفی کی تحقیق کے مطابق آپ کی اولاد کے اسماء اس طرح ہیں :

۱- شیخ عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ	(و : ۵۰۸ھ/۱۱۱۲ء)
۲- شیخ عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ	(۵۲۲ھ/۱۱۲۸ء - ۵۹۳ھ/۱۱۹۶ء)
۳- شیخ عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ	(۵۲۸ھ/۱۱۳۳ء - ۶۰۳ھ/۱۲۰۶ء)
۴- شیخ ابوبکر عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ	(۵۳۲ھ/۱۱۳۷ء - ۶۰۲ھ/۱۲۰۵ء)
۵- شیخ موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ	(۵۳۵ھ/۱۱۴۰ء - ۶۱۸ھ/۱۲۲۱ء) (۲۲۲)
۶- شیخ عبدالجبار رحمتہ اللہ علیہ	(ف: ۵۷۵ھ/۱۱۷۹ء)
۷- شیخ محمد رحمتہ اللہ علیہ	(ف: ۶۰۰ھ-۱۲۰۳ء)
۸- شیخ یحییٰ رحمتہ اللہ علیہ	(۵۵۰ھ/۱۱۱۵ء - ۶۰۰ھ/۱۲۰۳ء)
۹- شیخ ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ	(ف: ۵۹۲ھ/۱۱۹۵ء)

تصانیف حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ:

السفینۃ القادریہ (۲۲۳)

مجموع یشتمل علی الصلاۃ الکبریٰ فی شرح الصلاۃ الصغریٰ و معدن السلوک والحقیقۃ

مکاتیب

Marfat.com

غُنیۃُ الطالبین	(فقہ)
سِرُّ الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار	تصوّف
فتحِ ربّانی	خُطبات
فیضِ سُبحانی	خطباتِ حکمت وموعظت
فتوح الغیب	مقالاتِ حکمتِ الٰہیہ
دِیوانِ غوثیہ	غزلیاتِ فارسی

*باب الشیخ بغداد (عراق) کے کتابخانہ کی فہرست کے مطابق سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی یہ تالیفات موجود ہیں۔

۱۔ سرالاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار ۲۔الغنیۃ الطالبی طریق الحق ۳۔الفتح الربانی ۴۔الدلائل القادریہ ۵۔فتوح الغیب ۶۔الحدیقۃ السطفویۃ ۷۔الحبتہ البیھاد ۸۔عمدۃ الصالحین فی ترجمۃ غنیۃ الصالحین ۹۔وردالشیخ عبدالقادر الگیلانی ۱۰۔ردالروافض ۱۱۔الرسالۃ الغوثیۃ۔ ۱۲۔حزب الابتہال ۱۳۔تنبیہ الغبی فی رویۃ النبی ۱۴۔المختصر فی علم الدین ۱۵ تفسیر القرآن الکریم ۱۶۔کیمیاء السعادۃ لمن ارادالحسنی وزیادۃ ۱۷۔تذکرۃ الشقیق الجامعۃ لمعرفتہ الطریق۔ منسوب الی الشیخ ۱۸۔جلاء الخاطر من کلام الشیخ عبدالقادر ۱۹۔مجموعۃ خطب ۲۰۔قطعۃ من کتاب فی التصرف۔منسوبہ الشیخ عبدالقادر۔۲۱۔قصیدۃ الصوفیہ۲۲۔رسالۃ فی خواص فاتحۃ الکتاب۔

سید ناطاہر علاؤالدین گیلانی (۱۳۵۲ھ۔۱۴۱۱ھ) کے مطابق آپ کی تصانیف میں حزب نشاء الخیرات اور علم ریاضی (نامکمل کتاب) بھی موجود ہیں (تذکرۂ قادریہ، کوئٹہ ۱۹۸۴ء ص ۱۶۰)

سُلطانِ طریقت بُرہانِ شریعت بحرِ حقیقت گنجِ معرفت وہادی اہل اللہ ابومُحمد حضرت شاہ مُحی الدین سیّدنا عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ (۴۷۱ھ/۱۰۷۸ء-۵۶۱ھ/۱۱۶۵ء) بلادِ اسلامیہ میں سُلوکِ قادریہ کے بانی اور برِّصغیر پاکستان وہند میں بالخصوص طریقۂ قادریہ کے رہبرِ اوّل اور صُوفی ہیں۔جیسا کہ کہا گیا ہے حضرت مُعین الدّین چشتی رحمتہ اللہ علیہ (۵۲۴ھ/۱۱۲۹ء-۶۳۲ھ/۱۲۳۴ء) برِّصغیر میں صاحب طریقۂ چشتیہ، حضرت شیخ شہابُ الدّین سُہروردی رحمتہ اللہ علیہ (۵۵۶ھ/۱۱۶۰ء-۶۳۲ھ/۱۲۳۴ء) برِّصغیر میں رہبر طریقۂ سُہروردیہ اور حضرت بہاءُ الدّین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ (۷۱۸ھ/۱۳۱۸ء-۷۹۱ھ/۱۳۸۸ء) برِّصغیر میں طریقۂ نقشبندیہ کے امام اپنی عمر اور

Marfat.com

مَکتبِ فِکری کے لحاظ سے حضرت غوث الاعظم سَیّدنا عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ کے مقابلے میں مُتاخِرِین مَشائخ میں شمار ہوتے ہیں- اِن چاروں سلسلوں کے اَصحاب' تصوُّف میں دراَصل ایک ہی سرچشمہ کو پہنچ جاتے ہیں- ہم دیکھتے ہیں کہ سلسلۂ قادریہ' خانوادہ طرطوسیہ' جُنید یہ سے حبیبیہ کو اور پھر وہاں سے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہٗ کو پہنچتا ہے' سلسلہ چشتیہ خانوادہ ادھمیہ سے زیدیہ اور پھر اُن سے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہٗ تک جا پہنچتا ہے' سلسلہ سہروردیہ خانوادہ جُنیدیہ سے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہٗ کو پہنچتا ہے اور سلسلہ نقشبندیہ خانوادہ طیفوریہ سے خانوادہ جنیدیہ سے نسبت حاصل کر لیتا ہے' اس طرح سلسلۂ نقشبندیہ کو حضرت اِمام قاسم علیہ السّلام کی بیعت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ تک لے جاتی ہے اور حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی بیعت اویسی طریقہ سے حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ تک لے جاتی ہے- اسی طرح سلسلۂ قادریہ کو حضرت امام باقر علیہ السّلام کی بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تک لے جاتی ہے- اِس تجزیہ اور تحلیل کے بعد رَاقم الحروف اِس نتیجہ کو پہنچتا ہے کہ ان چاروں سلسلوں میں تصوف کے متعلق نظریات میں کوئی اِختلاف نہیں ہے-

فَضِیلت سِلسلۂ عالیہ قادِریہ:

مُسلمانوں میں تصوُّف کے اِن چاروں سلسلوں سے لگاؤ موجود ہے اور ہر ایک ان سے اِرادَتمندی رکھتا ہے- بَرِصغیر پاکستان و ہند کے مشائخ اِن چاروں سلسلوں کے سُلُوک سے باہر نہیں ہیں- اِن چاروں سلسلوں کے اِمام کامل' عارِف اور وَاصل ہیں- وہ رَاہِ حقیقت کے راہبر ہیں البتہ ایک کو دوسرے پر لازمی برتری حاصل ہے- دَاراشکوہ (۱۰۲۴ھ/۱۶۱۵ء - ۱۰۷۰ھ/۱۶۵۹ء) کے مطابق حقؔ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اَنبیاء اور اَولیاء میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے' جیسا کہ کلامِ مجید میں آیا ہے:

''ہم نے اُن میں ایک کو دُوسرے پر افضل کیا-'' (۲۲۴)

جب حضرت حقؔ تعالیٰ سُبحانہٗ نے حضرت شیخ (سَیّد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ) کے قلب پر تجلی فرمائی اور حضرت سَرورِ عالم ﷺ نے ملائکہ مُقربین و اولیائے متقدمین کی مجلس میں حضرت محبوب سبحانی قدس اللہ سرہٗ کو جسمانی اور رُوحانی ہر دو لحاظ سے بزرگی اور شرف کی خلعت پہنائی تو اُس موقعہ تمام فرشتے بھی موجود تھے- رُوئے زمین پر تمام اَولیائے کرام نے آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں تعظیم کے لئے سر جُھکا دیئے (۲۲۵)-

Marfat.com

یہی موقعہ تھا کہ حضرت حق سُبحانہ‘ نے شاہ مُحیٰ الدِّین عبدالقادِر جیلانی قدس اللہ سرہ‘ النُّورانی کو فضیلت بخشی - یہ قول اُن کی زبان پر لایا گیا کہ :

" قدمی ھٰذہٖ علٰی رقبۃ کُلّ ولی اللہ " (۲۲۶)

دَ اراشکوہ کا کہنا ہے کہ حضرت شیخ مِیاں میر رحمتہ اللہ علیہ (۹۳۸ھ/۱۵۳۱ء - ۱۰۴۵ھ/ ۱۶۳۵ء) کے نزدیک "قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِی اللّٰہ" سے مراد یہ ہے کہ میرا طریقہ تمام طریقوں پر فضیلت رکھتا ہے (۲۲۷) - مُحمّد بن یحیٰ التّاد کے مطابق قدم حقیقی معنوں میں نہیں بلکہ مجازی معنوں میں آیا ہے - مجاز اُقدم سے مراد طریقہ ہے (۲۲۸) - یہ بھی ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ ہر مشہور طریقہ نقشبندیہ‘ چشتیہ‘ سہروردیہ اور کبرویہ کے اِمام نے سَیّد عبدالقادِر جیلانی قدس اللہ سرہ‘ کے سلسلہ سے کسبِ فیض کیا اور شیخ کی فضیلت کو قبول کیا ہے -

خواجہ چِشتیہ کا تسلیم :

دَاراشکوہ رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق بر صغیر میں سلسلہ چشتیہ کے بانی حضرت خواجہ مُعینُ الدِّین چِشتی رحمتہ اللہ علیہ بغداد میں حضرت غوث الثّقلین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ‘ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے - حضرت شیخ نے حضرت خواجہ کو اپنے حُجرہ میں ٹھہرایا اور اُن کے حال (باطن) پر توجہ فرمائی (۲۲۹) - حافظ بَرکت علی قادِری لاہوری رحمتہ اللہ علیہ (ف: ۱۹۶۳ء) اِس ضمن میں خود حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے تسلیم و تعظیم برداری کو یوں‘ اِن الفاظ میں پیش کرتے ہیں :

چُون پائے نبی شُد تاجِ سَرَت‘ تاجِ ھمہ عالَم شُد قدمت
اَقطابِ جہان دَر پیش دَرَت اُفتادہ چُو پیشِ شاہ‘ گدا (۲۳۰)

شیخ سُہروَرْدِیہ کا تسلیم :

مُحَمّد بن یحیٰ التّاد لکھتے ہیں کہ شیخ شہاب الدِّین سُہرَوَردِی رحمتہ اللہ علیہ کے چچا شیخ ابوالنَّجیب سُہرَوردی رحمتہ اللہ علیہ‘ حضرت سَیّدنا عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ‘ کی مجلسِ وَعظ میں زیادہ تر وقت گزارا کرتے تھے - ایک روز شیخ شہاب الدِّین سُہرَوَردی کے مُرید نجم الدِّین تفلیسی کو مشاہدہ ہوا کہ اُن کے مُرشد ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور جواہرات کا پیالہ ہاتھ میں لئے ہوئے تقسیم کر رہے ہیں اور وہ جواہرات بالکل کم ہی نہیں ہوتے - نجم الدِّین جب چِلّہ گاہ سے شیخ کی خدمت میں آئے تو اُنہوں نے اَز خود فرمادیا کہ تُو نے جو کچھ دیکھا ہے‘ بالکل دُرست ہے اور

Marfat.com

یہ تمام حضرت شیخ عبدالقادِر جیلانی کے فیوضات و بَرکات کے باعث ہے(۲۳۱)۔اور ایک روز شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا کہ اے عُمر! (شیخ شہابُ الدِین سُہر وَردِی) تُم عِراق کے آخری مَشاہِیر میں سے ہوگے(۲۳۲)۔جس روز وَعظ کی مجلس میں شیخ سَید نا عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا کہ "قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلیٰ رَقبَۃِ کُلِّ وَلِی اللّٰہ" حضرت شیخ شہابُ الدِین سُہر وَردی عراق کے چالیس مشائخ کے ہمراہ بیٹھے ہُوئے تھے اور اپنا سَرِ تسلیم خَم کر دیا(۲۳۳)۔

خواجگانِ نقشبنُدِیہ کا تسلیم :

سَید مقبول مُحی الدِین گیلانی نے عبداللہ بلخی کے حوالہ سے خوارق الاحباب فی معرفۃ الاقطاب کے بارے میں کتاب ''تذکرہ مَشائخِ قادریہ'' کے پیش گُفتار میں لکھا ہے کہ سَید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ نے ایک روز بشارت دی کہ اُن کی وفات سے ایک سو ستاون سال بعد بُخارا کی طرف ایک مَردِ کامل کا ظہور ہوگا۔حضرت شیخ بہاءُ الدِین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے جب درویشی اِختیار فرمائی تو حضرت خضر علیہ السَّلام کو جنگل میں دیکھا کہ بارگاہِ حضرت غوث الاعظم کی تلقین کر رہے ہیں۔پھر شاہِ نقشبند نے بھی خواب میں حضرتِ غوث الاعظم محبوب سبحانی کو دیکھا اور اُن کی توَجُہات سے شاہِ نقشبند کے باطن میں اِسمِ اعظم نقش ہوگیا۔یہ حضرت شیخ بہاءُ الدِین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کا شعر ہے جو اُنہوں نے حضرت شیخ سَید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ کی مَحبت میں لکھا ہے :

بَادشاہِ ہَر دوعَالَم شاہ عَبدُ القَادِر است
سَروَرِ اَولادِ آدَم شاہ عَبدُ القَادِر است
(۲۳۴)

جناب مُحمد حَسن نقشبندی کے مطابق اِسی ضمن میں شیخ مُجدِ دالف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے :

''طریقۂ نقشبندیہ میں اِضمحلال اور جذب کی حالت زِیادہ پائی جاتی ہے جبکہ طریقۂ قادریہ میں اَنوار کی تجلّیات ہیں''(۲۳۵)۔

دَاراشکوہ لکھتے ہیں کہ غوث صَمدانی قدس سرّہٗ کی مجلس میں شیخ علی ہیتی، شیخ ابوالنجیب سہروردی (جو شیخ شہابُ الدِین سہروردی کے چچا تھے) خواجہ ابو یوسف بن ایوب ہَمدانی میرِ سلسلۂ خواجگانِ نقشبند اور قریباً تین سو مزید مشائخ بیٹھے ہوئے تھے کہ اپنی گفتگو کے دَوران آپ نے فرمایا

Marfat.com

"قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ" تو اُس وقت رُوئے زمین پر کوئی بھی ایسا ولی اللہ نہ رہا جس نے اپنی گردن نہ جھکائی ہو (۲۳۶)۔

حضرت سیّد احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "مبدا و معاد" میں لکھا ہے کہ "اُس کے بعد اللہ جلشانہٗ کے احسان اُن کے شاملِ حال ہوگئے اور اُس وقت سے توجہ بلندیوں کی طرف مَبذول رہی اور یکبارگی اصل (حقیقت) سے آشنائی کی فضا میسّر آئی۔ چنانچہ سابق مقامات سے اصل مقامات کو عروج ہوا اور اصلِ الاصل کو پہنچا۔ اِس آخری عروج میں جبکہ عروج اصل مقامات پر ہوا کرتا ہے، اُنہیں حضرت غوث الاعظم محیٔ الدین شیخ عبدالقادر قدس اللہ سرہٗ کی رُوحانی مدد سے ہی وہ مقامات حاصل ہوئے اور ان مقامات کے تصرف سے مَیں اصل الاصل سے واصل ہُوا" (۲۳۷)۔

شیخ کبرویہ کا تسلیم :

شیخ نجیبُ الدین سُہروردی جن کے بارے میں، اُن کی حضرت غوث الاعظم قدس اللہ سرہٗ سے باطنی نسبت کا بتایا جا چکا ہے، شیخ عمار یاسر رحمۃ اللہ علیہ کے مُرشد تھے اور شیخ عمار، شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر طریقت تھے۔ پس چاروں سلسلہ مشائخ کو حضرت محبوبِ سبحانی غوث صمدانی قدس اللہ سرہٗ النورانی کے خوانِ نعمت سے بھرپور حصہ ملا ہے۔

شہزادہ دارا شکوہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جمعہ کے روز، ۸ رَجَب المُرَجّب ۱۰۵۵ھ کو اِس فقیر کو یہ غیب سے آواز آئی کہ "خُدا تعالیٰ کے اَولیاؤں کے سِلسلوں میں بہترین سِلسلہ اور عُمدہ ترین طریقہ قادریہ ہے" (۲۳۸)۔

حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ العزیز

(۱۰۳۹ھ/۱۶۲۹ء - ۱۱۰۲ھ/۱۶۹۱ء)

قِبلۂ مُتاخرین، صاحبِ فتوّت، کعبۂ عَمل و عِلم، رُوحِ وَرع و حِلم، پیشوائے رَاسخین، مُقتدائے راہِ دِین، سُلطانُ الفقر، سَیّدُ الکونین، شاہِ جاودانی، شاہبازِ لامکانی، نُورِ آفتابِ قادریہ، سُلطان العارفین، بُرھانُ الواصلین حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ المُلقب "حق باھُو" علوی ہاشمی، حضرت اَمیر زُبیر اِبن حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی اَولاد سے تھے (۲۳۹)۔ آپ کے آباؤ اجداد، معرکۂ کربلا کے بعد اِیران چلے آئے اور خُراسان میں رہائش پذیر ہو گئے۔ حتیٰ کہ آپ

Marfat.com

کے اَجداد چار پُشتوں تک ہرات کی ایک اَمارت پر مُتمکّن رہے۔ چوتھی پُشت میں قُطب شاہ بڑی معروف شخصیت تھے (۲۴۰)۔ حملہ تا تار کے بعد ساتویں صدی ہجری میں مُحمد پیدا یا مُحمد مُغلا آپ کے اجداد میں سے پنجاب وَارِد ہوئے اور بالآخر کوہستان غربی کی وَادِیٔ سُون سکیسر کے شہر ''اَنگہ'' میں سکونت پذیر ہوئے۔

آپ کے والد شیخ بازِید مُحمد رحمتہ اللہ علیہ حافظِ قرآن اور مُتشرع شخصیت تھے۔ وہ حکومتِ ہند کے مَنصب دَار بھی تھے۔ شیخ بازِید محمد نے آخرِ عمر میں حضرت بی بی رَاستی رحمتہ اللہ علیہا جو ایک وَلیۂ کامِلہ تھیں' سے ازدواج کیا (۲۴۱)۔

جب ہند کے مُغل فرمانُروا شاہ جہان بادشاہ نے حضرت بازِید محمد کو معاش کے لئے شورکوٹ میں جاگیریں دِیں (۲۴۲) تو یہ خاندان شورکوٹ مُنتقِل ہو گیا' جہاں پر آفتابِ فقرِ مُصطفوِی وفخرِ سِلسلۂ عالیہ قادِریہ کا بَرِّصغیر پاکستان و ہند میں طلوع ہوا' یعنی سال ۱۰۳۹ھ / ۱۶۲۹ء میں حضرت سُلطان باھو قدس اللہ سرہٗ کی وِلادت باسَعادت ہوئی (۲۴۳)۔ وہ زمانہ شاہجہان بادشاہ (۱۰۳۷ھ/۱۶۲۸ء - ۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء) کا تھا جو پُورے بَرِّصغیر پر حکمران تھے۔ رَشید خان سِیال (۱۰۲۸ھ/۱۶۱۸ء - ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۶ء) جھنگ میں حُکمران تھے۔ حضرت سُلطانُ العارِفین قدس اللہ سرہٗ کی اِبتدائی زِندگی میں اَمن ومَحبت کا ماحول نظر آتا ہے' اَلبتہ اُن کے آخری اَیّام میں اَورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء - ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء) اور شاہی خاندان کے دَرمیان جنگ وجدال کے باعث فِتنہ اور فساد شروع ہو گیا۔ جھنگ کے علاقہ میں بھی سیاسی حالات خراب ہو گئے۔ شورکوٹ کے حُکمران میرک سِیال' رَجوعَہ کے حاکم اور بھروَانوں میں مُسلسل لڑائیاں ہونے لگیں۔ مَاڑی شاہ سَخیرا کے بلوچوں کے درمیان جنگ جاری رہی۔ جھنگ کے حاکم رَشید خان کے بیٹوں میں برادر کُشی کا آغاز ہو گیا۔ مُعاشرہ میں بدخلقی اور تُرشی پیدا ہو گئی۔ بہرحال حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کا بچپن شورکوٹ میں گُزرا اور پھر خدمتِ خَلق میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے یکے بعد دِیگرے چار نکاح کیے۔ اُنہیں دِنوں میں ہی امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے وَسیلہ اور رُوحانی قُوّت سے مجلسِ مُحمدی ﷺ میں باریابی حاصل کی اور دَستِ بیَعت ہوئے (۲۴۴)۔

شاہزادہ اورنگ زیب نے قلعہ گڑھ مَہاراجہ نزد شورکوٹ میں سال ۱۰۵۹ھ/۱۶۴۹ء اور سال ۱۰۶۳ھ/۱۶۵۱ء کو حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ سے ملاقات کی۔ اَورنگزیب عالمگیر

Marfat.com

نے تیسری بار ۱۰۷۸ھ/۱۶۶۷ء کو آپ سے دِھلی میں ملاقات کی (۲۴۵)۔ اِن تین مُلاقاتوں سے اَخذ ہوتا ہے کہ اورنگزیب عالمگیر کو اپنے وَطن کی ثقافت' اَدب اور عرفان سے کس قدر زیادہ لگاوٴ تھا- جناب ڈاکٹر آفتاب اَصغر اپنے مقالہ میں اِس ضمن میں لکھتے ہیں :

''اورنگ زیب عالمگیر پاکستان و ہند کے تیموری بادشاہوں میں ادب وثقافت کے ورثہ کے سب سے زیادہ شائستہ وارث تھے'' (۲۴۶)۔

صاحب کتاب ''مَناقبِ سُلطانی'' کے مطابق آپ نے دِہلی میں سَید عبدالرحمٰن گیلانی القادری رحمتہ اللہ علیہ سے تلقین پائی -بَیعتِ ظاہری سے پہلے حضرت قدس اللہ سرہٗ لنگر مخدوم کی دَرگاہ (نزد چنیوٹ) اور حُجرہ شاہ مُقیم کی دَرگاہ پر گئے- حُجرہ شاہ مُقیم میں سَید مُحمد اَمیر حُجروِی رحمتہ اللہ علیہ سے آپ کی ملاقات ہوئی اور آپ نے اُن سے اپنی عقیدت مندی کا اِظہار بھی کیا ہے- حضرت سُلطان العارِفین قدس اللہ سرہٗ نے *نواب مُوسیٰ شاہ گیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے مُلتان میں اور حبیب اللہ شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ سے دَریائے رَاوی کے کنارے مُلاقات کی اور ایک عرصہ تک اِن بزرگوں کی خدمت میں رہے (۲۴۷)۔

حضرت سُلطانُ العارِفین قدس اللہ سرہٗ نے آخری عمر میں بلادِ اِسلامِیہ کی کافی سِیاحت فرمائی' جن میں عَرَب' شام وعِراق شامل ہیں اور آپ نے ہزاروں خَلقِ خُدا کو بَیعت وتلقین فرمایا' آپ کے خوارق وکرامات بہت زیادہ ہیں اور حقیقتاً مادرزاد وَلی تھے- آپ کے خُلفاء کے ذریعہ سلسلہٴ قادِرِیہ کو پنجاب' سندھ' سرحد' بلوچستان اور کشمیر میں کافی وُسعت ملی ہے بلکہ یہ سلسلہ افغانستان تک جا کر پھیلا ہے- حضرت سُلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کی اپنی زندگی ہی میں آپ کے معروف خُلفاء مُلا معالیؔ' نورَنگ کھیتران' سَید مُوسٰن شاہ گیلانی' شیخ کالو اور مَائی فاطمہ مَستوئِن نے بلوچستان' ڈیرہ جات' سندھ اور پنجاب میں اثرات پیدا کر لئے تھے- حضرت سلطان العارِفین قدس اللہ سرہٗ کے وِصال کے بعد آپ کے خاندان میں سجّادہ نشینی کا سلسلہ چلا آرہا ہے- آپ کے بہت سے اَخلاف وخُلفاء' صاحبِ حال اور درویشِ خُدا مَست ہوگزرے ہیں اور نام وَر عارِف مشہور ہوئے ہیں (۲۴۸)۔

حضرت سُلطان العارِفین قدس اللہ سرہٗ پاکستان کے عوام میں چاہے وہ پنجاب' سندھ' بلوچستان' سرحد اور کشمیر سے تعلّق رکھتے ہوں بلکہ افغانستان اور ہندوستان میں بھی ایک مَردِ کامل کی حیثیت سے مشہور ہیں اور وہاں اُن کے عارِفانہ اَفکار شُہرت پا چکے ہیں- حضرت سُلطان باھوؒ

Marfat.com

قدس اللہ سرہٗ شریعت میں صحوِ جُنیدی٬ طریقت میں بمنزلہ اویس قرنی٬ معرفت وحقیقت میں حضرت خاتونِ جنّت فاطمۃ الزہرا اور خواجہ حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کے اِنتہائے فقر پر مامور تھے۔ مسلکِ تصوّف میں حضرت غوث الاعظم سیّدنا عبدالقادِر جیلانی قدس اللہ سرہٗ النّورانی کے پَیرو اور اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر قائم تھے۔ آپ کا کلام اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت اور عظمت کی یاد تازہ کرتا ہے۔ لطافتِ کلام میں عبداللہ انصاری اور شیخ مُصلح الدّین سعدی شیرازی کا سا انداز ملتا ہے۔ اصل میں اُنہوں نے خود کیا خوب فرمادیا ہے کہ "فقر ہمہ آموزاست" یعنی فقر سب کچھ سکھا دینے والا ہوتا ہے (۲۴۹)۔

تصانیف: (۲۵۰)

حضرت سُلطانُ العارِفین قدس اللہ سرہٗ کے فارسی اور عربی میں ایک سو چالیس رِسالے مشہور ہیں مگر آپ کی فارسی میں تیس (۳۰) تصانیف اور سرائیکی میں ایک تصنیف دستیاب ہے٬ جن کے نام درج ذیل ہیں :

۱۔ اسرارِ قادری — معرفت٬ تصوّف اور سلُوک پر ہے۔
۲۔ امیرالکونین — ایضاً
۳۔ اَورنگ شاہی — ایضاً
۴۔ توفیق الہدایت — ایضاً
۵۔ تیغِ برہنہ — ایضاً
۶۔ جامعُ الاسرار — ایضاً
۷۔ مُحِبّ الاسرار — ایضاً
۸۔ دِیدار بخش — ایضاً
۹۔ دِیوانِ باھُو — غزلیاتِ عارفانہ
۱۰۔ رِسالہ رُوحی — مَعرفت٬ تصوّف اور سلُوک پر ہے۔
۱۱۔ سُلطانُ الوھم — مَعرفت وتصوّف پر ہے۔
۱۲۔ شمسُ العارِفین — ایضاً۔ مُصنّف کی بعض تصانیف کا تلخیص ہے۔
۱۳۔ عَقلِ بیدار — مَعرفت٬ تصوّف وسلُوک پر ہے۔
۱۴۔ عَینُ العارفین — ایضاً

Marfat.com

۱۵- عَینُ الفقر — ایضاً

۱۶- فضل اللِقاء — ایضاً

۱۷- قُربِ دِیدار — ایضاً

۱۸- کشف الاسرار — ایضاً

۱۹- کلید التوحید (صغیر) — ایضاً

۲۰- کلید التوحید (کبیر) — ایضاً

۲۱- کلیدِ جنت — ایضاً- * کتاب کلید جنت کا فارسی نسخہ دستیاب ہو چکا ہے۔

۲۲- گنج الاسرار — معرفت تصوّف وسلوک پر ہے۔

۲۳- مجالسۃ النبی — ایضاً

۲۴- محبّت الاسرار — ایضاً

۲۵- محکم الفقراء — ایضاً

۲۶- محکُ الفقراء (صغیر) — ایضاً

۲۷- محکُ الفقر (کبیر) — ایضاً

۲۸- مفتاح العارفین — ایضاً

۲۹- نُور الہدیٰ (صغیر) — ایضاً

۳۰- نُور الہدیٰ (کبیر) — ایضاً

Marfat.com

بابِ اوّل

تارِیخی حالات کا جائزہ

حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سِرّہٗ کی وِلادت اور زِندگی کے حالات بیان کرنے سے پہلے زیادہ مُناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے رہائشی علاقہ اور اُس کے گردونواح کے بارے میں اُن کے اپنے دَور کی کیفیات کو پیشِ نظر رکھ کر تحقیق کر لی جائے۔ حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سِرّہٗ کی جائے وِلادت (۲۵۱) اور مَسکنت کا مقام شورکوٹ ہے، جو جُغرافیائی اور سیاسی نُقطۂ نظر سے ہمیشہ مُلتان اور جھنگ سے مُلحق رہا ہے، لہٰذا شورکوٹ کا تعارف کرنے کے ضِمن میں ہی مُلتان اور جھنگ کے بارے میں کُچھ آگاہی حاصل کر لینا بے سُود نہ ہوگا۔ اِسی طرح اس علاقہ کے قلعہ قہرگان کے ایک قصبہ کے بارے میں، جو گڑھ مہاراجہ کے نام سے موسوم ہے، کچھ اِظہار کر دینا بڑا ضروری ہے، کیونکہ اُس زمانے کی تاریخی حالت اور حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سِرّہٗ کے حالات کو پیش کرنے کے لئے اس کی توضیح کر دینا لازم ہو جاتا ہے۔

فصلِ اوّل

شورکوٹ:

فرعونِ مصر جو سیاستریس (قریباً ۹۰۰ ق م) کے نام سے موسوم تھا، شورکوٹ تک حُکمرانی کرتا رہا۔ مُلتان، بھیرہ، مَنکیرہ، کوٹ کروڑ، تریمُو اور شہر شورکوٹ کو دریائے چنبل (چناب) کے شرقی کنارے پر آباد کیا گیا (۲۵۲)۔ ''تاریخِ جھنگ'' کے مؤلف لکھتے ہیں کہ مِصریوں کے بعد ایک مُدّت تک آشوری قوم مُلتان پر حکومت کرتی رہی۔ ممکن ہے اِیشُورکوٹ

Marfat.com

کے نام کو اُنہوں نے آشورکوٹ کا تلفّظ دے دیا ہو- تاہم ۶۳۹ ق م میں شورکوٹ پر اُن کا تسلّط ایک حقیقت تھی (۲۵۳)۔ سکندرِ یونانی نے دو ماہ کے مُحاصرہ کے بعد سال ۳۲۴ ق م میں شورکوٹ کو تسخیر کیا (۲۵۴)۔ مُحمّد بن قاسم نے سال ۹۳ھ کو پہلے مُلتان اور پھر شورکوٹ کو راجہ دہر کے تسلّط سے آزاد کیا- مُحمّد بن قاسم نے ہی جلال الدّین محمود غازی کو شورکوٹ کا عامِل مقرّر کیا تھا (۲۵۵) تاریخ کی کتابوں میں آتا ہے کہ اس کے بعد دو سال تک امیر داؤد طائی گورنر رہے اور پھر عراق کو واپس چلے گئے- اُن کی جگہ پر جُنید بن عبدالرّحمٰن گورنر بنے- پھر عباسیوں کے دَور میں عُمر بن حفص جب شورکوٹ میں گورنر ہوئے تو بڑے رازدارانہ طریقہ سے فاطمیہ تحریک کے حامی بنے رہے، جس کی وجہ سے اس سرزمین پر فرقۂ باطنیہ کی تحریک شروع ہوگئی- اسی زمانہ میں ہی شیعہ عقاید کی کچھ نہ کچھ اشاعت شروع ہوئی (۲۵۶)۔ جعفر بن مُحمّد بن عبداللہ بن عُمر الاطراف بن حضرت علی (رضی اللہ عنھم) نے مُلتان میں مقبولیت حاصل کی، جس کی وجہ سے شورکوٹ بھی اُن کے تسلّط میں آگیا- لیکن اُن کے زمانہ میں فرقۂ قرامطیہ نے اثرات پیدا کرلئے اور خلافتِ فاطمیہ سے روابط مضبوط کرنے کے باعث ان علاقوں پر اثرانگیز ہوگیا- یہی زمانہ تھا جب امیر سبکتگین بادشاہ غزنی، پنجاب پر حملہ آور ہوکر کامیاب ہوا (۲۵۷)۔ محمود غزنوی نے ۳۹۶ھ کو شورکوٹ فتح کیا- ملک ایاز گورنر غزنی جب لاہور میں تعینات ہُوا تو شورکوٹ بھی اُس کے تصرّف میں آگیا، اور مُلتان وسندھ کے علاقے شیخ سومرہ کے تسلّط میں آئے (۲۵۸)۔ غزنویوں کے اثرات کے بعد شورکوٹ پر راجپُوتوں نے غلبہ حاصل کیا- مُحمّد غوری نے ۱۱۹۳ء میں قرامطیوں کا قلع قمع کیا اور حُکمران ہوگئے (۲۵۹)۔ قباچہ نے بھی ایک مدّت تک حُکمرانی کی، لیکن شمس الدّین التمش نے ۱۲۱۸ء میں شورکوٹ کو اپنی سلطنت کا حِصّہ بنالیا- اسی زمانہ میں کھوکھروں کی طرف سے جلال الدّین خوارزم شاہ کو اِمداد ملنے پر جرنل طرطائی چنگیزی غیض وغضب میں آگیا اور خوشاب سے شورکوٹ تک کے علاقے تباہ وبرباد کردیئے (۲۶۰)۔ اُمیر خسرو (۲۶۱) بھی شاہزادہ مُحمّد بلبن کے ہمراہ ۱۲۸۰ء کو شورکوٹ آئے- یہاں پر اُنہوں نے پہلے گورنر جلال الدّین محمود غازی کے مقبرہ پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھا اور سُلطان مُحمّد بلبن کے مشورہ سے مزار پر عمارت کی تعمیر کی بُنیاد رکھی (۲۶۲)۔ تیمور خان نے ۶۸۴ھ/۱۲۸۴ء کو شورکوٹ میں تباہی مچائی، اسی جنگ میں ہی شہزادہ سُلطان مُحمّد بلبن شہید اور امیر خسرو قید ہوئے (۲۶۳)۔ تیمور نے شورکوٹ میں ایک مسجد تعمیر کرائی اور اس کے بعد ہرات اور غزنی کو چلا گیا- آٹھویں صدی ہجری میں تیمور لنگ کی فوج دوبارہ حملہ

Marfat.com

آور ہوئی اور اس قدر تباہی مچائی کہ شورکوٹ اور مُلتان میں قحط پیدا ہو گیا (۲۶۴)۔ مُلتان کے سردار مُغل علی مرزا اور دِہلی کے حکمران مُبارک شاہ کی شورکوٹ میں شدید جنگ ۸۳۶ھ کو ٹھن گئی، جس میں سُلطان مبارک شاہ فتح یاب ہو (۲۶۵)۔ مشہور مؤرخ ھندوشاہ نے لکھا ہے کہ اس کے بعد حُسین خان لنگاہ نے سندھ کے سردار جام بایزید کو شورکوٹ کا عامل مُقرّر کر دیا۔ جس کے دَور میں یہ عِلاقہ عِلم و فضل کا مرکز بن گیا (۲۶۶)۔ ''تاریخِ جھنگ'' کے مُؤلف اِسی ضِمن میں مزید لکھتے ہیں کہ شورکوٹ کے عامل بایزید اور جھنگ کے عامل مُل سیال کے درمیان ۹۱۰ھ کو ایک دِفاعی مُعاہدہ قرار پایا۔ اس زمانہ میں سِکندر لودھی دِہلی میں حُکمران تھا (۲۶۷)۔ عِلاقہ سَبّی کا سردار میر چاکر خان رِند بلوچ اپنے ماحول کے فتنہ سے تنگ آ کر پنجاب آ گیا تھا۔ جام بایزید نے کمالیہ کے نزدیک ست گرہ کی جاگیر اُس کے حوالہ کر دی (۲۶۸)۔ بابر نے ۱۵۲۶ء کو پانی پت کے میدان میں اِبراہیم لودھی کو شکست دی اور شورکوٹ بھی اُس کے تصرّف میں آ گیا (۲۶۹)۔ تاج الدّین سُوری نے، جو شیر شاہ کے زمانہ میں گورنر تھا، موجودہ شہر شورکوٹ کو آباد کیا۔ وہ ایک نہایت نیک، پارسا اور رفاعی اُمور نبھانے والا ہو گزرا ہے۔ اُس کا مزار اب بھی شورکوٹ کے بھڑ (۲۷۰) (پُرانے قلعہ) پر مشہور زیارتگاہ ہے۔ اُن کی وفات ۱۰۰۷ ہجری کو واقع ہوئی (۲۷۱)۔

فصلِ دوم

مُلتان:

نُور احمد فریدی کی تالیف کے مطابق سنسکرت زبان میں '' مولا '' کے لُغوی معنی اصل کے ہیں اور ''استھان'' جگہ کو کہتے ہیں۔ مولا کا متبادل لفظ ''وردنا'' ہے جو سورج کے ناموں میں سے ایک ہے۔ چونکہ اصل روشنی آفتاب سے ہی ہے لہٰذا اسی نِسبت سے ہی ''مول ستھان'' کا نام پڑ جانا ہی قرینِ قیاس ہے۔ البیرونی نے لکھا ہے کہ اِس قدیم شہر کے بہت سے نام ہوئے ہیں اور آخری نام مول ستھان ہے جو بعد میں کثرتِ استعمال سے مُولتان ہو گیا (۲۷۲)۔

اِس مقالہ میں مُلتان پر کوئی دقیق تحقیق کرنا براہِ راست ہمارے فرائض میں نہیں آتا مگر اہم تاریخی واقعات پر نظر ڈالنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ حبیبی اپنی تاریخ کی کتاب میں لکھتا ہے کہ

Marfat.com

سرزمینِ مُلتان پر ہونے والی جنگوں میں سے ایک میں سِکندر زخمی ہوا (۲۷۳)۔ مُحمد بن قاسم نے ۹۳ھ کو مولتان یا ملتان فتح کیا (۲۷۴)۔ مُلتان ۳۸۱ھ/۶۹۱ء کو شیخ حمید لودھی کے تسلّط میں تھا جو افغانوں (۲۷۵) کے مشہور قبیلہ میں سے تھا۔ محمود نے جب ۳۹۶ھ/۱۰۰۵ء کو پہلی بار ملتان پر حملہ کیا تو وہاں ابوالفتح داؤد بن نصر حاکم تھا (۲۷۶)۔ حبیبی اپنی تاریخ میں مزید لکھتا ہے کہ سُلطان مودود بن سُلطان مسعود غزنوی کے زمانہ میں ملتان لودھیوں کے تصرّف سے نکل گیا اور غزنویوں کے تسلط میں آیا (۲۷۷)۔ اس کے بعد خاندانِ غُلاماں، خاندانِ تُغلق اور لودھی خاندان کا تسلّط بھی ۶۲۳ھ سے ۹۲۳ھ تک ملتان پر رہا اور تھوڑا سا عرصہ شیر شاہ سُوری کے غلبہ میں بھی رہا، اس کے بعد اس پر تیموریانِ ہند مُسلّط ہو گئے۔ ہندوستان میں مغلوں کے زوال کے بعد ملتان شاہِ کابُل کے تسلط میں آیا اور ۱۸۱۸ء کو نواب تکلّم خان گورنر بنا۔ پھر آہستہ آہستہ نواب مظفر خان، ملتان کا حاکم ہو گیا، جسے رنجیت سنگھ (۱۷۹۲ء - ۱۸۴۱ء) کے زمانہ میں کھڑک سنگھ کے ہاتھوں ۱۸۲۰ء کو شکست اٹھانی پڑی۔ سکھوں کا دور انگریزوں کے زمانۂ تسلُّط تک جاری رہا (۲۷۸)۔

فصلِ سوم

جھنگ:

قدیم مؤرخین نے کسی جھنگ نامی شہر کا ذِکر نہیں کیا۔ تاہم اِس علاقہ کو وسیع و عریض جنگل سے بھرپُور ہونے کے باعث جھانگی، جھانگ، اور جنگر کے ناموں سے ضرور موسوم کرتے رہے ہیں، جھنگ کے نام سے قصبہ کافی عرصہ کے بعد آباد ہوا۔ مُصدّقہ روایات میں آیا ہے کہ پہلے اِس قصبہ کا نام برھمن گڑھ تھا اور اس کا گردونواح جھنگی کہلاتا تھا (۲۷۹)۔ مزید کہا گیا ہے کہ قلعہ برھمن گڑھ بڑا مضبوط تھا جو بغیر جنگ و جدال کے سکندر یونانی کے تصرّف میں آ گیا تھا (۲۸۰)۔ حضرت شاہ جلال الدّین بُخاری (۲۸۱) کے فرمان سے رائے سیال نے جھنگ یا جھانگ کے جنگل میں مشہور قلعہ برہمن آباد (جہاں اِس وقت ہیر سیال کا معروف مقبرہ ہے) کے نزدیک شہر جھنگ سیالاں کو ۱۲۸۸ء میں آباد کیا (۲۸۲)۔

بہلول لودھی نے جھنگ کے مُل نامی حاکم کو سال ۱۴۶۰ء میں ''خان'' کا لقب عطا کیا

Marfat.com

کیونکہ اُس نے ولی دادنُول سے قلعہ برہمن گڑھ حاصل کرلیا تھا- رائے سیال کا خاندان اس سے پہلے پکھی کوٹلہ باقر آباد میں آباد تھا- موجودہ جھنگ شہر کو مُل خان نے آباد کیا (۲۸۳)۔ بخشیش سنگھ کی تحقیق کے مطابق مُل خان سیال نے جو سیال کی نہم پُشت میں سے تھا' ۱۴۶۲ء کو جھنگ شہر کی بُنیاد رکھی (۲۸۴)۔

ہیر کی وفات ۴۶ سال کی عمر میں ۸۷۶ھ/۱۴۷۱ء کو واقع ہوئی (۲۸۵)۔

اب جھنگ کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں' کیونکہ اِس مقالہ میں زیرِ نظر ہماری شخصیت (حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرّہٗ) اِسی علاقہ سے مُتعلق ہیں- اِس کے علاوہ جھنگ پاکستان کے قلب میں بھی واقع ہے- یہاں کی جُغرافیائی اور سیاسی اہمیّت ہمیشہ مُورِدِنظر رہی ہے- اِیران و افغانستان کے راستہ سے ہند پر جو بھی حملہ آور ہوئے' وہ اسی علاقہ میں ہی اپنی چھاونیاں قائم کر لیتے تھے- سنسکرت کے قدیم زمانہ سے جھنگ کا خیبر' گومَل' اور بُولان کے دَرّوں سے رابطہ رہا ہے- ھیون سانگ' معروف چینی سیاح ۶۴۱ء میں ہندوستان کے مُختلف علاقوں کو دیکھنے کے بعد گرمی کے موسم میں جھنگ آیا- اُس نے اپنے سفرنامہ میں تَریمُوگھاٹ (۲۸۶) کے محلِ وقوع' وہاں کی زرخیزی اور اس مقام کا نام جھانگ لکھا ہے- یہ علاقہ چندرگُپتا کے زیرِ نگیں تھا- سال ۳۰۰ ق م تک جھنگ چندرگُپت خاندان کے ماتحت رہا (۲۸۷)۔

۴۷۰ء میں ایک یورپی قبیلہ سفید ھن (۲۸۸) کا اس علاقہ پر تسلّط تھا- ہند کے راجاؤں نے متحد ہو کر اُن کو ۵۲۸ء میں وہاں سے نکال دیا (۲۸۹)۔ ھرمن نامی ایک شخص جھنگ کا حاکم بنا جو مُحمّد بن قاسم کے زمانۂ لشکرکشی تک موجود تھا- البیرونی کے مطابق اُس زمانہ میں جھنگ ایک آزاد ریاست تھی (۲۹۰)۔ حاکمِ سِندھ بَرہمن چچ نے ۶۶۱ء میں ہرمن رائے کو شکست دے کر اپنی مملکت کو سندھ سے کشمیر تک وسعت دی- چچ کا ۶۷۱ء میں انتقال ہوا تو اُس کے بھائی چندر نے زمامِ حکومت سنبھالی- اس نے آٹھ سال تک وہاں بُدھ مذہب کا پرچار کیا- اُس زمانہ میں عرب کے مسلمان تاجر سندھ میں آتے اور اُن کے قافلے جھنگ' منکیرہ اور بھکر تک جایا کرتے تھے- چنانچہ ۷۱۲ء میں مُحمّد بن قاسم کی افواج وہاں تک کامیابی کے ساتھ داخل ہوئیں (۲۹۱) مُحمّد بن قاسم کے عرب کو واپس ہو جانے کے بعد جھنگ کا خلیفۂ اسلام کے زیرِ نگیں آجانا پایۂ اثبات کو پہنچتا ہے- مُحمّد بن قاسم نے حضرت غازی پیر (۲۹۲) کو جھنگ کا گورنر مُقرر کردیا تھا- ان کے بعد حاتم طائی کا پوتا امیر داؤد طائی دو سال تک گورنر کے عہدہ پر رہا- اس کے بعد ایک شخص عبداللہ

Marfat.com

نامی تحریکِ قرامطیہ کو اختیار کر کے سندھ اور پنجاب میں اِسماعیلی فرقہ کی اشاعت کرتا رہا- ملتان' جھنگ' ٹھٹھہ' سیستان اور بھکر کے علاقے دو سو سال کا عرصہ اسماعیلیوں کے تسلّط میں آئے- اس فرقہ کے دو افراد حامد مُوسیٰ اور شعمی نے حکمرانی کی- یہ زمانہ مذہبی افراتفری اور اِنتشار کا شُمار ہوتا ہے- آخر کار مُحمّد غوری نے پُوری قُوّت کے ساتھ فرقہَ اسماعیلیہ کا خاتمہ کیا(۲۹۳) جھنگ ۹۷۰ء تک سامانی بادشاہوں کے زیرِ تسلّط رہا' جس کے بعد یہ علاقہ الپتگین غزنوی کے زیرِ نگین ہُوا- سبکتگین کے زمانہ میں اس علاقہ پر راجہ جے پال کا تصرف ہُوا' اور حامد لودھی اس صوبہ میں گورنر بنا- قرامطی فرقہ کے علم بن شعبان نے جو فرقہ قرامطیہ کا سردار تھا' ایک بار پھر ۹۸۰ء میں اس علاقہ پر کامیابی حاصل کر لی- ظلم وتشدّد کا بازار گرم ہُوا' علماء قتل کیۓ جانے لگے اور ان کا مال ومتاع لُوٹ لیا گیا- شیخ حامد کے بعد اُن کا پوتا ابوالفتح جھنگ پر حکمران ہُوا' جس نے اپنا مذھب حنفیہ ترک کر کے اسماعیلی مذہب اختیار کر لیا- اسی اثناء میں محمود غزنوی نے ابوالفتح کو ملتان کے نزدیک گرفتار کر لیا (۲۹۴)- محمود نے جب تریمو کا رُخ واپسی پر کیا تو اُن کا سپہ سالار مخدوم تاج الدّین المعروف اٹھارہ ہزاری (منصب اٹھارہ ہزاری والے) فوت ہو چکے تھے- یہ واقعہ ۱۰۱۰ء سے متعلق ہے- محمود غزنوی نے اسماعیلی عقاید کی بیخ کنی کی اور اپنے پوتے کو جھنگ پر حاکم مقرر کر دیا- شہاب الدّین غوری کی ۱۱۷۵ء کو اس علاقہ میں آمد ہوئی اور اُنہوں نے فرقہ اِسماعیلیہ کو مُکمل طور پر جڑ سے اُکھیڑ ڈالا (۲۹۵)- دراصل جھنگ پر ۱۱۱۳ء کو کھوکھروں نے غلبہ حاصل کر لیا تھا' جو شہاب الدّین غوری کے ساتھ لڑتے رہے حتیٰ کہ گکھڑوں کے ساتھ مِل کر انہوں نے شہاب الدّین کو قتل کرنے میں بھی کامیابی حاصل کر لی- خاندانِ غُلاماں کے غلبہ ہو جانے سے ۱۲۱۸ء کو ناصر الدّین قباچہ بھی جھنگ پر حُکمران ہو گۓ- جس کے بعد یہ علاقہ لودھیوں کے تصرّف میں آیا- لودھیوں نے جھنگ کی حُکمرانی سیالوں کے سپُرد کر دی- چنانچہ علاقہ کا پہلا سردار مَلِک کبیر خان سیال یہاں کا گورنر مُقرر ہُوا- اُنہوں نے اپنے وقت میں ۱۲۳۶ء کو بھرپُور کوشش کی کہ رضیہ سُلطانہ ہند پر حاکم ہو جائیں اور کامیابی حاصل کر لی- اصل میں ۸۵۰ ہجری کو جھنگ میں ایسی حکومت قائم ہوئی کہ لودھیوں نے مکمل تصرّف سیالوں کے حوالہ کر دیا تھا- چُوچک سیال' اُس کا بھائی مُل خان اور پھر غازی خان پسر مُل خان گورنر بنے- اُن کے بعد جلال خان سیال جو غازی خان کے فرزند تھے' جھنگ پر گورنر ہوۓ' یہ شہنشاہ اکبر کا زمانہ تھا- جہانگیر کے زمانہ میں کبیر خان پسر جلال خان اور پھر وَلی داد پسر کبیر خان المعروف سیال حُکمران ہوۓ- وَلی دَاد خان کا ۱۰۶۳ھ

Marfat.com

کو اِنتقال ہُوا- منگولوں کی چودھویں صدی عیسوی میں تباہ کاریوں کے باعث جھنگ اُن کے ظلم و سِتم کا نِشانہ بنا اور اس علاقہ کی ترقی نہ ہو سکی (۲۹۶)۔ معروف سیّاح اِبنِ بطوطہ ۱۳۳۴ء کو ملتان کی طرف آتے ہوئے تریمُو کے مقام پر آیا- اُن دنوں مبارک خان نامی جھنگ پر حُکمران تھا- جھنگ پر منگولوں کا دُوسرا حملہ ۱۴۳۰ء کو ہُوا- اُن دِنوں کائل پر شیخ علی کی حکومت تھی' مُلتان میں ناکامی کے بعد جھنگ پر تباہ کاری کر کے بہت زیادہ لوگوں کو قتل کیا گیا' جس کے باعث تمام علاقہ برباد ہُوا- دِہلی کے حُکمران مُبارک شاہ نے ۱۴۳۰ء کو جھنگ پر غلبہ حاصل کر لیا اور مُحمد شاہ کو یہاں گورنر مُقرر کیا- مگر دہلی کی حکومت نے بہت زیادہ شورش اور فتنہ و فساد سے بیزار ہو کر جھنگ کا تمام نواحی علاقہ بھیرہ' بھکر اور شور کوٹ کو صُوبہ ملتان کا حِصّہ قرار دیا- اُس وقت صوبہ ملتان پر حضرت بہاءُ الدّین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے حضرت شیخ یُوسُف (۲۹۷) کو گورنر مقرر کر دیا گیا- مگر زیادہ عرصہ نہ گُورا کہ ۱۵۲۸ء میں وہاں قوم لنگاہ نے غلبہ حاصل کر لیا' جن کی قُوّت کو پھر منگولوں نے ہی توڑا (۲۹۸)۔ جھنگ کا علاقہ ۱۵۲۸ء سے ۱۵۴۰ء تک پہلے مُغلیّہ تاجدار ظہیرالدّین بابر کی حکومت میں رہا- اس عرصہ میں یہاں نواب مُبارک خان اور نواب عِزّت خان جھنگ پر حُکمران رہے- اس عرصہ کے بعد جھنگ شیر شاہ سُوری کے تَسلّط میں آیا' جس نے پہلی بار فوجی چھاونیاں قائم کیں' جھنگ میں فوجی بیرکیں اور قلعہ تعمیر ہُوا- البتہ علاقائی لحاظ سے لودھیوں کی حکومت سے لے کر عہدِ جہانگیر تک جھنگ پر سیال ہی عملاً حاکم بنے رہے- جھنگ کے نواب وزیر خان کو شاہجہان کے عہد میں لاہور کا گورنر مقرر کیا گیا (۲۹۹)۔ ولی داد خان سیال کا ۱۱۶۳ء میں انتقال ہُوا اور فرزند نرینہ کے باقی بحیات نہ ہونے پر اُن کے پوتے شہادت خان اور شیر خان میں حکمرانی منتقل ہوئی- مگر اُن کے درمیان تنازعات پیدا ہو گئے تھے' جن میں اس کے داماد اور چچازاد بھائی عنایت اللہ خان نے ۱۱۶۷ء میں بڑا ساتھ دیا' اور یہی شخص احمد شاہ ابدالی کے کے حملہ کے موقعہ پر جھنگ میں حُکمران بھی تھا- اس نے جھنگ کو غارتگری سے بچا لیا- امیر دوست محمد خان' والی افغانستان کے والد امیر جہان خان ۱۱۹۸ء کو جھنگ میں آئے اور عنایت اللہ خان کے ہاں قیام پذیر ہُوئے (۳۰۰)۔ عنایت اللہ خان کا ۱۲۰۳ء میں انتقال ہُوا تو جھنگ کی حکمرانی اس کے بیٹوں سُلطان محمود اور صاحب داد کو منتقل ہوئی- ان کے بعد کبیر خان اور اس کا بیٹا حاکم بنے (۳۰۱) کنہیا لال کے مطابق راجہ رنجیت سنگھ نے جھنگ پر حملہ کیا تو کافی مقابلہ کرنا پڑا اور بالآخر احمد خان سیال ملتان کی طرف فرار ہو گیا اور وہاں جا کر مُظفر خان والیٔ ملتان سے پناہ حاصل کی (۳۰۲)۔ دِیوان

Marfat.com

مولراج کی جھنگ پر ۱۲۲۹ھ سے حکمرانی تسلیم کی گئی اور سیالوں کی عملداری ختم ہوگئی' بخشیش سنگھ کے مطابق اورنگزیب عالمگیر کے زمانہ میں ۱۶۹۸ء کو لال ناتھ سنیاسی نے موجودہ جھنگ کو ترقی دی (۳۰۳)۔ پنجاب پر انگریزوں کا تسلّط ۱۸۴۹ء میں ہوا اور جھنگ پر بھی اُن کی فوقیت برقرار ہوگئی انگریزوں کی صد سالہ حکومت کے دوران جھنگ کے باشندے مُسلسل آزادی کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔ استقلال کے لئے ہر قِسم کے اُٹھنے والے اقدامات میں شامل ہوتے رہے۔ جھنگ کے ہزاروں افراد آزادی کی جدوجُہد میں شہید ہوئے' بالآخر آزاد مملکت پاکستان کا وجود ۱۹۴۷ء کو عمل میں آ گیا۔ حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سِرّہٗ کی نویں پُشت میں سے سُلطان غُلام دستگیر القادری (۳۰۴) ولد حضرت سُلطان مُحمّد نواز (رحمۃ اللہ علیہ) نے ۱۹۴۷ء تا ۱۹۴۹ء جہادِ کشمیر میں آزاد قبائل کی قیادت کی اور اُن کا لشکر کامیابی کے ساتھ سرینگر تک جا پہنچا تھا۔

فصل چہارم

گڑھ مہاراجہ:

صوبہ سندھ کے حاکم چچ کے بھائی چندر نے اپنے دَورِ اِقتدار میں گڑھ مہاراجہ کے مضبوط قلعہ کی بُنیاد رکھی۔ وہاں پر بدھ مذھب کی عظیم عبادت گاہ (مندر) بھی قائم کی' جو مُغلیہ دَور تک قائم رہا۔ چندر کے فوت ہو جانے پر ۶۷۹ء کو چچ کا بیٹا دھر تخت نشین ہُوا (۳۰۵)۔ سولہویں صدی عیسوی میں شیر شاہ سُوری نے گڑھ مہاراجہ میں فوجی چھاونی قائم کی (۳۰۶)۔ اکبرِ اعظم کے زمانہ میں غازی خان کے فرزند جلال خان سیال نے گڑھ مہاراجہ کو اپنے بھائی بہار خان کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ اُن دِنوں گڑھ مہاراجہ کی شمولیت مظفر گڑھ میں تھی۔ اُس کے بعد ہمیشہ کے لئے یہ جھنگ کے ضلع میں آ گیا (۳۰۷)۔ ولی داد خان سیال نے جو اورنگ زیب کا ہم عصر تھا' گڑھ مہاراجہ کو دوبارہ آباد کیا اور جدید عمارات تعمیر کرائیں۔ اُس کا اِنتقال ۱۱۶۳ء میں ہُوا۔ (۳۰۸) احمد شاہ ابدالی کی لشکر کشی کے موقع پر نواب علی محمد خان گڑھ مہاراجہ پر حاکم تھا۔ یہ علاقہ مُلتان کے گورنر کے زیرِ نگرانی تھا۔ نواب مذکور نے صُورت سنگھ اور عجب سنگھ کو وہاں پر اپنا نائبِ مقرر کر دیا تھا۔ علی محمد خان نے جب ماڑی شاہ سخیرا (۳۰۹) سے راہ فرار اختیار کی تو اس کے تعاقب میں عنایت اللہ

Marfat.com

خان سیال نکل پڑا - اسی اثنا میں کملانہ قبیلہ کے سر براہوں نے علی محمد خان کی امداد کرنے کا فیصلہ کر لیا - جس کے نتیجہ میں عنایت اللہ خان کی فوج کو راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہونا پڑا - عنایت اللہ خان بھی شورکوٹ کو لوٹ آیا' جہاں اُسے قریشی' ججیانہ' سرگانہ اور کاٹھیہ اقوام کی امداد حاصل ہوئی' اور گڑھ مہاراجہ کا ایک بار پھر مُحاصرہ کر لیا' مگر مقابلہ میں عنایت اللہ خان کا سامنا نہ کر سکا اور شکست کھائی - عنایت اللہ کا ۱۲۰۳ھ میں انتقال ہوا - اُن کے فرزند سُلطان محمود اور صاحب خان جھنگ پر حُکمران ہُوئے - ان کے بعد کبیر خان اور احمد خان ولد کبیر خان کے ہاتھ زمامِ اقتدار آیا (۳۱۰) -

محمد غوری جب ۱۲۰۶ھ میں دَرۂ گومل کے راستہ سے وارِد ہوئے تو گڑھ مہاراجہ میں فوج کی پہلی چھاونی قائم کی' پھر وہاں پر ایک شہر آباد ہو گیا' جس کا نام شاہ نگر معروف ہُوا (۳۱۱) صاحب تاریخِ جھنگ لکھتے ہیں کہ احمد خان ولد کبیر خان سیال کے زمانہ میں رنجیت سنگھ نے جھنگ پر تسلط حاصل کرنے کے لئے کئی بار کوشش کی' جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے' مگر احمد خان اور رنجیت سنگھ کے درمیان صلح کے مِعاہدہ پر قلعۂ گڑھ مہاراجہ میں دستخط ہو گئے - کچھ عرصہ بعد ۱۲۲۹ھ کو دیوان مُولراج نے جھنگ پر غلبہ حاصل کر لیا اور سیالوں کی حکومت عملاً ختم ہو کر رہ گئی (۳۱۲) - اورنگزیب جب ۱۶۴۸ء میں ملتان کا گورنر تھا تو قہر گان (۳۱۳) کے دورہ پر دریائے چناب کے کنارے گڑھ مہاراجہ میں قلعہ تعمیر کرایا (۳۱۴) - گڑھ مہاراجہ کے قلعہ کی اہمیّت اسی سے واضح ہوتی ہے کہ ڈیرہ غازی خان اور ڈیرہ اسماعیل خان کے نواح پر بلوچ اقوام کے سامنے قائم ہُوا' جہاں مغلوں کی فوج متعیّن ہونے کی مناسب جگہ تھی - اس کے علاوہ چونکہ یہ جگہ حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ کی خانقاہ اور مسکن بھی تھا' اس لئے بھی اورنگ زیب کے لئے قابلِ قدر ہُوئی -

بلال زُبیری "تاریخِ جھنگ" میں رقمطراز ہیں کہ اورنگ زیب نے گڑھ مہاراجہ کے مِسمار شدہ قلعہ کو دوبارہ تعمیر کرایا - نواب ولی خان (۱۷۳۹ء - ۱۷۵۸ء) کے دَور میں کوڑا رام نے مذکورہ قلعہ کو ازسرِ نو مکمل کرایا - اور وہاں ایک شہر بسا کر اس کا نام "رام گڑھ" رکھا گیا - مگر مہر رجب خان رجبانہ سیال کے زمانہ میں یہ علاقہ "گڑھ مہر رجب" کے نام سے معروف ہُوا - جب اس علاقہ پر سِکھوں کا تصرُّف ہُوا تو اُس کا نام "گڑھ مہاراجہ" رکھ دیا گیا - یہی نام اب تک معروف چلا آ رہا ہے - اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس قلعہ میں اپنا دربار مُنعقد کیا تھا (۳۱۵) - پنجاب میں برطانیہ کی حکومت ۱۸۴۹ء میں قائم ہو گئی تھی اور جھنگ اس طرح انگریزوں کی حکومت میں آ گیا - یہاں پر پہلا ڈپٹی کمشنر "راجرین" مُتعیّن ہُوا' جس نے گڑھ مہاراجہ کو جھنگ کا حِصّہ قرار

Marfat.com

دے دیا- مگر ۱۸۶۰ء کو گڑھ مہاراجہ کا علاقہ (جھنگ سے) الگ کر دیا گیا- تقریباً ایک صدی برطانوی تسلّط کے بعد جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو گڑھ مہاراجہ کو شورکوٹ میں جھنگ کی ایک چھوٹی تحصیل قرار دیا گیا (۳۱۶)-

فصلِ پنجم

حضرت سُلطان باھُو کے دَور پر ایک نظر:

جس زمانہ میں آپ کی ولادت باسعادت ہُوئی لاہور میں عنایت اللہ یزدی (۳۱۷) گورنر تھا اور ہندوستان پر مُغل بادشاہ شاہجہان (۳۱۸) کی حکومت تھی- رشید خان سیال (۳۱۹) کی جھنگ پر حُکمرانی تھی- حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرّہٗ کا وصال جہان خان سیال (۳۲۰) کے اقتدار کے ایام میں ہُوئی- ہندوستان مغلیہ تاجدار اورنگزیب عالمگیر (۳۲۱) کے تسلّط میں آچکا تھا- حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرّہٗ کی ابتدائی نصف زندگی کا دور مُلک میں امن وامان کا تھا- البتہ آخری نصف حصّہ زندگی اورنگزیب عالم گیر اور اس کے خانوادہ کے درمیان مُخاصمت و مقابلوں کے باعث اور پھر مَرھٹوں، راجپوتوں اور سِکھوں سے جنگ کے باعث بدامنی، فتنہ اور فساد کے ماحول میں گُزری (۳۲۲)- جھنگ میں بھی سیاسی اور مُعاشرتی حالات کافی خراب ہو چکے تھے- وہاں زمامِ اقتدار سیال قبیلہ کے ہاتھوں میں تھا- رشید خان سیال نے ریاست کا انتظام اپنے فرزند فیروز خان المعروف فیروز جنگ کے حوالہ کیا ہُوا تھا اور خود کچھی (۳۲۳) میں بُود و باش کرنے لگا تھا- اِن دِنوں میں بھی یہ علاقہ رشید پُور کہلاتا تھا (۳۲۴)- ان دِنوں میں ست گرہ کے رِند بلوچوں، کمالیہ کے کھر قبیلہ اور ماضی سیال قبیلہ کے درمیان جھنگ کے علاقہ وملکیت پر جنگیں ہوتی رہیں (۳۲۵)- اس کے علاوہ آپ کے ہی زمانہ میں جب آپ چار سال کے تھے، ایک معروف عشقیہ داستان ''صاحباں'' واقع ہُوئی- صاحباں، کھیوہ کے رئیس، کھیوہ خان (۳۲۶) کی بیٹی تھی جس کا عشق واڑہ سُلیمان (بستی سُلیمان) کے مڑھل قبیلہ کی خاتون فتح بی بی کے فرزند مرزا سے ہو گیا تھا- فتح بی بی اور کھیوہ خان نے مڑھل قبیلہ کی ایک خاتون نُور بی بی کا دُودھ پیا تھا اور اُن کی اولاد مرزا و صاحباں سے ایک غم انگیز عِشقیہ داستان وجُود میں آئی- صاحباں کے واقعۂ عشق کے بعد سیالوں میں دُختر کُشی کی رَسم شروع ہو گئی، یہ رسم قبیحہ دو سو سال تک جاری رہی- ان دنوں

Marfat.com

شورکوٹ صوبہ ملتان میں تھا- جس طرح کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے' میرک سیال کی شورکوٹ میں حکومت تھی (۳۲۷)- ان دنوں رجوعہ کی ریاست میں امیر رجوعہ عبداللہ شاہ اور بھروانوں (۳۲۸) کے درمیان جنگ ہوئی- آخر کاران کے زمانہ کے بعد نواب ولی داد سیال نے عبداللہ شاہ رجوعہ (۳۲۹) کے ساتھ جنگ کی اور شکست دی (۳۳۰)- پیرِ طریقت شاہ لطیف بُخاری جو ریاست ندھا (۳۳۱) کے سادات شکر پوریہ سے تھے' کھوکھر قبیلہ کے اپنے مُریدوں کے تعاون سے سِیالوں کے خلاف اُٹھ پڑے اور شاہ جیونہ (۳۳۲) سے سرگودھا تک سیالوں کے اُمراء کو نکال کر خود رئیس بن گئے (۳۳۳)- اسی طرح ماڑی شاہ سخیرا کے بلوچوں اور سیالوں کے درمیان باقاعدہ لڑائی ہوتی رہی (۳۳۴)- رشید خان کے بیٹوں فیروز خان اور کبیر خان کے درمیان بھی لڑائیاں ہوتی رہیں (۳۳۵)- معاشرہ بھی بدحالی اور بداخلاقی کا شکار ہو چکا تھا- خود حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرّہٗ شورکوٹ کے نزدیک سارنگ خان (۳۳۶) نامی گاؤں میں بھی رہتے تھے (وہ گاؤں سردار بلوچ سارنگ کے نام سے مشہور تھا) چنانچہ سارنگ خان کی مُذمت میں فرماتے ہیں: ''سارنگ خان بلوچ' بی معرفت' چشم کورتا بگور'' (۳۳۷)- ایسے حالات اور ایسے سیاسی ومعاشرتی کیفیات کے ماحول میں حضرت سُلطان العارفین' سُلطان الفقر سُلطان باھُو قدس اللہ سرّہٗ اس دُنیا میں آنکھ کھولتے ہیں اور مذکورہ مُلکی حالات میں رہ کر زندگی بسر فرماتے ہیں-

Marfat.com

باب دوم

حضرت سلطان باھوؒ کے حالات

حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس اللہ سرہ' علوی ھاشمی ہیں۔ اُن کا قبیلہ اعوان کے نام سے معروف ہے۔ آپ کے حالات زندگی کے ضمن میں آپ کے قبیلہ کا تعارف' خاندانِ عالی کا تاریخی پس منظر' خاندان کے بزرگوں کی ہجرت اور آپ کے آباؤ اجداد کا عرب وعجم سے خاکِ پنجاب تک پہنچنے کے احوال کا بیان تحریر کیا جاتا ہے۔

فصل اوّل

علویان:

علوی وہ ہیں جو حضرت علیؑ کی اولاد سے ہوں' البتہ سیّد نہیں کہلائے جاتے۔ یعنی علوی حضرت بی بی فاطمۃ الزھرا کے بطن سے نہیں (بلکہ حضرت علیؑ کی دیگر ازواج مطہرات سے ہیں)۔ اس طرح حضرت علیؑ کے تمام غیر سیّد فرزندان علوی (۳۳۸) شمار ہوتے ہیں۔ علویوں کو اعوان بھی کہا جاتا ہے۔

مولوی محمد بخش شاہ قریشی اسدی اپنی تازہ محققانہ تصنیف میں لکھتے ہیں کہ عرب قبائل جو پاکستان وھند میں وارد ہوئے اور پھر سکونت پذیر ہو گئے اُن میں سادات فاطمیہ' اعوان علوی' ھاشمی علوی' ھاشمی اور قریشی شامل ہیں (۳۳۹)۔ درج بالا وضاحت سے روشن ہو جاتا ہے کہ حضرت علیؑ کی اولاد سادات بنی فاطمہ اور علوی ہاشمی افراد پر مشتمل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ واقعہ کربلا اور اس سانحہ کے بعد پیش آنے والے مصائب کے بعد علوی کس طرح اعوان کے لقب سے معروف ہو گئے۔ اس بارے میں پورے دلائل و آراء کے ساتھ اب اس کی وضاحت تحریر کی جاتی ہے۔

Marfat.com

فصل دوم

اعوان:

عربی زبان میں اعوان (۳۴۰) کے معنی حمایت کرنے والا کے ہیں۔ فارسی کی بیشتر کتابوں میں بھی اعوان مددگار کے معانی میں آیا ہے۔ مثلاً ضیاء الدین برنی لکھتے ہیں کہ اردشیر بابکان جسکی امور جہانبانی میں اقوال وافعال کی پیروی عجم کے کسریٰ کرتے رہے کا قول ہے کہ اصل بادشاہ وہ کہلایا جا سکتا ہے جو اپنے اھل مملکت کے ساتھ ایسے توازن اور استقامت کے ساتھ معاملات نبھائے کہ وہ تمام اھل مملکت اُس کے اعوان وانصار ھو جائیں (۳۴۱)۔ نیز کہا کہ محمود جب تخت نشین ہوا تو اپنے باپ کے خدّام کو اپنا اعوان وانصار ٹھہرایا اور انہیں کئی علاقے سپرد کر دیئے (۳۴۲)۔

تاریخ نامہ ھرات میں سیفی نے لکھا ہے "والناس اعوان من والة دولته. وهم عليه از اعادته اعوان (ابو الفتح البستی) یعنی" پختہ مددگار وہ لوگ ہیں جنہیں اُنکی حکومت اپنا دوست پائے اور وہ جب دشمن کے خلاف اُٹھتے ہیں تو اُن کی حکومت اُنہیں دوست خاص جانیں" (۳۴۳)۔ انور بیگ اعوان کی تحقیق کے مطابق' کلمہ اعوان' عون کی جمع ہے۔ اس کے لغوی معنی مددگار یا حمایت کرنے والا کے ہیں (۳۴۴)۔

حضرت امام حسینؑ کے دیگر بھائیوں نے چونکہ جنگِ کربلا میں اُن کی مدد کی اور اس کے بعد اہلبیت کی حمایت میں اُنہوں نے امویوں اور پھر عباسیوں کے ساتھ اس خانوادہ کے افراد کی جنگیں ھوتی رہیں اس لئے اعوان کہلائے گئے۔ سلطان حامد قادری نے کتاب مناقب سلطانی میں انہیں مطالب پر لکھا ہے کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ اعوان حضرت علی کرم اللہ وجھہ کی نسل سے ہیں سادات اہلبیت نے جب ایسے حوادثات اور افراتفری کے باعث وطن کو ترک کیا اور ایران وترکستان کے مختلف علاقوں کا رُخ کیا تو چونکہ اعوانوں کے قبیلہ سادات کے ساتھ قریبی روابط تھے اس لئے وہ بھی عرب وعجم میں ہر قسم کے حوادثات' مصائب' مسکینی کے ساتھ پردیس میں رہ کر اُن کی معاونت کرتے رہے اور بڑی قربانیاں دیتے رہے اُن کے معاون ومددگار بنے رہے۔

Marfat.com

انہیں وجوہات کے باعث اُن کے ساتھ اعوان کی نسبت مشہور ہوگئی۔یعنی وہ سادات بنو فاطمہ کی حمایت وامداد کرنے والے کہلائے۔اس طرح اعوان علوی اور ہاشمی کے لقب سے بھی ملقب ہوئے (۳۴۵)

ایک روایت کے مطابق جب علویان یا علوی قبیلہ کے افراد سلطان محمود غزنوی (۳۸۸ھ/ ۹۹۸ء--۴۲۱ھ/ ۱۰۳۰ء)(۳۴۶) کی حمایت میں ہندوستان کے جہاد میں شامل ہوئے تو اس کے جو مجاہدین غزنی' غور اور ھرات سے ہندوستان کی طرف آئے اعوان مشہور ہوئے۔ملک شیر محمد اعوان کتاب تذکرۃ الاعوان میں لکھتے ہیں کہ ۱۰۰۱ء کو سرزمین ھند پر کفر'بغاوت اور شرک کے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے اور اُدھر غزنی میں سلطان محمود اس کی فکر میں تھے کہ کس طرح ہندوستان سے کفروشرک کا قلع قمع کر دیا جائے۔اُنہوں نے ہند میں توحید کا پرچم بلند کرنے کی غرض سے جہاد کرنے کا فیصلہ کرلیا۔جہاد کا اعلان سنتے ہی مجاہدین اور سرفروشان اسلام ایک ایک گروہ کی صورت میں اسلام کے پرچم کے سایہ میں آ کر جمع ہونے لگے۔ھرات کے حاکم میر قطب شاہ علوی اپنے قبیلہ کے ہمراہ سلطان کے دربار میں حاضر ہوگئے اور جہاد میں شریک ہونے کی اجازت چاہی۔سلطان محمود نے فرط مسرت اور خوشحالی میں بیساختہ کہ دیا کہ آج سے تم لوگ ہمارے اعوان ہو (۳۴۷)۔

مشہور مؤرخ مفتی غلام سرور کا خیال ہے کہ قطب شاہ اعوان عرب سے غزنی آئے اور اُن کی اولاد غزنی' کابل اور پشاور میں آباد ہوگئی۔وہ مغرب کے بادشاہوں کے معاون ہوئے اور ہندوستان پر حملہ آور ہوئے۔اسی سبب سے اعوان مشہور ہوئے اُس کے بعد وہ پنجاب میں پھیل گئے (۳۴۸)۔ایچ اے روز وغیرہ کا بھی یہ خیال ہے کہ اعوان اصل میں عرب ہیں اور قطب شاہ کی نسل سے ہیں۔جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ ھرات پر حکمران رہے اور پھر محمود غزنوی کی حمایت میں ہندوستان پر حملہ آور ہوئے۔اُس موقعہ پر اُن کے فرزندوں میں سے چھ اُنکے ہمراہ ہندوستان آئے جن کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ گوہر شاہ یا گورارا' جو سیکسر کے قریب سکونت پذیر رہے۔

۲۔ کالان شاہ یا کلغان جو دینکوٹ کالاباغ میں رہتے تھے۔

Marfat.com

۳۔ چوہان، جو دریائے سندھ کے کنارے کوہستان میں رہائش پذیر تھے۔

۴۔ کھوکھر یا محمد شاہ جو دریائے چناب کے کنارے رہنے لگے تھے۔

۵۔ توری

۶۔ جج، جن کی اولاد وادی کرم کے علاقہ تیراہ میں رہائش پذیر ہوئے۔

کوہستان نمک میں کاٹھاوی کی بلندی پر گورارا کا مقبرہ موجود ہے۔ یہاں (کوہستان نمک) کی تمام حدود اعوانوں کی ہے(۳۴۹)۔ راقمِ رسالہ کے خیال میں بہت ممکن ہے کہ یہی گوہر شاہ یا گورارا امیر شاہ ہی ہوں گے جو آگے چل کر حاشیہ میں سلطان باہو قدس اللہ سرہ کے شجرہ میں آئیں گے۔

ڈانزل اور روز کے مطابق اصل میں کھوکھر اور چوہان اُنکی والدہ کے قبیلہ کا نام ہے جس میں وہ معروف ہوئے(۳۵۰)۔

جنرل میکمن لکھتے ہیں کہ اعوان انڈس (دریائے سندھ) کے قریب قریب زندگی گزار رہے ہیں۔ وہ راجپوت نہیں ہیں بلکہ اصل میں عرب کہلائے جاسکتے ہیں اور زراعت پیشہ ہیں۔ علاقہ کوہستان نمک میں اعوان بالخصوص بہترین فوجی ہیں(۳۵۱)۔ حضرت سلطان باھوؒ نے اپنی ہر تصنیف کے ابتداء میں اپنا تعارف بطور اعوان کرایا ہے، چنانچہ اس رسالہ کے آثار کے حصہ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ اس جگہ نامناسب نہ ہوگا اگر یہ اظہار کر دیا جائے کہ آوان اور اعوان کے نام سے دو قبیلے وجود رکھتے ہیں۔ چنانچہ آوان (۳۵۲) وہ لوگ ہیں جنکی اولاد کا ضحاک تازی سے قبل وجود پایا جاتا ہے۔ اصل میں یہ کلمہ انوان یا اروان سے بگڑ کر بنا ہے۔ غوری اسی ضحاکی اوان کی نسل سے ہیں(۳۵۳)۔

اعوان علوی النسب ہیں۔ اُن سے چار قبیلے مشہور ہیں۔ اُن میں سے ایک امام محمد بن حنفیہ بن علی سے ہے۔ دوسرا قبیلہ عباس ابن علی کی اولاد ہے۔ تیسرا گروہ عمر الاطراف بن علی سے اور چوتھا قبیلہ امیر زبیر ابن علی سے ہے۔ ان میں علی کے تین خانوادوں کے شجرہ نسب میں عجیب حسن اتفاق ہے کہ ایک قطب شاہ نامی بزرگ کا نام آجاتا ہے(۳۵۴)۔ حضرت سلطان باھوؒ کا

Marfat.com

شجرہ نسب امیر زبیر ابن علیؑ تک جا پہنچتا ہے۔ جس میں قطب شاہ (۳۵۵) حضرت سلطان العارفین سلطان باھو سے سولہ پشت اوپر آ جاتے ہیں۔ البتہ امیر زبیر ابن علیؑ کا نام تاریخی کتابوں اور اہم نسب ناموں میں نہیں نظر آیا۔ مگر بعض دانشوروں کی قلمی اور مطبوعہ یادداشتوں سے اس ضمن میں اثبات حاصل ہو جاتا ہے۔ مناقب سلطانی کے مصنف سلطان حامد قادری پُریقین ہیں کہ امیر زبیر حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجھہ کے اٹھارہ فرزندوں میں سے ایک تھے (۳۵۶)۔ مشہور کتاب انیس الواعظین کے مصنف شیخ ابوبکر سندھی نے امیر زبیر کے وجود پر بڑی قوی دلیل اور ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ ''امیر المومنین حسینؑ کے لشکر سے امیر زبیر ابن علیؑ باہر آئے' اُس وقت امیر المومنین حسینؑ کے ساتھ تین بھائی موجود تھے' زبیر علی' طلحہ علی' جعفر علی۔ جبکہ یہ زبیر ماں کا اکلوتا فرزند تھا۔ جب باہر آئے تو امیر المومنین حسینؑ نے فرمایا' اے بھائی تو ماں کا ایمان مت جلا کیونکہ اُس کا تو کوئی فرزند ہی نہیں ہے۔ ماں نے وہاں سے ہی زوردار آواز دی اور کہا' اے حسینؑ یہ بات مت کہیئے' میری جان اور میرے بیٹے کی جان آپ پر قربان ہو جائے' آپ کے بغیر ہمیں اس زندگانی سے کیا کام ہوگا۔ حسینؑ نے بھائی (زبیر) کو اپنے پہلو میں لیا اور زار و قطار رونے لگے' زبیر پھر باہر کو نکل پڑے اور کہا:

ان السّماء مزین بکواکب

والارض زیّن جملہ برواکب

للمرء قوّہ اخوہ بکمالہ

حتی علیٰ علی جمیع مناکب (۳۵۷)

پھر حملہ کر دیا اور ہمیں اُن میں سے نکال لیا اور شہید ہو گئے۔ امیر زبیر ابن علیؑ پر تیسرا اہم ماخذ فتاویٰ غیاثیہ ہے جو ایک قلمی نسخہ کے طور پر معروف ہے۔ یہ نسخہ میں نے پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں ملاحظہ کیا ہے۔ اس قلمی نسخہ کے ابتدائی فہرست میں انساب نامہ کی ایک فصل کی نشاندھی ہوتی ہے۔ مناقب سلطانی کے مؤلف نے فتاویٰ غیاثیہ کی اسی فصل کی طرف توجہ دلائی ہے اور اسی کی رُو سے وہ رقمطراز ہوئے کہ امیر زبیر کا نام امیر المومنین علیؓ کے فرزندوں میں سے تحریر ہوا ہے۔ بہت افسوس ہے کہ (پنجاب یونیورسٹی لاہور کی لائبریری میں) اس نسخہ کے انساب نامہ سے متعلق فصل اور اُس کے بعد آنے والے اوراق ,کرم خوردہ ہو چکے ہیں (۳۵۹)۔ فہرست مخطوطات شیرانی مرتبہ ڈاکٹر محمد بشیر حسین میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ اسی کتاب کا ایک مکمل قلمی نسخہ

Marfat.com

کتابخانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں موجود ہے (۳۶۰)۔ بہرحال اس تحقیق کا تیسرا ماخذ بھی حاصل ہو چکا ہے جس میں امیر زبیر ابن علیؓ کا نام موجود ہے۔ اس ضمن میں چوتھا ماخذ سیّد وزیر حسین کی تصنیف تاریخ الآئمہ ہے جس میں امیر زبیر ابن علیؓ کے بارے میں تفصیل بھی دی گئی ہے (۳۶۱)۔ پانچواں ماخذ ایک اہم قلمی نسخہ ہے جو تواریخ حضرت سلطان باھو کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں امیر زبیر کو حضرت علیؓ کے اٹھارہ فرزندوں میں سے ایک شمار کیا گیا ہے (۳۶۲)۔ اس کے علاوہ بھی ہمارے پاس امیر زبیر کے بارے میں ماخذ موجود ہیں (۳۶۳)۔ انکے علاوہ کسی دستیاب کتاب تاریخی یا کسی نسب نامہ میں حضرت علیؓ کے فرزندوں کی تعداد کے بارے میں اتفاق نظر نہیں آتا۔ یعنی کسی میں فرزندوں کی تعداد بارہ ہے تو کہیں پر چودہ' سولہ' اٹھارہ اور انیس تک بتایا گیا ہے۔ پھر اسی تعداد کے اختلاف پر اکتفا نہیں ہوا بلکہ انساب ناموں میں ان فرزندوں کے گنوائے گئے ناموں میں بھی اختلاف ملتا ہے (۳۶۴)۔ اس بنا پر اُن مولفین کا بیان قابل قبول ہو جاتا ہے جنہوں نے امیر زبیر ابن علیؓ کو حضرت سلطان باھوؒ کے اجداد میں لکھا ہے۔ مناقب سلطانی کے مطابق امیر زبیر بن علیؓ کی والدہ ماجدہ کا نام میمنہ تھا' جو معروف افسانوی پہلوان رستم کی اولاد میں سے تھیں (۳۶۵)۔ اس بارے میں یہ قیاس ہوتا ہے کہ وہ رستم بن ھرمز کے نسبی سلسلہ سے ہو سکتی ہیں جو جنگ قادسیہ میں حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایرانی لشکر کے کمانڈر تھے اور اُس نے اسلامی لشکر سے شکست اُٹھائی اور قتل ہوا (۳۶۶)۔ بہرحال وہ رستم دستان رستم اکبر نہ تھا' البتہ رستم بن ھرمز کا شجرہ نسب ستائیسویں پشت میں رستم اکبر سے جا ملتا ہے (۳۶۷)۔

فصل سوم

حضرت سلطان باھوؒ کے اجداد کا مکہ' مدینہ اور بغداد سے منتقل ہونا:

جیسا کہ پہلے مختصر طور پر ذکر ہوا ہے کہ معرکہ کربلا کے بعد بھی مسلسل خانوادہ علوی کے ساتھ اموی اور پھر عباسی خلفاء نے مخالفت جاری رکھی۔ جسکے باعث علوی خاندان کے افراد مصر' شام' عراق اور ایران کے باقی حصوں کو منتشر ہوتے گئے۔ عباسی خلفاء کے دور میں اس طرح بھی ہوا کہ علوی خاندان کے افراد ان حالات سے نجات پانے کے لئے پہلے ھمدان چلے گئے' پھر وہاں

Marfat.com

سے شمالی ایران کے صوبوں، گیلان، طبرستان، مازندران اور خراسان کو ہجرت کر گئے۔ خاص طور پر خراسان کا صوبہ جس کا زیادہ تر علاقہ ھرات اور سیستان تک جا پہنچتا ہے اور آج کل افغانستان میں شامل ہے علویوں یا اعوانوں کا مسکن بنتا گیا۔ گویا خراسان کے ان علاقوں کے نواح میں یہ قبیلہ علوی یا اعوان آباد ہوا۔ اسی وجہ سے اکثر علویوں کی قبریں اور امامزادوں کے مزارات عام طور پر ایران میں اور بالخصوص خراسان میں ہیں۔ ان حقایق کی تائید میں اس وقت کے مشہور دانشور جناب عبدالحی حبیبی کی تاریخ سے اقتباس کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے:

''بنوامیہ کو چونکہ بنوہاشم اور خانوادہ اھلبیت سے عناد تھا، اس بنا پر حضرت یحییٰ بن زید (اولادعلی) نے کوفہ سے بلخ کا رُخ کیا۔ امیر بلخ جواموی حکومت کا مقرر کیا ہوا تھا اور اُس کا نام عقیل بن مفضل تھا، اُس نے اُن کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا---سال ۱۰۵ھ/۷۲۳ء کو اُنہیں رہا کیا گیا---اور شعبان ۱۲۵ھ کو رہائی کے بعد گوزگان میں ستر افراد کے ساتھ امویوں کے گماشتوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے'' (۳۶۸)۔

مشہور مورخ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ جب عباسی حکومت برسر اقتدار آئی تو بنوھاشم کی طاقت کم کرنے کے درپے ہوگئے۔ اور انہوں نے سادات واولادعلیؑ کو ایک ایک کر کے قتل کرنا شروع کر دیا (۳۶۹)۔ اس ضمن میں ایک ایرانی دانشور عبدالفتاح تومنی نے نقل کیا ہے کہ:

''پہلا علوی جس نے دیلم میں پناہ لی یحییٰ بن عبداللہ تھے'' ''وہ امام حسنؑ کے پوتے تھے اور اُس کے بعد کوھستان ''دیلم'' علویوں کا مسکن بن گیا'' (۳۷۰) ''یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن علی نے ''جعفر'' پر خروج کیا اور دیلم میں قتل ہوئے'' (۳۷۱)۔

گیلان کے بعد علویوں کا خراسان میں ورود ہوا جس کے بارے میں حافظ نور محمد کہگدائی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

''خاندان نبوت کے اکثر حمایتی چونکہ خراسان کی طرف رہتے تھے اسلئے امام (جعفر صادقؑ) کی خواہش تھی کہ حضرت شاہ ولایت مآب (علیؑ) کے جسد مبارک کو جو اُن کے سلسلہ اور تمام عالم اسلام کے رہبر تھے، منتقل کر لیا جائے کیونکہ خراسانی اپنے خلوص اور تابعداری میں بڑے

Marfat.com

پختہ تھے۔ اور رسول ﷺ کے اہلبیت میں سے جو بھی وہاں پہنچے اور کوئی بھی حکم یا خواہش کرتے تو اپنے اُن طرفدار لوگوں کی پناہ میں ہی ہوتے (۳۷۲)۔''

اسی طرح ابو جعفر محمد بن جریر الطبری نے لکھا ہے:

''ابو جعفر منصور دوم خلیفہ عباسی کے زمانہ میں ریاح عباس بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کو گرفتار کر کے قید میں ڈالا گیا۔''

''عبداللہ بن عمرو بن عثمان علوی کو ابو جعفر منصور نے ایک سو پچاس سے زیادہ کوڑے لگوا کر قید کر دیا۔ جبکہ اُن کا بھائی عبداللہ بن حسن علوی پہلے ہی قید میں تھا۔ یہ واقعہ عراق میں پیش آیا تھا۔''

''ابو جعفر منصور نے محمد بن ابراہیم بن حسن علوی کو ایک چونے کے ستون میں سوراخ کر کے زندہ دفن کر دیا۔ اُس نے محمد بن عبداللہ بن عمرو ابو جعفر علوی کا سر کاٹ کر خراسان کے لوگوں کی طرف عبرت حاصل کرنے کے لئے بھیجا تا کہ بغاوت نہ کریں۔ نیز بنی حسن بن علیؑ کو مدینہ سے عراق لے آیا اور عبداللہ بن حسن کے بیٹوں کی تلاش میں رہا۔ اُس کے والد اور بھائیوں کو قید میں ڈال چکا تھا۔ محمد بن عمر کو چار سو کوڑے مارے گئے اُس کے بعد محمد بن عبداللہ کو قتل کر دیا گیا۔''

''ابو جعفر کے دور میں ابراہیم بن عبداللہ نے اپنی خلافت کا بصرہ میں اعلان کر دیا تھا۔ بصرہ کے لوگوں نے اطاعت قبول کر لی۔ اُس کے بعد اھواز اور فارس کو بھی وہ اپنے تصرف میں لے آئے۔ مگر ۱۴۵ھ کو واسط میں قتل کر دیئے گئے۔''

''عبداللہ بن محمد سندھ میں لوگوں سے کنارہ کشی کر کے گوشہ نشینی کی زندگی گزار رہے تھے۔ انہیں بھی ہشام بن عمرو تغلبی کی گورنری کے زمانہ میں قتل کر دیا گیا۔''

''حاکم مکہ نے بہت سے علویوں کو قید میں ڈال رکھا تھا البتہ اُنہیں قتل نہ کیا۔ جسکے باعث خلیفہ منصور حاکم مکہ پر ناراض ہو گیا۔''

''عبداللہ بن علی منصور کے ڈر سے بصرہ میں روپوش رہے۔''

Marfat.com

''منصور نے محمد بن ابی العباس کو زہر سے ہلاک کر دیا۔''

''ابراہیم بن عبداللہ کو باخمری میں اور محمد بن عبداللہ کو مدینہ میں قتل کرا دیا گیا۔''

''خلیفہ مھدی نے یعقوب بن داؤد کو اس بنا پر ہی قید خانہ میں ڈال دیا کہ اُس کی غفلت سے ایک علوی کیوں بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوا اور قتل نہ کیا گیا۔''

''حسین بن علی بن حسن بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کو ھادی کے دور میں مدینہ کے نواح میں قتل کیا گیا (۳۷۳)۔

اسی ضمن میں ابوجعفر محمد بن جریر الطبری نے تحریر کیا ہے کہ:

''مامون کے دور خلافت میں عبداللہ ابوالسر ایا محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم حسن بن حسن بن علی ابی طالب المعروف ابن طبا طبا کو سال ۱۹۹ھ میں زہر کے ذریعہ ختم کرایا گیا۔''

''ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے مامون کے دور میں مکہ سے یمن کے اندر بغاوت کرائی۔'

''محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب ایک زاہد اور متقی شخصیت تھے۔ مامون کے دور میں خلافت سے دستبردار ہو کر مکہ سے عراق چلے گئے تھے۔''

''مامون نے علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو ولی عہد مقرر کر دیا تھا مگر ۲۰۳ھ کو امام موصوف طوس میں انگور کھانے سے اسہال اور قے کرنے کی مرض میں مبتلا ہو جانے کے بعد انتقال کر گئے۔''

''یمن کے لوگوں نے عبدالرحمٰن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب کو خلافت کے عہدہ کے لئے پذیرائی کی مگر مامون نے اُن سب کو اپنا تابع فرمان بنالیا۔'

''محمد بن القاسم بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو معتصم باللہ کے دور میں ۲۱۹ھ کو صوبہ خراسان کے شہر طالقان میں گرفتار کر لیا گیا (۳۷۴)۔''

تاریخ طبری کے مورخ نے مزید لکھا ہے کہ:

Marfat.com

''خلیفہ جعفر متوکل علی اللہ نے سال ۲۳۶ھ کو حضرت حسین ابن علیؑ کی قبر مبارک اور اُس کے قرب وجوار کی تعمیرات کو بنیاد سے ختم کرادیا۔ جس مقام پر قبر مبارک تھی ہل چلوادیا اور پھر تخم ریزی کرادی۔''

''سال ۲۵۰ھ کو معاش کے تمام ذرائع یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب پر بند کر دیئے گئے۔ جسکے باعث اُنہوں نے اقتصادی تنگدستی سے مجبور ہو کر بغاوت کر دی۔ یحییٰ بن عمر علوی کی بہت سے قبائل نے امداد کی اور کوفہ کو تصرف میں لے لیا مگر وہ قتل کر دیئے گئے۔''

''اس زمانہ میں ہی حسن بن زید نے آمل' ساری' طبرستان اور ری پر تسلط حاصل کر لیا تھا اور لوگوں نے اُن سے پوری یکجہتی کر لی تھی۔''

''احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین صغیر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب اور ادریس بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کاری میں ظہور ہوا۔ کوفہ میں حسین بن محمد بن حمزہ بن عبداللہ بن حسین----بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے خروج کیا اور یہ المستعین کا زمانہ تھا۔ اکثر علوی افراد کو صوفیوں کی شکل وصورت دی گئی۔ اکثر علویوں کو قید کر دیا گیا جن کی تعداد تین سو سے متجاوز تھی۔''

''نینوا میں پچاس علویوں نے شورش کی اور اُنہیں شکست ہوئی۔''

''الکوکبی الحسین بن احمد اسماعیل بن محمد اسماعیل الارقط بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے قزوین اور زنجان سے ۲۵۲ھ کو خروج کیا اور اسماعیل بن یوسف بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے مکہ سے ظہور کیا۔''

''یعقوب بن لیث نے زید بن حسن علوی کے ساتھ سال ۲۶۱ھ کو طبرستان میں جنگ جاری رکھی۔ محمد بن زید علوی جب ۲۸۷ھ کو طبرستان سے جرجان آئے تو خلاف توقع خراسان کے حاکم اسماعیل بن احمد نے اُس سے لڑائی شروع کر دی اور شہید کر دیا۔ یہ واقعہ المعتصد کے دور کا تھا۔''

Marfat.com

''حسن بن علوی الاطروش جو بڑے عادل شخص تھے ۳۰۱ھ کو طبرستان پر تسلط حاصل کیا (۳۷۵)''

اسی طرح عبدالعزیز جواہر کلام نے تاریخ طہران میں لکھا ہے کہ:

''اسی سال (۲۷۲ھ) سے سال ۲۸۹ھ تک احمد بن عبدالعزیز اور احمد بن رافع جو المعتصد باللہ عباسی کے حکام میں سے تھے کے درمیان ری میں اور محمد بن ہارون و محمد بن زید علوی میں لگاتار لڑائیاں ہوتی رہیں (۳۷۶)۔''

منہاج الدین نے طبقات ناصری میں اس بارے میں تحریر کیا ہے کہ:

''سلطان علاء الدین حسین شنسی نے حکم دیا کہ غزنی کے سادات کو گرفتار کر لیا جائے۔ چنانچہ بعد میں اُن تمام سادات کو قتل کر دیا گیا۔''

''علویوں کی کچھ نسل نے مصر میں حکومت کی مگر ۵۶۴ھ کو علوی مغلوب ہو گئے اور گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ سلطان صلاح یوسف بن ایوب الکردی نے مصر کے علویوں کی خلافت کو ختم کر دیا جو اصل میں باطنی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے (۳۷۷)۔''

ان حالات میں نور احمد فریدی نے بھی اپنی تاریخ میں روشنی ڈالی ہے:

''جمال الدین احمد بن علی داؤدی معروف مصنف تھے اُنہوں نے اپنی کتاب عمدۃ المطالب میں ملتان کے علوی حکمرانوں کا تذکرہ بیان کیا ہے۔ اُس نے لکھا ہے کہ جب علویوں نے حجاز میں خطرہ محسوس کیا تو اپنے خاندان کے تیرہ افراد کے ساتھ کئی روز گھروں میں چھپے رہے اور جیسے موقعہ پایا ملتان کو فرار ہو گئے۔ ملتان کے باشندوں نے اُن کے آنے پر خوشی کا اظہار کیا۔ ایک بڑی تعداد میں گروہ اُن کے ساتھ ہو گیا اور شہر پر قبضہ جمالیا اور اُن کے نام پر خطبہ پڑھا جانے لگا۔''

نیز لکھا کہ:

''سب سے پہلے علوی جو حجاز سے ہجرت کر کے ملتان پہنچے تھے اور یہاں بود و باش اختیار کر لی، جعفر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر الاطراف بن علی بن ابی طالب تھے۔ انہوں نے ملتان کو اپنے تصرف میں کر لیا تھا۔ اُن کی اولاد ۳۶۴ھ تک ملتان پر حاکم رہی۔ اُنکی اولاد کی تعداد

Marfat.com

بہت زیادہ تھی۔ جلم بن شعبان قرامطی شعی نے ۳۷۳ھ کو شب خون مار کر ملتان میں علویوں کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا (۳۷۸)۔''

سیّد ریاست علی ندوی نے بھی اس پیرائے میں لکھا ہے کہ:

''ملتان میں بنو سامہ (جو علوی تھے) کی حکومت سال ۲۹۰ ہجری سے سال ۳۸۷ھ تک برقرار رہی۔ ان کی حکومت مکران سے منصورہ (موجودہ بھکر سندھ) تک تھی۔ اس خانوادہ کو بنومنبہ بھی کہا گیا ہے کیونکہ اس کے بانی ابواللباب منبہ بن اسد قریشی تھے اسماعیلیوں نے اُن کی حکومت کا خاتمہ کیا (۳۷۹)۔

یہ ایک مختصر سا جائزہ تھا جس میں اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ علویوں یا اعوانوں کی حالت چوتھی صدی ہجری تک کیا تھی۔ اور وہ کیا حالات تھے جن کے باعث وہ مغرب سے مشرق اور شمال سے جنوب کی طرف منتقل ہوئے۔ مناقب سلطانی کے مؤلف کے خیال میں ایسے حالات میں جب حضرت سلطان باھوؒ کے اجداد خراسان میں داخل ہوئے تو اُن میں سے ایک فرد بنام حسین شاہ ھرات پر حاکم ہو گئے۔ جو چار پشتوں تک حکمران رہے حتیٰ کہ قطب شاہ کا ھرات میں انتقال ہو گیا (۳۸۰)۔ حسین شاہ کو حضرت سلطان باھوؒ کے اجداد میں اُنیسویں پشت میں قرار دیا جاتا ہے۔ قیاس ہوتا ہے کہ حسین شاہ حضرت سلطان باھوؒ سے سات سو سال قبل ھرات میں زندگی گزار رہے تھے، یعنی چوتھی صدی ہجری میں۔ مگر ھرات کی تاریخ جو ساتویں صدی ہجری سے متعلق ہے اور سیستان کی تاریخ جو پانچویں سے ساتویں صدی ہجری کے دورانیئے کو ظاہر کرتی ہے اُن کے نام کو ظاہر نہیں کرتیں۔ اس لئے یہی قیاس ہوتا ہے کہ حسین شاہ، امیر شاہ تک ہرات، غزنین اور غور سے بطور امراء کے زندگی بسر کرتے رہے۔ بالخصوص غزنی اور غور اور اُن کے زیر اثر علاقوں میں وادی پیین غر جو آج اعوان قار سے معروف ہے اور وہاں اعوان قبیلہ رہتا تھا اُن کی جائے مسکنت ہو سکتی ہے۔ ہمارے خیال میں مزکورہ وادی جو غور و ھرات کے زیر نگین تھی حضرت سلطان باھوؒ اعوان کے اجداد کے زیر تسلط رہی۔

Marfat.com

اس اعوان قار کے بارے میں انگریز مورخ ایچ جی راورٹی نے لکھا ہے کہ شانوزان (Shanuzan) میں یا شالوازاں (Shaluzan) میں سپنغر کے سلسلہ ہائے کوہ میں' یا طبقات ناصری صفحہ ۴۷۳ تا صفحہ ۴۷۶ کے مطابق سانگوران میں توری قبیلہ کے علاوہ بعض قبائیل اعوان بھی قیام پذیر تھے۔ اُن میں سے بیشتر دوابہ سندھ ساگر پنجاب میں سکونت پزیر ہو گئے تھے۔ دریائے پیاوار (Piawar) بھی اسی جگہ سے گزرتا ہے۔ درہ زیران (Zeran) درہ شانوزان کے مشرق میں واقع ہے۔ وہاں پر بھی اعوان قار کے بعض اعوان قبائل کے افراد زندگی گزار رہے ہیں۔ کرمان (Karman) میں جو سپین کے شمال تک پھیلا ہوا ہے وہاں بعض ندیاں دریائے کرم میں شمال ہوتی ہیں۔ وہاں کے باشندے اعوان قار (Awan Kar) کے نام سے معروف ہیں (۳۸۱)۔

طبقات ناصری کے مؤلف منہاج الدین اس بارے میں لکھتے ہیں کہ سپین غر گومل اور گردیز کے درمیان واقع ہے جو غزنی کے راستہ پر آتا ہے۔ یہاں شانوزان کے نام پر درہ موجود ہے جہاں پر توری قبیلہ کے علاوہ اعوان قار کا قبیلہ بھی رہتا ہے جو زیادہ مشرقی افغانوں کے ہجرت کے باعث بے خانماں ہو کر آجکل سندھ ساگر میں دریائے سندھ کے اُس پار بودوباش کرنے لگے (۳۸۲)۔

روز (Rose) کی انگریزی تصنیف میں بھی لکھا ہے کہ کوہستان نمک کے علاوہ جالندھر کے علاقہ میں بھی اعوان قاری کی آبادیاں موجود ہیں۔ کوہستان نمک' جالندھر' ہوشیار پور اور مکریان (Mukerian) میں اعوان قار بودوباش کرتے ہیں (۳۸۳)۔

صاحب کتاب تاریخ نامہ ھرات سیف بن محمد یعقوب الھروی کے مطابق یہ امر بھی قابل غور ہے کہ علویوں کی تعداد شہر ھرات میں ۶۳۴ھ کو اس قدر زیادہ مؤثر ہو گئی تھی کہ شاھزادہ چغتائی کے بوڑھے دوستوں میں سے ایک نے ایک فرضی خواب کے بنا پر اُکتائی قآن کو ھرات پر مکمل تسلط حاصل کرنے کا مشورہ دیا جو تسلط کے ساتھ تاجکوں کے علاوہ وہاں کے علویوں کو بھی قتل

Marfat.com

کر دے (۳۸۴)۔

اس تاریخی حقیقت سے اندازہ لگانا کوئی مشکل بات نہیں رہی کہ اوائل قرن ہفتم ہجری میں ہرات میں علوی رہتے تھے اور خاصا غلبہ بھی رکھتے تھے۔ مگر کوئی تاریخ وہاں سے اُن کے وجود کے خاتمہ کے بارے میں ثبوت بہم نہیں پہنچاتی البتہ یہ کوئی ناممکن امر نہیں کہ وہاں کی امارات کی تاریخی یادداشتیں منگول تاتاریوں کے ساتویں صدی کے آخر میں حملوں کے باعث تلف ہو گئی تھیں۔ بلخ، ھرات، غور اور خراسان وغیرہ میں جو اس دور میں تباہ کاریاں ہوئیں اُن سے نہ صرف کتب خانے اور دوسرے اہم آثار قدیمہ بلکہ عظیم عمارتیں، محل اور خانقاہیں بھی تباہ ہوئیں۔ لہذا ان علاقوں کی تاریخ پھر حملہ تاتار کے بعد مرتب ہونا شروع ہوئی جس میں ساتوں صدی سے پہلے کے آثار ضائع ہو گئے (۳۸۵)۔ جیسا کہ راورٹی کا اوپر بیان قلمبند کیا گیا ہے کہ ہجرت کرتے ہوئے افغان ٹولوں کے ساتھ اعوان بھی مشرق کی طرف وادی سندھ کو منتقل ہوئے۔ اس طرح یہ ہجرت کرنے کا سلسلہ تاتاری حملہ یعنی چھٹی صدی سے چنگیز خان (۶۲۴ھ / ۱۲۲۷ء)(۳۸۶) کی وفات تک جاری رہنے کا امکان نظر آتا ہے۔ علم الانساب پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک نسل بالعموم تیس سے پینتیس سال تک شمار ہوتی ہے۔ اس کے مطابق وہ زمانہ جس میں اعوانوں کا سندھ ساگر کو منتقل ہو جانا ذکر ہوا ہے، اُس میں سلطان باھُوؒ کے اجداد میں محمد پیدا یا محمد مغلا کا موجود ہونا ممکن بنتا ہے جنہوں نے سون سیکسر کی وادی میں جو پنجاب میں واقع ہے پانچ نسلیں یا پانچ پشت تک زندگی بسر کی ہے (۳۸۷)۔ اگرچہ اس سے پہلے سلطان محمود غزنوی (۳۸۸ھ/ ۹۹۸ء --- ۴۲۱ھ/ ۱۰۳۰ء) کے زمانہ اقتدار میں بھی مطابق تحقیق ریاست علی ندوی صاحب کتاب ''عہد اسلامی کا ہندوستان'' میں بعض اعوان قبائل جہاد کے لئے ہندوستان میں داخل ہوئے اور اُن میں سے بعض مستقل طور پر آباد ہو گئے۔ اُن میں سے کچھ واپس لوٹ گئے جن میں سالار ساھو اور مسعود غازی جیسے سالار قابل ذکر ہیں (۳۸۸)۔ البتہ بابر کی یادداشتوں کے مطابق ترکوں کی آمد سے پہلے سلطان محمود کے آنے سے قبائل مذکور (اعوان قار، گاھپ، جاٹ،

Marfat.com

جنجوعہ، کاھٹار، گکھڑ، کھوکر وغیرہ) سلسلۂ جبال جود جو بھارا (موجودہ بھیرہ) کے علاقہ میں ہے وہاں خوشاب میں زندگی گزارنے لگے (۳۸۹)۔گویا تاتاریوں کے حملہ سے پہلے یعنی سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں علویوں اور اعوانوں کا ہندوستان میں وارد ہونا اور آباد ہونا ثابت ہوتا ہے۔ تاہم جیسے کہ پہلے حضرت سلطان باھوؒ کے اجداد کا ذکر ہوا ہے کہ وہ سون سکیسر میں حملہ تاتار کے بعد محمد پیدا یا محمد مغلا نامی وارد پنجاب ہوئے کا امکان زیادہ قریب گمان لگتا ہے۔

فصل چہارم

حضرت سلطان باھوؒ کے اجداد پنجاب میں:

پنجاب کے وہ علاقے جہاں اعوانوں کی کثرت پائی گئی اعوان قار کہلائے گئے (۳۹۰)۔اسی طرح افغانستان میں ان کے بودوباش کا مقام اسی نام سے موسوم ہوا۔اعوان قار کے لغوی معنی اعوانوں کی جائے سکونت ہے۔البتہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چونکہ متشرع اور دیندار علماء اور حافظ قرآن وہاں رہتے ہیں اسلئے یہ علاقے اعوان قاری یا اعوان قار سے معروف ہوئے (۳۹۱) ضمناً اس بات کی وضاحت کی جاتی ہے کہ وہ اعوان جو بلوچستان کے راستہ سے ہند میں وارد ہوئے اُن کا ایک گروہ اب بھی بلوچستان کے علاقہ کچھی میں آباد ہے اور اُس علاقہ کا نام اب تک ''اعوان'' چلا آ رہا ہے (۳۹۲)۔حضرت سلطان باھوؒ تک پانچ پشت وادی سون سکیسر میں زندگی بسر کر چکے ہیں، جیسا کہ پہلے اس بارے میں ذکر ہو چکا ہے وادی کی اسی انگہ کی آبادی میں اُن کے والد بزرگوار حضرت بازید محمد کی ولادت ہوئی۔بازید محمد حافظ قرآن اور فقہ کے عالم تھے اور کوہستان کے اسی علاقہ میں حکومت ہند کے منصب دار تھے (۳۹۳)۔شیخ فتح محمد جو حافظ بازید محمد کے والد تھے، اُن کا مزار انگہ کے قبرستان میں ہے۔مناقب سلطانی میں سلطان حامد قادری کے مطابق بازید محمد کی اولاد نہ تھی اور آخر عمر میں ایک نیک، پارسا اور ولیہ خاتون بی بی راستی سے نکاح کیا (۳۹۴)۔اسی تالیف میں وضاحت کی گئی ہے کہ کچھ عرصہ میں دنیوی معاملات اور حکومتی مناصب سے اُن کے دل میں نفرت پیدا ہو گئی۔انہوں نے اپنا علاقہ، گھربار اور حکومتی منصب ترک

Marfat.com

کر کے خاموشی کے ساتھ ملتان آ گئے۔ ملتان کے حکام طبقہ نے اُنہیں پہچان لیا اور گورنر کے ہاں لے گئے۔ بازید محمد نے گورنر کو اپنے فیصلہ سے آگاہ کیا اور اصرار کیا کہ حکومت کی ذمہ داریوں کو وہ پھر سے اختیار کرنے کو تیار ہیں بشرطیکہ اُنہیں الگ قیام گاہ دی جائے' کوئی بھی اُن کے معاملات میں دخل نہ دے اور نہ وہ خود حکومت کے کسی کارندے سے واسطہ رکھیں گے اور نہ میں کسی شخص پر اپنی فضیلت اختیار کرتا ہوں۔ گورنر ملتان نے اُن کی شرائط کو قبول کیا اور اُن کے لئے ایک عہدہ متعین کر دیا (۳۹۵)۔ صاحب مناقب سلطانی اور بلال زبیری مؤلف کتاب اولیائے جھنگ کے مطابق اُنہیں دنوں میں کسی وجہ سے گورنر ملتان سے راجہ مروٹ (۳۹۶) کی کشیدگی ہو گئی۔ جھگڑے کی نوبت آ گئی۔ بازید محمد نے گورنر ملتان کو اپنی خدمات کی پیشکش کر دی۔ تن تنہا مسلح ہو کر ایک گھوڑی پر سوار ہو گئے اور مروٹ میں داخل ہو گئے اور غیر معمولی شجاعت کے ساتھ راجہ کو اُس کے دربار میں ہی قتل کر دیا اور اُس کے سر کو تن سے جُدا کر کے ساتھ ملتان لے آئے (۳۹۷)۔ اس واقعہ کی اطلاع دھلی کے دربار کو بھی ہو گئی جسکے باعث اُن کے ملتان میں قیام کی خبر ہو گئی۔

مگر دربار دھلی نے اُن کی دربار سے متعلق خدمت کرنے سے معذرت پیش کرنے کو قبول کر لیا۔ اُن دنوں میں ہی آپ کی زوجہ بی بی راستیؒ نے اپنے دو بھائیوں کے ذریعہ اطلاع بھیجی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا سے علاقہ کوہستان سے ملتان آنا چاہتی ہیں۔ وہ چونکہ حاملہ تھیں اور فرزند کی ولادت کی منتظر تھیں' اسلئے کہ ایک ولی مادرزاد کی ولادت کی منتظر تھیں جو سلطان باھوؒ کے نام سے معروف ہوئے (۳۹۸) چنانچہ بازید محمد اپنی زوجہ مطہرہ کے ملتان آنے پر شورکوٹ میں سکونت پذیر ہو گئے' جہاں پر بادشاہ دھلی شاہجہاں نے اُن کے معاش کے لئے جاگیریں عطا کر دی تھیں (۳۹۹) بلال زبیری مولف کتاب تاریخ جھنگ نے لکھا ہے کہ خراسان' ھرات اور غزنی کے رؤساء اور فقرا جو بادشاہ جہانگیر (۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء--۱۰۳۷ھ/۱۶۲۷ء) (۴۰۰) کے دربار سے وابستہ تھے اُنہیں میں ہی سلطان بازید محمد اکبر (۹۶۳ھ/۱۵۵۶ء--۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء) کے زمانہ میں ھرات سے وارد ہند ہوئے اُن کا قبیلہ کوہستان اور پوٹھوار میں آباد تھا۔ ایک عرصہ تک بازید محمد نے

Marfat.com

وہاں تبلیغ جاری رکھی۔ اُن دنوں قوم جنجوعہ کوہستان پر حاکم تھی اُن کے اکثر افراد نے اسلام قبول کر لیا۔ جہانگیر کو بازید محمد کی تبلیغی سرگرمیوں کا علم ہوا۔ چنانچہ بادشاہ نے اُنہیں میر تزک کے لقب سے نوازا اور کوہستان کے علاقہ کی سرداری اُنہیں عطا کر دی (۴۰۱) حقیقت یہ ہے کہ تاریخ جھنگ کے مؤلف کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ بازید محمد بادشاہ اکبر کے عہد میں غزنی سے ھرات وارد نہ ہوئے تھے بلکہ اُن کے اجداد تو چار پشتوں سے غزنی وھرات سے سون سکیسر (پنجاب) میں آ چکے تھے۔ مورخ مذکورہ کی باقی توضیحات درست ہیں۔ بازید محمد کا ملتان سے شورکوٹ آ کر سکونت اختیار کرنا وغیرہ کا حال تاریخ جھنگ کے مؤلف نے مناقب سلطانی سے نقل کیا ہے۔ حضرت بازید محمد کا شورکوٹ میں انتقال ہوا جن کا مزار طلحہ قریشی کی مسجد اور مزار کے احاطہ میں واقع ہے (۴۰۲)۔ صاحب کتاب مناقب سلطانی' سلطان حامد قادری کے مطابق جب بازید محمد کا انتقال ہوا تو حضرت سلطان باھُوؒ کمسن بچہ تھے (۴۰۳)۔ مگر بلال زبیری کا موقف یہ ہے کہ بازید محمد کا انتقال ۱۰۵۶ھ میں وقوع پذیر ہوا (۴۰۴)۔ اگر ہم اس سال وفات کو درست سمجھ لیں تو والد محترم کی وفات کے موقعہ پر حضرت سلطان باھُوؒ کی عمر اٹھارہ برس کے لگ بھگ شمار ہوگی' یعنی آپ عنفوان شباب میں ہوں گے اس لئے کہ آپ کی ولادت سال ۱۰۳۹ھ کو ہوئی تھی (۴۰۵) بلال زبیری مولف کتاب اولیائے جھنگ نے حضرت بازید محمد کا سال ولادت ۹۹۷ھ لکھا ہے (۴۰۶)۔ اس طرح ولادت اور وفات کے دونوں سال تو درست نظر آتے ہیں مگر مؤلف مذکور نے اپنے ماخذ کا حوالہ نہیں دیا۔

فصل پنجم

آپ کی والدہ:

جس ہستی نے حضرت سلطان باھُوؒ کی زندگی پر گہرے نقوش ثبت کئے وہ آپ کی والدہ محترمہ ہی تھیں۔ وہ ایک ولیہؒ کاملہ تھیں اور انہوں نے نہ صف اپنے عظیم فرزند کے کنبہ کے حالات و معاملات کو اپنے ہاتھوں میں سنبھالا ہوا تھا بلکہ وہ راہ سلوک کی رہنما بھی تھیں۔ سلطان حامد مؤلف مناقب سلطانی نے لکھا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا زھد اور تقویٰ اُن کے والد محترم پر اسقدر

Marfat.com

اثرات لایا کہ بازید محمد نے اُن سے ازدواج کرنے کے بعد حکومت کا منصب ترک کر دیا اور گوشہ نشین ہو گئے (۴۰۷)۔ جیسا کہ اس سے پہلے اُن کا ملتان آنا اور وہاں بودوباش اختیار کرنے کے حال میں آ چکا ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا اسم مبارک حضرت بی بی راستی ہے (۴۰۸)۔ وہ خاتون عظیم اعوان قبیلہ سے تھیں (۴۰۹)۔ حضرت باھُوؒ نے خود کتاب محک الفقراء کبیر (کلاں) میں اپنی والدہ محترمہ کے بارے میں فرمایا ہے:

رحمت وغفران بود بر راستی

راستی از راستی آراستی (۴۱۰)

حضرت سلطان باھُوؒ نے اپنی کتاب محک الفقراء کلاں میں لکھا ہے کہ حضرت بی بی راستی ذکر خفیہ میں اسقدر مستغرق تھیں کہ اُن کی آنکھوں سے خون بہتا تھا۔ گویا اُن کو ذکر حضور الحق حاصل تھا (۴۱۱)۔ آپ کی والدہ محترمہ اپنے خاوند محترم کی وفات کے بعد ایک عرصہ تک بقید حیات رہیں۔ بلکہ صاحب کتاب مناقب سلطانی کے مطابق جب حضرت سلطان باھُوؒ چالیس سال کی عمر میں تھے تو اُس وقت بھی آپ کی والدہ ماجدہ زندہ تھیں (۴۱۲)۔

گویا آپ کی والدہ محترمہ سال ۱۰۷۸ھ کو زندہ تھیں (۴۱۳)۔ مناقب سلطانی کے مؤلف نے اُن کی تدفین کے بارے میں دو روایات تحریر کی ہیں۔ ایک روایت کے مطابق اُن کا مزار بی بی پور کے قبرستان میں واقع ہے جو شہر بوسن لطف آباد میں ملتان کے قریب ہے۔ یہ علاقہ دھلی کی حکومت نے بازید محمد کو بطور جاگیر عطا کیا تھا (۴۱۴)۔ دوسری روایت کے مطابق بی بی صاحبہ موصوف کا مزار مبارک شورکوٹ میں بازید محمد کی قبر مبارک کے ساتھ واقع ہے (۴۱۵)۔ مناقب سلطانی کی یہ دوسری روایت زیادہ درست نظر آتی ہے جس کے ثبوت میں کچھ دلائل ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

i۔ فورٹ مروٹ والے واقعہ کے بعد جب بی بی صاحبہ موصوف بازید محمد کے پاس آئیں تو جلد ہی وہ ہر دو شورکوٹ میں آ کر آباد ہو گئے تھے (۴۱۶)۔

ii۔ سلطان حامد قادری نے اپنی تصنیف تواریخ حضرت سلطان باھُوؒ میں اپنی اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ حضرت قدس اللہ سرّہ کے والد اور والدہ ہر دو کے مزارات شورکوٹ میں ہی ہیں (۴۱۷)۔

Marfat.com

iii۔ حیات سروری کے مؤلف نے لکھا ہے کہ حضرت سلطان باھوؒ کے والدین آپ کے بچپن کے زمانہ میں ہی شورکوٹ کے دیہات سارنگ بلوچ میں رہتے تھے (۴۱۸)۔

iv۔ بازید محمد کی وفات کے وقت حضرت سلطان باھوؒ کمسن تھے اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ بازید محمد کا مزار شورکوٹ میں مسجد شیخ طلحہ قریشی میں واقع ہے (۴۱۹)۔ پس اس بات کی بھی تصدیق پہلے ہو چکی ہے کہ جب حضرت سلطان باھوؒ چالیس سال کے تھے تو اُس وقت یعنی ۱۰۷۸ھ میں آپ کی والدہ محترمہ بقید حیات تھیں (۴۲۰)۔ ظاہر ہے کہ والدہ محترمہ کے انتقال کے وقت حضرت سلطان باھوؒ موجود تھے اور بڑی عمر میں ہی تھے تو یقیناً اُنہوں نے اپنی والدہ محترمہ کو اپنے والد مرحوم کی قبر کے پہلو میں ہی دفن کیا ہوگا نہ کہ کسی دور دراز کے علاقہ میں۔

v۔ حضرت سلطان باھوؒ کی وفات کے بعد سینہ بسینہ یہی روایت آرہی ہے کہ ہر دو (والد محترم اور والدہ محترمہ حضرت سلطان باھوؒ) کے مزارات شیخ طلحہ قریشیؒ کی مسجد کے صحن میں شورکوٹ شہر میں زیارتگاہ عام ہیں اور اس بات سے آج تک کسی کو اختلاف نہیں ہوا ہے۔

بازید محمد کی دیگر اولاد:

سلطان حامد قادری کے مطابق حضرت سلطان باھوؒ کے علاوہ، حافظ بازید محمد کے دو مزید فرزند بھی ہوئے ہیں ایک کا نام سلطان جان محمد جو اس دنیا سے مجرد حال میں ہی گزرے ہیں۔ ایک مسماۃ بی بی مہر خاتون تھیں جنکا ایک فرزند بنام سلطان خیر محمد ہوا ہے (۴۲۱)۔ یہی سلطان خیر محمد جو حضرت سلطان باھوؒ کے خواہر زادہ تھے جن کا حضرت سلطان باھوؒ کی بیٹی بی بی رحمت خاتون سے نکاح ہوا (۴۲۲)۔

سلطان جان محمد برادر حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ کا مزار شورکوٹ کے مشہور بھڑ (قدیم قلعہ خاکی) کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ میں نے اس مزار کی زیارت کی ہے جو ایک ''پیلو'' کے درخت کے نیچے ہے اور خام مٹی سے بنا ہے۔ ایک روایت کے مطابق ان کا مزار قلعہ کہنہ (بھڑ) پر گورنر شورکوٹ تاج الدین سوری کے مقبرہ کے ساتھ واقع ہے (۴۲۲الف)

Marfat.com

فصل ششم

ولادت حضرت باھوؒ اسم ولقب:

مناقب سلطانی اور تواریخ حصرت سلطان باھوؒ کے مطابق حضرت قدس اللہ سرّہ کی ولادت ۱۰۳۹ھ کو وقوع پزیر ہوئی۔ شعبان المعظم کے اواخر میں یقیناً اُسی سال مذکورہ میں ولادت ہوئی کیونکہ شیر خوارگی میں رمضان المبارک کے ایام میں والدہ کا دودھ پینے سے اجتناب فرماتے تھے (۴۲۳)۔ سلطان محمد نواز عارف (۴۲۴) صاحب کتاب مجموعہ کلام نے رسالہ درالمعارف میں حضرت قدس اللہ سرّہ کی ولادت کے بارے میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

شصت و سہ سال کرددر دنیا رسول
نور محمد باھو راشد این حصول
در یازدہ صدی دوکم اربعین
گشت پیدا حضرت سلطان عارفین (۴۲۵)

دنیا میں رسولِ خدا نے ۶۳ سال گزارے۔ باھو کو محمدؐ کے نور سے اتنی ہی عمر حاصل رہی۔ گیارھویں صدی (ہجری) میں اڑتیں برس ہونے کے بعد حضرت سلطان العارفین پیدا ہوئے۔

گویا اس کے مطابق بھی سال ولادت ۱۰۳۹ھ شمار میں آتا ہے اور اس بارے میں شبہ نہیں رہتا۔

اسم باھو:

آپ نے اپنی ہر تصنیف (۴۲۶) میں اپنا نام فقط ''باھو'' لکھا ہے۔ مناقب سلطانی کے مؤلف نے آپ کا نام ''سلطان باھو'' (۴۲۷) اور بلال زبیری نے اولیائے جھنگ میں آپ کا اسم مبارک ''سلطان محمد باھو'' لکھا ہے (۴۲۸)۔ دراصل ولایت فقر کے حصول کے باعث ''سلطان'' کے لقب سے ملقب ہوئے۔ جو آپ کے اسم مبارک کا حصہ بن گیا۔ ''محمد'' کا اضافہ

Marfat.com

اس لئے شامل نظر آتا ہے کہ آپ کے اجداد کی تیرہ پشتوں میں ہر فرد کے نام کے ساتھ اسم ''محمد'' شامل رہا ہے (۴۲۹)۔ اس اسم پاک سے محبت وعقیدت کے سبب والدین روایتاً نام اسی طرح لیتے رہے ہیں۔ بہر حال آپ کے اسم مبارک کا اصل اور اہم جزو ''باھُو'' ہی ہے جو از خود گہرے معانی کا حامل ہے۔ ''باھُو'' کے لفظی معنی اُس ذات مطلق کے ساتھ ہونا کے ہیں، سبحان اللہ۔ اور آپ اسم بامسمّٰی ''ھُو'' کے ہو کر رہ گئے۔ کتاب امیر الکونین میں خود فرماتے ہیں:

باھو در ہو گم شدہ فی اللہ فنا
نام باھو متصل شد باخدا (۴۳۰)

ابیات سرائیکی میں بھی فرماتے ہیں کہ جب ذات اُس ذات حقیقی کے ساتھ متصل ہو گئی تو اُسی کی وجہ سے وہ ''باھو'' کہلائے (۴۳۱)۔ اسی ضمن میں حضرت سلطان باھوؒ نے عین الفقر میں کیا خوب فرمایا:

چنان کن جسم را در اسم پنہان
کہ میگردد الف در بسم پنہان (۴۳۲)

یعنی اپنے جسم کو اسم اللہ تعالیٰ میں اس طرح ڈھانپ لو جس طرح بسم اللہ میں الف پنہاں ہو گئی ہے۔ حضرت سلطان باھوؒ کتاب محک الفقراء (کلاں) میں اپنے نام کی ماہیت اور وصف میں فرماتے ہیں:

از نام باھو دنیا بگریزد دوام
زانکہ باھو غرق باھو ہر مدام (۴۳۳)

حضرت سلطان العارفین عین العارفین میں فرماتے ہیں:

ہر کہ باھو دم کشد جان چاک چاک
از اسم باھو متصل باھو چہ پاک
باھو اب بسم الف از اسم او
ھر کہ باشد غیر ھو از دل بشو

Marfat.com

ھو ہویدا می شود روشن ضمیر
واو وحدت می کشد فی اللہ فقیر
باھو یاھو گشت تو در جسم وجان
باھوا یا ھو بہر مشکل بخوان
اسم اعظم باھوا از ھو بجو
ھو حقیقت سرسرش باکس مگو (۴۳۴)

کتاب محک الفقر کلاں میں حضرت سلطان العارفین ایک مقام پر اپنے نام کی توضیح پیش کرتے ہیں:

اسم اعظم راز اسم ھو بیاب
اسم باھو چیست یعنی کج وھاب (۴۳۵)

اسم باھو کے وجہ تسمیہ پر بھی خود روشنی ڈالتے ہیں:

ھر کہ باھو میرود عارف خدا — ھر کہ بی ھو میرود آن سرھوا
ھر کہ باھو ہست آن راراز شد — لاتخف لاتحزن زحق آواز شد
نام باھو مادرِ باھو نہاد — زانکہ باھو دائمی باھو نہاد
بردہ باھو راز وحدت راتمام — عارفان راختم از ہوالسلام (۴۳۶)

پھر فرمایا کہ آپ کی والدہ مکرمہ پر صد آفرین ہے جنہوں نے اُن کا نام باھو رکھا۔ اور باھو بی بی راستی کا فرزند ہے' جو ہو سے شاد کام ہے:

رحمت وغفران بود برراستی — راستی از راستی آراستی (۴۳۷)

پس مصنف علیہ الرحمۃ کی اپنی زبان مبارک سے اُن کے اسم مبارک کے بارے تحقیق و توضیح اور وجہ تسمیہ اسم ''باھو'' حاصل ہو جاتا ہے۔

لقب:

حضرت سلطان العارفین اپنا لقب ''حق'' ظاہر فرماتے ہیں۔ رسالہ روحی میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

Marfat.com

مصنف تصنیف ۔۔۔۔۔"الملقب من الحق بالحق" سرّ ذات ہو فقیر باھو (۴۳۸)۔ اسی بنا پر "حق" اُن کے اسم مبارک کے ساتھ بطور لقب ہوا اور لوگ عام طور پر "حق باھوؒ" کے نام سے اُنہیں یاد کرتے ہیں۔

فصل ہفتم

لڑکپن و جوانی:

اس قدر معلوم ہوا ہے کہ آپ کے لڑکپن کا زمانہ شورکوٹ میں گزرا ہے (۴۳۹)۔ اور ان ایام میں بھی ہزاروں خلق خدا تعالیٰ کو راہِ مستقیم سے نوازا ہے۔ اسی طرح ہزاروں کافر آپ کی نظر ہدایت سے مشرف با اسلام ہوئے (۴۴۰)۔ البتہ آپ کے اس دور میں خدمت خلق اور فیضانِ توجہ کے علاوہ دو مزید اہم امور بھی سرانجام پائے گئے۔ اوّل یہ کہ آپ نے ان ایام میں یکے بعد دیگرے چار نکاح کئے۔ دوم یہ کہ آپ مرشد کامل کی تلاش میں بھی رہے۔ ان دونوں امور پر آپ کی مصروفیات پر تفصیلات آئندہ صفحات میں آئیں گی۔ ایک بہت ہی اعلیٰ حکایت آپ کے جوانسالی کے ایام سے متعلق قابل ذکر ہے کہ ایک روز آپ شورکوٹ کے نواح میں کھڑے تھے کہ ایک باعظمت سوار نورانی چہرہ کے ساتھ نمودار ہوئے' آپ کے ہاتھ پکڑے اور گھوڑے پر اپنی پیٹھ میں بٹھا دیا۔ اُس باعظمت سوار نے فرمایا میں علی ابن ابی طالب ہوں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرمان پر تمہیں حضور پُر نور ﷺ کے دربار میں لئے جا رہا ہوں۔ پھر پلک جھپکنے کی دیر میں آپ اس مجلس میں پہنچ گئے جہاں پہلے حضرت صدیق اکبرؓ پھر حضرت عمرؓ اور پھر حضرت عثمان آپ سے متوجہ ہوئے۔ اُن سے ملاقات کے بعد آپ اُٹھے تو آنحضرت ﷺ نے اپنے دونوں دست مبارک بڑھائے اور فرمایا' میرا ہاتھ پکڑ لو۔ پھر آپ کو دونوں ہاتھوں سے بیعت میں لیا اور تلقین فرمائی۔ یہاں آپ کو مرتبہ منتہا اور درجہ ھوالرجوع الی البدایت حاصل ہوا۔ اس تلقین سے مشرف ہوئے تو حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرہؓ نے فرمایا کہ تو میرا فرزند ہے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت امام حسن علیہ السلام و حضرت امام حسین علیہ السلام کے قدموں کے بوسے لئے اور اُن کی غلامی کے حلقہ میں داخل ہوئے۔ حضرت سیّدالمرسلین محمد مصطفیٰؐ نے تلقین کے بعد فرمایا کہ مخلوق خدا

Marfat.com

کی مدد کرو کیونکہ تیرا رتبہ روز بروز بلکہ لحہ بلمحہ بلند ہوتا جائے گا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت غوث الثقلین، محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کے سپرد کر دیا۔ حضرت پیر دستگیر نے اپنی عنایات سے سرفراز فرمایا اور تلقین و ہدایت کرنے کا حکم فرمایا (۴۴۱)۔

حاجی محمد فضل حسین شاہ قریشی نے اپنے رسالہ سوانحعمری حضرت سلطان پیر عبدالرحمٰن مکی میں لکھا ہے کہ حضرت سلطان باھوؒ غیر معروف تھے، حتیٰ کے اُن کی قبر کے بارے میں بھی کسی کو علم نہ تھا (۴۴۲)۔

ان کا یہ بیان اس بنا پر صحیح نہیں ہے کہ تذکرہ غوثیہ (۴۴۳) کے مصنف کے مطابق اُس نے اپنے حالات کے ضمن میں جب ''زیارت مزار سلطان باھوؒ'' کے بارے میں لکھا ہے تو بڑے کھلے الفاظ میں بتایا ہے کہ آپ کا مزار مبارک عوام میں بہت ہی مشہور تھا (۴۴۴)۔ مفتی غلام سرور نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت سلطان باھوؒ کا مقبرہ ایک ایسا مقام ہے جو بہت ہی بابرکت ہے اور وہاں پر لوگ زیارت کے لئے دور و دراز کے علاقوں سے آتے ہیں (۴۴۵)۔ ان اقتباسات سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ کا مزار مبارک کافی معروف رہا ہے جہاں پر لوگ زیارت کے لئے دور سے آتے ہیں اور یہ بات کہ آپ کا مزار مبارک گم نام رہا ہے قطعاً غلط ہے۔ اسلئے کہ آپ کی وفات کے بعد اُن کی اولاد میں سجادہ نشینی کا سلسلہ بھی جاری رہا ہے (۴۴۶)۔

البتہ یہ نکتہ ضرور پیش کیا جا سکتا ہے کہ ان صاحب طرز مصنف اور عظیم عارف کے حالات کی تفصیلات نہیں ملتیں۔ اُنہوں نے خود بھی اپنے بارے میں یا اپنی شخصیت کے بارے میں بہت ہی کم بلکہ نہ لکھنے کے برابر لکھا ہے کثیر تعداد میں آپ کی تصانیف تصوف و عرفان پر موجود ہیں ان میں انہوں نے قلبی واردات و پیغام یا الہام کو اہمیت دی اور وہی لکھتے رہے ہیں۔

فصل ہشتم

عالمگیر اور حضرت سلطان العارفین قلعہ گڑھ مہاراجہ میں:

Marfat.com

آپ کے ایام جوانی میں دو تاریخی اہمیت کے واقعات اورنگزیب عالمگیر سے قلعہ گڑھ مہاراجہ میں ملاقات کے ملتے ہیں۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ اور عالمگیر کی پہلی ملاقات کا امکان ۱۰۵۹ھ کو ملتا ہے جب عالمگیر شہزادہ تھا اور قندھار (۴۴۷) کی جنگ سے لوٹ چکا تھا۔ ان دنوں شاہجہاں (۱۰۳۷۔۱۰۶۸ھ) نے ملتان، سندھ، بھکر اور سیوستان کی عملداری عالمگیرؒ کے سپرد کی ہوئی تھی۔ اولیائے جھنگ کے مطابق اورنگزیب جب قندھار کی مہم سے واپس لوٹے تو چندروز قلعہ گھڑ مہاراجہ میں قیام کیا۔ اس دوران حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ سے ملاقات ہوئی (۴۴۸)۔ دوسری ملاقات کا امکان (۴۴۹) بھی عالمگیر کے زمانہ شاہزادگی میں ہوا جب ۱۰۶۲ھ عالمگیر قندھار (۴۵۰) فتح کرنے کے لئے گیا تو واپسی پر دریائے سندھ اور دریائے چناب سے گزرے۔ آپ کی عمر مبارک کے ان ایام میں آپ کی صحرانوردی، دعوت قبور، سیر و سیاحت اور اُن سے متعلق واقعات جو ملتے ہیں آگے خوارق عادات کی فصل میں بیان ہوں گے۔

فصل نہم

ازدواج:

حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہ العزیز یکے بعد دیگرے چار خواتین کو اپنے عقد میں لائے۔ آپ کی ایک زوجہ محترمہ حضرت مخدوم برھان علیہ الرحمۃ لنگر مخدوم کے گھرانہ سے تھیں۔ حضرت مخدوم (۴۵۱) حضرت غوث الملک شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا (۴۵۲) کے صاحب ارشاد اور عالی مرتبت خلفاء میں سے تھے اور ایک روایت کے مطابق حضرت مخدومؒ حضرت بہاء الحق زکریا کے فرزند تھے (۴۵۳)۔ آپ کی دوسری زوجہ مطہرہ قبیلہ اعوان سے تھیں (۴۵۴)۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ کی تیسری زوجہ مکرمہ بھی اعوان قبیلہ سے تھیں اور قریبی رشتہ دار شمار ہوتی تھیں (۴۵۵)۔ جبکہ آپ کی چوتھی زوجہ پاکدامنہ ایک ہندو ساھوکار کے کنبہ سے تھیں جو آپ کے غوث بہاء الحق زکریا ملتانیؒ کے مزار مبارک پر دعوت قبور پڑھنے کے بعد آپ کو عطا ہوئیں۔ جو مشرف بہ اسلام ہو کر نکاح میں آئیں (۴۵۶)۔ جس طرح کہ آپ کے حالات و

Marfat.com

واقعات سے معلوم ہوا ہے چوتھے ازدواج کے بعد آپ کی والدہ محترمہ ومعظمہ نے آپ کو ظاہری مرشد اختیار کرنے کے لئے ہدایت کردی چنانچہ آپ مرشد کی تلاش میں مسافرت کرنے لگے اُس وقت آپ کی عمر مبارک چالیس سال کی ہو چکی تھی۔ اس طرح بالآخر آپ کی ملاقات سیّد عبدالرحمٰن پیر دہلوی سے ہوئی اور اُن سے فیضیاب ہوئے اُن کا ذکر خیر آئندہ صفحات میں آئے گا۔ اس سے پتہ چلتا ہے آپ کے چاروں ازدواج چالیس سال کی عمر پانے تک ہی ہوئے اور اس کے بعد کسی عورت سے نکاح نہیں ہوا۔

فصل دھم

جاگیریں:

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرّہ العزیز کے والد محترم حافظ محمد بازید کو سلطنت مغلیہ ہند کی طرف سے شاہجہاں بادشاہ (۱۰۳۷ھ/ ۱۶۲۸ء۔ ۱۰۶۸ھ/ ۱۶۵۷ء) کے زمانہ میں دو بڑی جاگیریں (دیہی اراضی) عطا ہوئے۔ اس بارے میں سلطان حامد اپنی تالیف مناقب سلطانی میں لکھتے ہیں کہ یہ جاگیریں اُن کی فوجی خدمات اور معاشرہ میں نمایاں خدمات کی بنا پر بطور انعام دی گئیں تا کہ اُن کے متعلقین کے معاش اور لنگر خانہ کے طعام پر خرچ ہو (۴۵۷)۔

مناقب سلطانی کے مطابق اوّل جاگیر بوسن کے علاقہ رانواں کلاں اور بی بی پور میں عطا ہوئی جو ملتان کے نواح میں تھی (۴۵۸)۔ اس اراضی کی مقدار معلوم نہیں ہے البتہ اس کا محل وقوع بیان ہوا ہے۔

دوم جاگیر شورکوٹ کے پرگنہ کے اندر قہرگان میں واقع ہے جو دھول کوٹ، دھوڑ کوٹ یا دھول پور (۴۵۹) سے موسوم ہے۔ یہ اراضی دو حصوں میں تقسیم تھی۔ ایک حصہ قلعہ شاہ نگر والا (۴۶۰) اور دوسرا حصہ شورکوٹ کے مغرب میں ہے۔ مناقب سلطانی کے مطابق شاہ جہاں بادشاہ کی طرف سے یہ اراضی بطور وجہ معاش بیشتر اسی شورکوٹ کے علاقہ میں ہی مقرر ہوئی (۴۶۱)۔

مناقب سلطانی میں مزید درج ہے کہ شاہجہاں کے زمانہ میں دریائے چناب کے کنارے صوبہ

Marfat.com

ملتان میں ایک وسیع اراضی جو شورکوٹ کے پرگنہ میں شمار ہوتی تھی اور اُس میں پختہ اینٹوں کا ایک قلعہ بھی تھا اور اُس میں کئی آباد کنوئیں جاری تھے اور ہزاروں بیگھ (نیم ایکڑ کے مساوی) بارانی زمین شامل تھی اُن کو (یعنی بازید محمد کو) دی گئیں۔ ان اراضیات میں پچاس ہزار بیگھ سے زیادہ رقبہ تھا (۴۶۲)۔ اسی ضمن میں تواریخ حضرت سلطان باھو کے قلمی نسخہ میں درج ہے کہ بادشاہ شاہجہاں کی طرف سے بازید محمد کے معاش کے لئے پرگنہ مذکورہ میں جو ملتان کے پرگنات میں سے تھا بطور جاگیر پچاس ہزار بیگھ اراضی بطور انعام دیا گیا تھا۔ اس میں ایک مکمل گاؤں بمعہ چند آباد کنوؤں کے اور پختہ اینٹوں کا قلعہ موسوم بہ قہر گان شاہی عطا شدہ املاک میں سے تھے (۴۶۳)۔ اس اراضی پر کوئی محصول یا خراج وصول نہیں ہوتا تھا۔ یہ گاؤں خاص طور پر شاہجہاں بادشاہ کی ملکیت میں تھا (۴۶۴)۔ نیز شاہ نگر کے پُرانے دروازے کے سامنے جو گرا پڑا اور خراب حال ہے وہاں پر بھی جاگیر کے چند کنوئیں ہیں (۴۶۵)۔ تواریخ حضرت سلطان باھوؒ میں مرقوم ہے کہ سلطان ولی محمد، سجادہ نشین اوّل و حضرت ممدوح قدس اللہ سرّہ کے فرزند کو سابقہ جاگیر کے علاوہ لنگر خانقاہ مقدس کے لئے سلطنت دھلی سے یومیہ پندرہ روپے بھی مل رہے تھے۔ ہر برٹ ارورد س حاکم نے جب ملتان کا محاصرہ کیا تو اُس موقعہ بھی محصولات سابقہ کی معافی کی سندات، مذکورہ انعامات عطا شدہ حاصل تھے مگر سرکاری قوانین و طریق کار سے عدم واقفیت کی بنا پر کوئی پیروی نہ کی گئی تو انعام اور جاگیریں معطل ہو کر رہ گئیں اور مثل مقدمہ جھنگ کے دفتر میں موجود ہے (۴۶۶)۔

فصل یازدھم

بیعت و مرشد:

طریقت میں اویسی سلوک کے مطابق آپ کو حضور رسالت مآب ﷺ سے براہِ راست فیضان حاصل ہوا۔ اس وہبی اعزاز سے حضرت سلطان العارفین قدس سرہ بیعت تلقین و ہدایات سے سرفراز ہوئے۔ اس واقعہ کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے (۴۶۷)۔ رسالہ روحی میں خود

Marfat.com

فرماتے ہیں:

دست بیعت کرد مارا مصطفیٰ فرزند خود خواندست مارا مجتبیٰ
شد اجازت باہوارا از مصطفیٰ خلق را تلقین بکن بہر خدا
خاکپائیم از حسین واز حسن معرفت گشتہ است برمن انجمن (۴۶۸)

آپ اپنی تمام تصانیف میں سرور دو عالم مصطفیٰ ﷺ کے سوا کسی سے دست بیعت ہونے اور کسی سے تلقین وارشاد حاصل کرنے کے بارے میں نہیں لکھتے۔ البتہ بیان کردہ حضوری محفل میں سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی سے بیعت کا ذکر ہوا ہے نیز تلقین وارشاد کی اجازت بھی اُن سے تفویض ہوئی (۴۶۹) اس بیان شدہ بیعت وارشاد کو ہم باطنی بیعت کا نام دے سکتے ہیں۔

بیعت ظاہری کے لئے بھی مرشد کامل کی تلاش کی ہے جیسا کہ واقعات سے اخذ ہوتا ہے۔ کئی چلہ خوانیاں (۴۷۰) بھی شوق الٰہی میں محو و مستغرق ہو کر کئے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ نے اپنے طریقہ مخصوص کے ساتھ کئی اولیائے کرام کے مزارات پر دعوت قبور پڑھے (۴۷۱)۔ آپ نے اپنے ہمعصر اولیائے کرام اور مرشدان کاملین سے بھی ملاقات کی۔ راہ سلوک میں اُن کے ساتھ راز و نیاز کے روابط ہوئے۔ اس بارے میں مذکورہ ذیل افراد سے ان کی ملاقات کا حال بیان کیا جاتا ہے۔ مولوی محمد دین نے اپنی منظوم پنجابی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت سلطان العارفین کے مرشد لاہور سے تھے اس سے اس قدر حتماً ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سلطان العارفین کے ظاہری مرشد تو کوئی ضرورت تھے (۴۷۲)۔

لنگر مخدوم:

سلطان حامد قادری کے مطابق یہاں خانقاہ کی بنیاد حضرت مخدوم برہان علیہ الرحمتہ نے قائم کی۔ جو حضرت غوث بہاء الدین زکریا ملتانی کی زندگی میں عالی مقام صاحب ارشاد خلفاء میں سے ایک بزرگ تھے (۴۷۳)۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے محترمہ ڈاکٹر شمیم محمود زیدی کے مطابق مخدوم برہان علیہ الرحمتہ غوث بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے فرزند حقیقی تھے (۴۷۴)۔ ان کو اپنے

Marfat.com

والد گرامی نے ایک ویرانے میں قیام پذیر ہونے کا حکم صادر فرمایا تھا اور وہاں آپ نے مسافروں اور مساکین کے لئے عام لنگر یا مفت خوراک کا عوام کے لئے انتظام کر لیا تھا۔ اسی مناسبت سے اس مقام کا نام لنگر مخدوم سے معروف ہو گیا (۴۷۵)۔ مرشد کامل کی تلاش میں حضرت سلطان باہو اس علاقہ میں بھی تشریف لائے اور اس آستانہ عالیہ پر آمد و رفت جاری رکھی۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہوا ہے مناقب سلطانی کے مطابق آپ کی زوجہ اوّل اسی لنگر مخدوم کے خانوادہ سے عقد میں آئیں (۴۷۶) اس طرح آپ کا اس خانقاہ سے رابطہ پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ لنگر مخدوم جھنگ کے علاقہ چنیوٹ میں واقع ہے۔

حجرہ شاہ مقیم:

حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ اس گیلانی خاندان کی خانقاہ سے روحانی اور قلبی لگاؤ رکھتے تھے کتاب گنج الاسرار میں اس بارے میں تفصیلات حاصل ہوتی ہیں (۴۷۷)۔ معاصرین کی فصل میں وضاحت آئے گی۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' کی ملاقات سید محمد امیر حجروی (۴۷۸) ابن حضرت سیف الرحمٰن جیلانی ابن محمد مقیم محکم الدین بن شاہ ابو المعالی بن سید محمد نور بن سید بہاء الدین المشہور بہ بہاول شیر گیلانی سے ہوئی جن سے آپ نے عقیدت کا اظہار ایک مرید کی حیثیت سے کیا ہے (۴۷۹) یہ خانقاہ لاہور کے نزدیک ساہیوال کے ضلع میں بڑی مشہور زیارت گاہ ہے۔

مخدوم موسیٰ شاہ جیلانی:

نور احمد فریدی نے کتاب تاریخ ملتان میں لکھا ہے کہ وہ نواب شیخ موسیٰ گیلانی (ابن حضرت مخدوم سید حامد گنج بخش ابن مخدوم سید جمال الدین موسی پاک شہید) کے فرزند تھے سید موسیٰ پاک شہیدؒ چودھویں پشت میں سید عبد القادر جیلانیؒ سے جا ملتے ہیں۔ مخدوم موسیٰ شاہ جیلانیؒ کا انتقال ۱۰۷۴ھ میں ہوا (۴۸۰)۔ *مخدوم موسیٰ شاہ جیلانی کے ضمن میں کتاب عمدہ الآثار فی تذکار اخبار الکبار سے یہ آگاہی حاصل ہوتی ہے کہ کتاب شمس العارفین کے مرتبین خلیفہ صاحب

Marfat.com

ڈنہ اور مولوی عبدالشکور شیخ جو مخدوم میاں محمد صدیق مخدوم مہیسر کے مرید تھے انہوں نے کتاب مذکورہ میں حضرت سلطان باھو کے چند کتب سے تعلیمات جمع کر دیں اور پھر گھونکی (سندھ) کے مخدوم سید موسیٰ شاہ جیلانی مرید و فیض یافتہ حضرت سلطان العارفین کو پیش کر دیں اور انہیں مخدوم کہ کر خطاب کیا گویا یہ خطاب مرتبین کتاب شمس العارفین کی طرف سے ہوا حضرت سلطان باھو کی طرف سے نہ تھا اس لئے یہاں مخدوم سے مراد موسیٰ شاہ جیلانی (المعروف سید موسن شاہ) گھونکی والے ہی ہیں۔ تالیف مولوی محمد قاسم گڑھی یاسینی مطبوعہ کراچی ۱۲۷۶ھ کے دستیاب ہونے پر واضح ہو جاتا ہے کہ رسالہ شمس العارفین میں جن کو سید موسیٰ شاہ جیلانی کے نام سے پکارا گیا ہے وہ حضرت سلطان العارفین سلطان باھوؒ کے فیض یافتہ سید موسیٰ شاہ جیلانی المعروف سید موسن شاہ جیلانی ہیں۔ اس لئے ملتان والے سید موسیٰ شاہ جیلانیؒ (ابن نواب شیخ موسیٰ گیلانی ابن مخدوم سید حامد گنج بخش ابن مخدوم سید جمال الدین موسیٰ پاک شہیدؒ) سے رابطہ یا ملاقات کا واقع ہونا مشکوک ہو جاتا ہے۔ تاہم ان کے ہمعصر ہونے کے باعث ملاقات کا امکان بھی ہو جاتا ہے۔

کتاب مذکورہ تذکار اخبار الکتبار سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ شمس العارفین کی تدوین حضرت سلطان باھو قدس سرہ' کی مختلف تصنیفات میں سے اقتباسات انتخاب کرنے والے مرتبین خلیفہ صاحبڈنہ قوم لنجار (فیض یافتہ مخدوم میاں محمد صدیق مہیسر، محمد پور والے کے) اور موادی عبدالشکور قوم شیخ تھے، جنہوں نے اپنے پیر صاحب مخدوم مہیسر کے مدرسہ میں کام کیا اور پھر گھونکی میں پیر سید موسیٰ شاہ جیلانی کو پیش کیا، پس رسالہ شمس العارفین میں ہر دو مذکورہ خلفاء نے حضرت مخدوم سید موسیٰ شاہ جیلانیؒ (سید موسن شاہ جیلانی) کو اپنا سردار اور مرشد کہہ کر خطاب کیا ہے نہ کہ حضرت سلطان باھو قدس سرہ اپنے الفاظ میں اس طرح پکار رہے ہیں۔ یاد رہے کہ مذکورہ خلفاء کا مرجع فیوضات مخدوم مہیسر ہیں، اور مخدوم مہیسر کو مائی مستوئن کے توسط سے حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے فیض عطا کیا، جب کہ سید موسیٰ شاہ جیلانی (سید موسن شاہ گھونکی والے) کو فیض براہ راست حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' نے نقش اسم اللہ سے ہی اپنی وفات کے تین

Marfat.com

روز بعد عطا کیا۔ سید موسن شاہ نے جب کم عمری میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' سے ایک مرد کلال کے ہمراہ آ کر ملاقات کی تو رشد و تلقین بھی پائی تھی جس کے بعد وہ اپنی والدہ کی خدمت میں واپس گھونکی چلے گئے ۔ گویا دونوں بزرگان مخدوم مہیسر اور سید موسن شاہ جیلانی کا منبع فیض حضرت سلطان باھوؒ قدس سرہ' ہی ہیں (۴۸۱)۔

شاہ حبیب اللہ قادری بغدادی:

دریائے راوی کے کنارے شہر بغداد نامی ایک قصبہ میں جہاں بغداد عراق سے آئے ہوئے ایک بزرگ قیام پذیر ہو گئے تھے وہاں پر حالات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سلطان باھوؒ نے وہاں چند روز قیام کیا ہے۔ شاہ حبیب اللہ قادری صاحب کرامت و معروف پیر طریقت تھے۔ انہوں نے حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کے باطنی احوال اور ترک دنیا کا امتحان لیا اور آزمائش میں ڈالا۔ حضرت سلطان باھوؒ اس مرحلہ سے کامیابی کے ساتھ گزرے۔ سلطان حامد قادری کے مطابق شاہ حبیب اللہ قادری کو جب حضرت باھوؒ کے مادر زاد ولی اللہ ہونے کا اور اُن کے بلند مقامات و درجات کا علم ہوا تو مزید حصول برکات کے لئے پیر عبدالرحمٰن دہلوی گیلانیؒ سے ملاقات کرنے و فیضیاب ہونے کے لئے رخصت دی (۴۸۲)۔ جو خود شاہ حبیب اللہ قادری کے مرشد تھے (۴۸۳)۔ شاہ حبیب اللہ قادری کا مسکن راوی کے کنارے قصبہ بغداد میں تلنبہ اور سرائے سدھو کے درمیان واقع ہے (۴۸۴)۔

پیر سید عبدالرحمٰن گیلانی دہلوی:

سلطان حامد قادری نے لکھا ہے کہ مرشد کامل کی تلاش میں شاہ حبیب اللہ قادری کی رہنمائی سے پہلے حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ' کی والدہ ماجدہ نے مشرق کی طرف سفر کرنے کا اشارہ کر دیا تھا (۴۸۵)۔ دہلی پہنچ کر آپ نے سید پیر عبدالرحمٰن گیلانیؒ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اور اُن سے فیض ازلی کا حصہ وصول کیا، کیمیائے معرفت کا خزینہ اور تلقین و رہنمائی حاصل کی (۴۸۶) چھچھڑ کے خاندان سے ایک خلیفہ محمد زکریا (ف: ۱۳۵۵ھ) نے اپنی سی حرنی پنجابی میں نظم کیا ہے کہ سید عبدالقادر جیلانیؒ نے روحانی کشف سے حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ' کو سید عبدالرحمٰن گیلانی دہلوی کی زیارت و بیعت کے لئے رہنمائی کر دی

Marfat.com

تھی (۴۸۷)۔اس طرح حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ کا دھلی جا کر پیر عبدالرحمٰن گیلانی کی زیارت اور اُن سے زیارت اور اُن سے بیعت کرنے کی ایک اہم دستاویز اور دلیل حاصل ہو جاتی ہے۔جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہوا ہے کہ یہ واقعہ سال ۱۰۷۸ھ کو پیش آیا جب آپ کی عمر مبارک چالیس سال کو پہنچ چکی تھی (۴۸۸) یہ ایک عجیب بات ہے کہ ظاہری مرشد سے بیعت کرنے کا واقعہ صرف مناقب سلطانی میں اور پھر محمد زکریا کی سی حرفی میں چھپ کر شائع ہوا۔خود حضرت سلطان باہوؒ نے اپنی کسی تصنیف میں ظاہری مرشد اختیار کر لینے کے بارے میں کوئی واضح بات نہیں کی۔ڈاکٹر راما کرشنا کا اصرار ہے کہ حضرت پیر عبدالرحمٰن دہلوی وہی شخصیت ہیں جن کے والد کا نام عبدالعزیز نقشبندی مشہور ہے ڈاکٹر مذکورہ نے اپنے موقف کے لئے انگریزی کی معروف کتاب جو بیلی Beale نے تصنیف کی ہے، کی جانب اشارہ کیا ہے (۴۸۹)۔بیلی نے لکھا ہے کہ عبدالرحمٰن والد عبدالعزیز نقشبندی کا سلیمان شکوہ داماد تھا اور اُس کی شادی اُن کی بیٹی کے ساتھ ۱۰۶۲ھ کو شاہجہان بادشاہ کی پچیسویں تخت نشینی کے موقعہ قرار پائی تھی (۴۹۰) مگر ڈاکٹر راما کرشنا کا یہ قیاس ہماری نظر میں کوئی مدلل حیثیت نہیں رکھتا۔پہلی بات تو یہ ہے کہ پیر عبدالرحمٰن دہلوی جو حضرت سلطان باہوؒ کے مرشد قرار پائے گئے، گیلانی سادات سے تھے اور وہ سلوک تصوف میں پشت در پشت طریقہ قادریہ پر فائز تھے۔یہ تو قطعاً ممکن ہی نظر نہیں آتا کہ اُن کے والد نقشبندی مسلک سے منسلک ہوں۔اس بارے میں آئندہ صفحات میں فصل چہاردہم میں حضرت سلطان العارفین کے شجرہ طریقت سے مزید وضاحت ہو جائے گی۔

فصل دوازدہم

خدماتِ طریقت وزیارات:۔

طریقت کی خدمات:

سلطان حامد کے مطابق دہلی کے سفر سے پہلے تیس سال کا عرصہ اس طرح بسر ہوا کہ اس میں بمنشائے حق تعالیٰ، حضرت محمد رسول ﷺ کے ارشاد اور پیر دستگیر غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی کی اجازت سے ہزاروں طالب اللہ کو فیض پہنچایا اور باطنی طمانیت بخشی (۴۹۱)۔

Marfat.com

مناقب سلطانی کے مطابق جب حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ دہلی سے واپس آئے تو انیس لاکھ مردان خدا کو مرید کیا اور خلافت بخشی جن میں اکثر سندھ بغداد (عراق)، مصر، عرب، شام روم اور کابل کی طرف منتشر ہو کر تقسیم ہوئے (۴۹۲)۔ آپ خود بھی ان ممالک میں ملاقات اور سفر کے لئے تشریف لے گئے (۴۹۳)۔ ان انیس لاکھ مریدین میں گیارہ لاکھ سادات تھے اور آٹھ لاکھ دیگر اقوام میں سے تھے (۴۹۴)۔ باقی خلفاء پنجاب اور ہندوستان کے دیگر مقامات میں نفی اثبات کی تعلیم دینے میں مشغول ہوئے (۴۹۵)۔

حج وزیارات:

جیسا کہ خدمات طریقت کے ضمن میں بیان ہوا ہے کہ آپ نے سیر وتفریح کے لئے سفر کئے نیز ہند میں متعدد مزارات کی زیارت کے لئے گئے اور مناقب سلطانی کے مطابق کابل، شام، عرب، روم، مصر اور بغداد بھی تشریف لے گئے (۴۹۶) اس سفر وسیاحت وزیارات سے یہ قیاس کرنا کوئی مشکل نہیں کہ آپ جیسا ولی کامل اور عامل دعوت روحانی قبور ان مذکورہ ممالک میں جب گئے تو یقیناً وہاں کے اولیائے کرام کے مزارات پر زیارت کے علاوہ دعوت قبور بھی اپنے مخصوص طریقہ سے پڑھی ہوگی۔ بالخصوص بغداد میں سید عبدالقادر جیلانی کے مزار پر اور مدینہ منورہ میں روضہ مبارک رسول اکرم محمد مصطفیٰ ﷺ کی زیارات سے بہرور ہوئے ہوں گے اور حج بیت اللہ شریف کی سعادت سے بھی بہرور ہوئے ہوں گے۔ مگر حضرت سلطان العارفین اپنے مخصوص انداز کے مطابق اپنی تصانیف میں کسی جگہ بھی اپنے حالات اور اشغال سے آگاہ نہیں فرماتے۔ آپکا ہر جملہ رضائے خدا اور تعلیم وتلقین کے لئے ہی وقف ہوا ہے۔ کتاب کلید التوحید کلاں میں ایک مقام پر روضہ اکرم محمد مصطفیٰ ﷺ کا نظارہ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ:

سبق درس حیات النبی از اہل عرب بیاموز کہ درحرم مبارک بردروازہ روضہ التماس میکنند یاحیات النبی سید الابرار کارمراز درگاہ الہ برار (۴۹۷)۔

یعنی اہل عرب سے حیات النبی ﷺ کا درس حاصل کرو جو حرم مبارک میں روضہ رسول ﷺ پر التماس کرتے ہیں کہ یا حیات النبی سید الابرار اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے ہمارے حاجات پورے کرادیجئو۔

Marfat.com

فصل سیز دہم

خوارق:

ولی اللہ میں کرامات کی جستجو نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس کی ذات روئے زمین پر ایک معجزہ ہوتی ہے۔ عارف اللہ ذات میں مستغرق رہ کر بیہوشی اور مستی کی حالت سے اجتناب برتتا ہے وہ عالم محویت میں بھی ہوشیار رہتا ہے۔ وہ اس جہاں میں ہوتا ہے مگر ماسوا اللہ سے بلند تر رہتا ہے۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ نے رسالہ گنج الاسرار میں کیا خوب فرمایا ہے:

''نان این جہاں می خورند و کار آن جہاں می کنند (۴۹۸) یعنی عارف روٹی اس جہان کی کھاتے ہیں اور کام اُس جہان کا کرتے ہیں۔

اور عبداللہ انصاریؒ مناجات و مقالات میں فرماتے ہیں:

آنکس کہ ترا شناخت جانرا چکند   فرزند و عیال و خانمانرا چہ کند
دیوانہ کنی ھردو جہانش بخشی   دیوانہ تو ہردو جہانرا چہ کند (۴۹۹)

جس نے تجھے پہچان لیا اُسے جان کی کیا ضرورت ہے بلکہ وہ مال و اولاد سے بھی کیا دلچسپی رکھے گا تو دیوانہ کر کے دونوں جہاں بخش دیتا ہے تو تیرے دیوانے کو دونوں جہاں سے کیا غرض رہ جاتی ہے۔ عارف کی زندگی اور اُس کا کلام کسی معجزہ سے کم نہیں ہوتا اور رہنمائی کا باعث ہی ہوتا ہے۔ عرفاء کی زندگی کا خلاصہ بقول حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ رسالہ مفتاح العارفین میں یوں مرقوم ہے:

کعبہ را در دل بہ بینم جان کنم بروی فدا
درمدینہ دائمی ہم صحبت با مصطفیٰ
خلق مارا خویش داند من بباطن بارسول
عارفانرا راہ اینست بشنوای اہل الوصول (۵۰۰)

Marfat.com

میں کعبہ کو دل میں پاتا ہوں جس پر جان قربان کرتا ہوں، مدینہ میں تو ہر وقت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صحبت میں ہوتا ہوں۔ مجھے لوگ اپنا سمجھتے ہیں جب کہ میرا باطن تو رسول ﷺ کے حضور میں رہتا ہے، عارفوں کا تو بس یہی طریقہ رہتا ہے، سمجھ لیں۔

رسالہ محبت الاسرار میں خود فرماتے ہیں:

بیزار از کشف و کرامات فقیر را بس است ہمیں کرامات کہ حضرت پیغمبر ﷺ شرف ملاقات فرمایند از ازل تا ابد باخبر بیدار و ہوشیار باشد (۵۰۱)۔

کشف و کرامات سے بیزار ہوں، فقیر کے لئے تو یہی کرامات کافی ہیں کہ پیغمبر اسلام ﷺ سے شرف ملاقات حاصل رہے وہ ازل سے ابد تک باخبر، بیدار اور ہوشیار ہوتا ہے۔

کتاب توفیق الہدایت میں فرمان ہوتا ہے۔

ہر کہ غرق شد فنافی اللہ ذات ہرگز نظر نکند بکشف کرامات، ہر کہ غرق شد فنافی اللہ ذات اختیار نکند عز وجاہ دنیا درجات (۵۰۲)۔

جو شخص فنافی اللہ ہو گیا کشف و کرامات پر نظر نہیں رکھتا اور نہ وہ دنیا کی جاہ وحشمت اختیار کرتا ہے۔

عین الفقر میں حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ نے مزید فرمایا ہے:

در راہ فقر استقامت باید نہ ہوای نفس کرامت کہ استقامت مرتبہ خاص است و کرامت مرتبہ حیض ونفاس است (۵۰۳)۔

راہ فقر میں استقامت چاہئے نہ کہ نفس کی خواہش پر کرامت؛ اس لئے کہ استقامت مرتبہ، خاص ہے اور کرامت محض حیض ونفاس ہے۔

پھر فرمایا:

''فقر را علم ملاقات است و اور اعلم کرامات است، ملاقات چیست و کرامات چیست کرامات مقام ناسوت است و ملاقات مقام لاہوت است۔ کرامات بازیگری تماشا نمائیدن مردم و ملاقات شرف ملازمت حضور پرنور شرف الانبیاء محمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ ﷺ (۵۰۴) فقر کے

Marfat.com

لئے علم ملاقات ہے اور اُس کے لئے علم کرامات، ملاقات کیا ہے اور کرامات کیا ہے کرامات مقام ناسوت ہے اور ملاقات مقامِ لاہوت ہے؛ کرامات لوگوں کو بازی گری کا تماشا دکھانا ہے اور ملاقات حضور پرنور اشرف الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ملازمت کا شرف ہے۔

اگر کسی عارف کی سوانح عمری کے ساتھ اُن کے خوارق و عادات کو کرامات نہ لکھے جائیں تو اُن کے حالات کو عام طور پر نامکمل سمجھا جاتا ہے۔ اسی لئے بمصداق مشتی نمونہ از خروار حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کے چند خوارق عادات و کرامات نقل کئے جاتے ہیں۔

ولی مادرزاد:

حضرت سلطان باہوؒ جب پیدا ہوئے تو سید عبدالقادر جیلانی (۵۰۵) کے خوارق عادات کے مطابق رمضان المبارک میں دن کے وقت ماں کا دودھ نہ پیتے تھے، اور ہاتھ تک نہ لگاتے تھے۔ بچپن میں جب آپ گلی کوچوں سے گزرتے تو اہل ہنود میں سے جو کوئی بھی آپ کے چہرہ مبارک پر نظر ڈالتا تو بے اختیار اس کی زبان پر کلمہ شہادت اور کلمہ طیب آجاتا تھا اور وہ مسلمان ہو جاتا تھا۔ شہر کے ہندو جمع ہو گئے اور آپ کے والد ماجد سے درخواست کی کہ وقت بے وقت اس فرزند کو باہر نہ نکالیں اور ان کے باہر آنے کا وقت مقرر کریں۔ آخر اس التماس پر عمل کیا گیا۔ یہ بھی ایک اسرار ربانی اور اعجاز محمدی ہی تھا کہ مہد سے لے کر لحد تک کے عرصہ میں جو ہندو بھی آپ کے سامنے آیا مسلمان ہوا (۵۰۶)۔

نورنگ کھیتران پر مہربانی:

مناقب سلطانی کے مطابق ایک روز پنجاب میں مغربی کوہستان کے دامن میں جو کوہ سیاہ یا کالا روہ دامانی زبان میں کہا جاتا ہے، کی طرف گھومنے کو نکلے۔ آپ نے دیکھا کہ وہاں ایک بچہ گائیں چرا رہا ہے۔ آپ کی نظر سے اس بچہ کے وجود میں نورِ الٰہی سرایت کر گیا اور وہ بچہ عالم وارفتگی میں آپ کے گرد گھومنے لگا (۵۰۷)۔ یہ نورنگ کھیتران ہی تھے جو بعد میں تیس سال تک آپ کے ساتھ رہے اور خلافت بھی حاصل کی اُن کا مزار دھوا ڈیرہ غازی خان کے مشہور دیہات میں

Marfat.com

کالا روہ کے دامن میں موجود ہے۔ حضرت سلطان باہوؒ نے اُن کو لقب سلطان عطا فرمایا اور اسی سبب سے وہ سلطان نورنگ کھیتران معروف ہوئے (۵۰۸)۔

واقعہ آہو باہو:

مناقب سلطانی میں بیان ہوا ہے کہ حضرت سلطان باہوؒ ایک بار گھومتے ہوئے کوہ شمالی میں سون سکیسر کے مقام پر پہنچے اور نورنگ کھیتران آپ کی خدمت میں تھے۔ رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہو گیا تو آپ نے نورنگ کھیتران سے فرمایا کہ ہم پر رمضان المبارک کا ادب و تعظیم اب واجب ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے پہاڑ کے غار میں قیام فرما لیا تو اچانک دریائے وحدت میں مستغرق ہو گئے حتیٰ کہ عید عید کی آواز بلند ہوئی آپ حالت سکر سے حالت صحو میں آ گئے۔ زار و قطار گریہ فرمانے لگے کہ اُن سے رمضان المبارک کے روزوں کی فضیلت سحر و افطار، پنجگانہ نماز اور تراویح ضائع ہو گئے چنانچہ نورنگ کھیتران کو نماز و روزہ کا اعادہ کرنے کے لئے حکم فرمایا اور خود وہاں سے شمال کی طرف کوہ کھون میں تالاب شور یعنی کلر کہار کے مقام پر پہنچے آپ نے اس مقام کو مقدس اور تنہا پایا تو وہاں پر مشاہدات تجلیات میں محو (۵۰۹) ہو کر بیٹھ گئے حتیٰ کہ چند ماہ وہاں پر گزر گئے بالآخر نورنگ کھیتران نے العطش کی آواز منہ سے نکالی تو آپ نے فرمایا، اے نورنگ برات عاشقان بر شاخ آہو اسی اثنا میں ایک نر ہرن حاضر ہو گیا جس کی سینگوں پر دستر خوان میں خوراک بندھی ہوئی تھی اور ساتھ ہی برتن میں پانی بھی لٹکا ہوا تھا۔ اس خوراک سے آپ نے اور نورنگ کھیتران نے افطار کیا وہ نرینہ ہرن جو دراصل ایک موکل تھا وہیں پر اُس نے جان دے دی۔ اس موقعہ پر نورنگ کھیتران جو مرشد کامل کی محبت اور توجہات حاصل کر کے باطنی کشف سے بھانپ گئے تو دوسرا مصرعہ یوں ادا کیا، عجب دیدم کرامت شیخ باہوؒ۔ پس اُسی پہاڑی پر وہاں کے لوگوں نے اُس ہرن کو کرشمہ قدرت قرار دیتے ہوئے دفن کر دیا۔ وہاں دو مزار ترتیب دیئے تو ان کا نام مزار پیر آہو باہو مشہور ہو گیا۔ یہ مقام اب بھی اللہ سے لُو لگانے والے عشاق کی زیارت گاہ ہے (۵۱۰)۔ ایک روایت کے مطابق کوہ کھون میں وہ تالاب جس کا ذکر ہوا ہے کہ تالاب شور یا کڑ

Marfat.com

واتالاب تھا۔ اسی مقام پر حضرت سلطان باہوؒ تشریف فرما ہوئے ۔ دراصل وہاں حضرت شیخ فریدالدین (۵۱۱) پہلے آئے تھے اور وہاں کسی وجہ سے رنجیدہ ہو کر بد دعا دی جس سے وہاں کا میٹھا چشمہ کڑوا ہو گیا تھا۔ جب لوگوں نے منت سماجت کی کہ وہ چشمہ شیریں کر دیا جائے تو فرمایا ایک اور ولی اللہ کا ورود ہو گا جو سلطان باہو نامی ہوں گے اُن کے مبارک قدموں کے فیض سے ہی یہ چشمہ پھر سے شیریں ہو گا۔ لوگوں نے جب آہو باہو والا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تو سب نے جمع ہو کر اصرار کیا کہ چشمہ کو بھی شیریں کر دیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اُس چشمہ کو فریدؒ نے کڑوا نہیں کیا تھا بلکہ امر ربی سے ہوا ہے اس لئے دوبارہ شیریں نہیں ہو سکتا۔ البتہ ساتھ ہی اُسی پہاڑ میں قریب فاصلہ پر ایک شیریں چشمہ پھوٹ پڑا جو اب تک جاری ہے (۵۱۲)۔

نیز اسی روایت کے ساتھ واقعہ ''آہو باہو'' میں مذکور ہوا کہ اس واقعہ کے وقت نور نگ کھیتران کے علاوہ ایک اور درویش بھی حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ کی خدمت میں موجود تھا جس وقت وہ موکل نر ہرن کی صورت میں آپ کی ایک نظر توجہ سے فوت ہو گیا، تو اس درویش نے فریاد کی کہ وہ ایک عرصہ تک خدمت میں رہا ہے مگر اُس پر کوئی توجہ نہ گئی۔ حضرت قدس اللہ سرہ نے اُس درویش پر بھی نظر فیضان ڈالی تو وہ بھی جانبر نہ ہو سکا چنانچہ دوسرا مزار اُسی درویش کا آہو (ہرن) کے مزار کے ساتھ بنادیا گیا۔ اسی بنا پر وہ دونوں مزار" آہو، باہو" کے نام سے معروف ہوئے (۵۱۳)۔ اسی ضمن میں سلطان غلام سرور ابن حضرت سلطان نور محمد نے مذکورہ بالا روایت کی توثیق کی ھے اور اُنہوں نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ وہ دوسرا درویش جس کا مزار موکل (آہو) کے ساتھ بنایا گیا اُس کا نام داؤ تھا۔

اُس وقت سے اس واقعہ کو حضرت باھو قدس اللہ سرہ سے نسبت ھو جانے کے باعث اُن مزارات کو بجائے ''آہو داؤ'' کے ''آہو باھو'' کہا جانے لگا (۵۱۴)۔ ان روایات سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ ایک مزار نر ہرن ھے جو درحقیقت ایک موکل تھا اور دوسرا مزار ایک درویش کا ھوا جو حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ کی خدمت میں سون سکیسر کے علاقہ میں ساتھ رہا۔ ایک محقق انور بیگ اعوان نے اپنی کتاب دھنی ادب وثقافت میں لکھا ھے کہ حضرت سلطان باھوؒ کلر کہار

Marfat.com

میں ایک پہاڑ کے جس کونے میں محواستغراق رہے وہ گوتم بدھ کے زمانہ سے چلہ گاہ یا عبادت خانہ قدیمی کے طور پر شمار ہورہا تھا (۵۱۵)۔

انور بیگ کے مطابق وہاں پر روضہ سخی ہو باہو مشہور ہے۔اور آج ان دونوں مزارات کے بارے میں کہا جاتا ہے۔کہ سیدنا غوث الاعظم کے پوتوں کے ہیں اُن کی یہ بات بالکل ہی غلط قیاسات پر مبنی ہے (۵۱۶)۔اس تمام تذکرہ کرنے سے بات صاف ہو جاتی ہے کہ وہ مقام گوشہ نشینی، چلہ اور عبادت کے لئے نہایت مناسب چلا آرہا ہے اور وہاں پر پہاڑی کے اوپر "آھو باھو" کے دو مزار زیارت کئے جاتے ہیں۔کلرکہار کے اس وقعہ کی رُو سے گویا حضرت سلطان العارفین پر دو مرتبہ حالت سکر طاری ہوا جو پوری تحقیق کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

دعوت قبور:

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ اپنے مخصوص طریقہ سے اولیائے کرام کے مزار پر دعوت پڑھتے۔مخصوص حالات میں بعض مزارات پر سوار ہو جاتے،اور اُن کے ارواح سے ملاقات و گفتگو فرمایا کرتے تھے۔انہیں واقعات کے ضمن میں آپ کا پیر عبدالرحمن قریشی (۵۱۷)، جن کا مزار دربار حضرت سلطان باھوؒ سے دس کیلومیٹر کے فاصلے پر ہے کے مزار پر جا کر دعوت پڑھنا اور پھر سوار ہو جانا مشہور روایت ہے۔جب آپ اُن کے مزار پر سوار ہوئے تو آپ کے پاؤں مبارک پر آبلے نکل آئے۔اس پر آپ کو سخت رنج ہوا اور فرمایا کہ اب اس کے بعد تمہارے مزار پر میری اولاد میں سے کوئی بھی تمہارے مزار پر آیا تو اُسے مالی یا جانی نقصان پہنچے گا،اور اسی طرح ہوتا آرہا ہے کہ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ کی اولاد میں سے جو کوئی بھی جب پیر عبدالرحمن قریشیؒ کے مزار پر جاتا ہے اُسے ضرور کوئی نقصان اُٹھانا پڑتا ہے (۵۱۸)۔* مگر یہ خیال توہمات سے کم نہیں ہے۔دراصل پیر عبدالرحمن ھاشمی المطلبی تھے۔جو عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ھاشمی کے فرزند تھے۔گویا حضرت نبی اکرم ﷺ کے سب سے بڑے چچا حارثؓ کی اولاد سے ہیں۔حجاج کے ظلم وستم سے تنگ آکر بعض خاندان بنی ھاشم جھنگ (جو

Marfat.com

ان دنوں وادی سندھ میں شمار ہوتا تھا) کو ہجرت کر آئے تھے انہی میں عبدالرحمن بن عباس ھاشمی راجہ سل کے قلعہ زرور کے علاقہ میں آکر آباد ہوئے۔ راجہ سے اس کے مظالم کے خلاف جنگ کر کے اسے شکست دی اور پھر یہ آبادی انہی کے نام سے (پیر) عبدالرحمن سے موسوم ہوگئی۔ ان کے مزار پر خود حضرت سلطان باھوؒ نے آکر زیارت اور چلہ کشی بھی کی (۵۱۸ الف)۔ اسی طرح حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ' نے جو حضرت غوث بہاء الحق زکریا ملتانیؒ کے مزار شریف پر دعوت پڑھی اور سوار ھوئے تو حضرت غوث الملکؒ مزار سے باہر تشریف لائے اور آپ سے ملاقات کی اور پورے خیال و توجہ سے ملے پھر پوچھا کہ جو بھی حکم ہو بتائیں تاکہ پورا کر دیا جائے۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ' نے جوش کی حالت میں فرمایا کہ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ مگر غوث الملک بھی اصرار کرتے رہے۔ تو بالآخر آپ نے فرمایا کہ اپنے علاقہ سے کوئی پاک طنیت بازو مجھے دلوا دیجئے۔ چنانچہ غوث الملک کے باطنی تصرف سے ایک ھندو ساھوکار (تاجر) کی دُختر نے اسلام قبول کر لیا اور آپ کے دامن کو پکڑا۔ آپ کی چوتھی زوجہ یہی خاتون ہوئیں جن سے نکاح ھوا (۵۱۹)۔

شاہ حبیب قادریؒ اور حضرت سلطان باھوؒ:

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ' جب مرشد کی تلاش میں دریائے راوی کے کنارے پر پہنچے تو وہاں پر ایک بغداد نامی گاؤں میں شاہ حبیب اللہ قادری کی خدمت میں پہنچے جو ایک صاحب کرامت شیخِ وقت تھے۔ شاہ حبیب قادریؒ کا یہ طریق ھوا کرتا تھا کہ پانی کی ایک دیگ آگ پر چڑھائی ھوتی اور جو سالک بھی طلب فیض کے لئے آتا وہ اُس گرم پانی میں ہاتھ ڈالتا اور شاہ صاحبؒ نے حضرت سلطان العافین قدس اللہ سرہ سے بھی ایسا کرنے کو فرمایا۔ مگر حضرت باھوؒ نے جواب میں فرمایا کہ وہ لوگ جو آپ کی گرم دیگ میں ہاتھ ڈالا کرتے ھیں مجھے اُن کے احوال و مقامات کا خوب علم ھے، جبکہ میرا مقصود تو ان سے بہت آگے کا ھے۔ اس کے بعد شاہ صاحبؒ نے آپ کو حکم دیا مسجد میں جہاں بھی ضروری ھے وہاں پر پانی ڈال دیا جائے۔ اُس وقت

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ نے پانی کے ایک مشکیزہ سے مسجد کے تمام حمام اور برتن پُر کر دیئے۔ شاہ صاحب نے یہ کرامت دیکھی تو مختلف شکلوں کے ساتھ پرواز کرنا شروع کر دی۔ تو حضرت سلطان باھوؒ بھی اُس مقام پر پہنچ گئے، پرواز فرمائی اور مختلف شکلوں میں نمودار ھوئے۔ اس کے بعد شاہ صاحبؒ نے آزمائش کے لئے ترک دنیا کا حکم دے دیا۔ آپ گھر تشریف لائے وہاں جو کچھ بھی متاع موجود تھا باھر پھینک دیا۔ شاہ حبیب اللہ قادری نے پھر آپ کو امور خانہ سے فارغ ھو جانے کے لئے اشارہ کیا۔ آپ اپنی چاروں ازواج مطہرات کو طلاق دینے کی نیت سے گھر میں داخل ھوئے۔ حضرت بی بی راستیؒ آپ کی والدہ ماجدہ معاملہ کو بھانپ گئیں اور فرمایا کہ آپ کی ازواج نے آپ کے حق میں بیٹھ جانے کا ارادہ کر لیا ھے اور آپ کو اپنے تمام حقوق بخش دیئے ھیں۔ آپ نے اپنی ازواج مکرمہ ہا سے جب شرعی جواز کے مطابق لطف و مہربانی بھرا جواب حاصل کر لیا تو فقر الی اللہ کے لئے پھر شاہ صاحبؒ کے پاس پہنچ گئے۔ تو شاہ حبیب اللہ قادری نے فرمایا اے فقیر جو کچھ تو چاہتا ہے میرے پاس نہیں۔ البتہ میرے مرشد کے پاس دھلی چلے جائیں جن کا نام پیر سیّد عبدالرحمٰن گیلانی ہے (۵۲۰)۔

حضرت باھوؒ دھلی میں:

حضرت سلطان العارفین جب دھلی پہنچے تو وہاں سید السادات حضرت پیر عبدالرحمٰن دھلوی قدس اللہ سرہ' کو منتظر پایا۔ انہوں نے حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ کو فوراً ہی فیض ازلی عطا فرما دیا۔ جیسا کہ پہلے بیان ھو چکا ھے یہ واقعہ ۱۰۶۸ھ کو وقوع پذیر ھوا۔ مناقب سلطانی کے مطابق وہ جمعہ کا دن تھا۔ جیسے ہی وہاں سے رخصت ھوئے تو دھلی کے بازار میں لوگوں پر نظر توجہ ڈالی اور لوگ بیخود ھوتے گئے۔ اس حالت کے پیش نظر شور و غوغا ھونے لگا۔ پیر عبدالرحمٰن دھلویؒ کو پتہ چلا تو آپ کو واپس بلا کر دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک بڑھیا عورت بازار سے ایک توا (فرائی پین) خرید کر رہی تھی تو اُسے بار بار ٹھونک بجا کر پرکھ رہی تھی کہ آیا اسکی چادر و غیرہ ٹھیک ہے یا نہیں۔ میں نے چونکہ آپ سے ایک عظیم نعمت حاصل کر لی تھی تو کیا اُس کی

Marfat.com

عملاً آزمائش نہ کرتا؟اس تمام فیض ربانی کے جوش کے ساتھ پیر صاحب قدس سرہ سے رخصت ہو ئے ،خدا حافظ کہ کرنماز جمعہ کی ادئیگی کے لئے جامع مسجد دہلی میں داخل ہوئے۔مسجد نمازیوں سے پُر ہو چکی تھی ،آخری صف میں ٹھہر گئے ۔اورنگزیب بادشاہ بھی اپنے درباریوں کے ہمراہ نماز میں شامل ہوئے۔حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ نے تمام نمازیوں پرتوجہ فرمائی تو مسجد میں ہر ایک پر جذبات اِلٰہیہ طاری ہو گئے۔البتہ اس جذبات و وجدان کے اثرات نہ قاضی پر ہوئے نہ پولیس کے اعلیٰ افسر اور نہ بادشاہ اورنگزیب پر ہوئے۔ وہ تینوں شخصیات دست بستہ آپ کی خدمت میں آکر کھڑے ہو گئے اور اپنی محرومی کے بارے میں پوچھا۔حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ میں نے تو سب پرتوجہ کی تھی مگرتم تینوں کے قلوب اقتدار اور علم کے تکبر کی آلودگی کے باعث اثر قبول نہ کر سکے تینوں شخصیات نے اپنی فیضیابی کے لیے درخواست کی تو آپ نے فرمایا:''کہ پہلی شرط تو یہ ہے کہ اس کے بعد تم یا تمہاری اولاد میں سے کوئی بھی میرے پاس یا میری اولاد کے پاس نہ آئے تا کہ میری اولاد میں متاع دنیوی کے سبب فساد پیدا نہ ہو جائے اور وہ گمراہ نہ ہو جائیں۔''اورنگزیب عالمگیر نے وعدہ کیا تو آپ نے پھر توجہ فرمائی اور خصوصی امداد مرحمت فرمائی۔اورنگزیب عالمگیر کی درخواست پر آپ نے ایک رِسالہ بطور تلقین وہدایت کے بنام اورنگ شاہی وہاں پر کھڑے کھڑے تالیف فرمادیا جسے شاہی محررین نے تحریر کرلیا۔سلطان حامد قادری سروری نے مناقب سلطانی کی تلخیص تواریخ حضرت سلطان باہوؒ میں اسی بارے میں فرمایا ہے کہ:

''اگر چہ منجانب پادشاہ عالمگیر بخدمت اوشان از حدادب وتواضع بودامابیچ انس بادشاہ اورنگزیب ممدوح نہ گرفتند وشاہ موصوف التماس زیارت وملاقات بہ خدمت اوشان می ساخت کہ یکبارشاہ اورنگزیب رازیارت وملاقات حضرت سلطان باہوقدس سرہ حاصل گشت وہیچ نذر ونیاز و الفت دنیاوی از شاہ موصوف قطعاً قبول نہ فرمودند وبموجب استدعا شاہ ممدوح یک نسخہ موسومہ اورنگ شاہی دِر باب ارشاد مقامات تصوف وسلوک تالیف فرمودہ تبرکانہ شاہ ممدوح را عطا

Marfat.com

فرمودند" (۵۲۲)۔

مذکورہ بالا اقتباس بالکل درست نظر آتا ہے مگر یہ جملہ کہ حضرت ممدوح کو بادشاہ اورنگزیب سے کوئی انس نہ تھا بالکل درست نہیں اسلئے کہ اپنی اکثر تصانیف میں حضرت سلطان العارفین قدوس اللہ سرہٗ نے اورنگزیب بادشاہ کا نام بڑے ادب اور پاسداری کے ساتھ مرقوم فرمایا ہے۔ نیز اورنگزیب سے حضرت ممدوح کی ملاقات بھی تین بار ثابت ہوئی۔ ڈاکٹر راما کرشنا نے لکھا ہے کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ بحیثیت ایک قادری ہونے کے داراشکوہ سے زیادہ رغبت اور اُلفت رکھتے تھے اور اسی وجہ سے اورنگزیب سے اجتناب فرماتے تھے اور اُس سے خائف بھی تھے (۵۲۳)۔ یہ نقطہ نظر قطعاً غلط ہے اس لئے کہ داراشکوہ سے تو حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کی ملاقات کا کوئی ثبوت حاصل نہیں ہوتا اور اسی موضوع پر معاصرین حضرت سلطان باہوؒ کے باب میں ضروری وضاحت کردی گئی ہے۔

جس طرح کہ پہلے بیان ہوا ہے اورنگزیب کے عالم شاہزادگی میں قلعہ گڑھ مہاراجہ میں حضرت سلطان باہوؒ کی ملاقات دوبارہ ہو چکی تھی۔ جب کہ یہ تیسری ملاقات جو دہلی میں ہوئی اس موقعہ اورنگزیب بادشاہ ہند ہو چکے تھے۔ ظاہر ہے کہ قلعہ گڑھ مہاراجہ میں دو ملاقاتیں ہو جانے کے باعث اورنگزیب نے دہلی کی جامع مسجد میں یقیناً حضرت سلطان باہو کو پہچان لیا تھا اسی لئے ہی تو حصول فیوضات کے لئے کافی دیر تک ملاقات جاری رہی۔ البتہ اورنگزیب سے آپ کی یہ ملاقات آخری قرار دی جاسکتی ہے۔ جب دہلی سے روانہ ہوئے تو حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ ایک شاہراہ پر ایک جانب قدرے استراحت فرمانے لگے تو اسی اثناء میں ہندو سنیاسیوں کا ایک گروہ وہاں سے گزرا اور اُنہوں نے آپ کو نیند سے بیدار کر کے راستہ پوچھا تو آپ نے فرمایا سیدھا راستہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی ہے۔ سنیاسیوں کے اس گروہ نے کلمہ طیبہ سنتے ہی اسلام قبول کر لیا، بلکہ ابدال کے مقامات کے حامل کر دیئے گئے (۵۲۴)۔

Marfat.com

ایک سفید پوش شخص اور حضرت باہوؒ:

مناقب سلطانی کے مطابق جن دنوں میں حضرت سلطان باہوؒ شورکوٹ کے قرب و جوار میں خود کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے، ایک شخص سادات کے خاندان سے کسی کامل بزرگ کی تلاش میں سرگردان تھے تاکہ وہ اپنا فقر و مسکینی کا حال بیان کریں۔ اس سید کی زندگی بڑے فقر و فاقہ کی حالت میں گزر رہی تھی اور سفید پوشی قائم رکھنا نہایت دشوار ہو گیا تھا۔ لوگوں نے اُنہیں نشاندہی کی کہ شورکوٹ میں دریائے چناب کے کنارے پر ایک درویش کامل حضرت سلطان باہوؒ قیام پذیر ہیں جو اپنی باطنی قوت سے مشکل کشائی کر سکیں گے۔ سید صاحب مذکورہ جب پوچھتے پوچھتے شورکوٹ پہنچے، تو دیکھا کہ آپ تو خود ہل چلا رہے ہیں، تو یہ منظر دیکھ کر سوچا کہ جو شخص خود اتنی مشقت اور افلاس میں زندگی گزار رہا ہے اس کی کیا معاونت کر سکے گا۔ یہ سوچتے ہی واپس ہونا چاہا تو اسی وقت حضرت سلطان باہوؒ نے آواز دی اور فرمایا، اے فلاں سید صاحب، اپنے وطن سے دور دراز سفر کر کے آپ آئے ہیں تو کیا بغیر بات کئے واپس جانا چاہتے ہیں؟ سید صاحب یہ بات سن کر مطمئن ہو گئے اور اپنا حال دل بیان کیا پھر سید صاحب سے فرمایا ذرا میرا ہل پکڑ لیجئے میں ابھی واپس آتا ہوں؛ خود ذرا دور چلے گئے اور رفع حاجت کر کے مٹی کے ایک ڈھیلے سے بول و براز کو خشک کیا اور اس ڈھیلے کو کھیت میں پھینک دیا۔ وہ ڈھیلا کھیت میں جس جگہ سے بھی ٹکراتا گیا وہاں کی مٹی سونا ہوتی گئی؛ پھر فرمایا، اے سید صاحب اب متاع دنیا کو اُٹھا لیجئے۔ سید صاحب خوشی سے وہ سونے کی اینٹیں اٹھا لیں اور بیساختہ زبان ہندی سرائیکی میں گنگنانا شروع کر دیا:

نظر جہاندی کیمیا ہووے سونا کردے وٹ

ذاتیں ذاتیاں ربدیاں کیا سیّد کیا جٹ (۵۲۵)

یعنی جن کی نگاہ کیمیا ہے، خاک کو ایک نظر سے خالص سونا کر دیتے ہیں۔ اور یہ فیضان عطائے الٰہی سے ہی ہے، اس میں کسی سید یا جاٹ میں کوئی امتیاز نہیں (۵۲۶)۔

Marfat.com

حضرت باہوؒ چولستان میں:

ایک روز حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ' بھکر کے نواح میں اپنے خلیفہ سلطان حمید (۵۲۷) کے ساتھ سیر فرما رہے تھے۔ چلتے چلتے آپ قصبہ سے باہر مشرق کی جانب میدان چول میں ایک ویران ٹیلے پر پہنچ گئے۔ جیسے اس ٹیلہ پر بیٹھنے لگے تو فوراً ہی کھڑے ہو گئے اور فرمایا، حمید، اس ٹیلے سے جلد نیچے اُتریں، یہ تو کسی ظالم شخص کی جگہ رہ چکی ہے۔ معلوم ہوا کہ اسی ٹیلہ کی جگہ پر ایک ہندو کا مکان تھا جو نہایت ظالم شخص تھا (۵۲۸)۔

دیگر۔۔ سلطان حامد قادری ایک اور روایت لکھتے ہیں کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ ایک اور مقام پر ریت کے میدان میں آرام فرما رہے تھے جب کہ آپ کا سر مبارک خلیفہ سلطان حمید کے زانو پر تھا۔ سلطان حمید سوچ رہے تھے کہ کاش اس کے پاس اتنی دولت و ثروت ہوتی کہ اپنے مرشد اور ہادی کے لئے اطلس و مخمل کا بستر بنوا لیتا۔ ان خیالات کے ساتھ ہی مذکورہ خلیفہ پر غنودگی کی حالت طاری ہو گئی اور خواب کی حالت میں دیکھا کہ ایک باغ ہے، جس میں دیبا کا فرش بچھا ہوا ہے، اس پر ایک خوبصورت عورت ریشمی لباس زیب تن کئے ہوئے سونے کے زیورات سے آراستہ موجود ہے اور وہ سلطان حمید کو اپنی رغبت کا اشارہ کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میرے ساتھ نکاح شادی کر لو سلطان حمید فوراً انکار کرتے ہیں کہ یہ ادب و احترام کا مقام ہے کیونکہ وہ اپنے مرشد کی خدمت میں ہیں اسی اثناء میں ان کی آنکھ کھل جاتی ہے اور دیکھا کہ حضرت سلطان العارفین فرما رہے ہیں کہ یہی تو دنیا ہے جس کی تمہیں آرزو ہے، تو نے کیوں قبول نہ کی۔ اگر قبول کر لیتے تو تیرے گھر سے مال و دولت کبھی ختم نہ ہوتا۔ سلطان حمید نے عرض کیا، اے مرشد کامل میں خداوند متعال سے اس کا نور ذات چاہتا ہوں۔ پھر فرمایا، تیرے خاندان سے فقر محمدی کی تاثیر نہ جائے گی (۵۲۹)۔

دیگر۔۔ ایک اور روایت بیان ہوئی ہے کہ ایک روز مذکورہ چولستان میں سیر کر رہے تھے کہ دور سے اُن کی نگاہ ایک ایسے شخص پر پڑی جو جنگل میں لکڑی کا گٹھا باندھ رہا تھا۔ آپ کی ایک

Marfat.com

نگاہ سے وہ رتبہ کمال پر پہنچ گیا اور وہیں پر بیہوش ہو گیا۔ دوسرے دن جب وہاں سے گزرے اور اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا تو کچھ لمحات کے بعد وہ ہوش میں آ گیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ کیا حالت ہے؟ اس نے عرض کی کہ اے حضرت شاید کل آپ ہی یہاں سے گزر رہے تھے کہ میں نے آپ کو دیکھا اور پھر اس کے بعد میں اپنے سے بے خبر ہو گیا۔ حضرت قدس اللہ سرہ نے اسے پھر سے لامکان کو پہنچا دیا (۵۳۰)۔

فصل چہاردہم

شجرہ طریقت حضرت باہو قدس اللہ سرہ:

گذشتہ روایات کے مطابق حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ کا شجرہ طریقت دو واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک جا پہنچتا ہے۔ اس طرح آپ کی طریقت کا ایک سلسلہ پیر طریقت حضرت شیخ معروف کرخی (۵۳۱) کے واسطہ سے ہے جن کا روحانی رابطہ بیک وقت حضرت امام علی بن موسی رضا (۵۳۲) و حضرت داؤد طائی کو پہنچتا ہے (۵۳۳)۔

سلسلہ اول:

شیخ سلطان باھوؒ عن شیخ سید السادات سید عبدالرحمٰن دھلوی ۱عن شیخ سید عبدالجلیل ۲ عن سید عبدالبقا۳ عن سید الستار۴ عن سید الفتاح ۵ عن شیخ نجم الدین ۶ برھان پوری عن شیخ محمد صادق یحیٰی ۷ عن سید عبدالجبار ۸ عن سید عبدالرزاق ۹ عن سید غوث صمدانی محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ۱۰ عن شیخ المشائخ خواجہ ابوسعید ۱۱ مبارک الخضرمی مخزومی عن شیخ ابوالحسن ۱۲ قریشی الھنکاری عن شیخ ابوالفرح ۱۳ یوسف طرطوسی عن شیخ خواجہ عبدالواحد ۱۴ تمیمی بن خواجہ عبدالعزیز تمیمی عن خواجہ شیخ ابابکر ۱۵ شبلی عن خواجہ شیخ جنید بغدادی ۱۶ عن شیخ عبداللہ سری سقطی ۱۷ عن شیخ معروف کرخی ۱۸ عن شیخ ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا ۱۹ عن ابی موسیٰ کاظم ۲۰ عن ابی جعفر صادق ۲۱ عن ابی محمد الباقر ۲۲ عن ابی زین العابدین ۲۳ عن ابی عبداللہ الحسین ۲۴ عن ابی اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی المرتضیٰ ۲۵ ابن ابی طالبؓ (۵۳۴) دوسرا سلسلہ طریقت شیخ معروف کرخیؒ کے بعد اس طرح شروع ہوتا ہے۔ خواجہ شیخ داؤد طائی سے خواجہ شیخ حبیب عجمیؒ جس نے اسد اللہ الغالب امیر المومنین

Marfat.com

علی المرتضٰی بن ابی طالبؓ (۵۳۵) سے بیعت کی۔ گویا اوّل سلسلہ طریقت کے مطابق پچیس واسطوں اور مطابق سلسلہ طریقت دوم بائیس واسطوں کے بعد امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ تک سلسلہ پہنچتا ہے۔ غلام سرور لاہوری نے کتاب حدیقۃ الاولیاء میں بھی انہیں شجروں کو بیان کیا ہے (۵۳۶)۔ البتہ مناقب سلطانی میں یہ سہوا آ گیا ہے (۵۳۷)۔ جس کا بندہ کو تصحیح کرنی پڑی ہے کہ حضرت سلطان باہوؒ کے بعد سترہویں شیخ محمد صادق یمنی نہیں بلکہ محمد صادق یحیٰی ہوئے تھے۔ اسی طرح چودہویں پیر طریقت عبدالواحد ابن نغمی نہیں بلکہ عبدالواحد تمیمی تھے۔ شیخ محمد صادق یحیٰی کا مکمل نام شیخ محمد یار کے منظوم شجرہ میں بیان ہوا ہے (۵۳۸)۔ نیز عبدالواحد تمیمی جن کی کنیت ابوالفضل تھی اور اُن کے والد عبدالعزیز بن حرث بن اسد تھا انہوں نے شیخ ابوبکر شبلی سے خلافت پائی تھی اور مرید باصفا تھے (۵۳۹)۔ شیخ محمد یار ابن شیخ حافظ محمد یٰسین نے اس شجرہ طریقت کو نظم کیا ہے جو یوں ہے:

پس از حمد خداوند نعت احمد — نثار آل و اصحاب محمد ﷺ
بہ نظم آرم عجب این شجرہ پاک — کہ بخش درزمین شاخش برافلاک
زختم انبیاء آن شاہ لولاک — لباس فقر پوشیدہ علی پاک
حسن بصری زدست شاہ پوشید — لباس فقر تاشد چون مہ عید
حبیب عجمی آن مقبول درگاہ — حسن کردش زراہ فقر آگاہ
ازان پس میشود داوٗد طائی — ازان معروف کرخی پیرمائی
ازان پس سری سقطی بارشاد — مریداو بود جنید بغداد
ازان پس شیخ شبلی پیر دین است — فنای ذات حق او بالیقین است
ازان پس عبدواحد دان تو ایدل — ازان پس یوسف طرطوس کامل
علی ہنکاری یوسف را مرید است — ازان پس پیر کامل بوسعید است
ازان پس پیر پیران شیخ مطلق — محی الدین بدان مقبول برحق

Marfat.com

بہ عبد القادر است آن پیر مشہور ثنای پاک و در لوح مسطور
خدا کردہ شہ عالی لوا یش سرہر اولیاء در زیر پایش
ازان پس عبد رزاق است ایدل ازان پس عبد جبار است کامل
ازان۔ پس صادق یحییٰ محمد ازان پس نجم دین شیخ امجد
ازان پس سید عبد فتاح است بیدار ازان پس پیر کامل عبد ستار
ازان پس سید عبد البقا دان بود او رہبر ہر جن و انسان
ازان پس سید عبد الجلیل است ازان پس عبد رحمٰن بس نبیل است
ازان پس واقف سر الہی مکمل کامل و عارف کماہی
سوی ذات خدا کرد از ہمہ او سراج الواصلین سلطان باہوؒ
ازان نور محمد پیر بے شک کہ نقش غیر کرد از لوح دل پاک
غلام شاہ محمد اہل دل بود دل او پاک از ہر غش و غل بود
ازان پیر کامل الایمان والدین چراغ العاشقین سلطان یٰسین
بحمد اللہ کنون نظم تمام است محمد یار نام این غلام است (۵۴۰)

سلطان محمد نواز (۵۴۱) ابن سلطان نور محمدؒ نے شجرہ طریقت اس طرح نظم کیا ہے جو اُن کے والد بزرگوار تک جا پہنچتا ہے۔

الٰہی خالقا فریاد مارس طفیل احمد فریاد مارس
طفیل حیدر حسن بصری حبیب عجمی فریاد مارس
طفیل داؤد کرخی و سقطی جنید شبلی فریاد مارس
طفیل عبد واحد و یوسف بوالحسن بوسعید فریاد مارس
طفیل پیر محی الدین رزاق جبار و یحییٰ فریاد مارس
طفیل پیر نجم دین فتاح ستار بقا جلیل فریاد مارس

Marfat.com

طفیل پیر رحمان پیر باہو — ولی محمد حسین فریاد مارس

طفیل نور محمد ولی محمد — غلام میراں بشو فریاد مارس

طفیل غلام رسول نور محمد — گرفتم دامنت فریاد مارس

سگ در بار تو مسکین نواز است — چرا در حرم تو ماندہ بی راز است

خداوندا طفیل عاشقان خود — بکن در عشق خود مارا تو بیخود (۵۴۲)

فقیر نور محمد قادری سروری (۵۴۳) نے بھی شجرہ طریقت نظم کیا ہے اور اُس نظم کے آغاز میں اپنے مرشد سلطان نور احمد ابن سلطان صالح محمد کو لا کر اس سے اوپر سلسلہ طریقت کو لے جاتے ہیں:

مرا نور محمد نور احمد می بود کافی — دگر صالح محمد صفحہ دل را کند صافی

غلام باہو محمد ہم حسینم می بود شافی — ولی سلطان باہو پیر رحمان بس بود کافی

جلیل و ہم بقا ستار فتاح نجم دین یحیی — دگر جبار رزاقم ہمیشہ شافی و وافی

شفیعم غوث اعظم بوسعید و بوالحسن کافی — ولی ابوالفرح واحد تمیمی و شبلی مرا شافی (۵۴۴)

جنید و سقطی و معروف داؤد و حبیب عجمی — حسن ہم حیدر و احمد محمد شافی و وافی (۵۴۵)

سلطان غلام سرور ابن سلطان نور محمد اور سلطان غلام دستگیر ابن سلطان محمد نواز نے انہیں شجروں کو طبع کرا کر گویا ان کی توثیق کر دی ہے۔

فصل پانزدہم

تاریخ وفات:

مناقب سلطانی کے مطابق حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز کا وصال اس دار فانی سے اپنے خالق حقیقی کو بروز شب جمعہ، اول جمادی الثانی ۱۱۰۲ھ بوقت عصر ہوا

اول جمادی الثانی شب جمعہ بدسہ پاس — شد وصل شیخ باہو فرخندہ نام را (۵۴۶)

دیگر

Marfat.com

کاشف اسرار الحق اہل دین   گشت تاریخ وصالش بالیقین (۵۴۷)

آپ کی تاریخ وصال کاشف الاسرار الحق اہل دین میں منکشف ہوتی ہے۔

دیگر

غرہ ماہ جمادی الثانی   بدشمی جمعہ وقت نورانی

قرب حق شد نصیب باہورا   قدس اللہ سرہ ابدا

از سر ہر سہ مصرعہ حرف گزین   تاز تاریخ اوشود بہ یقین

تین مصرعوں سے اولین حروف لینے سے تاریخ حاصل ہو جاتی ہے۔

غ۔ب۔ق = ۱۰۰۰ + ۲ + ۱۰۰ = ۱۱۰۲ (۵۴۸)

سلطان محمد نواز عارف (ف: ۱۹۳۸ء) نے مجموعہ کلام میں حضرت سلطان العارفین کی وفات یوں لکھی ہے:

دواز دہم صدی چورفتہ سال یک   سلطان باہوارا شد وصال حق (۵۴۹)

یعنی ۱۱۰۲ھ اخذ ہوا۔

تدفین:

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس اللہ سرہ کے انتقال کے بعد آپ شور کوٹ کے نواح میں قلعہ قہرگان میں سپرد خاک ہوئے (۵۵۰)۔

فصل شانزدہم

عرس:

جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ کا وصال بروز جمعرات اوّل جمادی الثانی سال ۱۱۰۲ کو بوقت عصر وقوع پذیر ہوا۔ اس طرح ہر سال جمادی الثانی کی پہلی جمعرات کو آپ کا عرس مبارک منایا جاتا ہے۔ اس موقعہ پر عوام وزائرین کے لئے خوراک کی دیگیں پکا کر تقسیم کی جاتی ہیں۔ قرآن مجید کے سینکڑوں ختم آپ کے ایصال ثواب کے لئے کر

Marfat.com

لئے جاتے ہیں۔ زائرین ہزاروں کی تعداد میں ملک کے گوشہ گوشہ سے شرکت کرنے کے لئے پہنچتے ہیں۔ زائرین کی باکثرت شرکت کے باعث یہ عرس تین روز تک جاری رہتا ہے۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ کے مکاشفات یا آپ کے روحانی ارشادات کے مطابق جو بزرگوں سے سینہ بہ سینہ چلے آرہے ہیں بیان ہوا ہے کہ عاشورۂ محرم میں حضرت سلطان العارفین کے فرمان کے مطابق تمام مریدین اور فقراء اکھٹے ہو جائیں اور حضرت امامین شہیدین علیہ السلام وشہدائے کربلا رضی اللہ عنہما کے نام پر خوراک کی دیگیں نذر کریں اور ان پر ختم قرآن شریف پڑھیں اس طریقہ سے حضرت سلطان العارفین باہوؒ کی روحانی توجہات سے فقیروں اور طالبوں کو برکات وفیوضات حاصل ہوتے ہیں (۵۵۱)۔ اسی روحانی ارشاد کی رو سے عاشورہ محرم میں دس دنوں کے اندر ہزاروں زائرین کی آمدورفت جاری رہتی ہے۔ خوراک کی دیگیں بکثرت عام تقسیم ہوتی ہیں۔ قرآن مجید کے ہزاروں ختم ہوتے ہیں عاشورہ کے آخری تین ایام میں زائرین کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے۔ اس طرح سال میں دو بڑے اجتماع کئی روز جاری رہتے ہیں۔

فصل ہفدہم

شجرہ اولاد حضرت سلطان باہوؒ:

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ' کے وصال کو تین صدیاں گزر چکی ہیں۔ اس عرصہ میں آپ کا خاندان کافی پھیل چکا ہے۔ ایک عام اندازہ کے مطابق آپ کے خاندان کے افراد کی تعداد اس وقت دوصد پچاس تک پہنچ چکی ہے جن میں مرد اور خواتین شامل ہیں۔ آپ کے سب سے بڑے فرزند سلطان نور محمد ابن سلطان باہوؒ کی اولاد بستی قاضی نزد شہر لیہ میں آباد ہے جن کا شغل معاش طبابت اور زراعت ہے۔ حضرت سلطان العارفین کے فرزند دوم سلطان ولی محمد کی اولاد میں سلطان عظمت ابن سلطان محمد حسین سے سلسلہ اولاد حاجی شریف محمد اور محمد یار کی اولاد میں سے غوث بخش ورب نواز کا خانوادہ رحیم یار خان کے قریب احمد پور شرقیہ میں زندگی بسر کر رہے

Marfat.com

ہیں۔ یہ حضرات سلطان عظمت کی معروف خانقاہ کے متولی اور سجادہ نشین ہیں ان کی روزمرہ کی ضروریات درگاہ سے حاصل شدہ عطیات اور قدرے زراعت سے پوری ہوتی ہے۔ انہیں فرزند دوم سلطان ولی محمد ابن حضرت سلطان باہو کی اولاد جو سلطان نور محمد ابن سلطان محمد حسین سے آگے بڑھی ہے حضرت سلطان باہوؒ کے مقام پر نزد پرانا دربار حضرت سلطان باہوؒ چاہ سمندری آباد ہیں۔ ان میں بیشتر طریقت کا شغل اختیار کئے ہوئے ہیں اور زراعت پیشہ بھی ہیں ان میں بعض نے حکومت میں ملازمت اختیار کر رکھی ہے۔ سلطان ولی محمد ابن حضرت سلطان باہوؒ کے فرزند سلطان محمد حسین کے فرزند سوم سلطان حافظ محمد کا تمام خانوادہ حضرت سلطان باہوؒ کے مقام پر نئے دربار شریف کے نزدیک ہی آباد ہے۔ سجادہ نشینی کا سلسلہ انہیں میں تسلسل کے ساتھ آ رہا ہے۔ ان کی بڑی وسیع زرعی اراضی ہے اور ان میں بعض حکومت کے عہدوں پر کام کر رہے ہیں۔

سلطان عظمت کے دوسرے فرزند محمد یار کی اولاد میں بعض حضرت سلطان باہوؒ کے مقام پر آباد ہیں۔ سلطان لطیف محمد ابن حضرت سلطان باہوؒ کی اولاد تھوڑی تعداد میں سبزل کوٹ نزد بہاولپور آباد رہے۔ اس خانوادہ نے گمنامی اور تنگدستی میں وقت گزارا اور بالآخر ان کا سلسلہ مفقود ہو گیا۔ گویا حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ کے تین فرزندان سے اولاد چلی ہے اور اس وقت آپ کے دو فرزندان سلطان نور محمد اور سلطان ولی محمد فرزند دوم سے اولاد کا سلسلہ چل رہا ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ کی اولاد کے مختصر سے تعارف کے بعد اب ان کا شجرہ نسب اس باب کے آخر میں نقل کیا جاتا ہے۔ حضرت سلطان باہوؒ کے خاندان اور اولاد کے بیان کے ساتھ ایک جائزہ سجادہ نشینی کے امور پر بھی کر لینا بڑا مناسب ہے۔ اصول فقہ اسلامی کی رو سے سجادہ نشین ایک خانقاہ کا سربراہ ہوتا ہے۔ وہ مذہبی عقاید اور سلوک کا مبلغ ہونے کے علاوہ خانقاہ کے نظم و نسق اور اس کے عطیات کا بھی ناظم ہوتا ہے (۵۵۲)۔

خانقاہ کا بانی بالعموم پہلا سجادہ نشین ہوتا ہے (۵۵۳)۔ پھر ان کی وفات کے بعد یہ

Marfat.com

روحانی سلسلہ ایک سجادہ نشین سے دوسرے سجادہ نشین کو جاری رہتا ہے (۵۵۴)۔ عام طور پر پہلے سجادہ نشین کی وفات کے بعد مریدین، فقیروں، خادموں اور سجادہ نشین کی اولاد میں سے ایسے فرزند کو جو سب سے زیادہ بزرگ شخصیت ہو، سے سجادہ نشین مقرر کیا جاتا ہے یا مرحوم سجادہ نشین کی وصیت کے مطابق اہلیت اور قابلیت رکھنے والے کو سجادہ نشین مقرر کر لیا جاتا ہے جو اس روحانی سلسلہ کو آگے چلاتا ہے (۵۵۵)۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ کے وصال کے بعد سجادہ نشینی کا تعین مذکورہ دستور کے مطابق نہیں ہوا۔ مثلاً سلطان نور محمد (۵۵۶) جو حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ کے سب سے بڑے فرزند تھے سجادہ نشین نہیں ہو سکے۔ اور اُن کے چھوٹے بھائی سلطان ولی محمد سجادہ نشین ہوئے (۵۵۷)۔ ان کے بعد (۵۵۸) اگرچہ اُن کے بڑے فرزند سلطان محمد حسین (۵۵۹) تو سجادہ نشین ہوئے مگر ان کے دونوں بڑے فرزندوں میں سے یعنی سلطان عظمت (۵۶۰) اور سلطان نور محمد (۵۶۱) میں سے کوئی بھی سجادہ نشین نہ ہو سکا بلکہ ان کے تیسرے فرزند سلطان حافظ محمد (۵۶۲) سجادہ نشین قرار پائے تھے (۵۶۳) پھر ان کے بڑے بیٹے سلطان غلام باہو (۵۶۴) اور اسی طرح ان کے بڑے فرزند سلطان صالح محمد (۵۶۵) سجادہ نشین بنے سلطان صالح محمد کے بعد سلطان نور محمد (۵۶۶) اور سلطان نور احمد (۵۶۷) یکے بعد از دیگرے سجادہ نشین بنے (۵۶۸) مگر سلطان نور احمد کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے حافظ نور سلطان (۵۶۹) سجادہ نشینی سے محروم رہے اور ان کے چھوٹے بھائی محمد امیر سلطان (۵۷۰) سجادہ نشین ہوئے (۵۷۱) اسی طرح محمد امیر سلطان کے بڑے فرزند سلطان نور الحسن (۵۷۲) سجادہ نشینی سے محروم رہے اور ان کے چھوٹے بھائی حبیب سلطان (۵۷۳) سجادہ نشین ہوئے۔ حبیب سلطان کے بعد ان کے چھوٹے بھائی سلطان غلام جیلانی (۵۷۴) اپنے منجھلے بھائی حضرت حافظ فیض سلطان کی رضامندی اور باقی تمام خاندان کے ایماء پر سجادہ نشینی پر بیٹھے۔

اصول فقہ اسلام کے رو سے خانقاہ یا درگاہ کی تمام آمدنی اور اخراجات کا انحصار سجادہ نشین کی مرضی پر نہیں ہوتا (۵۷۵) اسی طرح بعض درگاہوں کے خاندان کے افراد، سجادہ نشین

Marfat.com

کے علاوہ باہمی طور پر درگاہ کی ضروریات سے زائد آمدنی کو استحقاق کے مطابق برابر تقسیم کرتے ہیں۔ اسی اصول کے تحت بغداد عراق میں پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی (۴۷۱ھ۔۵۶۱ھ) کی درگاہ کا نظام ہے۔ وہاں پر ہر قسم کی آمدنی وقف وعطیات وغیرہ سے متعلق اہل خاندان کے قائم کردہ کمیشن کے تصرف میں ہوا کرتا ہے نہ کہ محض ایک سجادہ نشین کے رضاوایماء پر منحصر ہو۔ وہاں بغداد شریف میں سجادہ نشین پر فقط سلسلہ روحانی میں بیعت کرنے اور ارشاد وتلقین کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ فرد واحد کی حیثیت میں سجادہ نشین مالی امور سے مکمل طور پر لاتعلق ہوتا ہے مگر اصول کے اس طریق پر بھی حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ کے سلسلہ سجادہ نشینی میں کوئی عمل نہیں ہوا، اور اب تک سجادہ نشین درگاہ کی تمام آمدنی کا واحد مالک اور صارف ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ کی اولاد اور سجادہ نشینی کے حالات، جن کا مکمل شجرہ نسبی باب کے آخر میں پیش کر دیا ہے، ان پر غور کریں تو معلوم ہوا ہے کہ جب سلطان محمد حسین ابن سلطان ولی محمد ابن حضرت سلطان باہوؒ سجادہ نشین تھے تو سجادہ نشینی کے نظام میں کوئی پیچیدگی نہ تھی لیکن اس کے بعد جب اُن کے دونوں بڑے فرزند سلطان عظمت اور سلطان نور محمد سجادہ نشینی سے محروم ہو گئے اور تیسرے فرزند سلطان حافظ محمد سجادہ نشین ہوئے تو یہاں آ کر اصول کی بنا پر اختلاف نظر آتا ہے۔ سلطان محمد حسین کے بڑے فرزند سلطان عظمت جن کا عظیم الشان گنبد ومزار احمد پور شرقیہ میں ہے کے فرزند حاجی شریف محمد (۵۷۶) اپنے ہمعصر اور چچازاد بھائی غلام باہو ابن حافظ محمد سجادہ نشین کے ساتھ مسلسل لڑائی جھگڑے میں رہے اور بالآخر کسی کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ سلطان محمد حسین کے دوسرے فرزند سلطان نور محمد اور ان کے فرزندان چونکہ درویش منش تھے اور اختلافات وتفرقہ بازی کو پسند نہ کرتے تھے ان معاملات سے الگ رہے۔ البتہ ان دنوں ایک طریق کار چل رہا تھا کہ دربار حضرت سلطان باہوؒ پر جتنے بھی مالی اور روحانی امور سرانجام پا رہے تھے ان میں خاندان کے تمام افراد کا برابر حصہ ہوتا تھا۔ مگر جن دنوں میں سلطان غلام میراں (۵۷۷) جو سلطان نور محمد مذکور کے پوتے تھے نے اپنے کنبہ کے امور ہاتھ میں لئے تو وہ سلطان حامد ابن سلطان غلام باہو

Marfat.com

کے ہمعصر تھے۔ ان دنوں میں حضرت سلطان باہوؒ کا مزار مبارک پُرانی جگہ پر تھا اور سلطان باہوؒ کی تمام اولاد جو اس خاندان اولاد سلطان ولی محمد ابن حضرت سلطان باہوؒ سے تھی دربار عالی کے قریب ہی آباد تھے۔ سلطان غلام میراں جو حضرات چاہ سمندری کے جد تھے بھی حضرت سلطان باہوؒ کے دربار شریف کے جنوب کی طرف رہائش پذیر تھے۔ ان کا دیہات یا گاؤں جب دریا کی طغیانی میں خطرات سے دوچار ہوا تو اس وقت سلطان حامد ابن سلطان غلام باہو کی تجویز پر اُنہوں نے خانقاء کے قریب اپنی سکنی اراضی جو تین کنال قریبا نیم ایکڑ تھی ترک کر کے موجود زمین پر بودوباش اختیار کر لی جو چاہ سمندری سے موسوم ہے۔

سلطان غلام میراں کے کنبہ نے جب چاہ سمندری کو نقل مکانی کر لی تو سلطان حامد جلد ہی درگاہ حضرت سلطان باہوؒ پر قابض ہو گئے اور پورا تسلط حاصل کر لیا۔ اُنہوں نے خاندان کے تمام افرادِ اولاد سے الگ تھلگ زندگی اختیار کر لی۔ دراصل موجودہ سجادہ نشینی کی طرز کا دور اُن سے اس طرح شروع ہو گیا جو اب تک جاری ہے۔ سلطان غلام میراں جب اپنی سادگی سے آگاہ ہوئے کہ چاہ سمندری کو نقل مکانی کرنے کے عوض نہ صرف اپنی اہم سکنی اراضی سے ہاتھ دھو بیٹھے بلکہ درگاہ حضرت سلطان باہو بھی اپنے ہاتھوں سے دے بیٹھے ہیں۔ سلطان غلام سرور ولد حضرت سلطان نور محمد کے مطابق سلطان غلام میراں (۵۷۸) کے ساتھ اولاد سلطان باہو کے دیگر افراد سلطان حامد کے اقدام کے خلاف کھڑے ہو گئے اور سجادہ نشینی کے حقوق کے لئے عدالت میں دعویٰ دائر کر یا مگر سلطان حامد اُس قطعہ اراضی کو جس میں درگاہ حضرت سلطان باہوؒ واقع تھی اپنے نام پر اندارج کرا چکے تھے جس کے باعث ان کی دلیل قوی قرار دی گئی اور وہ کامیاب رہے۔

حضرت احمد بخش ولد حضرت حافظ باہو بخشؒ (۵۷۹) نے بھی اس ضمن میں وضاحت کی ہے کہ شیخ سلطان غلام باہو پسر حضرت حافظ محمد (۵۸۰) سے قبل، تمام خانقاہ کی آمدنی تین حصوں میں برابر تقسیم ہوا کرتی تھی اور اس آمدنی و مال وغیرہ کا نگران ایک خلیفہ ہوا کرتا تھا پہلا حصہ

Marfat.com

حضرات چاہ سمندری یعنی سلطان نور محمد ولد سلطان محمد حسین (۵۸۱) کے کنبہ کا ہوتا، دوسرا حصہ حضرات احمد پور شرقیہ و حضرات چاہ غلام قادر والا یعنی سلطان عظمت ولد سلطان محمد حسین (۵۸۲) کے کنبہ کا ہوتا اور تیسرا حصہ سلطان حافظ محمد ولد سلطان محمد حسین (۵۸۳) کے کنبہ کے لئے قرار دیا جاتا تھا۔ ان دنوں حضرت سلطان العارفین کی خانقاہ مبارک کے گرد کچی دیوار ہوا کرتی تھی۔ جب پہلی بندوبست اراضی (Settlement) ہوئی تو اس وقت سلطان حامد ولد شیخ حضرت غلام باہو (۵۸۴) نے خانقاہ اور اس کی کچی دیوار کے احاطہ کو اپنے نام پر منتقل کرا لیا تھا اور جیسے پہلے بیان ہوا ہے اس طرح موجودہ سجادہ نشینی کا دور شروع ہو گیا۔ خانقاہ کی آمدنی کو تین کنبوں میں برابر تقسیم کرنے کا نظام ختم کر دیا گیا اور فردِ واحد کے ہاتھوں میں مکمل اختیارات آ گئے۔

Marfat.com

ا۔ فرزندان حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ العزیز

حضرت سلطان باھوؒ

سلطان نور محمد — سلطان ولی محمد — سلطان لطیف محمد — سلطان صالح محمد — سلطان اسحاق محمد — سلطان فتح محمد — سلطان شریف محمد — سلطان حیات محمد

اولاد دارند — اولاد دارند — اولاد دارند — اولاد ندارند — اولاد ندارند — اولاد ندارند — اولاد ندارند — اولاد ندارند

*ایک دختر مائی رحمت خاتون بھی تھیں (بحوالہ مناقب سلطانی لاہور ۱۳۴۵ھ)

ب۔ سلطان نور محمد ابن حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ العزیز

حافظ غلام محمد — حافظ سلطان محمود — حافظ سلطان احمد

(i) حافظ غلام محمد ابن سلطان نور محمد ابن حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ العزیز

علی محمد شہید — غلام یٰسین — حافظ نور محمد

حاجی سلطان احمد — محمد یار — اللہ یار — غلام محمد — حافظ احمد یار — حافظ اللہ بخش

علی محمد

نور محمد

اللہ بخش

مولوی غلام محمد — غلام جنت — حیات محمد — ولی محمد — علی محمد — سلیمان

غلام یٰسین — نور محمد — محمد بخش — احمد بخش

محمد یار — غلام جیلانی — مشتاق — صالح محمد

غلام یٰسین — نور محمد — غلام محمد — سلطان محبوب — سلطان عبدالمجید — محمد اسلم — نسیم بی بی

مولوی پیر محمد — مولوی فقیر محمد — مائی نور — مائی جہان — مائی خیر خاتون — مائی صاحبزادی

محمد امیر — اللہ جوائی

قاضی پیر محمد — قاضی ولی محمد

حاجی امیر محمد — قاضی بشیر احمد* — قاضی منظور احمد — از دواج دوم*

کشور سلطان — منور سلطان — حبیب سلطان — عبدالرزاق — عبدالرؤف — منیر سلطان — رشید سلطان — ظہور سلطان

قاضی محمد بخش — صالح محمد — محمد امین — جنت — جمال خاتون

نور سلطان — سلطان محمود — نور احمد

سلطان احمد — قاضی رفیق احمد

Marfat.com

ب (ii) حافظ سلطان محمود ابن سلطان نور محمد ابن حضرت سلطان باھوؒ

حافظ موسیٰ — محمد حسین — حافظ محمد

نور محمد — غلام قادر — یار محمد — نور محمد

زینب — سلطان بی بی — شیخ برخوردار — حاجی محمد حسین — محمد بخش — صاحب بی بی — سلطان بی بی — فتح محمد

محمد بخش — غلام باھو

(حضرات دہ قاضی۔نزد شہر لیہ)

ب (iii) حافظ سلطان احمد ابن سلطان نور محمد ابن حضرت سلطان باھوؒ

احمد یار — شیخ حامد

علی محمد — احمد دین — عمر بخش

میاں خدا یار

کریم حیدر

(حضرات دہ قاضی۔نزد شہر لیہ)

ج۔ شیخ سلطان ولی محمد ابن حضرت سلطان باھوؒ

شیخ سلطان محمد حسین — یک دختر — شیخ سلطان محمد

سلطان عظمت — سلطان نور محمد — حافظ سلطان محمد — بی بی راستی — شیخ محمد شریف — شیخ محمد ظریف

ج (i) شیخ محمد یار — حاجی شریف محمد — مائی لہنہ — مائی جنتاں — مائی غلام فاطمہ — شیخ محمد حسین — شیخ محمد غوث — شیخ فاضل محمد

شیخ محمد سعید — شیخ غلام مرتضیٰ — غلام حیدر — سلطان محمود

شیخ سلطان بخش — شیخ غوث بخش — محمد عاشق — فقیر بخش — غلام قادر — غلام مصطفیٰ

قطب دین

میاں غوث بخش — میاں شمس الدین — میاں رب نواز — سلطان محمود

سلطان غلام احمد — سلطان احمد — فیض احمد* — غلام قادر — امیر احمد — عبدالصمد*

سلطان شعیب — سلطان قطب الدین — سلطان شمس دین — سلطان رب نواز (حضرات احمد پور شرقیہ) — مظہر سلطان — سکندر سلطان

طارق سلطان — مبشر سلطان — خالد سلطان — عظمت سلطان — زین سلطان — عزیز سلطان

(حضرات چاہ غلام قادر موضع حضرت سلطان باھوؒ)

Marfat.com

ج (ii) سلطان نور محمد ابن شیخ محمد حسین ابن شیخ ولی محمد ابن حضرت سلطان باھوؒ (حضرات سمندری نزد پرانا دربار حضرت سلطان باھوؒ)

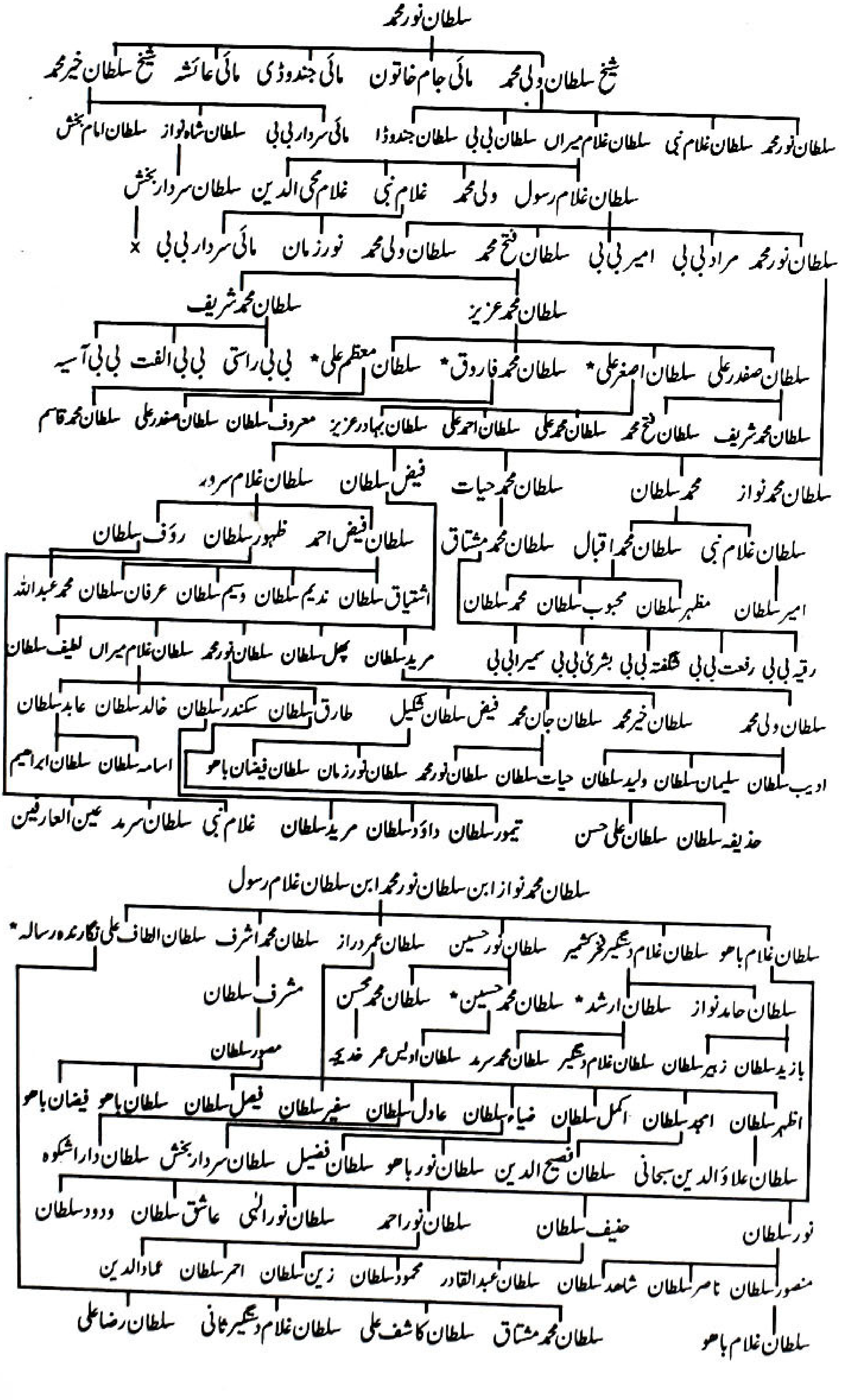

Marfat.com

ج (iii) سلطان حافظ محمد ابن شیخ محمد حسین ابن سلطان ولی محمد ابن حضرت سلطان باھوؒ (حضرات دربار حضرت سلطان باھوؒ)

سلطان حافظ محمد

سلطان عباد اللہ   سلطان خدا بخش   سلطان غلام باھو   سلطان عبد اللہ   مائی خیر خاتون   مائی دولت خاتون

صالح محمد   سلطان حامد (صاحب مناقب سلطانی)   برخوردار   خدایار   محمد زبیر   غوث محمد   غلام محمد

ملا محمد   حبیب سلطان   سلطان محمد   سلطان محمود   غلام فاطمہ   امیر بی بی   شرف دین   شرم خاتون   شمس الدین   سید بی بی   تاج محمود

محمد بخش   باھو بخش   خدا بخش   کرم خاتون   راج بی بی   تاج بی بی   قادر بخش   کرم خاتون   مہر خاتون   راج بی بی   ولایت خاتون   غلام باھو

اللہ بخش   احمد بخش   غلام سلطان   غلام باھو

بشیر احمد   سلطان احمد رفعت   سلطان عبد الرحمٰن   پیر بخش

محمد سلیم   محمد نعیم   شاہد سلطان   وحید سلطان   فضل احمد   مرید سلطان (تسنیم)

سلطان محمد اکبر   سلطان محمد حسن   محمد جاوید سلطان   محمد بازید سلطان

امیر افضل (چن پیر)   شوکت   گلزار سلطان

قمر سلطان   سلطان احمد حسن   سلطان ریاض الحسن   سلطان امتیاز الحسن   سلطان فیاض الحسن   سلطان نیاز الحسن   سلطان اعجاز الحسن

حافظ صالح محمد ابن سلطان غلام باھو ابن سلطان حافظ محمد

نور محمد   نور احمد

مرید سلطان   امیر سلطان   مائی سلطان بی بی   حافظ نور سلطان   محمد امیر سلطان   سردار بی بی   دولت بی بی   سلطان علی

سلطان دوست محمد   سلطان نور الحسن   حبیب سلطان   حافظ فیض سلطان   سلطان غلام جیلانی   خدیجہ   مرید فاطمہ   غلام فاطمہ

سلطان خضر حیات   منظور سلطان   نجیب سلطان   مجیب سلطان   منیب سلطان*   فخر سلطان

طاہر سلطان   غالب سلطان   ساجد سلطان   سلطان حاجی عبد المجید   سلطان عبد الحمید   نذیر سلطان

مقبول سلطان   محبوب سلطان   حبیب سلطان   شہزاد سلطان   شہریار سلطان   مہ لقا بی بی   امیر سلطان   آمنہ بی بی   فاطمہ بی بی

د۔ سلطان لطیف محمد ابن حضرت سلطان باھوؒ (حضرات سبزل کوٹ۔ صادق آباد)

سلطان لطیف محمد

شیخ سلطان بازید محمد

شیخ سلطان فتح محمد

شیخ سلطان لطیف محمد   مائی بخت بھری

شیخ جندوڈا   شیخ فتح محمد   شیخ سلطان غلام محمد   شیخ نور محمد   شیخ خدا بخش

Marfat.com

باب سوم

معاصرین حضرت سلطان باھو

حضرت سلطان باھو نے جب اِس دُنیا میں آنکھ کھولی' ہندوستان میں شاہجہان بادشاہ حکمرانی کر رہے تھے (۵۸۳) جو اہلِ سُنّت والجماعت سے حنفی عقیدہ رکھنے والے تھے۔ ہمسایہ مملکت اِیران میں شاہ عباس اوّل (۵۸۴) کا دَور ختم ہو چکا تھا اور شاہ صفی صَفوی برسرِ اِقتدار تھا' جو ایک ظالم اور خونخوار انسان تھا (۵۸۵)۔ علماء اور صوفیائے معاصر میں مُلّا علی قاری متولد ہرات (ف: ۱۰۱۴ھ) کئی کتابوں کے مُصنف تھے' جن میں تفسیر قرآن شریف' مرقاۃ شرح مشکوٰۃ' نور القاری شرح صحیح بخاری' شرح صحیح مُسلم' حاشیہ تفسیر جلالین' شرح فِقہِ اکبر' شرح عین العلم وغیرہ مجموعاً ستاون کتابیں اور رسالے فِقہ' حدیث اور تصوّف وغیرہ پر اُن کی یادگار تصانیف ہیں۔ مُجدّد الف ثانی مُتولّد سرہند (۹۷۱ھ- ۱۰۳۵ھ) مکتوبات' رسالہ تہلیلہ' رسالہ اثبات النبوۃ' رسالہ المبداء والمعاد' رسالہ مکاشفات الغیبیہ' رسالہ آداب المریدین وغیرہ کے مصنف اور عبد القادر بن شیخ عبداللہ العید روس متولّد احمد آباد (۹۷۸ھ- ۱۰۳۸ھ) کثیر تصانیف کے مالک تھے جن میں الفتوحات القدسیہ فی الخرقۃ العید روسیہ' الحدائق الخضرۃ فی سیرۃ النبی واصحابہ العشرہ وغیرہ شامل ہیں۔ تفسیر' احادیث' معانی اور حکمت پر مجموعاً بائیس رسالے بھی اُن کے حاصل ہوئے ہیں۔ وہ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سِرُّہٗ کی وِلادت سے چند سال پہلے بقیدِ حیات تھے۔ اُن کی تالیفات نہایت عالی مقاصد و معانی سے پُر ہیں۔ ہندوستان کے علمی اور دِینی ماحول پر غیر معمولی اثرات ان سے مُرتّب ہوئے۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سِرَّہٗ نے اَوائل زندگی میں ایسی تصانیف پر نظرِ باطن سے استفادہ کیا ہوگا جیسا کہ اُن کے تصوّف پر بیش بہا رسائل سے ہم اَخذ کرتے ہیں۔

صوفیاء پر ایک نظر:

حضرت سلطان باھو کے ورودِ مسعود (۱۰۳۹ھ- ۱۱۰۲ھ/ ۱۶۲۹ء- ۱۶۹۱ء) سے پہلے پاکستان و ہند میں تصوّف کے معروف سلسلے چشتیہ' قادریہ اور نقشبندیہ کے مکاتبِ فکر و خانقاہیں کام کر

Marfat.com

رہی تھیں' ان مکاتبِ تصوف کے سربراہان بالترتیب شیخ عبدالعزیز (ف: ۹۷۵ھ/۱۵۶۸ء) (۵۸۶)' ابو المعالی قادری (۱۰۲۴ھ/۱۶۱۵ء) (۵۸۷) اور شیخ سرہندی (۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) (۵۸۸) رحمۃ اللہ علیہما مسندِ اِرشاد و تلقین پر فائز تھے- صوفیاء نہ صرف سلوکِ طریقت میں رہنمائی فرماتے تھے بلکہ اُن کا اُمراء و سلاطین سے بھی رابطہ رہتا تھا- اِس ضمن میں عبدالقدوس گنگوہی (ف: ۹۴۵ھ/۱۵۳۸ء) (۵۸۹)' شیخ بایزید انصاری (ف: ۹۸۰ھ/۱۵۷۲ء) (۵۹۰) اور شیخ احمد سرہندی (رحمۃ اللہ علیہما) کے نام لئے جا سکتے ہیں' جو تزکیۂ باطنی اور اِصلاح و بہبود کے معاملات میں حُکّامِ وقت سے گفتگو فرمایا کرتے تھے اور اُن سے خط کتابت بھی ہوتی تھی-

اکبر اعظم کے زمانہ میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان سیاسی و معاشرتی اتحاد کیلئے حکومتِ مُغلیہ کے اشارہ پر بڑی کاوشیں ہو رہی تھیں' اِسی مقصد کے لئے تصوف اور ویدانت میں یکجہتی اور ہم رَنگی ظاہر کی گئی- مُحمّد دَاراشکوہ نے ہندو فلسفہ اور تصوّف میں آمیزش کر دی- اِسی دَور میں ہی فلسفۂ وحدت الوجود کے ساتھ فلسفۂ وحدتُ الشہود کا اِجراء ہوا- صوفیائے نقشبندیہ نے وحدتُ الشہود کی ترویج میں بہت کام کیا ہے-

سلطنتِ مغلیہ کے عروج میں سلسلۂ سُہرَوَردِیہ نے زیادہ قوّت حاصل نہ کی تھی مگر مغلیہ دَور کے اس ۱۸۱ سال میں چشتیہ' قادریہ اور نقشبندیہ سلسلوں نے کافی فروغ حاصل کیا- کتابِ مَعروف ''تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند'' کی مجلسِ اِدارت نے اعتراف کیا ہے کہ سلطنتِ مُغلیہ کے عروج میں جن اکابرین صوفیہ نے تصوّف کو عظیم بلندیوں تک پہنچایا' اُن میں حضرت خواجہ باقی باللہ' حضرت مجدّد الف ثانی' حضرت ایشان' حضرت ابو لمعالی' حضرت میاں میر اور حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہما) کے اسمائے گرامی شامل ہیں (۵۹۱)-

خُلفاء پر ایک نظر:

سلوکِ تصوّف میں مُرشد کی اجازت سے خلفاء مُبلّغین کے طور پر کام کرتے ہیں' وہ اپنے سلسلۂ طریقت میں لوگوں کو بیعت بھی کرتے ہیں' اسی وجہ سے ہر سلسلہ کے ترویج و فروغ میں خلفاء کی کوشش شامل رہی ہے- یہ اَمر بڑا حیرت انگیز سامنے آیا ہے کہ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سِرُّہٗ کی زِندگی میں خلفاء کی تعداد ایک لاکھ سے مُتجاوز ہو چکی تھی (۵۹۲) البتہ ان میں اہم ترین خلفاء مُلّا معالی بلوچستان میں' نورنگ کھیتران ڈیرہ جات میں' سلطان حمید اور کالو شاہ پنجاب میں' سَید مُوسیٰ شاہ اور محمد صدیق (مخدوم مَہیسَر) سندھ میں ہوئے ہیں- تمام خلفاء

Marfat.com

پہاڑ کی بلند وبالا چوٹیوں کی طرح دُور ودراز سے مُنوّر وتاباں نظر آتے تھے۔ بَرِصغیر کے ہر گوشہ میں اور پاکستان وہند سے باہر بھی ان کے ذریعہ سے تبلیغ اور ارشاد کے فرائض کو فروغ حاصل ہوا، عوام الناس کے عقاید اور ایمان کو پختگی حاصل ہوئی، مختلف طبقوں کے عوام میں باہمی یگانگت پیدا ہو گئی۔ خُلفائے سُلطانیہ (حضرت سلطان العارفین) کے مسلسل تبلیغ، محبت اور عشق کے باعث حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرّہٗ کی خانقاہ عوام وخواص کی زیارت اور عاشقانِ الٰہی کی توجہِ باطنی کا مرکز بن گئی ہے۔

اَدیبوں پر ایک نظر:

یہاں ادیبوں سے ہماری مُراد ناول نویس، افسانہ نگار یا تاریخ نویس نہیں ہیں بلکہ ایسے عارفین اور علمائے رَبّانی ہیں جنہوں نے نثر ونظم میں کتابیں اور رسالے تصنیف کر کے دُنیا میں رَوشنی پیدا کی۔ حضرت سلطان باھوؒ سُلطان الفقر کے مقام پر فائز ایک وَلی اللہ تھے مگر انہوں نے تصوّف وعرفان پر جو شعر ونثر میں تصانیف کثیر تعداد میں پیش کی ہیں، اُن کا ایک ادبی مقام بھی جداگانہ طور پر موجود ہے۔ اِسی نقطۂ نظر سے ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت قدس اللہ سرّہٗ سے پہلے ایسا ادب کس انداز میں تھا۔

شاہجہان بادشاہ نے اپنے سے پہلے کے مغلیہ حکمرانوں کی طرح عالموں اور شاعروں کی سرپرستی کی۔ شاہ جہان کے زمانہ میں ایرانی شعراء قُدسی اور کلیم بڑی شہرت کے حامل رہے ہیں۔ کلیم مَلکُ الشُعراء تھے۔ جشنِ نُوروز کے موقعہ پر قدسی کا منہ ایک قصیدہ پڑھنے پر سات بار قیمتی جواہرات سے بھرا گیا (۵۹۳)۔ کلیم کو بھی ایک قصیدہ "تختِ طاؤس" پڑھنے پر بہت زیادہ انعام سے نوازا گیا (۵۹۴)۔ بہر حال بادشاہ کی اس طرح کی فیاضی اور فراخدلی کے باعث بڑے عالی قدر شعراء محمد محسن فانی اور صائب تبریزی جیسے جمع ہو گئے تھے۔ اَدب اور انشاء پردازی میں انشائے مُنیر، بہارِ سخن مؤلفہ محمد صالح کنبوہ، مکتوباتِ مُلّا جونپوری، بڑی خوبصورت تصانیف ہیں۔ شعر وسخن کے میدان میں مرزا محمد علی شیرازی، عاقل خان رازی، محمد افضل سرخوش، عبدالقادر بیدل، غنی کاشمیری، ناصر علی سرہندی کا شمار مشہور ومعروف شاعروں میں ہوتا ہے۔ مکاتیب ورُقعاتِ عالمگیر بھی اِنشائیہ ادب میں قیمتی خزانہ کے طور پر سمجھے جاتے ہیں۔ جادو ناتھ سرکار نے لکھا ہے کہ عالمگیر کے رُقعات کی تعداد دو ہزار ہے اور اس کے پاس ان تمام رُقعات کی نقول موجود ہیں۔ اُس نے مزید لکھا ہے کہ عالمگیر اسی طرح صاحب سیف وقلم بھی تھے (۵۹۵)۔ فتاوائے عالمگیری اس دَور کی ایک عظیم

Marfat.com

یادگار ہے-مُلّا نظام بُرہانپوری فتاوائے عالمگیری کی مجلسِ اِدارت کے سربراہ تھے-اسی طرح خانوادۂ مغلیہ میں بھی اِنشاء پرداز اور شاعرات میں گُلبدن بیگم (مُصنفہ: ہمایوں نامہ) سلیمہ سلطان بیگم مخفیؔ نور جہان بیگم المعروف مخفیؔ، ممتاز محل، جہان آراء بیگم (مُصنفہ: مُونس الارواح) اور زیب النساء بیگم (مصنفہ: دیوانِ مخفی) اس وقت کی معروف اُدباء میں شمار ہوتی ہیں-

فصل اوّل

درا ویش وصوفیائے معاصر:

(الف) پہلے تو اُن اَشخاص کا ذِکر مقصود ہے جو حضرت ممدوح قدس سرّہٗ کے معاصر ہونے کے علاوہ اُن سے ملاقات بھی کر چکے ہوں، اُن کا ذِکر ذیل میں کیا جاتا ہے-

۱-اورنگ زیب عالمگیر: زاہدِ معروف، مُتقی اور مُتشرع تیموری تاجدارِ ہندو پاکستان اورنگزیب عالمگیر عملاً ۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء کو تاجدار ہوئے مگر ''تاریخِ ملتان'' کے مؤلف نور احمد فریدی کے مطابق جب تک اُن کے والد شاہجہان زندہ رہے، وہ اپنے کو والد کا کفیل شمار کرتے رہے، چنانچہ شاہجہان کی وفات کے بعد ۱۰۷۶ھ کو رسمی طور پر تاجپوشی کا اہتمام کیا-اس وقت سلطنت کی حدود آسام سے بلخ تک اور کشمیر سے راس کماری تک پہنچ چکی تھیں-اورنگزیب نے تمام زندگی جہاد بالسّیف میں گزاری-وہ خداترس، عابد، زاہد اور دانشمند بادشاہ تھے، وہ حافظِ قرآن تھے اور انہیں علمِ حدیث پر عبور حاصل تھا-اپنی ذات کے لئے شاہی خزانہ سے کوئی چیز قبول نہ کرتے تھے-زندگی بھر میں کوئی بھی نماز ضائع نہ کی (۵۹۷)-اِس تیموری بادشاہ نے جس کے ایسے اوصافِ حمیدہ تھے جیسا کہ پہلے ذِکر آ چکا ہے، حضرت سلطان باھو قدس اللہ سِرّہٗ سے تین بار ملاقات کی تھی-پہلی ملاقات ۱۰۵۹ھ کو ہوئی، جب اورنگ زیب شاہزادہ تھے اور حضرت سلطان باھو بھی اکیس سال کے جوان تھے-اس زمانہ میں حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کے کامل اِستغراق، صحرانوردی اور کشف وکرامات کے واقعات نظر آتے ہیں-دُوسری ملاقات ۱۰۶۲ھ میں ہوئی، اس موقعہ پر بھی اورنگزیب شاہزادہ تھے-''تاریخِ جھنگ'' میں بلال زُبیری کے مُطابق اُن دونوں مواقع پر اورنگزیب قندھار کی لشکر کشی میں مشغول تھے-اِسی مؤرخ نے مزید لکھا ہے کہ یہ دونوں ملاقاتیں قلعۂ گڑھ مہاراجہ میں ہوئیں، جبکہ تیسری ملاقات ۱۰۷۸ھ کو دِہلی کی جامع مسجد میں ہوئی (۵۹۸) اِسی ملاقات میں ہی بادشاہ کے لئے رِسالہ'' اورنگ شاہی'' تصنیف فرما کر حوالہ کیا-'' مناقبِ

Marfat.com

سُلطانی'' کے مطابق اِس ملاقات کے بعد حضرت قدس سرّہٗ نے اورنگ زیب کو آئندہ ملاقات کرنے سے منع فرمادیا تھا (۵۹۹)۔ اِس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اورنگ زیب نے اس موقعہ پر آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کرلی تھی۔ شاہ محمد کبیر' صاحبِ تذکرۃ الکرام نے لکھا ہے کہ اورنگ زیب کے مُرشد حضرت عِنایت اللہ نوری تھے (۶۰۰) مگر یہ بھی تو واضح ہے کہ حضرت عنایت اللہ نوری کا ۱۰۶۶ھ میں اِنتقال ہوگیا تھا (۶۰۱)۔ اِس طرح بالکل ممکن نظر آتا ہے کہ مُرشد کی وفات کے بعد جب عالمگیر' حضرت سُلطان باھو قدس اللہ سرّہٗ سے فیضیاب ہوئے تو آپ سے تجدیدِ بیعت بھی کرلی ہو۔ اِس لحاظ سے اورنگ زیب کے مرید ہوجانے کا واقعہ ۱۰۷۸ھ کو تیسری ملاقات کے دوران ہی انجام پذیر ہوتا نظر آتا ہے' خود عالمگیر کا اِنتقال ۱۱۱۸ھ کو ہوا ہے (۶۰۲)۔ گویا حضرت سلطان باھو کے وِصال کے بعد عالمگیر سولہ سال تک زندہ رہے۔ رسالہ ''اورنگ شاہی'' کے علاوہ بھی اُنہوں نے اورنگزیب کے نام اور اوصاف کو بڑی خصوصیت کے ساتھ یاد فرمایا ہے مثلاً کتاب ''عینُ الفقر'' میں لکھتے ہیں اورنگ شاہ (۶۰۳) ''قُربِ دِیدار'' میں عبید اللہ' اورنگ زیب غازی بادشاہ (۶۰۴) اور رِسالہ ''عینُ العارفین'' میں اورنگ زیب عادل' طریقہٗ نبوی خاص کا حامل' زاہد' عابد' خداترس' محرمِ اسرارِ وحدتِ کبریا (۶۰۵) تک کے اوصاف والقاب سے یاد فرمایا ہے۔ اِس سے بالکل درست معلوم ہوجاتا ہے کہ آپ اورنگ زیب پر بہت مہربان تھے اور اُس کے احوالِ باطنی سے واقف تھے۔

۲۔ نواب شیخ موسیٰ گیلانی:

آپ سَیّد حامد گنج بخش کے فرزند تھے (جو سَیّد جمال الدّین موسیٰ پاک شہید کے فرزند تھے) چودھویں پُشت میں سلسلہ نسبی سَیّدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ النُّورانی سے جاملتا ہے' بڑے مُتّقی اور پرہیزگار شخصیت تھے۔ دَاراشکوہ جب ملتان کے گورنر تھے تو آپ اُن کے نائب ہوئے۔ سَیّد حامد گنج بخش نے آپ کی دِینی اور دُنیوی قابلیت کے پیشِ نظر اپنی زندگی میں ہی آپ کو خلافت یا سجادہ نشینی عطا کردی (۶۰۶)۔ ایک روایت کے مطابق داراشکوہ جب ملتان کے حکمران ہوئے تو آپ کو گورنر مقرر کیا گیا۔ شاہجہان کی نظر بندی کے بعد جب اورنگ زیب نے حصولِ اقتدار کی طرف توجہ کی تو داراشکوہ سے برسرِ پیکار رہا۔ کتاب ''ارضِ ملتان'' میں شیخ اکرام الحق کے مطابق داراشکوہ فرار کرکے ملتان آئے اور یہاں نواب موسیٰ شاہ گیلانی (المعروف موسیٰ پاک دِین) نے آپ کو پناہ دی اور فرمایا کہ اگر حضرت یہاں قیام فرمادیں تو یہ فقیر اپنی رِیش کو خون

Marfat.com

سے سُرخ کر دے گا' مگر اورنگ زیب نے جب ملتان کی طرف تعاقب کیا تو دارا شکوہ خوفزدہ ہو کر ٹھٹھہ کی طرف فرار ہو گئے- عالمگیر نے موسیٰ پاک دین سے پوچھا کہ وہ بے شکوہ کہاں چلا گیا؟ تو آپ نے فوراً جواب دیا: وہ باشکوہ یہاں آیا مگر اطلاع کے بغیر گیا' چلا گیا- یہ جواب سُن کر عالمگیر غصہ سے بھر گئے اور آپ کو معزول کر دیا- آپ نے باقی زندگی درویشانہ طور پر بسر کی (۶۰۷)- نواب موسیٰ پاک دین رحمۃ اللہ علیہ کا ۱۰۷۴ھ میں اِنتقال ہوا' اس کے بعد حضرت سلطان باھو مرشد کی تلاش میں دِہلی تک گئے اور سَیّد عبدالرَّحمٰن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی (۶۰۸، ۶۰۹)- نور احمد فریدی نے ''تاریخ ملتان'' میں نواب شیخ موسیٰ گیلانی کی وفات کی تاریخ کو اِس طرح بیان کیا ہے: (۶۱۰)- *ان کے ضمن میں باب دوم فصل یازدھم میں موسیٰ شاہ جیلانی پر اور باب ششم کے آثار میں کتاب شمس العارفین پر دیا گیا بیان بھی ملاحظہ ہو-

چُون آن شیخِ زَمان کاو از قُدسی بود زِین دُنیا
بمُلکِ قُدس رِحلت یافت گردون کرد تقدیمش
مَن از پیر خِرد تاریخِ سالِ رِحلتش جُستم
خِرد زِ اِلہامِ قُدسی گُفت ''شیخ قدس تاریخش''
۱۰۷۴ھ

بہر حال حضرت سلطان باھو کی نواب شیخ موسیٰ گیلانی سے بیعت پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی مگر اِرادَتمندی اور تعلُّقِ خاطر کی بنا پر ملاقات تو حتمی نظر آتی ہے-

۳- سَیّد عبدالقادر ثالث:

آپ سَیّد نواب موسیٰ شاہ گیلانی کے فرزند تھے- ملتان میں پیران پیر (۶۱۱) کی مسند پر فائز تھے- آپ کی ولادت ۱۰۲۶ھ/۱۶۱۶ء کو ہوئی اور آپ کا اِنتقال ۱۰۸۲ھ/۱۶۷۱ء کو ہوا- تاریخِ ملتان کے مطابق آپ مادرزاد وَلی اللہ تھے اور کشف وکرمات کے مالک تھے- آپ کے تمام فرزند آپ کی زندگی میں ہی فوت ہوئے تھے' چنانچہ آپ کے پوتے شیخ محمد غوث ثانی جانشین قرار پائے (۶۱۲)- گذشتہ بیان کی رُو سے آپ کے والد نواب موسیٰ پاک دِین سے حضرت سلطان باھو کا تعلق ملتا ہے' اِس بنا پر کہ وہ ایک ہی مقام اور مَسنَد پر بھی تھے' اِس لئے اُن سے بھی ملاقات یقینی نظر آتی ہے-

Marfat.com

۴- حضرت سید محمد امیر حجروی:

آپ حضرت سیف الرحمٰن جیلانی ابن سیّد محمد مقیم محکم الدّین حجروی رحمۃ اللہ علیہ (۶۱۳) کے فرزند اور سجادہ نشین تھے، جن کا سلسلۂ نسب حضرت بہاول شیر حجروی (ف: ۹۷۳ھ) (۶۱۴) سے جا ملتا ہے۔ سیّد محمد امیر جیلانی حجرہ شاہ مقیم میں ہی پیدا ہوئے، آپ کی تاریخِ ولادت معلوم نہیں ہے، آپ کی وفات ۱۱۰۲ھ میں ہوئی۔ آپ کی بیعت اپنے والد بزرگوار کے دست مبارک پر ہوئی۔ تحمل، شکر، صبر اور توکل آپ کا خاص شعار تھا۔ عبادت، مجاہدہ کرامت اور ولایت میں آپ کا بلند مقام تھا (۶۱۵)۔ ''حدیقۃ الاسرار'' میں آیا ہے کہ ایک بار شہر دِہلی میں علی الصبح کسی شاہی دفتر میں پیشی تھی، ایک طویل قامت شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ بادشاہ مزاج کا اچھا نہیں ہے، ہوسکتا ہے حضور کو مقدمہ میں کوئی ضرر پہنچاوے، اگر اِرشاد فرمادیں تو آج رات جا کر اس کا کام تمام کردوں تاکہ اُس کی جگہ نیا بادشاہ پھر آجائے۔ فرمایا: ہمارا طریقہ صبر ہے، اُمید تو یہ ہے کہ بادشاہ عدل کرے گا، ورنہ خدا تعالیٰ سے درخواست کروں گا کہ وہ نیا بادشاہ مقرر فرمادے۔ وہ شخص جنّ تھا، قدم بوس ہو کر رُخصت ہوا (۶۱۶)۔ آپ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کے بقول ''مُرشدِ عرفانی'' تھے اور حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے رِسالہ ''گنج الاسرار'' میں اِن الفاظ کے ساتھ ان کی توصیف کی ہے: ''اِس رِسالہ کو مُرشدِ عرفانی، عارفِ ربّانی، شاہ میراں جیلانی جو پیروی میں تابع متابعت مُحمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور اس وقت مُحیُ الدّین ثانی ہیں، حضرت مقیم کے قدم مبارک پر چلنے والے کریم الصِّفت اور بخلِ رجیم سے آزاد ہیں، کی بابصیرت نظر کے لئے تحریر کیا ہے۔ حضرت پیر صاحب کے وصف میں یہ اشعار ہیں:

Marfat.com

شاہ میراں ہست ثانی شہ امیر شہسوارِ معرفت روشن ضمیر
چوں نباشد سیّد قادر قوی چون نباشد سیّد اولادِ علی
چوں نباشد سیّد پاک نسل چون نباشد سیّد واصل وصل
ہر کہ را پدرش بود عارف مقیم چون نباشد سیّد رہ مستقیم
شرف زان لعل بہاول با وِصال نظر بر قبرش مکن شوریدہ حال
تارک و فارغ زِ نفس و از ہوا دائماً سرمستِ وحدت با خدا
اصل جیلانی زِ باطن مصطفیٰ این مراتب قادری قدرت الٰہ
شد مرید از جان باھو بالیقین خاکِ پای شاہ میران راسِ دِین
(۶۱۷)

(شاہ امیر شاہ میراں ثانی ہیں، جو معرفت کے شہسوار اور روشن ضمیر ہیں؛ ایسا سیّد کیوں نہ قادر اور قوی ہو، ایسا کیوں نہ ہو جو سیّد اولادِ علی ہو؛ ایسا سیّد کیوں نہ ہو جو پاک نسل سے ہے، جو وصال سے با بہرہ ہو؛ جن کا باپ عارف مقیم ہو، تو ایسا سیّد کیوں نہ راہ مستقیم پر ہو؛ حضرت لعل بہاول حجروی سے جن کو وِصال کا شرف ہوا، اُس کی قبر پر نظر نہ ڈال جو شوریدہ حال ہیں؛ وہ نفس اور خواہشات سے تارک و فارغ ہیں، اور ہمیشہ وحدتِ خداوندی میں سرمست ہیں؛ جیلانی کا اصل باطن میں مصطفیٰ ﷺ (کے نقش قدم پر) ہے، یہ قادری کے مراتب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہیں؛ باھو یقیناً (دل و) جان سے مُرید ہوا، جو شاہ میراں مرکزِ دِین کا خاک پا ہے۔

اِن اشعار سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت سلطان باھو کا سیّد محمد امیر حجروی سے کس درجہ عقیدہ اور قرب تھا۔ یہ تعلق اور قرب چند ملاقاتوں کا نتیجہ ہے۔ مولوی نظام دین ملتانی (۶۱۸) کے خیال میں حضرت سلطان باھو نے یہ وَصف (مَنقبت) حضرت محمد مقیم محکم الدّین حجروی کی توصیف میں بیان فرمایا ہے، جنہیں شاہ میراں بھی کہا گیا ہے (۶۱۹)۔ تاریخی نقطۂ نظر سے مولوی صاحب کے اس خیال میں بہت بڑے مُغالطے کا شائبہ ملتا ہے۔ حدیقۃ الاسرار کے مُطابق مُحمد مُحکم الدّین حُجروی ۱۰۵۵ھ کو وفات پاتے ہیں۔ کتاب حدیقۃ الاولیاء مُصنفہ مفتی غُلام سرور لاہوری کے محقق حاشیہ نویس محمد اقبال مجدّدی لکھتے ہیں کہ سیّد محمد مقیم محکم الدّین حجروی کا وِصال ۱۰۵۰ھ کو

Marfat.com

معلوم ہوتا ہے- اگر ان کے وِصال کے آخری سال میں بھی حضرت سلطان باھو کی ملاقات ہوتی ہے تو اس وقت بھی تو حضرت ممدوح قدس سرہ' کی عمر بارہ یا تیرہ سال سے زیادہ نہیں بنتی' جبکہ اِس عمر شریف میں آپ ہر گز تلاشِ مرشد کو نہیں نکلے' ورنہ رِسالہ "گنج الاسرار" کی تصنیف کا اِمکان اِس عمر مبارک میں ہو سکتا ہے' البتہ آپ کی ملاقات حضرت امیر حجروی سے دَرُست نظر آتی ہے- مذکورہ بالا نظم میں بھی اِسم "شہ امیر" لکھا ہوا ہے جس سے واضح ہو جاتا ہے- اِسی طرح چوتھے شعر میں: ہر کرا پدرش بود عارف مقیم...... سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کی مراد حضرتِ سَیّد مقیم نہیں ہیں بلکہ اُن کے فرزند سے ہے- لَقب یا خانوادہ کا نام "شاہ میراں" جو کہ محی الدّین سیّدنا عبدالقادِر جیلانی' غوثِ اعظم کے لئے ہے' ان کی نسبت سے اُن کے خاندان کے بزرگوں کو اِحتراماً اور عقیدتاً شاہ میراں کہا جاتا ہے- پیر صاحب کی مَدح میں بیان شدہ نظم کے پہلے شعر پر اگر غور کریں تو ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہ' حضرت امیر حجروی کو شاہ میراں کے لقب سے یاد کر رہے ہیں' بہر حال حضرت سلطان باھو کا تعلق' قُرب اور اِرادَتمندی یقیناً محمد امیر حجروی رحمۃ اللہ علیہ سے کئی ملاقاتوں پر مبنی نظر آتا ہے جو تلاشِ مرشد کے زمانہ میں ملاقاتوں کا نتیجہ ہے-

۵- شاہ حبیب اللہ قادری :

آپ کا مَسکن دریائے راوی کے کنارے بغداد نامی گاؤں میں تھا- شاہ حبیب اللہ قادری وہ وَلی اللہ اور عارِفِ کامل تھے جن کے ہاں تلاشِ مُرشد کے زمانہ میں حضرت سلطان باھو نے ایک عرصہ خدمت میں گزارا' انہیں کی رہنمائی میں سلوک کے چند مراحل بھی طے کیے- اگر چہ منزل و مقام کے لحاظ سے شاہ صاحب سے آپ اولیٰ تر مراتب میں تھے' جس کا شاہ صاحب کو بعد میں علم ہو گیا' تاہم شاہ صاحب کے ہاں قیام کے دوران سیر و سلوک کے دِلپذیر نمونے سامنے آئے (۶۲۰)- شاہ حبیب قادری نے سلوک میں امتحان کے طور پر ایسے مطالبات یا ہدایات سے آزمایا جو صوفیہ کے ہاں ترک ماسوا اللہ کے نکات کے مقاصد پورا کرتے ہیں- پہلے تو آپ سے کہا گیا کہ گھر میں دُنیوی اسباب نہ ہوں' اِس ہدایت پر حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' اپنے گھر تشریف لے گئے اور گھر میں زَر و مال سے متعلق کوئی چیز نہ چھوڑی اور جو کچھ پایا' باہر گلی میں پھینک دیا حتیٰ کہ اپنے شِیر خوار بیٹے سلطان نور مُحمّد کی اُنگلی سے طلائی انگوٹھی نکال کر دُور پھینک دی پھر آپ سے کہا گیا کہ مکمل تَرک دُنیا کے لئے اپنی ازواجِ مُطہرات کو بھی طلاق

Marfat.com

دے دیں، آپ اِسی ہدایت کی پیروی کے لئے گھر میں داخل ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ جو وَلِیَہ کاملہ تھیں، اپنے کشف سے آپ کے اِردہ کو بھانپ گئیں اور فرمایا کہ آپ کی اَزواج نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کے حق میں بیٹھ جائیں یعنی طلاق نہیں لینا چاہتیں اور آپ کو تمام حقوق بھی بخشتی ہیں (۶۲۱) - اِسی سے ہی اندزہ لگایا جا سکتا ہے کہ شاہ حبیب قادری سے آپ کی ملاقات نے کیا کیا اثرات مُرتب کئے -

۶ - پیر عبدالرّحمٰن دِہلوی گیلانی:

جیسا کہ اُوپر ذِکر ہو چکا ہے کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کی پیر صاحب سے ملاقات ۱۰۷۸ھ کو ہوئی - آپ شاہ حبیب اللہ قادری کے مُرشد تھے، جن کی ہدایت ورہنمائی پر حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ دِہلی تشریف لے گئے اور پیر صاحب سیّد عبدالرّحمٰن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے فیضِ اَلستی کا حصہ پالیا -

مُحمد زکریا (۶۲۲) نے اپنی سی حرفی میں اِظہار کیا ہے کہ حضرت سیّدنا عبدالقادِر جیلانی قدس اللہ سرّہٗ النُورانی نے اپنے رُوحانی تصرُف سے حضرت سلطان العارِفین قدس سرّہٗ کو پیر عبدالرّحمٰن دِہلوی سے بیعت وتلقین حاصل کرنے کا حکم دیا (۶۲۳) - پیر عبدالرحمٰن دہلوی، سلطنتِ دِہلی میں منصب دار تھے (۶۲۴) بلکہ مناقبِ سلطانی کی روایت کے مطابق شاہی خزانۂ خاص کے امانت دار یا کلید دار تھے، جس کے باعث محفوظ اور مناسب عمارت کے ساتھ کئی مسلح پہرہ داروں کا انتظام آپ کو حاصل تھا (۶۲۵) -

''مناقبِ سلطانی'' کے مطابق معرفت میں آپ کو بلند مقام حاصل تھا - پیر عبدالرّحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جب مُریدین سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے تو چہرہ پر ایک نقاب ڈال لیتے تھے کیونکہ آپ کے چہرہ مبارک پر جو جلال و جمالِ الٰہی کے انوار تابان تھے، لوگ ان کو دیکھنے کی تاب نہ رکھتے تھے (۶۲۶) گویا آپ ہردو مناصبِ دِینی و دُنیوی پر فائز تھے مگر دُنیوی شہرت نہ رکھتے تھے جس کے باعث مؤرخین سے آپ کے بارے میں کوئی تذکرہ نہیں ملا - صاحبِ مناقبِ سلطانی کے مطابق حضرت سلطان باھو آپ سے فیضیاب ہوئے اور آپ ظاہری مرشد بھی ہوئے (۶۲۷) البتہ خود حضرت سلطان باھو نے اِس بیعتِ ظاہری کے بارے میں کوئی تذکرہ نہیں کیا -

۷ - سیّد جلال بخاری:

یہ بزرگ جلالُ الدِین بخاری (ف: ۷۸۵) کے علاوہ تھے جو حضرت سلطان العارفین

Marfat.com

قدس اللہ سرہٗ کے ہمعصر تھے' جو صاحب جذب اور سُنّی عقیدہ کے تھے- ان کے بارے میں زیادہ معلومات میسر نہیں ہیں' سوائے اس کے کہ ان کی اولاد سے سیّد گل شاہ نامی بزرگ ایسے گزرے ہیں جنہوں نے حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ کے پہلی بار منتقلی مزار مبارک کے موقعہ بحکمِ الٰہی قلعۂ قہرگان سے صندوق سے جَسد مبارک اپنے ہاتھوں برآمد کرنے کا بہت بڑا شرف حاصل کیا -(۶۲۸)

(ب) ایسے درویش اور معاصر صوفیاء کا ذِکر

جن کا حضرت ممدوح سے ملاقات کا امکان نہیں نظر آتا:

حضرت شاہ ابوالمعالی (۹۶۰ھ-۱۰۲۴ھ):

آپ کا اِسم گرامی المعالی ہے جو شاہ ابوالمعالی سے مشہور ہوئے- آپ کا لقب خیر الدِین تھا- اُنتیس واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسبی حضرت امام محمد تقی علیہ السّلام سے جاملتا ہے- مُروجہ علوم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کئے- حضرت غوث الاعظم سے رُوحانی تعلق حاصل تھا- شیر گڑھ میں حضرت شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی- مُرشد کی وفات ۱۰۱۰ھ کے بعد لاہور میں سکونت اختیار کر لی-

تصانیف :

تحفۃُ القادریہ' باغ اِرَم' زعفران زار' رسالہ مُونس جان (۶۲۹)

حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ نے بارہا سیّدنا عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ النّورانی کی توصیف میں لکھا ہے اور شیخ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے مرشد کی محبت میں بہت کچھ لکھا ہے' اُن کے مرشد داؤد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ تھے- مثلاً لکھا ہے:

بتختِ فقر بنشینم چُو حاصل گشت مقصودم
سُلیمانی کُنم کز جان غُلامِ شاہ داؤدم (۶۳۰)

حضرت مجدّد الف ثانی (۹۷۱ھ-۱۰۳۵ھ):

آپ کا اِسم شریف' احمد تھا- وِلادت سرہند میں ہوئی- سرہند کے بارے میں ایک ولی اللہ نے فیروز شاہ تغلق کو بشارت دی تھی کہ وہاں ایک باکمال شخصیت' اُمّت میں یگانہ روزگار فرد 'ایک ہزار ہجری کے قریب مُتولد ہوگا' بادشاہ نے یہ خوشخبری کا اِشارہ پاتے ہی حضرت بوعلی شاہ

Marfat.com

قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے شہر سرہند کی بنیاد رکھوائی (۶۳۱)

آپ نے بیشتر علوم اپنے والد محترم سے حاصل کیے۔ آپ کی آگرہ میں ابوالفضل اور فیضی سے بھی ملاقات ہوئی جو مُعتقِد ہو گئے۔ آپ نے شاہ سکندر کیتھلی سے خلافت پائی جو سلسلۂ قادریہ کے بزرگ پیرِ طریقت تھے۔ آپ نے سلسلۂ نقشبندیہ کے ہند میں بانی حضرت خواجہ باقی باللہ کے دست مبارک پر بھی بیعت کی (۶۳۲)۔

آپ نے جہانگیر کے زمانہ میں احیاءِ سُنّت اور تبلیغِ حق کے لئے بہت خدمات سرانجام دیں۔ توحید، رِسالت، وِلایت، صفائے باطن اور شرک پر آپ نے بہت سے مکتوبات لکھے اور اِن موضوعات پر تبلیغ فرمائی۔ آپ نے ۶۳ سال عمر پائی (۶۳۳)۔

تصانیف:

اثبات النُّبوۃ، رسالہ رَدِ روافض، شرح رُباعیاتِ باقی باللہ، تعلیقاتِ عوارف، رِسالہ عِلمِ حدیث، رِسالہ خواجگانِ نقشبند، رِسالہ تہلیلہ، رِسالہ مکاشفاتِ غیبیہ، رسالہ آداب المریدین، مبدءِ معاد، معارفِ لدُنیہ، مکتوبات (تعداد ۶۲۴) (۶۳۴)۔

شاہ سلیمان بھلوالی: ۹۱۴ھ (۶۳۵)-۱۰۶۵ھ (۶۳۶):

آپ شیخ معروف چشتی کے مرید تھے۔ بھلوال میں سکونت اختیار کی اور وہاں پر ہی آپ کا مدفن ہے۔ چشتی اور قادری ہر دو سلسلوں سے منسلک تھے۔ مفتی غلام سرور کے مطابق: ''آپ جذب، عشق، محبت، شکر، حالت اور کرامت میں عالی مرتبت کے حامل تھے'' (۶۳۷)۔ محمد نوشاہ گنج بخش (۹۵۹ھ (۶۳۸)-۱۰۶۴ھ) آپ کے خلیفہ تھے (۶۳۹)۔ آپ کی تصنیفات معلوم نہیں ہو سکیں۔ اس صاحبِ حال صوفی کا جب انتقال ہوا، حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ ۲۷ سال کے تھے مگر اُن میں مُلاقات کے بارے میں کوئی تحقیق سامنے نہیں آئی۔

محمد داراشکوہ قادری: (۱۰۲۴ھ-۱۰۶۸ھ)

مُغلیہ بادشاہِ ہند شاہجہان کے بڑے فرزند محمد داراشکوہ قادری تھے۔ آپ صوفی منش، عالم اور فاضل شخصیت تھے۔ محمد علی لطفی کے مطابق جو انہوں نے سفینۃ الاولیاء کے مقدمہ میں لکھا ہے: داراشکوہ، مُلّا شاہ قادری (۶۹۰) کے مرید، اہلِ دِل اور اہلِ نظر سالک تھے (۶۴۱)۔ طریقت میں داراشکوہ، قادری سلسلہ سے منسلک تھے۔ مجلّہ حق نُما میں وہ لکھتے ہیں:

Marfat.com

''اولیاء اللہ کے سلسلوں میں بہترین سلسلہ عالیہ اور طریقہ سُنّیہ قادِریہ ہے۔'' (۶۴۲)

داراشکوہ نے حقیقت کی تلاش میں تصوف کے اعلیٰ مراتب طے کیے تھے۔ معرفت اور مئے حقیقت کی چاشنی اُن کے اشعار سے محسوس ہوتی ہے :

مَستی مَن بود زِ روزِ اَلست

مَست و بیخود زِ جامِ بادہ نیم (۶۴۳)

داراشکوہ نے تصوّف اور صوفیاء پر اعلیٰ کتب تصنیف کی ہیں۔ اِن تصانیف میں وسعتِ مطالعہ، صوفیاء سے عقیدت، طریقتِ قادریہ کے سلسلہ سے مَحبّت، رُویت و دِیدارِ الٰہی پر یقین کی تعلیمات حاصل ہوتی ہیں۔ فلسفۂ وحدتُ الوجود کے تصوف میں نہ صرف ترجمان بلکہ واقفِ اَسرارِ وجودی نظر آتے ہیں۔ یہ تمام ذوقی امور ہم مسلکی کو ظاہر کرتے ہیں پھر داراشکوہ کا اور حضرت سلطان العارِفین قدس سرّہٗ کا ایک ہی علاقہ، اور ایک ہی زمانہ میں ہونا تاریخی طور پر دَلالت کرتا ہے کہ دونوں کی ملاقات ہوئی ہوگی۔ بلال زبیری نے تاریخِ جھنگ میں لکھا ہے کہ جب اورنگ زیب قندھار کی مہم کو گئے تو ملتان کا نظام دَاراشکوہ کے سپرد ہوا تھا۔ اِس دوران کچھ عرصہ داراشکوہ جھنگ میں رہے تھے، جہاں عیدالضحیٰ گزاری۔ یہ شواہد اِنسان کو مجبور کرتے ہیں کہ ممکن ہے ملاقات ہوئی ہوگی مگر ایسا نہیں ہوا، اِس لئے کہ داراشکوہ نے صرف چوالیس سال عمر پائی، داراشکوہ کی وِلادت سے چودہ سال بعد حضرت سلطان العارفین قدس سرہ، کا اِس جہان میں ورود ہوا۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ، جب سالِ بلوغت کو پہنچے تو حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا اِنتقال ہو گیا تھا بلکہ داراشکوہ، ملا شاہ قادری سے بیعت کر چکے تھے، حتیٰ کہ داراشکوہ اپنی دوسری تصنیف ''سکینۃُ الاولیاء'' تالیف کر چکے تھے، گویا تصوف میں وہ ایک دومنازل کی بلندیاں طے کر چکے تھے۔ وہی زمانہ تھا جب داراشکوہ ملتان کے نائب ہوئے، جیسا کہ پہلے ذِکر ہو چکا ہے، شاہجہان کے بیٹوں میں ۱۰۵۷ھ کو لڑائی بھی چھڑ گئی تھی، اِسی حال میں داراشکوہ غالباً جنگ میں اُلجھ چکے تھے جس طرح کہ تاریخِ جھنگ نے بیان کیا ہے مگر اِن سالوں میں حضرت سُلطان باھو زیادہ سے زیادہ اُنیس سال کے ہو چکے ہوں گے۔ اگرچہ ایک ولی مادرزاد کے لئے پختگی کے حاصل کرنے کی یہ عمر بھی کافی تھی لیکن داراشکوہ اُن سے کس طرح ملاقات کر سکتا تھا جبکہ نوعمری یا کم عمری کے باعث آپ گم نام ہی ہوں گے۔ اِسی طرح حضرت سلطان العارفین قدس سرہ، ان سالوں میں کس طرح داراشکوہ سے مل سکتے تھے جبکہ وہ ایک باغی کی طرح مشہور تھے اور اپنی ذاتی حفاظت اور

Marfat.com

لڑائیوں میں بھی مبتلا تھے' البتہ جس سال حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ دہلی تشریف لے گئے اور پیر عبدالرحمٰن گیلانی کی صحبت سے باریاب ہوئے' اس وقت آپ کی عمر مبارک چالیس سال کی ہو چکی تھی اور داراشکوہ تو چوالیس سال کی عمر میں دس سال قبل یعنی ۱۰۶۸ھ کو فوت ہو گئے تھے کیونکہ وہ مذکورہ سال کو قتل ہو چکے تھے' اس لئے ملاقات کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔

ایک سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ اور داراشکوہ قادری ہر دو ایک ہی مسلک کے یعنی قادری تھے اور داراشکوہ نے تصوّف اور صوفیاء پر قابل قدر رسائل بھی لکھے تو کیا حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ اُن کی تصنیفات سے متاثر نہ ہوئے ہوں گے؟ اِس بارے میں یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اگر حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے اُن کی تصانیف کو دیکھا بھی ہوگا تو اُن سے کوئی اثر قبول نہ کیا ہوگا' اِس لئے کہ داراشکوہ کی پہلی تصنیف ''سفینۃ الاولیاء'' جو ۱۰۴۹ھ کو لکھی گئی' اولیائے کرام کا تذکرہ ہے (۶۴۴) جبکہ فریدالدّین عطّار رحمۃُ اللہ علیہ اِسی موضوع پر اپنی کتاب ''تذکرۃُ الاولیاء'' میں سیر حاصل لکھ چکے ہیں۔ اِسی طرح تذکرہ کی ایک تاریخی حیثیت تو ہوا کرتی ہے مگر نظریاتی یا تخیلاتی اَثر بہت کم ہوا کرتا ہے۔

داراشکوہ کی دوسری تصنیف ''سکینۃُ الاولیاء'' ہے جو ۱۰۵۲ھ کو لکھی گئی' اِس میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ دیا گیا ہے۔ مسلکِ قادریہ میں درویشانہ طور طریق اور سلوک تو حضرت سلطان العارفین کے سلوک سے مطابقت رکھتا ہی ہوگا مثلاً میاں میر کے نزدیک خرقہ وتسبیح' نفل ونوافل کی کثرت' وِرد و وظائف اور وضع داریاں' اِن ہر دو کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتی مگر محفلِ سماع' نغمہ و راگ (یعنی ایسا سُر ود جو ہندوستان میں مُروّج تھا) میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر ہوا کرتا تھا جبکہ سلطان العارفین قدس سرّہٗ جو فقیر فنا فی اللہ تھے' اُن کے طریقہ سے بالکل ہی خارج تھا۔ بہرحال یہ کتاب اِستغنا' تصوّف اور میاں میر کے خوارق اور عارفانہ واقعات پر مبنی ہے جبکہ حضرت سُلطان باھوجن کا مقام فنا فی اللہ ہے' کی منزل اور مقام ان قادری صوفیاء سے بہت آگے ہے۔

تیسری تصنیف بنام ''حق نُما'' داراشکوہ کی ۱۰۵۶ھ کی تالیف ہے جو ایک مقبول اور مربوط کام ہے' اِس کتاب میں عوالمِ ناسُوت' ملکوت' جبروت اور لاھُوت کے تصورات سے خود شناسی کے لئے مختصر اُتعارف حاصل ہوتا ہے' سبک اور مفہوم کے لحاظ سے یہ رسالہ ایک منفرد حیثیت کا حامل ہے' اِس کالب لباب فلسفہ وحدتُ الوجود کا اَثبات ہی ہے البتہ اِس میں جس نفس کا جو تجربہ

Marfat.com

اور مشق پیش ہوئی ہے' اُس کا عالمِ ملکوت میں ذِکر کیا گیا ہے جو کہ سلطان العارفین قدس اللہ سرّہٗ کے نزدیک پسندیدہ سلوک میں نہیں آتا ہے۔

دارا شکوہ کی چوتھی تصنیف ''طریقۃ الحقیقت'' ہے جس میں وجودی فلسفہ کا بیان ہے' مگر یہاں فکر میں پختگی نہیں پائی جاتی اور سلوک میں بے حسی کا عنصر غالب نظر آتا ہے جبکہ سلطان الفقر حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرّہٗ مقامِ لاھوت کی سیر میں محویّت رکھتے ہیں' وجود و شہود میں بھی ایک گونہ یگانگت کا انداز رکھتے ہیں اور سُلوک میں جوش و تحرّک کے حامل ہیں۔

دارا شکوہ کی پانچویں تصنیف ''حسنات العارفین'' ہے جو ۱۰۶۴ھ کو تصنیف ہوئی۔ یہ بے بہا نسخہ اولیائے کرام کی شخصیات اور اُن کے شطحیات پر مشتمل ہے۔ اولیائے کرام سے توحید کے احوال و بیان میں جو مُشابہات اُنہوں نے سُنے ہیں' اِس مجموعہ میں دارا شکوہ کی اس بارے میں لگن اور اِنہماک دَراصل وحدتُ الوجود میں ہی ملتا ہے۔ ان شطحیات کے بیان سے اِس طرح دِکھائی دیتا ہے جیسے کوئی مقامِ وحدتُ الوجود کو دیکھ کر بیان کرتا ہو۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کا سیر و بیان مکمل طور پر فنافی اللہ و بقاباللہ کو ظاہر کرتا ہے۔

دارا شکوہ کی چھٹی تصنیف ''مجمع البحرین'' بہت ہی معروف ہے جو ۱۰۶۵ھ کو تصنیف ہوئی' اس میں یوگ اور اِسلامی تصوّف میں مماثلت کی نشاندہی کی گئی ہے جبکہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی تعلیمات میں اِس قسم کے فلسفہ کو ہرگز قبولیت حاصل نہیں ہے۔

مثلاً فرماتے ہیں : ''دونوں جہانوں میں خراب' جیسے جوگی کافر ہے۔

نہ علم و نہ دانش' نہ حقیقت' نہ یقین
چون کافر درویش' نہ دنیا و نہ دین (۶۴۵)

اگرچہ ہندو یوگ کے مذہب کو ہندوؤں کا تصوّف کہا جا سکتا ہے' اس لئے کہ اس میں بہر حال حقیقت کی تلاش اور ذاتِ وحدت سے رابطہ کی تعلیم نظر آتی ہے مگر وہاں پر خالص رُوحانی اِسلامی تصوّف جب سامنے آتا ہے وہاں پر یوگ بے حقیقت ہو کر رہ جاتا ہے۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ دارا شکوہ کے مجمع البحرین میں پیش کردہ تصوّف کا فلسفہ عوام النّاس کے لئے پسند نہیں کر سکتے' اس لئے کہ آپ کی جملہ تصانیف انتہائے فقر اِلیٰ اللہ پر شریعت کی مکمل پیروی کے ساتھ منتج ہیں جن میں شریعت کے مطابق احکامات اور مشقیں ملتی ہیں۔ اِس تمام بحث کے نتیجہ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ پہلے تو حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ اور دارا شکوہ کے درمیان کسی ملاقات

Marfat.com

کا امکان نظر نہیں آتا' اور اگر ملاقات ہوئی بھی ہو تو پھر بھی ممکن نہیں کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے داراشکوہ کے تصوّف میں ارتقاء سے اِتفاق کیا ہو' نیز دُرست یہی لگتا ہے کہ ہر دو کی ملاقات نہیں ہوئی۔

حضرت مِیاں میر: (۹۳۸ھ-۱۰۴۵ھ)

آپ کا اِسم گرامی میر مُحمد ہے' مِیاں مِیر' شاہ میر' مِیاں جیو اور بالا پیر کے القاب سے مشہور ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نَسبی اَٹھائیسویں پُشت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ' سے جا ملتا ہے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام قاضی سائیں دِتا تھا۔ ٹھٹھہ اور بھکر کے درمیانی علاقہ کے نواح میں واقع سیوستان میں آپ کی ولادت ہوئی۔ اپنی والدہ محترمہ کی پرورش و تربیت کے بعد تلاشِ حق میں باہر نکلے۔ سیوستان میں حضرت خضر رحمۃ اللہ علیہ جو ایک مجذوب اور محبوب وَلی اللہ تھے' اُن کے حلقہ میں آ گئے اور بیعت ہوئے۔ جب آپ کے مرشد کا اِنتقال ہوا تو لاہور چلے آئے۔ جہانگیر اور شاہجہان بادشاہ دونوں آپ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ آپ بڑے مُتوکل انسان تھے' فقر و فاقہ میں خوش باش رہتے تھے۔ آپ کے اقوال و تعلیمات نہایت اعلیٰ ہیں (۶۴۶)۔ حضرت مِیاں میر نے بھی حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی طرح تَرکِ دُنیا اور تَرکِ ہر دو عالم کا طریق اپنے سلوک میں رَوا رکھا اور فرمایا :

شرطِ اوّل در طریق معرفت دانی کی چیست
ترک کردن ہر دو عالم را و پشت پا زدن (۶۴۷)

حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی (۶۴۸) (۱۶۵۰ء/۱۰۶۰ھ-۱۷۲۹ء/۱۱۴۲ھ)

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے زمانہ میں سلسلۂ چشتیہ کا احیاء کرنے والے شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ دہلی اور اس کے گردونواح کے لوگ آپ کی صحبت سے شرف یاب ہوئے۔ آپ نے وہی کام سرانجام دیئے جو پہلے اِس سلسلہ کے عظیم بزرگ حضرت مُعینُ الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جاری کر چکے تھے۔ آپ کا بیشتر کلام اخلاق و تربیت پر مشتمل ہے۔ دِہلی میں آپ کی خانقاہ علم و معرفت' رموز و حکمت اور اِحسان و سلوک کا سرچشمہ رہا ہے۔

تصانیف (۶۴۹) :

قرآن القرآن' عشرہ کاملہ' سواء السبیل' کشکول' مُرقع' تسنیم' الہاماتِ کلیمی' رسالہ تشریح الافلاک عاملی محشی بالفارسیہ' شرح القانون آپ سے منسوب ہیں۔

Marfat.com

حضرت خواجہ بہاری (ف: ۱۰۶۰ھ):

آپ فقہ اور حدیث کے علوم میں پوری دَسترس رکھتے تھے- اَسرارِ حقانی میں کامل بزرگ تھے- حاجی پور کے شہر سے تشریف لائے اور کودہ پور میں سکونت پذیر ہو گئے- شیخ جمال الدین آپ کو دَرس دیتے تھے اور مُلّا محمد فاضل لاہوری سے علوم کی تکمیل کی- حضرت میاں میر لاہوری نے آپ کو بیعت و تلقین سے سرفراز کیا- آپ کا مدفن بھی لاہور میں ہے(۶۵۰)- خواجہ مُلّا بہاری رحمۃ اللہ علیہ رُموزِ معرفت میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' کی طرح لاھُوت و جبروت کی منازل کو بحث میں لاتے ہیں- آپ وحدانیت اور عشق پر بڑے عمدہ مباحث کیا کرتے تھے-

حضرت شیخ رحمکار (کاکا صاحب): (۸۹۳ھ-۱۰۶۳ھ):

آپ کا نام گرامی کستیر گل تھا- آپ کے والد محترم شیخ بہادر بابا' ایک صاحب کے نام سے معروف تھے- آپ کا سلسلہٗ نسبی تیئویں (۲۳) پُشت میں حضرت اِمام حسین علیہ السّلام سے جاملتا ہے(۶۵۱)- صوبہ سرحد کے اولیائے کرام میں آپ کا شمار ہوتا ہے- بیعت اپنے والد بزرگوار سے کی' ایک روایت کے مطابق آپ کی بیعت مَست بابا سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی- اکثر خاموش رہا کرتے تھے- اہلِ علم کو آپ کے وعظ و تلقین سے اِستفادہ ہوتا تھا- اکبر بادشاہ نے نَوشہرہ میں آپ سے ملاقات کی تھی- اَسی سال کی عمر میں وفات پائی اور نوشہرہ کے نواح میں چھ فرسنگ کے فاصلہ پر آپ کا مزار کاکا صاحب کے نام سے مَرجعِ خلایق ہے(۶۵۲)-

حضرت سَرمَد کاشانی (ف: ۱۰۷۱ھ):

ابوالکلام آزاد نے اپنی تالیف ''سرمد شہید'' میں لکھا ہے کہ سرمد یہودی النسل تھے اور اُن کا اِسلامی نام سعید تھا (۶۵۳)- لوئی ماسینیون نے لکھا ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں ۱۰۷۱ھ کو اُنہیں حِلاج کی طرح تختہ دار پر لٹکایا گیا (۶۵۴)- سرمد کو حکمت و فلسفہ پر گہرا مطالعہ حاصل تھا- وہ داراشکوہ کے احباب میں سے تھے- فارسی میں غزلیں بھی لکھیں' مگر اُنہیں رُباعی میں بلند مقام حاصل تھا-

مُلاحظہ ہو :

خُوش بالای کردہ چُنین پَست مرا
چشمی بدو جام بُردہ از دَست مرا

Marfat.com

اُو دَر بَغَلِ مَن است و مَن دَر طَلَبَش
دُزدی عَجَبی بَرہنہ کَردہ است مرا (۶۵۵)

اِس وِضاحت سے اَخذ ہوتا ہے کہ جب سرمد کا قتل ہوا' حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کی عمر تینتیس (۳۳) برس کی تھی- جیسا کہ پہلے ذِکر ہوا' حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ سال ۱۰۷۸ھ کو ہی دِہلی گئے تھے اور اِس سے پہلے اُن کا دِہلی جانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا' اِسطرح حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کے دِہلی تشریف لے جانے سے سات سال قبل سرمد رحمۃ اللہ علیہ شہید ہو چکے تھے- سرمد کے کلام میں کافی حد تک سوز و گداز ملتا ہے :

سَرمَد ! غَمِ عِشق بوالہوَس را ندہند
سوزِ دِلِ پَروانہ مَگس را ندہند
عُمری باید کہ یار آید بکِنار
اِین دولت سرمد ! ہمہ کس را ندہند (۶۵۶)

مُلّا شاہ قادری بدخشی (ف: ۱۰۷۲ھ/۱۶۶۱ء) (۶۵۷):

شیخ شاہ محمد المشہور مُلّا شاہ قادری' حضرت میاں میر کے خلیفہ تھے- داراشکوہ اور جہان آرا بیگم کے مرشد تھے- آپ کی وِلادت بدخشان کے علاقہ ارکسان میں ہوئی- میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد خانقاہِ قادریہ کی مَسنَد پر آپ نے عارفانہ مباحث و محافل کی رَونق کو جاری رکھا (۶۵۸)-

کتاب ''بادشاہنامہ'' کے مصنف نے لکھا ہے کہ: بحرِ توحید کے غواص مُلا شاہ بدخشی جو قندیلِ ہدایت و مفتاحِ ابوابِ ولایت مِیاں میر قادری کے خلیفہ تھے' بڑے بیبا کانہ جذب کی حالت میں مؤحدانہ اور عارفانہ اشعار لکھتے تھے؛ جیسا کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ بھی اِسی فکر میں اِسی دَور میں گوہر فشانی کر چکے ہیں- مُلّا شاہ بدخشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رُوئی اُو دَر مُقابلِ مرأت
رُوئی مَا بُود دَر مُقابلِ مَا
دَر رہِ عِشق آنکہ مَا رَا کُشت
غیرِ مَا کس نبُود قاتِلِ مَا (۶۵۹)

البتہ ملا شاہ بیبا کی میں بہت آگے بڑھ گئے ہیں اور حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ

Marfat.com

کے کلام میں ہرگز اِس انداز کو روا نہیں رکھا گیا اور حدِ ادب کا خیال موجود رہتا ہے۔ مُلّا شاہ ایک مقام پر کہتے ہیں :

پنجہ در پنجۂ خُدا دارم
مَن چہ پروائی مُصطفیٰ دارم (۶۶۰)

تصانیف:

جلد اوّل: تفسیر سورۂ فاتحہ، سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران، سورۂ یوسف؛

جلد دوم: رِسالۂ بسم اللہ، رسالۂ حمد و نعت و منقبت، یوسف و زلیخا، رسالہ دیوانہ، رسالہ مُرشد، رسالہ ولولہ، رسالہ ہوش، رسالۂ تعریفات خانہا و باغات و مناظر کشمیر، رسالۂ نسبت؛

جلد سوم: رسالہ شاہیہ دیوانِ اوّل، دیوان دوم، شرح رباعیات، رقعات، قصائد عربی (۶۶۱)۔

شیخ محمد معصوم: (ف: ۱۰۷۹ھ)

آپ شیخ احمد مجدد الف ثانی ابن عبدالاحد سرہندی (رحمۃ اللہ علیہما) کے فرزند تھے۔ علوم کی تکمیل اپنے والد محترم ہی سے کر لی تھی۔ علومِ باطنی میں کافی پیشرفت کی۔ شاہجہان بھی عقیدتمند تھے اور کہتے ہیں کہ اورنگ زیب عالمگیر اُن کے مرید ہوئے تھے (۶۶۲) مگر عالمگیر کے مرید ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ آپ کے شطحات اور کرامات مشہور ہیں۔

تصنیف:

مجموعۂ مکتوبات (۶۶۳)

شیخ محمد اسماعیل المعروف میاں وَڈا: (۹۹۵ھ-۱۰۸۵ھ)

میاں وڈا (وڈا پنجابی زبان میں بزرگ یا مُعمّر شخص کو کہتے ہیں) کا مدفن لاہور میں ہے۔ وہاں پر انہوں نے ایک بڑا تدریسی ادارہ قائم کیا۔ اِس وقت یہ درگاہ محکمۂ اوقاف کے تصرّف میں ہے۔ آپ کے والد میاں فتح اللہ کھوکھر قبیلہ سے تھے۔ میاں وڈا نے چنیوٹ (جھنگ) کے دَرس سے تحصیلِ علم کیا تھا، وہاں پر شیخ عبدالکریم سُہروردی دَرس دیا کرتے تھے (۶۶۴)۔ ان سے کئی خوارق عادات واقع ہوئے ہیں۔ شیخ سہروردی نے انہیں دریائے چناب کے کنارے بود و باش اختیار کرنے کی ہدایت کی تھی، وہاں سے آپ دوبارہ لاہور میں کوچہ گنج پور کو منتقل ہو گئے تھے (۶۶۵)۔ شاہجہان بادشاہ کو اُن سے عقیدتمندی رہی، اور اورنگزیب نے اُنہیں جاگیریں دیں (۶۶۶)۔ مُفتی غلام سرور لاہوری کے مطابق شیخ اسماعیل بارہ سال کی عمر تک

Marfat.com

لنگر مخدوم میں اپنے استاد کے ہاں رہے اور اس کے بعد لاہور کو منتقل ہوئے (٦٦٧)- ظاہر ہے کہ وہ ۱۰۰۸ھ کا سال بنتا ہے جبکہ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ پیدا بھی نہ ہوئے تھے' البتہ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ ۱۰۷۷ھ سے قبل لنگر مخدوم گئے تھے (٦٦٨)-

شاہ محبوب عالم ابن سیّد عبدالوہاب: (۱۰۱۱ھ-۱۰۹۱ھ)

آپ کا مدفن شورکوٹ شہر میں ہے (٦٦٩)- سلسلۂ نسبی سیّدنا عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سِرّہٗ النّورانی کو پہنچ جاتا ہے- آپ نے حیدر آباد دکن میں بمقام اردلی' مکتبۂ قادریہ میں ابتدائی علوم حاصل کئے اور دس سال تک فوج میں خدمات سر انجام دیں- آپ نے سنیاسیوں (جنگلوں اور پہاڑوں سے دوادارو کیلئے جڑی بوٹیاں اکھٹے کرنے والے) اور جوگیوں (تارکِ دُنیا ہو کر سیاحت کرنے والے) کے ساتھ مل کر سیاحت بھی کی- گرنتھ (جو سکھوں کی مذہبی کتاب ہے) کا بھی آپ نے مطالعہ کیا- کہتے ہیں کہ عالمگیر کے عہد میں شورکوٹ آئے اور وہاں قلعۂ کہنہ میں درس دینا شروع کیا تھا' اس کے بعد شہر میں منتقل ہو گئے تھے- مسلمان اور ہندو عقیدت رکھتے تھے- آپ کے نام پر تلمبہ' ملتان اور مظفر گڑھ میں آستانے قائم ہیں- جذب و مستی کے عالم میں رہتے تھے- آپ کی اولاد نہ تھی-

بابا داوٗد مشکوٰتی: (ف: ۱۰۹۷ھ)

آپ کشمیر سے تھے- فقہ' حدیث' تفسیر' معانی اور حکمت پر عبور رکھتے تھے- مشکوٰۃ المصابیح متن اور سند کے ساتھ یاد کئے ہوئے تھے' اسی وجہ سے داوٗد مشکوٰتی معروف ہوئے- آپ نے خواجہ خاوند محمود نقشبندی (٦٧٠) سے اکتسابِ فیض کیا (٦٧١)-

تصانیف:

کتاب اسرار الابرار (ساداتِ کشمیر کے بارے میں)' اسرار الاشجار' درجوابِ منطق الطیرِ عطار (٦٧٢)

عبدالرحمٰن المعروف رحمان بابا: (۱۰۴۲ھ-۱۱۱۸ھ)

آپ مہمند قبیلہ کے غوری خیل گھرانہ سے تعلق رکھتے تھے- وِلادت کوہاٹ میں ہوئی تھی (٦٧٣)- آپ کا پشتو میں دِیوان نہایت مقبول عام اور معروف ہے' تمام اشعار عارفانہ ہیں' معنی اور مفہوم کے لحاظ سے حضرت سلطان باھو کے اشعار سے مماثلت رکھتا ہے-

البتہ یہ اِمتیاز ہر دو کے کلام میں واضح طور پر موجود ہے کہ حضرت سلطان العارفین

Marfat.com

قدس سرہ' مقامِ معرفت وعرفان کے حامل تھے اور اُن کی منزلِ مقصود مقام فنافی اللہ پر ہی جا ٹھہرتی ہے جبکہ حضرت رحمٰن بابا رحمۃ اللہ علیہ ایک درویش منش' نکوکار اور با اخلاق سالک تھے۔ اُن کا کلام اخلاق اور ادب کے حدود میں رہا ہے۔ عارِفین کے منزل و مقام کا احترام رکھتے تھے۔ رحمٰن بابا' پشتو میں کہتے ہیں:

کہ نظر کی چوک پہ کار دِ دَرویشانو
خود بہ اودِینی وقار دِ دَرویشانو
پہ دَغہ لارہ بہ ورشی خُدائے رسُول تہ
کہ چوک یون کاندی پہ لار دِ دَرویشانو (۶۷۴)

یعنی اگر کوئی دَرویشوں کے کاموں پر نظر ڈالے تو خود بخود اُن کے عظمت اور وقار کا مُعترف ہو جائے گا۔ اگر کوئی درویشوں کی راہ پر گامزن ہو جائے تو یقیناً وہاں سے خدا اور رسول ﷺ تک پہنچ جائے گا۔

رحمٰن بابا محبت' صداقت اور وفاداری پر ایمان رکھتے تھے' فرماتے ہیں:

پہ ھر زڑہ چہ دِ یار مِینہ شی غالبہ
بلہ مِینہ ی ھیچ نہ وی مُناسبہ (۶۷۵)

جسے بھی دَردِ عشق حاصل ہو جائے تو پھر اُس کا کسی اور چیز سے محبت کرنا مناسب نہیں رہتا۔

شیخ جان محمد لاہوری: (ف:۱۰۸۲ھ) (۶۷۵)

آپ شریعت میں فقہ وحدیث کے عالم کامل اور طریقت و معرفت میں اپنے وقت کے عارف تھے۔ اِبتدائے عمر میں آپ نے شیخ عبدالحمید خلیفہ' شیخ اِسماعیل المعروف مِیاں وَڈا لاہوری اور پھر شیخ تیمور لاہوری سے اِکتسابِ علم وفضل کیا۔ محلہ پرویز آباد' لاہور میں مدفون ہیں (۶۷۶)۔ سلسلۂ سہروردیہ میں جامع کمال کے حامل تھے (۶۷۷)

صوفی شاہ عنایت اللہ: (۱۰۶۵ھ-۱۱۳۰ھ)

آپ کا اِسم گرامی عنایت اللہ اِبن مخدوم فضل اللہ تھا۔ آپ کے اجداد بغداد شریف سے آئے اور پھر اُچ میں سکونت پذیر ہو گئے۔ آپ کے جَدِ اعلیٰ مخدوم صدھو لنگاہ کا شمار اکابر اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ بُرہانپور (دَکن) میں شیخ عبدالمالک سے اِکتسابِ فیض حاصل کیا۔ ٹھٹھہ سے جھوک میراں پور میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ نے رُشد وہدایت سے عوام میں خدا اور رسول ﷺ

Marfat.com

کی محبت پیدا کی- آپ نے لوگوں میں رَواداری اور مساوات کی تعلیم دی- ساداتِ بلہری سے دشمنی اور ناظمِ ٹھٹھہ کے ساتھ بعض غلط فہمیوں کی بنا پر شاہ عنایت کو قتل کیا گیا- شہادت کے بعد شاہ کا مزار جھوک میں بنایا گیا، جس پر خوبصورت گنبد بنایا گیا اور مرجع خلایق ہے (٦٧٨)-

محمد عنایت اللہ قادری: (١٠٥٦ھ-١١٤١ھ)

محمد عنایت اللہ قادری قصوری لاہوری الشطاری، کنیت ابوالمعارف، جامع علومِ ظاہر و باطن تھے- آپ ایک فقیہ، فاضل اور کامل صوفی تھے-

تصانیف (٦٧٩): حواشی شرح وقایہ المسمی بہ غایۃ الحواشی
شرح کنز الدقائق المسمی بہ ملتقط الدقائق

آپ شاہ رضا قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے (٦٨٠) بلھے شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بیعت تھے-

شیخ احمد المعروف بابا شیخ لاہوری: (١٠٤٤ھ-١١٨٥ھ)

جھنگ کے محلہ شیخ لاہوری میں آپ کا مدفن ہے- آپ حضرت قطب الدّین مودود چشتی بن خواجہ ابو یوسف چشتی (رحمۃ اللہ علیہما) کے خاندان سے تھے- آپ کے والد حضرت نصر محمد لاہور میں سکونت پذیر تھے اور حضرت میِاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے خدمت گزاروں میں سے تھے- شیخ احمد حافظِ قرآن تھے اور فقرا کی صحبت اِختیار کیا کرتے تھے- آپ نے حضرت پیر محمد بقا (٦٨١) سے منازلِ سلوک طے کئے- حضرت محمد بقا نے آپ کو سندھ سے جھنگ کی طرف اپنے مرشد سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (٦٨٢) کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہاں بقایا زندگی بسر کریں- کثیر تعداد میں ہندوؤں نے آپ کی کرامات دیکھ کر اِسلام قبول کیا-

شاہ نعمت اللہ قادری فیروز پوری: (ف: ١٠٧٥ھ)

آپ عطاء اللہ نارنولی کے فرزند تھے- بنگال کے صوفیائے قادریہ میں بہت زیادہ شہرت رکھتے تھے- آپ کی جائے وِلادت نارنول ہے- شادی کرنے کے بعد فیروز پور (گور) کو منتقل ہوئے- آپ نے خرقۂ خلافت شیخ شمس الدّین ابوالفتح سے حاصل کیا- شاہ شجاع اُن کے اِرادتمندوں میں سے تھے (٦٨٣)-

حضرت میِاں عبدالحکیم ناناصاحب : (١٠٩٠ھ-١١٥٣ھ)

ڈاکٹر انعام الحق کوثر اپنی کتاب ''تذکرہ صوفیائے بلوچستان'' میں لکھتے ہیں کہ میاں

Marfat.com

عبدالحکیم نانا صاحب خانوزئی کے گاؤں میں کوئٹہ پشین کے نواح میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد سکندر شاہ سنٹیا کاکڑ قبیلہ میں سے تھے۔ میاں صاحب نے پشاور، قندھار اور لاہور میں ظاہری علوم کی تکمیل کی۔ قندھار میں پچیس سال بسر کیے اور بالآخر شاہ حسین ہوتک کے زمانہ میں ہجرت کر کے چوتیالی تھل کے ترین قبیلہ میں سکونت پذیر ہو گئے (۶۸۴)۔ دُکی کے نواح میں آپ کے مزار پر خوبصورت گنبد موجود ہے۔ یہ عوام و خواص کی زیارتگاہ ہو چکی ہے۔

سُلوک میں آپ نے سلسلہ قادریہ اور سلسلہ نقشبندیہ کو عمل میں لایا۔ آپ سیّد لعل جیونکر ہاری رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید ہوئے (۶۸۵)۔

تصانیف:

مقاماتِ تصوف، حصن الایمان، مجموعہ رسائل (۶۸۶)

بابا خرواری رحمۃ اللہ علیہ (ف: ۱۱۶۳ھ) نانا صاحب کے مُریدِ باصفا تھے (۶۸۷)۔

فصل دوم

خلفائے معاصر:

جیسا کہ گزشتہ باب میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے بہت سے ممالک میں دَورے کیے اور ہزاروں مُتلاشیانِ راہِ حق تعالیٰ کو تلقین و ہدایت کی نعمت سے سرفراز کیا۔ ان پیروکاروں میں بہت سے ایسے نامور خلفاء بھی ہو گزرے ہیں جنہوں نے سلسلۂ قادریہ کو پاکستان و ہند، کشمیر، افغانستان اور دیگر اسلامی علاقوں اور ممالک میں فروغ دیا، اِن خلفائے معاصر کے ضمن میں تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

۱۔ سیّد احمد شاہ و سیّد محمود شاہ:

دونوں سیّد بھائی عالمگیر کے لشکر میں تھے اور حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کے مُرید اور فیض یافتہ تھے۔ عالمگیر اور دارا شکوہ کے درمیان خوشاب میں جب جنگ ہوئی تو اس لڑائی کی طوالت اور نتائج کے بارے میں عالمگیر کو سخت تشویش ہوئی، اِس موقعہ عالمگیر نے اِن دونوں سادات سے دُعائے خیر مانگی۔ دونوں بھائیوں نے دُعا کی اور اِس لڑائی میں عالمگیر کو فتح حاصل ہوئی مگر اِس واقعہ کے بعد دونوں بھائی لشکر میں نہ رہ سکے اور خوشاب میں ہی بود و باش کرنے لگے جہاں اُن کا اِنتقال ہوا (۶۸۸)۔ دونوں ایک ہی روضہ میں دفن ہیں۔ اُن کی خانقاہ آج بھی مرجع

Marfat.com

ِ خلایق ہے۔ دونوں مزارات پر عالیشان روضہ اور ساتھ ہی خوبصورت مسجد تعمیر ہو چکی ہے۔ خوشاب میں اِس زِیارتگاہ کو "دَربارِ بادشاہاں" کہا جاتا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اُن کے بارے میں مزید معلومات فراہم نہ ہو سکیں اور نہ اُن کی تاریخِ ولادت اور وفات کا علم ہو سکا ہے۔

۲- شیخ جُنید قریشی :

آپ کا قیام دریائے راوی کے مشرقی کنارے کی طرف سردار پور نامی گاؤں میں ملتان کے نواح میں تھا۔ آپ بڑے صاحبِ حال اور باکرامت بزرگ تھے۔ مناقبِ سلطانی میں یہ حال آتا ہے کہ کس طرح اُن کی ملاقات حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ سے ہوئی۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت قدس سرّہٗ راوی کے کنارے سردار پور پہنچے تو وہاں شیخ جنید سے ملاقات ہوئی۔ شیخ جُنید نے آپ کے اعزاز میں ضیافت کی، جس میں جنڈ کے درخت کا میوہ جسے عُرفِ عام میں سنگری کہتے ہیں اور یہ پھل لمبے اور باریک قسم کا ہوتا ہے، اِس کا گُودا سخت سا اور سویوں کی مانند ہوتا ہے، شیخ جنید نے یہ خوراک درویشوں کو پکانے کیلئے حوالہ کی۔ جب وہ پک گئے تو اُن کے تصرُّف سے سویوں میں تبدیل ہو گئے جو آٹا یا میدہ کے تیار کردہ نرم چھلّوں میں ظاہر ہو گئے جو دعوتوں اور ناشتہ میں عام طور پر استعمال ہوتے ہیں اور بڑے خوش مزہ ہوتے ہیں، جب وہ غذا حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ کے پاس لائی گئی تو آپ نے پاک مٹّی اور پاک پانی طلب کیا جو اُس ریشہ دار غذا پر ڈال دیا تو آپ کے تصرُّفِ باطنی سے وہ خاک و آب، چینی اور گھی میں تبدیل ہو گئے اور مِل کر اُس غذا کو کھایا گیا (۶۸۹)۔

۳- سُلطان حمید بھکری :

ان کے حالات کی تفصیلات بھی معلوم نہیں ہوئیں۔ اُنہوں نے بھی حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ سے براہِ راست کسبِ فیض حاصل کیا اور خرقۂ خلافت حاصل کی (۶۹۰)۔ آپ نے کئی بار حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کی سیاحت، فِکر و تخلیہ میں ساتھ دیا۔ آپ کا مزار بھکر کے شمال میں ریگستانی علاقہ کے قبرستان میں ذِکر ہوا ہے، جو میاں عُثمان کے قبرستان کے نام سے موسوم ہے (۶۹۱)۔ ایک بار سفر کے دوران ایک مجذوب نے اُن کے منہ پر تھپڑ مار دیا، وہ دُوسرا تھپڑ بھی مارنا چاہتا تھا کہ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرّہٗ نے مجذوب کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: اے حمید! اگر یہ مجذوب دُوسرا تھپڑ مار دیتا تو تم بیہوش ہو جاتے اور مَیں بھی کچھ نہ کر سکتا (۶۹۲)۔

Marfat.com

۴- خلیفہ نورنگ کھیتران: (ف: ۱۰۸ھ)

آپ نے حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور خلافت پائی- یہ خلیفہ سلسلۂ قادریہ کے فروغ کا باعث ہوئے (۶۹۳)- آپ سلطان نورنگ کے نام سے مشہور ہوئے- آپ کے ایک فرزند سلطان اللہ داد خان کا مزار ڈیرہ اسماعیل خان کے قریب گڑھ حبیب کورائی میں ہے (۶۹۴)- سلطان نورنگ کی اولاد میں کوئی بھی نہیں رہا تھا' البتہ اُن میں ڈیرہ غازی خان کے علاقہ وَہُوا میں مستورات کی اولاد موجود ہے' جنہوں نے سادات میں رِشتے ناطے کیے ہوئے ہیں- وہیں پر "وَھوا" میں اُن کے مزارات ہیں- سلطان نورنگ کے نامور فرزند "سَتّھو" نامی گزرے ہیں- اُنہیں اِس لئے سَتّھو کہا جاتا تھا کہ اُنہوں نے ساٹھ افراد کو ایک ہی نظر میں وَاصل بہ خُدا کر دیا تھا- پنجابی اور ردامانی زبانوں میں ستھو کے معنی ساٹھ رکھنے والا کے ہیں (۶۹۵)- مناقبِ سلطانی میں سُلطان حامد نے لکھا ہے کہ ایک بار سلطان ستھو سیہون شریف گئے اور لعل شہباز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر (دعوت پڑھتے ہوئے) سوار ہو گئے تو اُنہیں فیض سے محروم کر دیا گیا مگر جب انہوں نے مرشدِ کامل حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ کو پکارا تو حضرت لعل شہباز نے اُن کا فیض پھر سے بحال کر دیا (۶۹۶)- سلطان ستھو کا مزار ڈیرہ اسماعیل خان کے قلعہ کے قریب واقع ہے جو وہاں پر ایک معروف زیارتگاہ ہے- خلیفہ سلطان نورنگ کھیتران سے کئی اور خلفاء بھی مشہور و معروف گزرے ہیں' جن میں خلیفۂ اوّل سیّد شاہ مُراد ایک صاحبِ کرامت بزرگ ہوئے ہیں' جن کا مزار ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقہ "لُنڈا" میں مرجعِ خلایق ہے- پھر سیّد مراد شاہ سے جو حضرات فیض یاب ہوئے' ان میں حضرت شیخ علی محمد قریشی ساکن نواں ڈیرہ' حضرت مرتضی شاہ کھریانوالہ' حضرت پیر خیر شاہ لسکانی مشہور ہیں- موخرالذکر کا مزار مبارک حضرت مخدوم حامد المعروف پیر محمد راجن حسینی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قریب واقع ہے (۶۹۷)- سیّد مراد شاہ کے خلفاء میں حافظ موسیٰ بھی ہوئے ہیں جو "لُنڈا" میں دفن ہیں' جس کی اولاد دُکلاچی کے علاقہ غلام محمد کوٹ موسیٰ میں پائی جاتی ہے- سلطان نورنگ کے خلیفہ دوم سلطان نور محمد موچی ایک صاحبِ حال بزرگ تھے- اُن کا مزار ڈیرہ اسماعیل خان میں سلطان احمد ستھو کے قبرستان سے شمال میں واقع ہے- آپ بڑے فاضل اور عیالدار بزرگ تھے- اُن کے اہلِ خاندان اب بھی چلے آرہے ہیں (۶۹۸)- حضرت موچی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں ڈیرہ جات کا حاکم ہوت بلوچ تھا' جو ایک بدمست اِنسان تھا' وہ اُن دنوں ایک لڑکے پر عاشق ہوا اور اُس سے نکاح

Marfat.com

کرنے کا اِرادہ کرلیا- اِس مقصد کے لئے اُس نے علماء سے رُجوع کیا تو سب علماء نے سلطان نور محمد موچی سے فتویٰ حاصل کر لینے کے لئے مشورہ دیا جو اُن سب کے اُستاد مانے جاتے تھے- ہوت بلوچ نے جب اُن سے یہ سوال کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ آدم علیہ السّلام سے لے کر آج تک ایسا ہرگز نہیں ہوا اور نہ یہ جائز ہے- اِس اَمر کی شرع مُحمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اِجازت نہیں دی گئی- حاکم ہوت بلوچ نے اُن کو قید کر دیا اور قتل کرنے کے لئے وقت مقرر کیا مگر مقررّہ دِن سے پہلے بادشاہِ کابل کی طرف سے ڈیرہ پر حملہ ہوا جس میں ہوت بلوچ پکڑلیا گیا اور حضرت نورمحمد موچی رہا کر دیئے گئے (۶۹۹)- خلیفہٗ سوم سلطان پھیریا کے نام سے معروف ہوئے جن کا مزار، خانقاہِ نورمحمد موچی کے جنوب مشرق میں واقع ہے (۷۰۰)- سلطان پھیریا کے فیض یافتہ میاں حسین رونہ (یعنی گریہ و زاری کرنے والا) گزرے ہیں جو صاحبِ کرامت بزرگ تھے- اُن کا مزار بلوٹ شریف کے جنوب کی طرف دریائے سیحون (دریائے سندھ) کے مشرق میں رکوی خیسوراں کے پہاڑ پر واقع ہے (۷۰۱)-

۵- خلیفہ مُلاّ معالی:

آپ علاقہ ڈھاڈر سے جو قندھار سے ملحق تھا، حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ سے ملاقات کے لئے آئے اور بیعت و تلقین حاصل کر کے خلافت سے بھی سرفراز ہوئے- اُنہوں نے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی زِندگی میں موجودہ صوبہ بلوچستان کے علاقوں میں سلسلۂ قادریہ کی تبلیغ جاری رکھی گویا آپ بلوچستان میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے پہلے فیض یافتہ خلیفہ تھے- آپ کا مزار شہرسبّی کے قریب ''گُرک'' کے مقام پر مرجعِ خلایق ہے (۷۰۲)- آپ کے خانوادہ کے افراد آجکل اخوند کہلاتے ہیں- آپ کا مزار اخوند معالی کی زیارت کے نام سے سبی کی تمام زیارات میں معروف ہے (۷۰۳)- حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرّہٗ نے اُن کے بارے میں فرمایا تھا:

''مُلاّ معالی دَربَین دَرویشان مِثل گُل است'' (۷۰۴)

۶- مُلاّ مِصری:

آپ ملا معالی کے ہمراہ حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرّہٗ کی ملاقات کو گئے تھے اور فیض یاب ہوئے- اُن کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل نہیں ہوئیں، البتہ اُن کا مزار شہر ڈھاڈر (بلوچستان) میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے (۷۰۵)-

Marfat.com

۷- عالم شاہ :

آپ نے بھی سلطان العارفین قدس سرہٗ کی خدمت میں ملا معالی کے ہمراہ جا کر کسبِ فیض کیا- مزید یہی معلوم ہوا ہے کہ ان کا مزار قندھار کے نواح میں ہے (۷۰۶)-

۸- سیّد مُوسن شاہ گیلانی:

آپ سندھ کے علاقہ گھوٹکی میں سکونت پذیر تھے- آپ جب لوموسن شاہ نزد درو ہڑی شریف میں کمسن تھے (یہی لوموسن شاہ گھوٹکی شہر میں ہی ان سادات کا محلہ ہے) تو ایک کمہار (کوزہ گر) حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ سے ملاقات کی غرض کو پنجاب گیا- آپ کے والد فوت ہو چکے تھے اور فقر و یتیمی میں وقت گزر رہا تھا' تاہم اس کمہار کے ہمراہ آپ بھی حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی زیارت کو گئے- حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے آپ کو حصولِ علم کے لئے تلقین کی اور اُن کی والدہ محترمہ کو نصیحت بھیجی کہ اس کمسن بچے کو پہلے ظاہری علوم کی تکمیل کرائیں' اس کے بعد پھر میری طرف بھیج دیں' کیونکہ میرے پاس اِن کے حصہ کی نعمتِ باطنی موجود ہے- اِس فرمان کے بعد سیّد موسن شاہ (۷۰۷) اپنے وطن کو لوٹ گئے اور وہاں جا کر علم حاصل کیا- دوسری بار بھی وہ اُسی درویش کے ہمراہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ سے ملاقات و زیارت کی غرض کو آئے- اس بار حضرت سُلطان العارفین قدس سرہٗ کا اِنتقال ہو چکا تھا مگر حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ نے وفات سے ایک روز قبل اپنی انگشت مبارک سے اِسم ''اللہ'' لکھا اور اپنے فرزندوں کے حوالہ کیا کہ جنوب کی طرف سے موسن شاہ نامی آ رہے ہیں' اُن کو دے دیں- موسن شاہ اُسی اِسم ''اللہ'' کو دیکھتے ہی کامل و مکمل ہو گئے- اس کے بعد اُنہوں نے اس نوشتہ نقش اِسم ''اللہ'' کو پانی میں حل کیا اور پی لیا- سیّد موسن شاہ نے سندھ میں سلسلہ قادریہ کی اِشاعت کی اور ایک لاکھ مَردانِ خدا کو تلقین و ارشاد سے نوازا- سلطان حامد قادری نے مناقبِ سلطانی میں لکھا ہے کہ آپ کے علم و عرفان اور جلال و عظمت سے سندھ میں غلط رسومات اور بدعات کا خاتمہ ہو گیا- مُرشدِ کامل حضرت سلطان باھو کی وفات کے بعد مریدین کے ہمراہ تین مرتبہ سیّد موسن شاہ سندھ سے دربار شریف زیارت کو گئے (۷۰۸) اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے بڑے فرزند سلطان نور محمد کے ہاتھ پر ظاہری بیعت کی (۷۰۹)- اگرچہ آپ نے سلسلۂ قادریہ کی زیادہ اِشاعت سندھ میں کی مگر آپ کے ایک خلیفہ اور مُرید پنجاب کے علاقہ سیکسر میں سلطان عبدالرّحیم انھی بڑے نامور اور صاحبِ فیض بزرگ گزرے ہیں' جو پہلے احمد داؤد

Marfat.com

پوترہ کے علاقہ میں اور پھر دائرہ سیّد صلاح الدین شاہ دین پناہ میں رہے تھے- مناقب سلطانی کے مطابق سیکسر کے پہاڑوں میں انّب کے مقام پر آپ کا مزار مرجع خلایق ہے- آپ ایک صاحبِ کرامت عارف تھے- آپ کے زمانہ میں صوبہ ملتان کا حاکم غازی مظفر خان سدوزئی تھا (۷۱۰)

۹- شیخ کالو :

شیخ جُنید کے فرزند تھے جو ملتان کے قریب سردار پور میں رہائش پذیر تھے- وہ شورکوٹ میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ سے ملاقات کو آئے تو حضرت سلطان العارفین کے حُجرہ مبارک سے "ھُو" کی آواز سُنی- وہ بڑے شوق سے حجرہ میں داخل ہوئے تو وہاں کسی کو موجود نہ پایا اور حجرہ سے باہر "ھو" کی آواز سنی' وہ دَوڑ کر باہر نکلے تو وہاں بھی کوئی نہ تھا اور پھر سے حجرہ کے اندر سے "ھو" کی آواز آئی' وہ دوڑتے ہوئے اندر گئے مگر وہی کیفیتِ حال پایا اور اسی طرح وہ کئی بار حجرہ کے اندر اور باہر آتے جاتے رہے اور بالآخر حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ سے ملاقات کا شوق جب حدّ سے بڑھا تو آپ کو شرفِ ملاقات عطا ہوا (۷۱۱) اِسی موقعہ پر شیخ کالوؒ نے بیقراری کے عالم میں یہ ہندی میں شعر کہے:

اَندر ھُو ' باہر ھُو' باھُو کِتھ لَبھیندا
ھُو دا داغ محبت والا دَم دَم نال سَڑیندا

یعنی: ھُو اندر ہے اور باہر بھی (مگر) باھو کو کہاں حاصل کیا جائے (جبکہ) محبتِ الٰہی کا داغ لحظہ بلحظہ جلائے جارہا ہے-

اِسی کے جواب میں حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا :

جِتھے ھُو کرے رُشنائی چھوڑ اندھیرا وَیندا ھو
مَیں قربان تنہاں تُوں باھو جہڑا ھُو نوں صحی کریندا ھُو (۷۱۲)

یعنی: ھُو جہاں بھی رَوشنی کرتا ہے' اندھیرا دُور ہو جاتا ہے' اے باھو! مَیں اُن کے قربان جاؤں جو ھُو سے شناسائی کر لے-

چنانچہ شیخ کالو رحمۃ اللہ علیہ' حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے مرید باصفا ہو گئے اور وہ اسی سردار پور کے گاؤں میں اپنے والد بزرگوار شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کے قریب دفن کئے گئے- سُبحان اللہ! (۷۱۳)-

Marfat.com

۱۰- فاطمہ مستوئن:

حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کو ایک بار چند درویشوں کے ہمراہ ڈیرہ غازی خان کے علاقہ چبری (جو پیر عادل غیاث الدّین برّا ان قدس سرّہٗ کے نزدیک واقع ہے) کا گزر ہوا تو وہاں قدرے توقف فرمایا اور خود خوراک کے لئے بندوبست کرنے لگے- اِسی اثناء میں وہاں پر قریب ہی ایک خاتون جو ہمیشہ درویشوں کی خدمت کیا کرتی تھیں' اُس نے دیکھا تو خدمت کے اِرادہ سے معاونت کرنا چاہی اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ سے مخاطب کر کے عرض کی کہ اے درویش! اس بچی کے گہوارہ کو ذرا جھولا دیتے جائیں تاکہ آرام میں رہے- حضرت قدس سرّہٗ نے جُھولے کو ہلانا شروع کر دیا اور ساتھ ہی اِسم اللہ' اللہ پڑھنے کا تکرار بھی شروع کر دیا- اس خاتون کے خیمہ میں رکھے گئے جھولا میں اس بچی کے قلب پر اِسم اللہ جاری ہو گیا اور وہ جھولے کے اندر ہی خدا تعالیٰ کی وَلیہ ہو گئی- حضرت قدس سرّہٗ نے فرمایا کہ اے خاتون! میں نے اِس بچی کو ایسا جھولا جھولایا ہے جو قیامت تک رُو بہ ترّقی رہے گا- وہ فاطمہ مستوئن ہی تھی جو جھولے میں وَلیہ کاملہ ہو گئی اور اُن کا مزار ڈیرہ غازی خان میں ''وَھوَا'' کے مقام پر فتح خان کے نام سے مشہور دیہات کے علاقہ ''کاتکر'' میں مرجعِ خلایق ہے (۷۱۴)- ڈاکٹر کوثر نے تذکرۂ صوفیائے بلوچستان میں لکھا ہے کہ کاتکر کا قدیم نام ''کرانک'' ہے- مائی مستوئن نے اپنے مرشد کے طریقہ قادریہ اور فیضِ الٰہی کو کافی پھیلایا اور ان سے ہزاروں خلقِ خدا فیضیاب ہوئے- اِسی صاحب حال مائی فاطمہ مستوئن سے مخدوم مہیسر نے سکھر کے علاقہ سے آکر فیض حاصل کیا جو سیہڑ قوم سے تھے اور بعد میں مخدوم کہلائے- سندھ اور بلوچستان میں اِنہی مخدوم مہیسر کی وجہ سے کئی فیض یافتہ گدیاں قائم ہوئیں جن کا آگے قدرے تفصیل سے ذِکر ہوگا (۷۱۵)-

۱۱- پسر فیروز پسر سیلاچی : بلوچستان سے فیروز' میر چاکر خان رِند بلوچ کے ہمراہ پنجاب آئے اور پنجاب میں سَت گرہ کی جاگیروں میں رہائش پذیر ہوئے- اُن کے فرزند نے جن کا نام معلوم نہ ہو سکا' حضرت سلطان العارفین سے اِکتسابِ فیض کیا اور ست گرہ میں ہی وفات پائی اور وہاں پر ہی مدفون ہیں- سیلاچی کی اولاد کا شجرہ اِس طرح ہے:

سیلاچی (مدفن رَاڑہ 'لورالائی)

شاہ کتے	فیروز (دھم قرن ہجری)	شہروند
(مدفن: رَاڑہ شم' لورالائی)	(مدفن: سَت گرہ' پنجاب)	(مدفن: لہڑی' کچھی' بلوچستان)

Marfat.com

سیلاچی کے تینوں بیٹے سجادہ نشینِ اوّل سلطان ولی محمد اور سجادہ نشین دوم شیخ سُلطان مُحمد حسین کے وقت میں حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ کے طریقۂ قادریہ سے مُنسلک ہو کر فیض یاب ہوئے۔

فصل سوم

اُدبائے معاصر:

صوفیاء کے نزدیک اَدب یا فنِ اَدب کوئی مقصود نہیں ہے بلکہ زندگی، تربیتِ زندگی اور عرفانِ ذات ہی مطلوب اہداف ہیں، یہی وجہ ہے کہ صوفیاء اپنے پیغام و تعلیمات کو تو شائع کراتے ہیں مگر اِنشاء اور عُروض کے فن پر زیادہ غور نہیں کرتے، اس کے باوجود بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اُن کے شعر، نثر، اِصطلاحات اور اُن کی مخصوص مثالیں نہ صرف اَدبی نقطۂ نظر سے قابلِ توجہ ہوتے ہیں بلکہ پُرکشش مواد بن جاتا ہے۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کا کلام نہ صرف حکیمانہ بلکہ اَدیبانہ بھی ہے، اِس ضمن میں بخشِ آثار کے باب میں آگے چل کر مفید مباحث پیش ہوں گے۔ یہاں آپ کے ہمعصر اہلِ معرفت اَدیبوں پر نظر ڈالتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق مُحدّث دِہلوی: (۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ)

شیخ عبدالحق بن سیف الدّین بن سعد اللہ ترک دِہلوی کی کنیّت ابوالمجد تھی۔ آپ کے آباؤ اجداد اَصل میں بُخارا کے تھے۔ جب ہند میں آئے تو دِہلی میں بود و باش کر لی۔ آپ ایک فقیہ، مُحقق، مُدقّق اور اپنے وقت کے مؤرخ بھی تھے۔ علم حدیث پر بہت کام کیا۔ طریقت میں سیّد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے بیَعت کی جو حضرت غوث الاعظم کی اولاد سے تھے (۷۱۶)۔ اس کے بعد حضرت خواجہ باقی باللہ کے مُرید ہوئے (۷۱۷)۔

تصانیف:

لمعات، شرحِ مشکوٰۃ (عربی)، شرح سفر السعادت، شرح اَسماء الرِّجال بخاری، شرح فتوح الغیب، اخبار الاخیار، مدارج النبوۃ، جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب، زُبدۃ الآثار، جامع البرکات، زاد المتقین، فتح المنان فی مناقب النعمان، جامع البرکات، تاریخ، رسالہ ماثبت بالسُّنہ، خلیۂ جلیلہ سیّد المرسلین، چہل رسالہ، قصیدہ درنعت رسول مقبول ﷺ آپ کی معروف تصانیف ہیں۔ منجملہ تفسیر، تجوید، حدیث، فقہ، عقاید، تصوف، اَوراد، سیاست، نحو، منطق اور اَدبیات پر ۱۱۶ کتابیں آپ

Marfat.com

نے لکھی ہیں (۷۱۸)۔

افسوس ہے کہ حضرت مُحدّث کا اِنتقال حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کی جوانی کے اوائل میں ہو گیا تھا' ورنہ اَخبار الاخیار کے مصنف ہونے کی حیثیت سے اُن سے ملاقات ہو جاتی ۔ دِین کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں محدث رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ جہانگیر بادشاہ کی اِصلاح کے لئے 'رسالہ نورانیہ سلطانیہ' تصنیف کیا۔ حضرت رِسالت مآب ﷺ کے مقام و منصب پر نہایت قیمتی اور مقبول کتاب ''مَدارِجُ النُّبوّۃ'' لکھی ہے' اِسی طرح صوفیاء کے تذکرہ پر آپ کی کتاب ''اَخبار الاخیار'' زیادہ مشہور ہے۔

قُدسی مشہدی: (ف: ۱۰۵۲ھ)

مُحمّد جان قدؔسی (۷۱۹) شاہجہان کے دربار سے وابستہ تھے۔ آپ ایک قادرُ الکلام شاعر اور محبّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سرشار تھے۔ یہ نعت اُن کی بہت مقبول ہے:

مَرحبا سَیِّدی مکّی مَدَنیُ العَرَبی
دِل و جَان باد فِدایت چہ عَجب خُوش لقَبی (۷۲۰)

شاہجہان کا دَور مسلمان سخنوروں کے لحاظ سے بہت دَرخشاں ہے' اُن دِنوں میں قدؔسی مَشہدی کے ساتھ سعیدؔائے گیلانی' مُلّا شیدؔا' مُنیؔر لاہوری' مُحمّد قلی سلیؔم اور ابو طالب کلیؔم بھی سخنوری میں مشغول تھے (۷۲۱)۔

مُلّا عبدالنبی قزوِینی نے قدؔسی مشہدی کے وَصف میں لکھا ہے:

''یہ بلبلِ گلستانِ خیال مشہد مقدّس سے ہے' اپنے ہی وطن میں جوان ہوئے' اس زمانہ میں اس مقدّس علاقہ سے فصاحت بیان اور قوّتِ زبان میں کوئی اُس کا ہم پلّہ نہیں ہے' وہ شعر کو نہایت پختگی اور لطف کے ساتھ پیش کرتا ہے۔''

یہ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کے ہمعصر' غزل میں دَرد' سوز' پاکیزگیٔ خیال اور اخلاق کے حامل رہے ہیں' یہی ذوق وشوق کا مادّہ ہم حضرت قدس سرّہٗ کے کلام میں پاتے ہیں۔ قدؔسی کی غزلیات سے نمونہ کے طور پر دو شعر ملاحظہ ہوں:

مَن لَذّتِ دَردِ تو بہ دَرمان نہ فروشم
کُفرِ سَرِ زُلفِ تو بہ اِیمان نہ فروشم

Marfat.com

دَر دِل زِ خیالِ گُلِ رُوی تو خلیدہ
خارِی کہ بصد گلشنِ رِضوان نہ فروشم

ولہ
دَر مجلسی کہ احباب شُربِ مُدام کردند
نوبت بما چُو اُفتاد آتش بجام کردند
اِین جا غمِ محبّت ' آن جا سزای عِصیان
آسایشِ دو گیتی بر مَا حرام کردند

صَائبؔ تبریزی اِصفہانی : (۱۰۱۰ھ-۱۰۸۰ھ)

مِرزا محمد علی صائبؔ کے والد مرزا عبدالرّحیم تھے- شاہجہان کے عہد میں بَرِصغیر پاکستان و ہند میں وَارد ہوئے اور کچھ عرصہ کشمیر میں بھی قیام کیا-آپ کا ایک ضخیم دِیوان مُرتّب ہوا ہے-شاہ عباس صَفوی ثانی کے عہد میں ۱۰۵۲ھ کو ایران واپس لوٹ گئے (۷۲۲)-حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کی ملاقات کا امکان نظر نہیں آتا-تمثیل نگاری صائبؔ کا ایک خاص اُسلوب ہے یعنی ایک مصرعہ میں جو بات کی گئی ہے دوسرے مصرعہ میں اُسی کے اثبات میں دلیل دے دی ہے-مذہب سے زیادہ گہرا میلانِ طبع تھا (۷۲۳) اِسی لئے شاعری میں اپنے اَسلاف کے طریقہ پر گامزن رہے-

تذکرہٗ سرخوشؔ کے مطابق مرزا محمد علی صائبؔ تبریزی نے اِصفہان میں اپنی شاعری کا نقارہ بجا رکھا تھا جس کا شور تمام عالم میں پہنچ چکا تھا-آپ کے اشعار کے جواہر پارے جن خوش فکری اور بلند خیالی میں کہے گئے' اُن کی مثال نہ ملتی تھی-اُن کی اپنی زندگی میں ہی اُن کا کلام اور دیوان عالمگیر شہرت اختیار کر گیا-وہ شاہجہان صاحبقران ثانی کے زمانہ میں وَارِدِ ہند ہوئے تھے (۷۲۴) شاہجہان بادشاہ نے اُن کو''مستعد خان''(۷۲۵) کا لقب عطا کیا-ایک عرصہ بعد وہ اِیران کو لوٹے اور شاہ عباس صفوی دوم (۱۶۴۲ءتا۱۶۶۶ء/۱۰۵۲ھ تا ۱۰۷۷ھ) نے آپ کو'ملک الشعراء'' مقرر کیا (۷۲۶)-دراصل حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے اپنے اشعار میں دردِ جوشِ بیان اور حقیقت شناسی کا اظہار فرمایا ہے اور یہ خوبی اور مطالب صائبؔ کے کلام میں بھی ملتے ہیں-صائبؔ کے چند شعر ملاحظہ ہوں (۷۲۷) :

زینتِ خود ساخت دولت ہر چہ را رَدّ ردفقر
مشعلِ شاہ از کُہن دلقِ گدایان روشن است

Marfat.com

نیست ہر آئینہ را تابِ رُخِ گُل رنگ اُو
ہم مگر آئینہ سازند از دِل چو سَنگ اُو
بچشم کم منگر جسمِ خاکساران را
کہ اِین غبار بدامانِ یار نزدیک ست
پاک طِینت را کمالی نیست دانش وَر شُدن
ہیچ حاجت نیست خاکِ کربلا رَا زَر شُدن

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی : (۹۹۶ھ-۱۰۶۸ھ یا ۱۰۹۷ھ)

آپ ایک عالم، فاضل، فقیہ اور مُحدّث تھے- علمِ معقولات میں یگانہ روزگار تھے اور شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو ''آفتابِ پنجاب'' کا لقب دیا (۷۲۸)- مولانا بہت ہی تھوڑے عرصہ میں بدرِ کامل کی طرح چمک گئے اور اُن کے علم وکسبِ فیض سے ایک دُنیا مُستفید ہوئی- جہانگیر کے زمانہ میں مختصری آمدنی پر گزر اوقات کرتے رہے، البتہ شاہجہان کے زمانہ میں مغلیہ دربارِ شاہی میں باریاب ہوئے اور بیش بہا صِلہ آپ کو ملتا رہا- دو بار آپ کا رائج الوقت سِکّوں کے ساتھ وَزن کر کے بطور انعام دیا گیا (۷۲۹)-

آپ کے والد شمس ُالدِین عہدِ مغلیہ ہند کے بلند پایہ علماء میں سے تھے- آپ نے مدارسِ اِسلامی میں مُرّوجہ درسی کتابوں کی شرح اور توضیحات میں بڑی محنت کی- بختاور خان (۷۳۰) نے آپ کی وِلادت کی تاریخ کے لئے لفظ ''حفظ'' لکھا ہے، جس سے ۹۹۸ھ اَخذ ہوتا ہے، مگر وہ خود پھر لکھتے ہیں کہ ۷۱ سال عمر پائی جس سے ولادت کا سال ۱۰۶۷ھ بنتا ہے- شاہجہان کے عہد میں مولانا عبدالحکیم کو بہت زیادہ شاہانہ اِنعام واکرام عطا ہوا (۷۳۱)-

تصانیف:

اُن کے چند رسائل جو دستیاب ہیں، درج ذیل ہیں:

دُرِثمینہ دَر اثباتِ علم واجب، دَلائل التجدید (دَر تائیدِ دعویٰ حضرت مجدّد الف ثانی)، سیلکوتی التصورات (علم منطق)، القول المحیط زاد اللبیب فی سفر حبیب، مزید برآں ۱۸ شروح و حواشی لکھے گئے، جن کے یہ نام ہیں :

حاشیہ مطول، حاشیہ شریفیہ، حاشیہ تفسیر بیضاوی، حاشیہ کتاب مشہور، حاشیہ مقدمات تلویح، حاشیہ شرح عقاید تفتازانی، حاشیہ عقاید دوانیہ، حاشیہ شرح شمسیہ، حاشیہ شرح مطالع، حاشیہ دُرۃ الثمینہ فی اثبات

Marfat.com

واجب تعالیٰ، ترجمہ فارسی غنیۃ الطالبین، حاشیہ عبدالغفور، حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ، حاشیہ خیالی، تکملہ عبدالغفور، حاشیہ قطبی، حواشی ہوامش شرح حکمۃ العین، حاشیہ مراح الارواح (۷۳۲)-

''غنیۃ الطالبین'' کے دیباچہ میں مولانا لکھتے ہیں کہ اس کا ترجمہ استخارہ کی مدد سے اجازت حاصل کر کے کیا گیا ہے۔غنیۃ الطالبین جو شیخ سیّدنا عبدالقادر جیلانی کی تصنیف مسائلِ فقہ، عبادات اور اخلاق پر مشتمل ہے، اس کے آخری باب میں فقر و تصوف اور اُن سے متعلقہ اُمور لکھے گئے ہیں- بہر حال اس عالم باعمل نے حضرت سلطان العارفین کے زمانہ میں بہت دینی اور درسی مقاصد کے لئے محنت کر کے کتابیں پایۂ تکمیل کو پہنچائیں-

سیّد مرتضیٰ شاہ: (ف:۱۰۷۳ھ) پاکستان میں فارسی ادب کی تاریخ میں ڈاکٹر ظہور الدین احمد نے آپ کی ولادت بالی گھاٹ (مرشد آباد) لکھی ہے- آپ صاحب حال و سماع تھے-صوفی منش شاعر تھے-آپ کی دو کتابیں ''یوگِ قلندر'' اور ''پداولی'' معروف ہیں (۷۳۳)-آپ کے اشعار بھی بہت مقبول ہوئے ہیں-حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ نے بھی اپنی بعض تصانیف میں اُن کے اشعار نقل فرمائے ہیں، مثلاً ذیل کی نظم کو حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ نے اپنی کئی تصانیف میں مناسب مواقع پر لکھا ہے:

فارغ از سُود و بی غم از ضررم
دو جہان را بہ نیم جو نخرم
از فریبِ جہان خبر دارم
تا نہ گوئی کہ مَردِ بیخبرم
(۷۳۴)

شاہ مُراد : (ف:۱۱۱۴ھ/۱۷۰۲ء)

انور بیگ اعوان نے اپنی تالیف میں لکھا ہے کہ شاہ مراد قریشی النّسب تھے اور اُن کے والد کا نام قاضی جان محمد تھا- چکوال کے نواح میں خانپور کے مقام پر اُن کی ولادت ہوئی- آپ کی تدفین تکیہ شاہ مراد پر ہی ہوئی (۷۳۵)- آپ قادری سلسلہ سے منسلک تھے- آپ کا عارفانہ مجموعۂ کلام فارسی اور پنجابی پر مشتمل ہے ''گلزارِ شاہ مراد'' جو آپ کا شاعری کا مجموعہ ہے، چھپ چکا ہے (۷۳۶)-

Marfat.com

خوشحال خان خٹک : (۱۰۲۲ھ-۱۱۰۰ھ / ۱۶۱۳ء-۱۶۸۸ء)

آپ اکوڑہ خٹک میں مدفون ہیں (۷۳۷)- خاصی شہرت کے حامل تھے- خوشحال کا بیشتر کلام پشتو میں ہے- آپ کے دیوان میں چار سو سے متجاوز اشعار فارسی میں ہیں جو غزل کی صنف میں ہیں- حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کے کلام میں محویت اور یادِ محبوبِ حقیقی کے مطالب ہوتے ہیں جبکہ خوشحال (۷۳۸) کے فارسی کلام میں بھی یہ کیفیات حاصل ہیں:

شمع سان سوختن آموختہ ام
چہرۂ خویش بر افروختہ ام
میزیم خوشحال خرم ہر زمان بر یادِ دوست
گرچہ از ما بردہ نقد وصل را ہجران دوست

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ شہباز اور اس کی اَوج بلندی پر پرواز کی مثالوں کو استعمال میں لاتے ہیں اسی ذوقِ استعارہ کو خوشحال کے کلام میں بھی ہم دیکھتے ہیں :

بر فراز نہ فلک پروازِ ما ست   باش تا شہباز ما پروا کند (۷۳۹)

عالیؔ، حکیم میرزا محمد نعمت خان شیرازی : (۱۰۵۰ھ-۱۶۴۰ء/۱۱۲۱ھ-۱۷۰۹ء)

آپ ایک عالم، حکیم، شاعر اور نثر نگار تھے- آپ کا تعلق ایک ترک قبیلہ سے تھا- فنِ طبابت میں آپ نے شیراز میں کافی شہرت حاصل کی- اوائل عمر میں ہند پہنچے (۷۴۰)- سرخوش نے اُن کے علم وفضل پر لکھا ہے کہ :

''فضائل وکمالات میں بڑے مستعد لوگوں میں سے اور فنونِ شعر وانشاء پردازی میں اپنے وقت میں قابلِ رشک شخصیت ہوئے ہیں-'' (۷۴۱)

غزل میں عالیؔ نے صائبؔ کی سی تمثیل نگاری پائی ہے اور اُن کے تصوف میں بھی اچھے شعر ملتے ہیں- فرماتے ہیں :

گر طالب معبودی برخیز و بگو اللہ
چون بندۂ مقصودی برخیز و بگو اللہ
در خلقِ خدا می باش چون گل بصفای باش
در یادِ خدا می باش برخیز و بگو اللہ   (۷۴۲)

Marfat.com

تصانیف (۷۴۳):

نعمت عظمیٰ (فارسی میں تفسیر قرآن)، وقائع نعمت خان عالیؔ، دِیوان عالیؔ، حُسن و عشق، جنگ نامہ، مثنویٔ سخنِ عالیؔ، شاہنامہ بہادر شاہی (نایاب)، رُقعات، مضحکات و خوانِ نعمت۔

مِرزا عبدالقادر بیدل: (۱۰۵۴ھ-۱۱۳۳ھ)

آپ تُرک چغتائی النسل تھے۔ عظیم آباد (پٹنہ) میں پیدا ہوئے (۷۴۴)۔ آپ ایک بیدار دِل، خودشناس، خودنگر اور صاحبِ عرفان شاعر تھے۔ ایک ضخیم کلیات اور نثری تالیفات آپ کی یادگار ہیں۔

شاہ فاضل، شاہ یکہ آزاد اور شاہ ملوک جیسے فقراء اہل اللہ کی صحبت سے آپ کا باطن کمالاتِ رُوحانی سے معمور تھا (۷۴۵)۔ بیدؔل ایک پُرگو شاعر تھے۔ مثنوی ''طورِ طریقت'' آپ کی بڑی معروف تصنیف ہے، اس کے علاوہ ایک کلیات اور دِیوان بھی نَول کشور کا طبع کردہ ملتا ہے۔ چار ضخیم جلدوں میں آپ کا سارا کلام کابل میں چھپ چکا ہے۔ بیدؔل کا زیادہ تر کلام غزلیات میں ہے، آپ کے کلام کا خصوصی وصف آپ کی معنیٰ آفرینی ہے۔ بیدؔل کی غزلیات میں وَجد اور جوش پایا جاتا ہے، اِسی وَجد اور جوش کی کیفیات حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کے دِیوان میں بھی ظاہر ہے البتہ بیدل کا کلام شاعری کی صنف میں بہت زیادہ ہے، آپ کی غزل سے دو شعر ملاحظہ ہوں:

ہمہ عُمر با تو قدح زدیم و نرفت رنجِ خمارِ مَا
چہ قیامتی کہ نمی رسی زکنارِ مَا بہ کنارِ مَا
تو کریمِ مُطلق و مَن گدا چہ کُنی جُز این کہ نخوانیم
در دیگری بنما کہ مَن بکُجا رَوَم چُو برانیم (۷۴۶)

Marfat.com

بابِ چہارم

خدماتِ حضرت سُلطان باھو

فقیرِ کامل کی زندگی رب تعالیٰ کا اعجاز ہی ہوتا ہے' جس سے پورا معاشرہ استفادہ کرتا ہے۔ فقیر جہاں بھی زندگی گزارتا ہے وہاں خُلقِ مُحمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو کو پھیلاتا ہے' فقیر جامع صفاتِ الٰہی ہوتا ہے' اِس لئے ہر مقام پر صداقت و حقیقت کو فروغ بخشتا ہے۔

فقیرِ کامل کی خانقاہ زندگی بخش مرکز ہوا کرتا ہے جہاں سے معاشرہ علم و عرفان' تزکیۂ نفس اور صفائے قلب حاصل کرتا ہے۔ اِنسان' دُنیا اور فریبِ دُنیا کے باعث سینکڑوں حجابات میں غرق ہو کر رہ جاتا ہے اور حق تعالیٰ کے قرب اور شناخت سے دُور تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ فقیرِ کامل کے حلقہ اور خانقاہ کی تاثیر دِلوں سے دُنیا اور حُبِ دُنیا کی آلودگیوں کو صاف کرتی ہے اور صفائے قلب سے قربِ خداوندی حاصل ہوتا ہے۔ صفائے قلب حاصل ہونے پر قرآن حکیم سے علم و عرفان کی روشنی ملنا شروع ہو جاتی ہے۔ طالب کی رُوحانی غذا فقیرِ کامل کے قرب سے میسر ہوتی ہے جو باطنی اِنقلاب کا موجب بن جاتا ہے۔ فقیر یا عارف کی اِس زمرہ میں خدمات' زندگی کی بنیاد قرار پاتی ہے۔ حقیقی ذوق اور معرفت کی چاشنی نہ ہو تو محض دُنیا اور حُبِ دُنیا انسان کو خودکشی کے مقام پر لا ٹھہراتی ہے اور اُسے اَسفل السافلین کے تنزل پر پہنچاتی ہے۔

دِین اور معاشرہ کے لئے حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ کی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ آپ نے جہاں کہیں بھی قیام فرمایا' وہاں رُشد و ہدایات کا مرکز قائم کیا۔ آپ لوگوں کی ظاہری اور باطنی علوم میں معاونت فرماتے تھے' حق و صداقت کے دَرس سے گرد و نواح کو جلا بخشتے تھے۔ آپ صبر' توکل اور عشق کے انوار سے لوگوں کو زندگی کی حرارت اور ذوق عطا فرماتے تھے۔ بقول رومی

ع۔ کارِ پاکان رَوشنی وگرمی است

اِسی طرح سفر اور سیر و سیاحت کے دوران آپ جہاں کہیں بھی گئے مبلغِ اِسلام اور دِینِ مُصطفیٰ

Marfat.com

(صلی اللہ علیہ وسلم) کے صاحبِ عرفان کے طور پر اعلانِ حق فرماتے گئے- آپ نے برصغیر پاکستان و ہند کے علاوہ اِیران، شام، مصر اور عرب کے سفر اختیار کیۓ (۷۴۷) اور جہاں بھی گئے، عارفانہ تبلیغ کی خدمات سرانجام دیتے گئے- تلاشِ حق کیلیۓ آپ کی تمام تر کاوش فکری قوّت کو بیدار کرتی ہے، جب آپ فرماتے ہیں :

''مَیں تیس سال مرشد کی تلاش میں رہا ہوں اور اب کئی سالوں سے طالب کی جستجو میں ہوں، مگر اللہ کا طالب نہیں ملتا-'' (۷۴۸)

کتاب ''نُورالہُدیٰ'' میں فرماتے ہیں:

''ایک عرصہ ہوگیا، کئی سال گزر گئے کہ طالبان (حق) کی تلاش میں ہوں، ایسا طالب جو توّجہ کے لائق ہو-'' (۷۴۹)

یہ کردار و عمل، اِستقامت کے اوصاف، تحقیق اور عشق کے لئے رہنما ہے اور ایک کامل نمونہ ہے- کافر تو آپ کا رُخِ مبارک دیکھ کر اور آپ کا کلام سن کر ہی کلمۂ طَیّب **لاإلٰـــہ اِلاّاللہ مُحمّد ٌرَسوُلُ اللہ** پڑھ لیتے تھے (۷۵۰) آپ میں ایسی رُوحانی تاثیر پنگھوڑے سے لیکر قبر مبارک تک دیکھی گئی ہے- آپ کے عارفانہ فیوضات کا سلسلہ تو آپ کے وِصال کے بعد بھی جاری چلا آ رہا ہے- دَر حقیقت حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کی خانقاہ مرکزِ تجلیات اور محبطِ اَنوارِ الٰہی ہے- خود فرماتے ہیں :

ہر کہ طالبِ حق بوَد مَن حاضرم
زِ اِبتدا تا اِنتہا ، یک دَم بُرم
طالب بیا ! طالب بیا ! طالب بیا !
تا رَسانَم روزِ اوّل با خُدا (۷۵۱)

بہر حال آپ کی خدمات مختلف میدانوں میں باکثرت ہیں- آپ کی علمی اور دِینی خدمات بالخصوص بیان کی جاتی ہیں-

Marfat.com

فصل اوّل

خدماتِ علمی:

عِلم کیا ہے؟ جاننا پہچاننا ہے'یہ جان پہچان کس لئے! یہ دُنیوی ترّقی کے مقاصد کے لئے یا عرفانِ حق تعالیٰ کے لئے ہی ہے' اگر یہ شناخت یا علم دُنیا' حرص وطمع کے مقاصد کے لئے ہو تو اِنتہائی قابلِ مُذمّت ہے کیونکہ محض نفسانی مقصد بن جاتا ہے اور وہ علم جو دِیدارِ حق تعالیٰ کیلئے کارفرما ہو'رحمانی قرار پاتا ہے-حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ نے فرمایا ہے کہ :

''علم کی بھی دو قسمیں ہیں'علمِ عارفیت'علمِ عاریت-علمِ عارفیت' علم رَبوبیّت ہے' جس میں دِیدار کا طالب ہوا جاتا ہے-علمِ عاریت میں دُنیا کی طلب ہے جو مُردار ہے-وہ علم جو خدا تعالیٰ کے لئے اور باعمل ہونے کے لئے ہو'مُحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقام تک رَسائی دِلاتا ہے اور وہ علم جو دُنیا اور روزگار کے لئے حاصل کیا جائے'ابوجہل کا ساتھی بنا دیتا ہے''(۷۵۲)

اِسی طرح صوفیاء کے ہاں علم دو حصّوں میں تقسیم ہو جاتا ہے-ایک علم ظاہر'دُوسرا علمِ باطن-علمِ ظاہر میں قرآن شریف' حدیث' فقہ' منطق' ریاضی' کیمیا' بیالوجی' فزکس وغیرہ کے علوم آ جاتے ہیں اور علمِ باطن ذَوق وشوق اور عشق کے ذریعہ لوح' قلم' کرسی' دِیدار اور معرفتِ حق تعالیٰ کو رہنما بنتا ہے-وہ علم محض زندگی گزارنے کے لئے اور یہ علم زندگی اور اُس کے مقصود یعنی عرفانِ حق تعالیٰ کے لئے ہے-حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے فرمایا ہے:

''علمِ ظاہر اِبتدا ہے اور علمِ باطن اِنتہا کا مقام ہے-دونوں علوم کو حاصل کئے بغیر اصل مراتب تک پہنچنا ممکن نہیں ہے-علم رُوح کا غمخوار ہے'علم کے بغیر زاہد شیطان کے مراتب پر ہوتا ہے-''(۷۵۳)

بقول رومیؒ :

علم چون بر دِل زَند یاری شود   علم چون بر تَن زَند باری شود   (۷۵۴)

حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے علم ظاہر اور علم باطن کے بارے میں ایک جگہ پر فرمایا ہے :

''علمِ ظاہر' قال وبیان اور علمِ باطن معرفت وصالِ عیان ہے' جہاں پر علم عیان ہے'

Marfat.com

وہاں قال و بیان کی کیا حاجت ہے۔ جسے بھی علمِ تصوف سے (علم) عیان حاصل ہو‘ نہ فرض‘ واجب‘ سُنّت‘ مُستحب‘ فقہ‘ ظاہر مسائل کا بیان حاصل ہو‘ اسے فقیر نہیں کہا جا سکتا بلکہ حیوان ہے جو نفس و شیطان کی قید میں ہے۔‘‘ (۷۵۵)

حضرت قدس سرّہٗ اپنے مباحث میں زیادہ علمِ باطن کو ہی لاتے ہیں کیونکہ علمِ معرفت اور دیدارِ حق تعالیٰ کے بغیر انسان حیوان کی طرح ہوتا ہے‘ اِس لئے آپ نے اپنی جملہ تصانیف میں علمِ معرفت پر ہی لکھا ہے (۷۵۶)۔ علم کی اَصل و غایت کے بارے میں فرماتے ہیں :

علمی کہ رہ بدوست برد در کتاب نیست

اِینہا کہ من بخوانم ہمہ دَر حساب نیست (۷۵۷)

مُرشدِ کامل کی توجہ‘ تصوّرِ اِسم اللہ تعالیٰ اور دعوت‘ عرفان کا باعث ہوتے ہیں (۷۵۸)
اِن معرفت و علمِ باطن کے تینوں سرچشموں کے ضمن میں حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ کی تعلیمات سے چند اِقتباسات پر نظر ڈالتے ہیں۔ مُرشدِ کامل کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ وہ مُعلّمِ اَوّل اور رہنمائے راہِ معرفت ہوتا ہے :

’’مرشد کامل مکمل اُسے کہتے ہیں جو ایک ہی نظر سے طالب اللہ کو اِس طرح پہچان لے جیسے مقناطیس طلا کو اور جیسے صرّاف زر کو پرکھ لیتا ہے۔‘‘ (۷۵۹)

تصور اِسم اللہ کے لئے فرماتے ہیں :

’’قرآن‘ توریت‘ انجیل‘ زبور اور ہر فقہ کی کتاب‘ مسائل‘ تفسیر کتابوں میں سے شمار نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہیں۔ چاروں کتابیں اسم اللہ ذات کی شرح ہیں‘ اُن کی اصل و غایت کو مطالعہ کرنے سے ظاہر و باطن جملہ علوم واضح ہو جاتے ہیں اور علم کے پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اَوراق کے مطالعہ سے اِستغراق کا مطالعہ بہتر ہے۔‘‘ (۷۶۰)

علمِ دَعوت کے ضمن میں فرمایا :

’’طالب جب چاہے کہ نورِ وحدانیت میں گم ہو جائے اور جب بھی چاہے کہ دِیدارِ پُر انوار و مجلسِ مُحمّدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حُضوری حاصل ہو جائے‘ جن کی ذاتِ گرامی پر ہماری جان ہزار بار قربان ہو‘ تو اس نور اور حضور کے راستہ کو اولیاء اللہ کی قبر یا شہداء کی قبر مبارک کے رُوحانی سے ملاقات ہونے پر حاصل کر لے۔‘‘ (۷۶۱)

حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ علم (ظاہر و باطن) کے مباحث میں وجدان کو

Marfat.com

سب سے بلند مقام قرار دیتے ہیں کیونکہ وجدان، فکر یا وہمِ کاملہ کی قوت ہے جو دراصل علمِ لطیف سے متعلق ہے، یہ علم، علمِ مشاہدہ اور علمِ تحقیق کا نتیجہ ہے۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اس قوتِ واہمہ کاملہ سے انسان جس شکل میں بھی چاہے، اپنے کو لا سکتا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں ہی مرشدِ کامل کی تلاش کے زمانہ میں اسی طرح کر کے دکھایا گویا اس علم کو عملاً کردار اور مشاہدہ میں لے آئے (۷۶۲)۔ اس عمل و مشاہدات کے مراحل آپ کے نزدیک صرف اس حد تک نہیں بلکہ ان کے حصولِ علم میں انسان اپنے کو خاک، آب، ہوا یا آتش کی شکل میں لا سکتا ہے۔ (۷۶۳)

ظاہر ہے کہ علم کا یہ حصہ یا شعبہ کیمیا، طبیعات اور مکینکس کے ماہرین و علماء کو دعوتِ فکر دیتا ہے۔

تخلیقِ کائنات اور آدم کی پیدائش کے بارے میں بھی بعض احادیث سے آپ کے علمی انکشافات جو علوم حفاری (زمین کی کھدائی کا فن) اور علومِ آثار قدیمہ سے متعلق بنتے ہیں ہماری معلومات میں اضافہ ہوتا ہے (۷۶۴) چنانچہ فرماتے ہیں :

''ہمارے آدم سے پہلے بہت سے آدم گزرے ہیں اور آدم کی تاریخ کئی سو ملین سالوں پر پھیلی ہوئی ہے۔'' (۷۶۵)

یہ تمام علوم جنکی نشاندہی اوپر کر دی گئی ہے، آپ کی عالی ہمتی اور قوتِ رُوحانی کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے، اِس لئے کہ حضرت ممدوح قدس سرہٗ کے علم کی انتہا معرفتِ ذاتِ حق تعالیٰ کو پہنچ جاتی ہے۔

حضرت ممدوح قدس سرہٗ کی انہیں فیوضات اور علمی تعلیمات سے ان کے اپنے زمانہ سے لے کر آج تک متعدد خانقاہوں کے سلسلے قائم ہوئے ہیں، جہاں پر رُشد و عرفان کے دَرس جاری ہیں۔ ان چند خانقاہوں کی ذیل میں نشاندہی کی جاتی ہے، جہاں آج بھی عارفانہ فیوضات و تعلیمات جو حضرتِ ممدوح سے متعلق ہیں، جاری ہیں :

۱- خانقاہ حافظ محمد بازید وبی بی راستی :

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے والد اور والدہ کے مزارات شورکوٹ شہر میں آپ کے اپنے وقت سے ہی قائم ہیں اور اُس زمانہ میں یہ خانقاہ دَرس و عرفان کا مرکز تھی، آجکل بھی ایک سرائے اور لنگر خانہ رفاہِ عامہ کیلئے وہاں پر موجود ہے، ان دنوں اِس خانقاہ کے متولی

Marfat.com

صاحبزادہ حاجی سلطان عبدالمجید ابن حضرت سلطان نور حسن ہیں (۷۶۶)۔

۲- خانقاہ حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ : (۷۶۷)

یہ خانقاہ آپ کی اپنی زندگی میں رُشد وہدایت کا منبع رہی ہے اور حضرت ممدوح قدس سرہٗ کے وصال کے بعد ۱۱۰۲ھ سے موجودہ وقت تک درگاہ کے سجادہ نشینوں نے رُشد وہدایت کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔ اِس وقت سلطان غلام جیلانی ابن حضرت محمد اَمیر سلطان سجادہ نشین ہیں۔

۳- مُلّا معالی :

یہ خانقاہ کُرک ہستی بلوچستان میں واقع ہے۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ (۱۰۳۹ھ-۱۱۰۲ھ) کی زندگی سے اور بعد میں مرید ہو جانے کے وقت سے بلوچستان میں سلسلۂ قادریہ کو فروغ دینا شروع کر دیا گیا، حتیٰ کہ موجودہ وقت میں اِن کی اولاد جو اَخوند زادہ کہلاتے ہیں، طریقت میں سلسلۂ قادریہ کی خدمت کر رہے ہیں۔

۴- خانقاہ مائی فاطمہ مستوئن:

یہ خانقاہ ڈیرہ غازی خان کے علاقہ 'وَہوا' میں ۱۱۰۰ھ سے مرجعِ خلایق ہے۔ یہ عارفہ پنگھوڑے کے اندر حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ سے فیضیاب ہوئیں۔ جب حضرت ممدوح قدس سرہٗ اپنی زندگی میں ان کے گھر پر تشریف لائے تھے'۔ اِس فیضیافتہ خاتون کے توسط سے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کا سلسلہ طریقتِ قادریہ، سندھ اور بلوچستان میں کافی پھیلا ہے۔

۵- خانقاہ سیّد موسن شاہ:

صوبہ سندھ میں روہڑی کے قریب لوموسن شاہ میں یہ خانقاہ ۱۱۱۱ھ سے رُشد وہدایت کا مرکز ہے۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے وِصال کے دِن ایک تختی پر اِسم اللہ لکھ کر فرمایا تھا کہ یہ موسن شاہ کے حوالہ کیا جائے جو سندھ سے آنے والے ہیں، اسی لوح اسم اللہ سے موسن شاہ کو فیضان وعرفان حاصل ہوا۔* موسن شاہ کا اصل نام سید موسیٰ تھا۔ دیکھئے لوموسن۔

۶- دَربار سیّد احمد وسیّد محمود (۷۶۸) :

یہ خانقاہ خوشاب (سرگودھا) میں سلسلۂ قادریہ کی مشہور زیارتگاہ خاص وعام ہے۔ انہوں نے براہِ راست حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ سے عالمگیر کے عہد میں فیض پایا۔

۷- مزار خلیفہ نورنگ کھیتران :

ڈیرہ غازی خان کے علاقہ وَہوا میں مرجع خلایق ہے۔ آپ نے حضرت سلطان

Marfat.com

العارفین قدس سرّہٗ کی زندگی میں آپ سے براہ راست فیض حاصل کیا'

۸- دربار شاہ مراد :

ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقہ لُنڈا شریف میں ۱۱۲۳ھ سے زیارتگاہِ عام ہے- شاہ مراد' خلیفہ نورنگ کھیتران کے مرید تھے- شاہ مراد کا خانوادہ رُشد و ہدایت میں اور طریقت کی خدمت کر رہا ہے-

۹- خانقاہ سیّد خیر محمد شاہ :

آگے ملاحظہ ہو خانقاہ پیر خیر شاہ لسکانی والا-

۱۰- خانقاہ سیّد شاہ حسین شیرازی :

یہ خانقاہ لُنڈا شریف سے جنوب میں تین کیلومیٹر کے فاصلہ پر ۱۱۵۰ھ سے سلسلہ قادریہ کے فروغ میں خدمات سرانجام دے رہی ہے- شاہ حسین شاہ مراد (لنڈا شریف) کے خلیفہ تھے-

۱۱- خانقاہ سلطان مرتضیٰ :

یہ خانقاہ ۱۱۵۱ھ سے سلسلہ عالیہ سے متعلق ہے- مرتضی شاہ خلیفہ شاہ مراد کے مرید اور خلیفہ تھے- اپنے مرشد سے سلطان کا لقب پایا- ڈیرہ اسماعیل خان سے ۴۵ کیلومیٹر کے فاصلہ پر جنوب کی طرف شہر میرن میں مرجع خلایق ہے-

۱۲- خانقاہ شیخ یوسف :

یہ خانقاہ بھی سال ۱۱۵۱ھ سے رُشد و ہدایت کا ایک مرکز ہے- شیخ (لُنڈا شریف' ڈیرہ اسماعیل خان کے) شاہ مراد کے خلیفہ اور مرید تھے- یہ خانقاہ ڈیرہ اسماعیل خان سے شمال مغرب میں چار کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے-

۱۳- خانقاہ محرم سلطان :

ڈیرہ اسماعیل خان سے بارہ کلومیٹر کے فاصلہ پر ۱۱۵۲ھ میں یہ خانقاہ وجود میں آئی جو قیوم نگر کے قریب واقع ہے' ایک معروف زیارتگاہ ہے- صاحب خانقاہ نے بھی شاہ مراد رحمۃ اللہ علیہ (لُنڈا شریف) سے اکتساب فیض کیا تھا-

۱۴- خانقاہ خلیفہ محمد صدیق :

صاحب مزار نے مائی فاطمہ مستوئن (وھوا' ڈیرہ غازیخان) سے فیض پایا جیسا کہ پہلے

Marfat.com

ذکر ہوا' مائی فاطمہ مستوئن نے حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' سے پنگھوڑے کے اندر فیض پایا تھا- خلیفہ محمد صدیق سیہڑ قوم سے تھے اور لیہ کمال خان کے رہنے والے تھے جو اُن دنوں ڈیرہ اسماعیل خان میں آتا تھا (آج کل لیہ' مظفر گڑھ کے ضلع میں ہے) خلیفہ محمد صدیق نے فیض و تربیت حاصل کرنے کے بعد سکھر کے قریب محمد پور کے مقام پر سکونت اختیار کرلی- آپ کی خانقاہ مبارک ۱۱۸۰ھ سے مرجعِ خلایق ہے اور آپ کا خانوادہ مہیسر کے مخدوموں کے نام سے مشہور ہے- سجادگی کا سلسلہ جاری ہے' آج کل مخدوم نثار احمد سجادہ نشین ہیں

*یہ خانوادہ مخدومان مہیسر سے یاد کیا جاتا ہے- مہیسر کے نام سے علاقہ محمد پور ہے، مہیسر ریلوے سٹیشن سکھر کی لائن پر ہے-

۱۵- خانقاہ میاں جی مُراد بھٹی :

مُراد بھٹی' حضرت مخدوم مہیسر (خلیفہ محمد صدیق) کے مرید تھے اور آپ کا مزار مبارک ۱۲۰۰ھ سے بھر گڑی ریلوے سٹیشن کے قریب وڈاہ کے مقام پر صوبہ بلوچستان میں معروف زیارت گاہ ہے اور غیر معمولی برکات کی حامل ہے-

۱۶- خانقاہ میاں محمد صدیق :

شہداد کوٹ (سندھ) میں یہ خانقاہ مَرجعِ خلایق ہے- صاحب مزار نے مخدوم مہیسر (خلیفہ مُحمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ) سے اِکتسابِ فیض کیا تھا اور اُن میں سلسلۂ سجادگی چل رہا ہے-

۱۷- خانقاہ سُلطان عظمت :

سلطان عظمت (پسر سلطان محمد حسین سجادہ نشین دوم) کی خانقاہ احمد پور شرقیہ میں مرجعِ خلایق ہے- اس خانقاہ کی بنیاد قریباً ۱۲۰۵ھ کو رکھی گئی- آپ کے کنبہ میں سلسلۂ سجادگی آرہا ہے-

۱۸- خانقاہ میاں علاءُ الدِین :

مِیاں صاحب کے والد میاں فتح دِین تھے- اُن کی خانقاہ چِھڑ (خوشاب' سرگودھا) میں ۱۲۴۰ھ سے مشہور ہے- اُن کے خانوادہ کا ہر فرد حافظِ قرآن شریف چلا آرہا ہے- اُن کے خاندان کے بیشتر افراد آجکل چوکھنڈی (ضلع کامل پور) میں سکونت پذیر ہیں-

۱۹- خانقاہ گُل مُحمد سندھی :

صاحب مزار نے سلطان حافظ محمد سجادہ نشین سے کسبِ فیض کیا تھا- خود جاچڑاں جنوبی کے باشندہ تھے' پنجوانہ کے علاقہ میں شاہ نظام کے قبرستان میں ۱۲۴۰ھ سے آپ کی خانقاہ زیارتگاہِ

Marfat.com

خاص وعام ہے۔

۲۰- خانقاہِ میاں مُحمد کامِل:

بلوچستان کے ضلع کچھی میں لہڑی کے علاقہ میں کٹبار شریف کے مشہور مقام پر یہ خانقاہ ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۳ء سے مرکزِ فیوضات ہے۔ صاحبِ مزار نے مخدوم مہیسر (خلیفہ محمد صدیق) سے اِکتسابِ فیض کیا تھا۔ سلسلۂ سجادگی اِس خانوادہ میں آرہا ہے۔

۲۱- خانقاہ فقیر محمود:

بلوچستان میں نوتال ریلوے اسٹیشن کے نواح میں لانڈھی کے مقام پر یہ خانقاہ ۱۲۵۰ھ سے قائم ہے۔ صاحب مزار نے مخدوم محمد صدیق مہیسر رحمۃ اللہ علیہ سے کسبِ فیض کیا۔ ان کے خانوادہ میں بھی سلسلۂ سجادگی آرہا ہے۔

۲۲- خانقاہ پیر خیر شاہ لسکانی والا:

صاحبِ مزار پیر سیّد عبدالرّزاق رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے جو پیر غیاث الدّین تیغِ برّاں (ڈیرہ غازی خان) کی اولاد سے ہوئے۔ یہ خانقاہ پیر سیّد حامد محمود پیر محمد راجن جو ضلع لیہ میں مرجعِ خلایق ہے، کے نزدیک ۱۲۶۴ھ سے معروف زیارتگاہ ہے۔ صاحبِ مزار سلطان غلام باھو سجادہ نشین کے زمانہ میں دربار حضرت سلطان باھو آئے اور حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کے مزار مبارک سے براہِ راست فیضیاب ہوئے۔ اس کے بعد پیر سیّد شاہ مراد (مریدِ نورنگ کھیتران) کے باطنی کشف سے لُنڈا شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) جاکر اُن کی خانقاہ پر ایک عرصہ تک مُعتکف رہے۔

۲۳- خانقاہ سیّد عبداللہ شاہ:

یہ خانقاہ احمد پور شرقیہ میں ۱۲۶۳ھ سے مرجعِ خلایق ہے۔ صاحب مزار مدینہ منورہ سے دربار حضرت سلطان باھو آئے اور مزارِ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ سے براہِ راست اِکتسابِ فیض کیا۔ مڈ مپال (جھنگ) کے پیر عبدالغفور آپ کے حلقۂ ارادت میں آئے اور مرید ہوئے۔

۲۴- خانقاہ مولوی تاج محمود:

آپ کی خانقاہ شکارپور کے نواح میں ۱۲۹۰ھ سے مرجعِ خلایق ہے۔ آپ مہر قوم سے تھے اور سیّد موسن شاہ کے مرید ہوئے جو حضرت سلطان باھو قدس سرہ سے فیضیاب ہوئے تھے۔

Marfat.com

۲۵- خانقاہ بابامیاں اللہ جوایا:

شاہ پور سرگودھا کے علاقہ عاقل شاہ میں ۱۲۹۸ھ سے یہ خانقاہ مرجع خلایق ہے-میاں صاحب نے حضرت سلطان باھو بخش رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی- آپ راعی قبیلہ سے ایک صاحب کرامت بزرگ تھے-

۲۶- خانقاہ سلطان فتح محمد (پسر شیخ سلطان یار محمد) :

یہ خانقاہ گرہ جمعہ میں واقع ہے جو ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقہ میں ہے- یہ زیارتگاہ ۱۲۹۹ھ سے مرجعِ خلایق ہے- صاحب مزار کی نرینہ اولاد نہ تھی- سلطان غلام باھو (۷۶۹) ولد سلطان محمد نواز رحمۃ اللہ علیہ وہاں پر سجادہ نشین ہوئے- سال ۲۰۰۱ء کو ان کا وصال ہوا، ان کے بڑے فرزند علامہ نور سلطان قادری نے اپنے چھوٹے بھائی سلطان نور احمد کو جانشینی کی دستار دیدی۔

۲۷- خانقاہ سلطان سردار بخش شہید:

صاحبِ خانقاہ سلطان شاہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے- یہ خانقاہ بھکر (*ضلع بھکر) میں *۱۲۸۹ھ سے مرجعِ خلایق ہے، بعض حاسدین کے ہاتھوں صوبہ سرحد میں آپ کو زہر دی گئی جس کے نتیجہ میں شہید ہوئے- فرزندِ نرینہ نہ تھی، سلطان غلام رسول (۷۷۰) پسر سلطان غلا م میراں رحمۃ اللہ علیہ (حضراتِ سمندری) میں آپ کا سلسلۂ سجادگی چلا آ رہا ہے- *عبدالحنان ناصر عمر ۶۵ سال نے فروری ۱۹۹۷ء کو بتایا کہ وہ شیخ اوتار (تحصیل ٹانک، صوبہ سرحد) کا باشندہ ہے اس کے دادا گل امام ناصر نے سلطان سردار بخش شہید کے جسد مبارک کو اپنے گاؤں شیخ اوتار میں غسل دیا اور مقام غسل اب تک زیارتگاہ ہے۔ آج کل سلطان خیر محمد (ابن سلطان نور محمد) اور ضیاء سلطان (ابن سلطان عمر دراز) خانقاہ کی خدمت پر مامور ہیں۔ جو حضرت محمد مشتاق سجادہ نشین (ف ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ / ۱۵ اگست ۱۹۶۷ء) مرحوم کی ازدواج کی نمائندگی کرتے ہیں۔

۲۸- خانقاہ سید محسن شاہ نقوی :

صاحبِ مزار نے سلطان نور احمد سجادہ نشین سے کسب فیض کیا تھا- سرائے عالمگیر (گجرات) میں قریباً ۱۳۱۰ھ سے زیارتگاہِ خاص و عام ہے-

Marfat.com

۲۹- خانقاہ میاں رحمت :

شاہ پور کے علاقہ اچھر وال میں ۱۳۱۹ھ سے مرجعِ خلایق ہے- میاں رحمت نے سلطان صالح محمد سجادہ نشین سے اِکتسابِ فیض کیا تھا-

۳۰- خانقاہ صدو فقیر :

یہ خانقاہ کوٹ نواز (گومل) میں ۱۳۲۷ھ سے زیارتگاہِ خاص و عام ہے- صاحب مزار نے سلطان غلام نبی پسر سلطان غلام میراں سے اِکتساب فیض کیا تھا-

*اس خانقاہ کے متولی خلیفہ شریف میانی رہ چکے ہیں آج کل خلیفہ عجب خان میانی کے زیر اہتمام ہے-

۳۱- خانقاہ لعل شاہ ہمدانی : (پسر شریف شاہ ہمدانی' دندا شاہ بلاول)

حضرت سلطان باھو قدس سرہ' کے دربار شریف کے عقب میں ۱۳۲۸ھ سے یہ زیارت گاہ مرجعِ خلایق ہے- صاحبِ مزار نے براہ راست حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' سے اِکتسابِ فیض کیا اور وہیں پر ہی اِعتکاف میں جان' جان آفرین کے سپرد کر دی- سلسلۂ سجادگی آپ کے برادرِ حقیقی سیّد محمد حسین شاہ کی اولاد میں آ رہا ہے جو ایک مردِ عاشق تھے اور خانوادۂ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' کے ہی مرید تھے-

۳۲- خانقاہ فقیر محمد دِین بُرہانی :

ضلع کامل پور کے شہر بُرہان میں سال ۱۳۲۲ھ سے یہ ایک معروف زیارتگاہ ہے- فقیر مذکور نے براہِ راست حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' سے اِکتسابِ فیض کیا- آپ کے فرزند فقیر حضرت جی نے بھی براہِ راست دربار حضرت سلطان باھو سے کسبِ معرفت کیا- اُن کا مزار بھی اپنے والد کے مزار کے ساتھ ۱۳۵۲ھ سے ایک ہی محل میں موجود ہے- سائیں محمد مشتاق آپ کی اولاد سے سجادہ نشین تھے- *جن کا ۱۹۹۰ء کو انتقال ہو چکا ہے جو خانقاہ کے احاطہ میں سپرد خاک ہوئے- ان کے فرزندان محمد اشتیاق اور محمد اشفاق موجود ہیں موخر الذکر فرزند سجادہ نشین ہوئے ہیں-

۳۳- خانقاہ فقیر مُحمد دِین گجراتی :

فقیر صاحب حضرت جعفر طیار ابن ابو طالب کی اولاد سے تھے اور اُن کا مزار ۱۳۳۳ھ سے گجرات میں مرجعِ خلایق ہے- آپ حاجی الحرمین شریفین تھے- غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ' النّورانی کی زیارت کے لئے بغداد شریف بھی گئے تھے اور سال ۱۳۰۰ھ کو بصرہ

Marfat.com

کے حاکم کو کتاب ''عین الفقر'' (تصنیف حضرت سلطان باھو) عطا کی- آپ حضرت ممدوح قدس سرّہٗ کے عاشقان صادق میں سے تھے-

۳۴- خانقاہ خلیفہ عبدالعزیز یوسف زئی:

کوئٹہ میں کیچی بیگ کے قبرستان میں سال ۱۳۳۴ھ سے آپ کی بابرکت مزار موجود ہے- آپ کی اولاد طریقت کی خدمت میں بھی مشغول ہے- آپ سلطان صالح محمد سجادہ نشین کے مرید تھے-* آپ کے فرزند اور متولی خلیفہ مولوی عبدالغفور کا ۱۹۸۸ء میں اور ان کے بھائی خلیفہ عبدالوہاب خان کا جون ۱۹۹۶ء کو انتقال ہوا۔ ہر دو کی تدفین قبرستان کیچی لیگ (کوئٹہ) میں صاحب خانقاہ کے مزار کے احاطہ میں ہے۔

۳۵- خانقاہ پیر زمان شاہ :

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے دربار شریف کے عقبی قبرستان میں یہ مزار ۱۳۳۵ھ سے مرجع خلایق ہے- آپ سلطان محمد نواز عارف (۱۷۷) (پسر سلطان نور محمد) کے معاصر اور اُستاد بھی تھے-

۳۶- خانقاہ جمعہ شاہ :

یہ مزار بھی حضرت ممدوح قدس سرّہٗ کے دربارِ عالی کے عقبی گورستان میں ۱۳۴۲ھ سے زیارتگاہِ خاص وعام ہے- ایک قلندر صفت شخصیت تھے اور حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ سے براہِ راست فیضیاب ہوئے-

۳۷- خانقاہ سلطان نور محمد ابن سلطان غلام رسول :

یہ خانقاہ پُرانا دربار حضرت سلطان باھو کے قریب واقع چاہ سمندری میں مرجعِ خلایق ہے- صاحبِ خانقاہ کے فرزند سلطان محمد نواز عارف کا اِنتقال ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء کو ہوا اور وہ بھی اِسی خانقاہ میں سپردِ خاک ہوئے-

۳۸- خانقاہ سیّد تیمور شاہ بخاری :

یہ خانقاہ بلوچستان کے شہر گنداوہ میں ۱۳۵۰ھ سے مرجعِ خلایق ہے- آپ حضرت امیر سلطان سجادہ نشین سے بیعت ہوئے تھے- آپ کے خانوادہ میں سلسلہ سجادگی بھی آ رہا ہے-

Marfat.com

۳۹- خانقاہ پیر بہادر شاہ مشہدی:

شور کوٹ کے علاقہ محمود پور کاٹھیہ میں سال ۱۳۵۳ھ سے یہ خانقاہ مرجعِ خلایق ہے۔ صاحبِ خانقاہ پیر عبدالغفور شاہ کے مرید تھے، جنہوں نے سیّد عبداللہ شاہ کے توسط سے حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ سے اِکتسابِ فیض کیا تھا۔ سلطان محمد عزیز (۷۷۲) پسر سلطان فتح محمد نے یہاں مسجد و خانقاہ کی عمارت تعمیر کرائی جو آپ سے بیعت تھے۔* خانقاہ پر تزئین و آرائش کا کام مستری لالہ موجاں والے نے ۱۹۸۳ء کو مکمل کیا۔

۴۰: الف- خانقاہ کالو دِھی شریف:

گوجرہ کے قریب یہ مشہور آستانہ طریقت ہے۔ اِس خانقاہ کے بانی سیّد فقیر شاہ ہیں جو حضرت محمد امیر سلطان کے مرید تھے۔

۴۱- خانقاہ سلطان دوست محمد:

یہ خانقاہ موضع حضرت سلطان باھو میں ۱۳۶۸ھ سے معروف زیارتگاہ ہے۔ آپ کے فرزند سلطان خضر حیات نائب سجادہ نشین درگاہ حضرت سلطان باھو جن کا ۱۹۹۵ء کو انتقال ہوا اور اسی احاطہ میں دفن ہوئے۔

۴۲- خانقاہ فقیر نور محمد کلاچوی:

یہ خانقاہ سال ۱۳۸۰ھ سے کلاچی کے شہر میں مرجعِ خلایق ہے۔ صاحب مزار نے سلطان صالح محمد سجادہ نشین اور سلطان نور احمد سجادہ نشین سے یکے بعد دیگرے بیعت کی۔ صاحبِ تصنیف بزرگ تھے۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کی تصنیف ''نور الہدیٰ'' پر مقدمہ لکھا۔ 'عِرفان'' آپ کی مشہور تصنیف ہے۔

۴۳- خانقاہ حضرت فیض سلطان (۷۷۳):

صاحب مزار حضرت سلطان نور محمد کے فرزند تھے۔ یہ خانقاہ بلوچستان کے شہر اوستہ محمد میں ۱۳۶۶ھ کو آپ کے فرزند سلطان ولی محمد کی وفات پر وجود میں آئی، جو عین بلوغت کے سالوں میں اللہ کو پیارے ہوئے۔ حضرت فیض سلطان کا اِنتقال ۱۳۹۳ھ کو ہوا اور اپنے فرزند کے ساتھ اوستہ محمد کی مذکورہ خانقاہ میں دفن ہیں۔ سلطان غلام میراں خانقاہ کے مُتولی ہیں۔

Marfat.com

۴۴- خانقاہ درویش بشیر احمد:

یہ خانقاہ کراچی کے محلہ مہاجر کیمپ میں ۱۳۹۷ھ سے مرجع خلایق ہے- صاحب مزار نے سلطان غلام دستگیر القادری (۴۷۷) پسر سلطان محمد نواز کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی- آخری بیس سالوں میں درویش نے روٹی کھانے سے اِجتناب کیا اور چائے یا دودھ ہی پیا کرتے تھے-

۴۵- خانقاہ سلطان محمد عزیز:

آپ سلطان فتح محمد کے فرزند تھے- آپ کا مزار موضع حضرت سلطان باہو میں ۱۴۰۱ھ سے قائم ہے- صاحبِ اِستقامت بزرگ تھے- حضرت سلطان محمد نواز سے بیعتِ تلقین و درس تصوف تحصیل کیا اور پھر بیعتِ طریقت پیر بہادر شاہ مشہدی سے کی- آپ کے فرزند سلطان صفدر علی خانقاہ کے مُتولی ہوئے *ان کا ۱۲۸ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو انتقال ہوا اور اسی خانقاہ میں دفن ہوئے۔ پھر سلطان اصغر علی سجادہ نشین ہوئے جو ۲۶ دسمبر ۲۰۰۳ء کو رحلت کر گئے۔

*۴۶۔ خانقاہ سلطان محمد حسنؒ:

حضرت سلطان اللہ بخشؒ کے فرزند تھے موضع حضرت سلطان باھوؒ میں ان کی قیام گاہ کے قریب مزار کی زیارت گاہ ہے۔ سلطان فیاض الحسن سجادہ نشین ہیں وفات ۱۹۷۸ء کو ہوئی۔ یہاں ایک شاندار یونیورسٹی کی بنیاد رکھ دی گئی ہے (۴۷۷ الف)۔

فصل دوم

خِدماتِ دِینی:

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی خدمات صوفیائے کبار کی طرح دِینی اور ظاہری علوم میں بھی باکثرت ہیں- مُدرّسین اور واعظین جو کچھ سینکڑوں کتابوں میں پڑھتے ہیں اور پھر کئی سالوں میں انہیں کتابوں کی تدریس کا حق ادا نہیں کر سکتے' اُن سب علوم کو حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے اپنے قول و فعل سے پورے معاشرہ تک پہنچایا- شاہجہان بادشاہ

Marfat.com

(ف: ۱۰۷۴ھ) کی حکمرانی کے آخری سالوں میں شاہزادوں (پسرانِ شاہجہان) کے درمیان جو لڑائیاں ہوئیں، اُن سے پاکستان و ہند میں اِسلامی سلطنت کو شدید نقصانات ہوئے ہیں۔ دوسری طرف ہندوؤں اور مرہٹوں نے سرکشی کر کے کئی بار اورنگزیب عالمگیر (ف: ۱۱۱۸ھ) سے مقابلے کیے۔ شاہزادہ دَاراشکوہ (ف: ۱۰۷۸ھ) اپنی آزاد منشی اور ہندوؤں سے سلوک میں یگانگت اِختیار کرنے کے عقاید سے تصوف اور اِسلام کو پراگندہ کر چکے تھے (۷۷۵) ایسے ہی ماحول میں حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ کا اپنے اعلیٰ افکار وعقاید کے ساتھ وَارِد ہو جانا' کتاب وسُنّت کے احیاء اور معرفتِ الٰہی کے ترویج کا باعث ہوا' جو بڑی اہمیت اور نتیجہ خیز اثرات کا حامل ہوا۔

حضرت قدس اللہ سرّہٗ نے اپنی بیشتر تصانیف میں بادشاہ اورنگزیب عالمگیر کا نام پورے اِحترام وعزت کے ساتھ تحریر کیا ہے' جو عالمگیر کی سلطنت کی مداومت میں تقویّت کا باعث ہوا (۷۷۶)۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ جیسی شخصیت کی طرف سے ایسے اقدامات نے عوام کے لئے بڑی طمانیت اور ثابت قدمی عطا کی اور بَرِّصغیر پاکستان و ہند کے لوگوں نے جان ودِل کے ساتھ عالمگیر کی حمایت کی' اِس طرح عالمگیر کی اِسلامی حکومت کو جو خدا ترسی اور کتاب وسنت پر مبنی تھی' کافی اخلاقی اور رُوحانی امداد پہنچی۔ پورے برصغیر میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے صوفیانہ رَسائل جو فارسی میں تھے' درویشوں اور خلیفوں کے توّسط سے عوام وخواص میں متعارف ہوئے' اس سے داراشکوہ کے 'یوگائی' تصوف کے اثرات بنیاد سے اکھڑ گئے۔ بَرِّصغیر پاکستان و ہند کے عوام کی زبان پر حضرت سلطان باھو کے سرائیکی ابیات اور فارسی دِیوان کے اشعار بڑی مقبولیت حاصل کر گئے' جیسا کہ آگے چل کر باب ہفتم وہشتم میں آ رہا ہے۔ دِینی اور اِسلامی ماحول کو حضرت سلطان العارفین سلطان باھو کی کاوشوں سے فتنہ پرور عقاید سے عہدِ مغلیہ کے آخری دَور میں پاک رکھا گیا۔ اِس کاوش میں حضرت شاہ ولی اللہ دِہلوی (۱۱۱۴ھ-۱۱۷۶ھ) بھی برابر شامل ہوئے۔ گویا معاشرہ اور دِین کی اِصلاح میں عالمگیر کے دور میں حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ پہلے مُحرّک تھے اور آپ کے اِس کام کو حضرت شاہ ولی اللہ نے جاری رکھا۔

آیتِ قرآنی واحادیث:

حضرت ممدوح قدس سرّہٗ نے عارفانہ مطالب ومفاہیم کی وضاحت میں بہت سی آیتِ کریمہ کو بیان میں لاتے ہوئے اُن کی تفسیر بڑے کمال وعرفان سے لکھی ہے (۷۷۷)۔ آپ اپنی تصانیف میں سینکڑوں حدیثِ قدسی اور حدیثِ نبوی پیش کر چکے ہیں'

Marfat.com

جنہیں ہم قرآن حکیم کے بعد علومِ دِین اِسلامی کا دوسرا سرچشمہ قرار دیتے ہیں (۷۷۸)- حضرت قدس سرّہٗ نے فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصف میں چالیس حدیثیں بقول شیخ ابو سعید احمد بن حسن الطوسی' اپنی معروف کتاب ''کلید التوحید کلاں'' میں نقل کر چکے ہیں (۷۷۹)- جن میں فقر اور فقیر کے بارے میں بڑی بیش قیمت معلومات حاصل ہوتی ہیں-

رَمزِ دِین : حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ ذِکر اور یادِ الٰہی کو مستقل طور پر جاری رکھنے کی ہدایت دیتے ہیں- جو شخص نمازِ وقتی کو جاری نہیں رکھتا' اس کی نمازِ دائمی قبول نہیں ہے- اپنی زبانِ گوہر فشاں کے ساتھ فرماتے ہیں :

'' قال علیه السّلام من لم فرض الدّائم لم یقبل الله له فرض الوقت:

جو شخص فرضِ دائمی کو ادا نہیں کرتا' خدا تعالٰی جلشانہٗ اس کے فرضِ وقتی کو قبول نہیں فرماتا- نمازِ ذِکر یا نمازِ دائمی کے بغیر وقتی نماز ادا کرنا' اِس طرح کہ پارسائی میں بال کی طرح بھی ہو جائے' نماز قبول نہیں' چاہے نماز پڑھتے پڑھتے پیٹھ بھی ٹیڑھی ہو جائے-'' (۷۸۰)

گویا اِنسان کے ہر قول وفعل سے دِین مُترشح ہونا چاہئے اور اس میں منافقت کو کوئی گنجائش نہیں رہتی- حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کے وقت میں دِین کی ہدایت اور کتابِ الٰہی کے درس وتدریس کا مرکز آپ کے والدین کی شورکوٹ میں خانقاہ رہی ہے- حضرت قدس سرّہٗ نے اگرچہ خود ایک جگہ پر قیام نہیں فرمایا مگر اِن مقاصدِ دِینی وعلمی کے لئے آپ کی اولاد اور خلفاء نے پوری عقیدت اور اِرادت کے ساتھ استقامت رکھی-

اب حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ کے خلفاء اور جانشینوں کی دِینی خدمات ملاحظہ ہوں :

۱- دَرسِ قرآن خانقاہ حضرت سلطان باھو:

حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کی وفات کے اوائل سے لے کر آج تک قرآنِ حکیم ناظرہ اور حفظ کے تدریس کا سلسلہ خانقاہ عالی پر جاری ہے- اِس خانقاہِ عالی پر قائم رہنے والے درس کے اَساتذہ اور مُعلمین کے نام یہ ہیں :

حافظ جام	(ف:۱۲۷۰ھ)
مِیاں محمد حیات	(ف:۱۳۱۸ھ)
مِیاں سلطان اعظم	(ف:۱۳۵۹ھ)

Marfat.com

مِیاں محمد زکریا (ف:۱۳۶۵ھ)

حافظ محمد موسیٰ (ف:۱۳۷۰ھ)

اُستاد فقیر صاحب (جن کا نام کوئی بھی معلوم نہ کر سکا)۱۳۶۶ھ تا ۱۳۷۲ھ سات سال تک قیام فرمانے کے بعد ایسے روپوش ہوئے کہ پھر اُن کا پتہ نہ چلا۔

حافظ عطا محمد نابینا (ف:۱۳۸۵ھ)

حافظ غُلام حُسین دامانی (ف:۱۳۹۵ھ)

اور آج کل حافظ محمد رمضان، خانقاہ حضرت سلطان باھو کے خطیب اور اِمام مسجد ہیں۔ جنہوں نے درسِ قرآن کو بھی جاری رکھا۔* حافظ محمد رمضان خطیب و امام مسجد درگاہ حضرت سلطان باھُوؒ ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء کو انتقال کر گئے۔ ان کے بھائی حافظ محمد ظفر اب خطیب و امام مقرر ہیں۔ البتہ درس قرآن کا سلسلہ مفقود نظر آتا ہے۔ ان کے والد حافظ غلام محمد المعروف حافظ نسواریؒ نے امامت و خطابت کے فرائض دربار شریف پر ۱۳۸۰ھ تک جاری رکھا جو درس قرآن شریف بھی دیا کرتے تھے۔

کچھ عرصہ کے لئے حافظ محمد امیر نابینا بلوچ درس قرآن حکیم دیتے رہے۔ امامت اور خطابت کی خدمات پر حافظ فیض محمد قوم ریمہ، حافظ سوہارا سندھیلہ بھی قابل ذکر ہیں۔

۲۔ دَرس سیّد موسن شاہ گیلانی (ف:تقریباً ۱۱۵۰ھ):

سیّد صاحب نے حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ سے براہِ راست فیض پایا تھا۔ بڑے متشرع، جَید عالم و فاضل تھے۔ اِکتسابِ فیض کے بعد ایک مدت تک وجدان و سرمستی میں گزارا اور بالآخر لوموسن، نزد روہڑی (سندھ) میں قرآن و حدیث اور تفسیر کی تدریس شروع کر دی۔ آپ کے علاقہ میں کسی کو بھی کوئی غیر شرعی کام کرنے کی اجازت نہ تھی، اگر کوئی شخص بھی آپ کے گردونواح (سکھر، روہڑی، خیر پور) میں کسی غیر شرعی فعل کا مرتکب ہوتا تو یہ مَردِ مومن جرمانہ لگا دیتے تھے، یہ جرمانہ سندھی زبان میں ''چَتی'' کہلاتا ہے جو ''چَتی موسن شاہ'' کے نام سے اب تک زبان زَدِ عام ہے۔ صد حیف اب بمصداق:...... آن قدح بشکست و آن ساقی نماند...... دَرس و تدریس کا کام تو جاری ہے مگر وہ عشق، شوق اور زِندگی کی حرارت باقی نہیں ہے۔

Marfat.com

۳- دَرس مولوی محمد روشن (ف:۱۲۷۰ھ) :

احمد پور شرقیہ میں سلطان عظمت (۷۸۱) کی خانقاہ پر یہ درس دِین کی خدمت اور فیوضاتِ رُوحانی کے لحاظ سے بڑا معروف تھا- صاحب کتاب مناقبِ سلطانی نے اُنہیں اُستاد موصوف سے خلاصہ کیدانی کا درس پڑھا تھا (۷۸۲)- یہ امر قابلِ بیان ہے کہ سلطان عظمت کی خانقاہ بہاولپور کے علاقہ میں سالہا سال درس و تدریس کا مرکز رہا ہے- اس وقت بقول کسے...... صراحی چون شود خالی' جدا پیانہ می گردد...... نہ وہاں پر کوئی صاحبِ فیض نظر آتا ہے اور نہ درس و تدریس وعلم وتعلم کا غوغا ہے-

۴- دَرس فقیران لانڈھی' نوتال' بلوچستان:

اِس خاندان کے بانی فقیر محمود (۱۱۵۱ھ/۱۲۵۰ھ) مخدوم مُحمد صدیق (ف:۱۱۸۰ھ) مہیسر والے کے توسط سے حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کے فیض یافتہ سالکوں میں شمار ہوتے ہیں- اس خاندان میں سجادگی کا سلسلہ چل رہا ہے- درس و تدریسِ قرآن' فقہ وحدیث کا سلسلہ یہاں پر فقیر عبدالحیٔ (ف:۱۳۸۹ھ) کے وقت سے شروع ہوا' جو اَب تک جاری ہے -(۷۸۳)-

۵- دَرس مِیاں محمد صدیق' شہداد کوٹ:

یہ خانوادہ بھی مخدوم مہیسر (ف:۱۱۸۰ھ) کے وسیلہ سے سرچشمۂ علوم و معارفِ یزدانی حضرت سلطان العارفین سلطان الفقر قدس سرّہٗ سے فیضیاب ہوا- اس خانوادہ نے دِینی علوم میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے- مِیاں عبدالحلیم (ف:۱۴۰۲ھ) آج کل ایک عالم و فاضل اُستاد اِسی خانوادہ سے شہرت پا چکے ہیں-

۶- دَرس پیر نصیب اللہ شاہ (ف:۱۳۰۱ھ) :

کریانوالہ (پنجاب) کے قریب چھالہ شریف کے مقام پر حضرت ممدوح قدس سرّہٗ کے فیض یافتہ پیر نصیب اللہ شاہ کی خانقاہ ہے' جہاں پر درس قرآن شریف جاری ہے-

۷- دَرس فقیر محمد دِین بُرہانی (ف:۱۳۲۲ھ):

حسن ابدال اور ٹیکسلا کے قریب فقیر مُحمد دِین فیض یافتہ دربار حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ کے ہاں قرآن و تصوف کا درس جاری رہا ہے- اُن کے فرزند فقیر حضرت جی (ف: ۱۳۵۲ھ) نے اِس دِینی فریضہ اور تبلیغ دینِ حق کو جاری رکھا- اب بھی ان کی خانقاہ پر درسِ قرآن

Marfat.com

جاری رہتا ہے- آج کل سائیں محمد مشتاق جیسی ایک دَردمند شخصیت مدرسہ و خانقاہ کی سرپرست ہے-

۸- مدارس اِسلامیہ خانوادہ چھپڑ شریف:

اِس خاندان کے بانی مِیاں فتح دِین (ف: ۱۲۳۰ھ) تھے- ان کے فرزند میاں علاء الدِین نے خانوادہ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ سے اِکتسابِ فیض کیا- یہ خاندان قبیلہ اعوان سے ہے- اِن دِنوں میاں محمد انور اِسی خاندان کی معروف شخصیت ہیں- یہ تمام افراد خاندانِ دربار حضرت سُلطان باھو قدس سرّہٗ سے فیض یافتہ ہیں اور مرید ہیں (۷۸۴) چھپڑ، خوشاب میں واقع ہے جو سرگودھا کے ضلع میں رہا ہے- اس خاندان کا ہر فرد اناث و ذکور قرآن شریف کے حافظ ہیں- پشت ہا پشت سے محمد انور پسر سلطان اعظم و غلام مرشد پسر محمد زکریا درس قرآن و درس علومِ اسلامی دیتے چلے آرہے ہیں- سینکڑوں افراد اور طلباء ان کے مدارس سے قرآن حکیم کے حافظ چلے آرہے ہیں-

مِیاں علاءُ الدِین نے سلطان فتح محمد (۷۸۵) پسر یار محمد سے بیعت و تلقین پائی- اِس خانوادہ میں میاں رُکن الدین ولد میاں علاءُ الدین پہلے فرد ہیں جنہوں نے درس و تدریس شروع کیا- ان کے بعد میاں سلطان اعظم ولد میاں غلام نبی جو ایک جیّد عالم فاضل اور دانا انسان تھے- انہوں نے درس و تدریس کو جاری رکھا- میاں سلطان اعظم نے سلطان نور احمد (۷۸۶) سجادہ نشین سے اکتسابِ فیض کیا- سلطان اعظم ۱۳۹۹ھ کو فوت ہوئے اور اُن کا مزار پپلاں کے قریب ضلع میانوالی میں موسیٰ والی کے مقام پر زیارتگاہ ہے، اِسی مقام پر ہی دَرس قرآن حکیم جاری ہے جو اُن کے فرزند میاں محمد انور کی سر پرستی میں روز افزوں فروغ پا رہا ہے- حضرت نور سلطان (۷۸۷) اور حضرت امیر سلطان (۷۸۸) سجادہ نشین، سلطان اعظم کے شاگردوں میں سے ہیں- میاں محمد حیات ولد میاں مقبول نے دربار حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ پر غسل خانے اور حُجرے تعمیر کرائے جو پایۂ تکمیل کو پہنچے- کلر کہار میں آھو باھو (۷۸۹) کے مقام پر ایک مسجد اور ایک حُجرہ بھی میاں محمد حیات نے تعمیر کرایا ہے- اِس کے علاوہ سلطان فتح محمد ولد سلطان یار محمد کے روضہ شریف کو واقع جمعہ گرہ، علاقہ ڈیرہ اسماعیل خان میں میاں مقبول نے تعمیر کرایا- میاں محمد حیات نے گروٹ نزد خوشاب حضرت سلطان العارفین کی معروف فیض یافتہ خاتون کے مزار پر بھی ایک عمارت تعمیر کرائی- اس خاندان کی بڑی خدمات میں تو حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کے

Marfat.com

خطّی نسخوں کو جمع کرنے کا عظیم کام کہا جا سکتا ہے۔ محمد زکریا ایک عالم اور عاشق درویش تھے اور سلطان نور احمد سجادہ نشین سے اِکتسابِ فیض کیا تھا۔ ان کے فرزند غلام مرشد نے محمد حبیب سلطان (۷۹۰) سے بیعت کی، جن کا خاندان چوکھنڈی (ضلع کامل پور) میں سکونت پذیر ہے۔

۹۔ درس عثمان گنج لاہور:

حافظ میاں خدا بخش اِن دِنوں ۶۶ سالہ عمر میں قُرآن شریف کا درس دے رہے ہیں اور ان کا پورا خاندان دربار حضرت سلطان باھو کا فیض یافتہ ہے۔ سلطان نور الٰہی و سلطان محمد و دود (۷۹۱) پسران سلطان غُلام باھو سجادہ نشین درگاہ گرہ جمعہ شریف نے اسی فاضل و کامل اُستاد سے قرآن شریف حفظ کیا ہے۔

۱۰۔ درس خیر شاہ، نزد راجن شاہ:

یہ دَرس ضلع مظفر گڑھ میں ہے۔ سیّد شاہ مُراد جو حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ کے خلیفہ نور رنگ کھیتران کے مرید ہوئے۔ انہیں کے ضمن میں باب سوم میں خیر شاہ کا ذِکر ہو چکا ہے، یہاں پر اِسلامیہ عربیہ درس کے بانی پیر نور زمان شاہ تھے، جن کا ۱۳۹۷ھ میں اِنتقال ہوا تھا۔ اِن دِنوں اُن کے بھائی محمد زاہد اور ان کے فرزند محمد فیض درس و تدریس کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس خاندان کے تمام افراد دربار حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ سے فیض یافتہ ہیں۔

۱۰(۲)۔ درسِ قرآن، مُریدوالا، نزد سمندری:

سیّد فقیر شاہ، مریدِ حضرت محمد امیر سلطان نے ضلع فیصل آباد میں یہ مدرسہ جاری کیا، وہاں پر حفظ و قرأت قرآن شریف کا کام بڑی خوبی سے ہو رہا ہے۔

۱۱۔ درسِ اِسلامی، کالرا (سرگودھا):

یہ دَرس خاص طور پر قرآن شریف کے حفظ کرنے کے سلسلہ میں بہت معروف ہے۔ اِن دِنوں حافظ خان محمد کستہ والے اِکہتر سالہ عمر میں درسِ قرآن مجید دے رہے ہیں، ان کے والد دربار حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کے خلیفہ تھے۔ اِس اُستادِ عالی سے سینکڑوں طلباء دِین کی خدمت کا شرف حاصل کر چکے ہیں اور قرآن شریف کے حافظ ہو چکے ہیں۔ سلطان سیف الدّین اکمل (۷۹۲) پسر سلطان عمر دراز قادری نے انہیں اُستادِ کامل سے درس قرآن شریف پڑھا اور حافظِ قرآن ہو گئے۔

Marfat.com

۱۲۔ درسِ اسلامی حافظ عطا محمد، بندیال:

یہ درس گاہ بندیال (سرگودھا) میں علم و فضل کا مرکز مانا جاتا ہے۔ اُستادِ زمان و فاضلِ عصر مولوی حافظ عطا محمد آجکل اکیاسی سال کی عمر میں بہت اچھی صحت کے ساتھ منطق، فقہ، حدیث اور تفسیر کا درس دے رہے ہیں۔ اُنہیں حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ سے بہت عقیدت و ارادت ہے۔ ان کے اُستادِ گرامی مولانا یار محمد بندیال، جو وفات پا چکے ہیں کا قول ہے کہ دُنیا میں دو سُلطان گزرے ہیں، ایک حضرت جامی جو سُلطان العاشقین تھے اور دوسرے حضرت باھو جو سلطان العارفین ہوئے ہیں۔

۱۳۔ مدارس انوارِ باھو؛ پنجاب، سندھ، بلوچستان:

سلطان محمد مشتاق (ف: ۱۳۸۷ھ) پسر سلطان محمد حیات (۷۹۳) نے ۱۳۶۱ھ کو صوبہ بلوچستان کے شہر بھاگ میں مدرسہ اِسلامیہ عربیہ کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے ہی سال ۱۳۶۳ھ کو بلوچستان کے شہر ڈھاڈر میں دوسرے مدرسہ اِسلامیہ عربیہ کی بنیاد رکھی، دونوں مدارس اِسلامی روز و شب کی محنت سے تھوڑے ہی عرصہ میں خود کفیل ہو گئے۔ سلطان محمد مشتاق موصوف نے سال ۱۹۶۶ء کو بھکر (پنجاب) کے شہر میں خانقاہ سلطان سردار بخش شہید (۷۹۴) کے قریب ایک جامعہ اِسلامیہ کی بنیاد رکھی اور صاحبزادہ محمد نور سلطان (۷۹۵) پسر سلطان غلام باھو کو صدر و مہتمم جامعہ کے طور پر مقرر کیا۔ یہ دِینی اُمور بڑی تیزی سے آگے بڑھے مگر اِن اُمور کے عالی مرتبہ بانی بہت جلد ہی اِس جہان سے کوچ کر گئے۔ اُس کے بعد الحاج سلطان غلام دستگیر القادری اور الحاج سلطان نور حسین پسران حضرت سلطان محمد نواز عارف (۷۹۶) نے سال ۱۳۹۱ھ تا سال ۱۳۹۳ھ صوبہ بلوچستان میں مدارسِ اسلامیہ عربیہ کی بنیاد کوئٹہ، ٹمپل ڈیرہ (ڈیرہ مراد جمالی)، سونگر مستونگ اور قلات میں رکھی۔ حاجی سلطان نور حسین نے ۱۳۹۶ھ کو چولستان بہار (مظفر گڑھ، پنجاب) میں اور سال ۱۳۹۸ھ کو شہر جیکب آباد (سندھ) میں مدرسۂ اِسلامیہ عربیہ کی بنیاد رکھی مگر ایک سال بعد یہ دِین و آدابِ اِسلامی کے عاشق بھی جہانِ فانی سے وِداع کر گئے۔ اِن دِنوں سلطان غلام دستگیر القادری تمام مدارسِ مذکورہ کے سرپرست ہیں، اُن کے فرزند سلطان حامد نواز اِن مدارس کے مہتمم ہیں۔ مولوی دائم دِین جو اِس خانوادہ کے مرید ہیں، نے ۱۳۹۸ھ کو شہر بی (بلوچستان) میں مدرسہ اِسلامیہ کی بنیاد رکھی، جس کے وہ خود مہتمم ہیں۔ اِن مذکورہ بالا مدارس اِسلامیہ کے نام اِس طرح ہیں:

Marfat.com

۱- جامعہ انوارِ باھو	بھکر' پنجاب
۲- دارالعلوم غوثیہ انوارِ باھو	تھل بہار' پنجاب
۳- جامعہ انوارِ باھو	بھاگ' بلوچستان
۴- جامعہ انوارِ باھو	ڈھاڈر' بلوچستان
۵- دارالعلوم جامعہ غوثیہ رضویہ انوارِ باھو	کلی دین محمد رئیسانی' وحدت کالونی' کوئٹہ' بلوچستان
۶- مدرسہ غوثیہ انوارِ باھو	ٹمپل ڈیرہ (ڈیرہ مراد جمالی) بلوچستان
۷- مدرسہ غوثیہ نورالعلوم انوارِ باھو	سونگر' مستونگ' بلوچستان
۸- دارالعلوم غوثیہ انوارِ باھو	قلات' بلوچستان
۹- دارالعلوم تعلیم القرآن قادریہ انوارِ باھو	سبی' بلوچستان
۱۰- دارالعلوم غوثیہ انوار باھو	مسجد فورس' جیکب آباد' سندھ

اِن مدارس سے عالم و فاضل' حافظ قرآن وفقیہان ذِی مرتبت کامیاب ہورہے ہیں اور دستارِ فضیلت حاصل کررہے ہیں' اگرچہ کامیاب شدگان کی اس وقت تعداد کم ہے مگر آئندہ سالوں میں اِن مدارس کے فروغ و پیشرفت کے ساتھ یقیناً اِن کی تعداد بڑھ جانے کی توقع ہے۔ اِن مدارس اور ان سے متعلق علمائے طریقۂ قادریہ کے علمی و دِینی خدمات سے مَسلکِ اہلِ سُنّت و الجماعت کو فروغ حاصل ہوتا رہے گا۔ سیرت النبی ﷺ و میلاد النبی ﷺ کی محفلوں اور اولیائے کرام کی یاد میں عرس مبارک کی تقریبات کا سلسلہ جاری رہتا ہے' اِسی طرح ذِکر کی محفلیں' صلوٰۃ و سلام و تسبیح کے حلقے جاری رہتے ہیں۔ اِسلامی تبلیغ اور وعظ کی خدمات بھی پورے ملک میں اِن اِداروں کے باعث جاری رہتی ہیں۔

* مولوی وزیر محمد قادری نے ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۰ء کو شہر رند علی ڈھاڈر بلوچستان میں مدرسہ عربیہ سلطانیہ کی بنیاد رکھی اور وہاں پر خاطر خواہ درس و تدریس کا کام ہورہا ہے۔ مولانا اپنی درسگاہ کے مہتمم ہیں ،وہ حضرت سلطان محمد مشتاق (ف ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۷ء) سے بیعت ہوئے۔ سال ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء کو سید گل محمد شاہ ابن سید محمد حسین شاہ ھمدانی (خانوادہ خلیفہ سید لعل شاہ ھمدانیؒ) کے مرید صوفی محمد عارف شاہ نے کوئٹہ میں برورِی روڈ پر واقع یحییٰ ٹاؤن نزد وحدت کالونی میں غوثیہ سلطانیہ درسگاہ اور مسجد کے علاوہ باھو ہال کی تعمیر کا کام شروع کررکھا ہے۔ یہ عمارت تین منزلہ ہے جو چار ہزار مربع فٹ رقبہ پر محدود ہے درس گاہ کا فلور اور مسجد کی منزل مکمل ہو جانے کے بعد

Marfat.com

با قاعدہ پانچ وقت کی نمازاور درس قرآن کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ باھو ہال کی تعمیر تیسری منزل پر ہو چکی ہے، مسجد کے پہلے خطیب ملک محمد اکبر اعوان مقرر ہوئے ہیں، سید محمد ضیاء الدین (پسر پیر صاحب سید طاہر علاؤالدین گیلانیؒ) نے ۱۹۹۶ء کو ماہ اگست میں اپنی جانب سے اور خانوادہ حضرت سلطان باھُوؒ کی طرف سے دستار خلافت صوفی محمد عارف شاہ کو عطا کی۔

مصنفینِ کُتبِ تاریخی، دِینی و عرفانی :

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ فارسی و عربی کے ایک سو چالیس رسائل کے مصنف تھے، ایک فارسی کا دیوان اور ایک سرائیکی کے اشعار کا دِیوان موسوم بہ ''ابیاتِ باھوؒ'' آپ کی عظیم یادگاریں دستیاب ہیں۔ اِن جملہ کتابوں میں اِس وقت صرف تیس رسالے دریافت ہوئے ہیں، جن کا نام باب ششم میں آئے گا۔ اِنہی آثار کی اہمیّت پر تبصرہ باب ہفتم میں درج ہے۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے بعد آپ کی اولاد اور خلفاء میں کئی مُصنفین، شاعر اور مُبَلّغِ دِین گزرے ہیں، اِن میں بعض حضرات تو بڑے صاحبِ طرز ہوئے ہیں۔ ان میں سے چند کا تعارف ذیل میں کیا جاتا ہے :

۱۔ خلیفہ نور رنگ کھیتران (ف: ۱۱۰۸ھ) :

ان کا شعروں کا کوئی دِیوان نہیں ملا، البتہ فارسی کے چند اشعار مناقبِ سلطانی میں آتے ہیں۔

۲۔ پیر مبارک شاہ (ف: ۱۲۷۰ھ) :

آپ پیر عبدالقادر کے فرزند تھے جو چناب اور جہلم کے درمیان سدھانہ کے مقام پر بود و باش رکھتے تھے۔ آپ دربار حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ پر آئے اور وہاں پر فیضیاب ہوئے۔ سیّد محترم نے تفسیرِ حسینی اور قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ کیا، وہ تفسیر بنام ''تفسیرِ مبارک'' موسوم ہوئی اور اُن کے خانوادہ میں موجود ہے (۷۹)۔

۳۔ مولوی نظام الدّین (ف: ۱۳۵۱ھ):

آپ پیر بہادر شاہ مشہدی (۱۲۳۸ھ-۱۳۵۳ھ) کے توسط سے سلسلۂ قادریہ حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ سے فیضیاب ہوئے۔ آپ نے پہلی بار کتاب ''عین الفقر'' اور ''رِسالہ رُوحی'' کے فارسی متن کو طبع کرایا اور ساتھ ہی اُردو میں ترجمہ کر کے شائع کیا۔ مولوی صاحب درج

Marfat.com

ذیل کتابوں کے مصنف بھی ہیں :

قہر کبریائی　　　گلولہ بامب　　　حقیقت مذہب شیعہ

آپ فقہ، حدیث اور تفسیر کا درس دیا کرتے تھے- وزیر آباد کے باشندہ تھے اور ملتان میں بود و باش کر لی تھی، اب اِس درس کا وجود نہیں رہا-

* خادم الشریعت جو حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے تھے، آپ نے شرح قصیدہ غوثیہ مکمل المعروف انوار عشق تصنیف فرمائی، اس رسالہ میں قصیدہ شریف کا سلیس اردو میں ترجمہ انہوں نے کیا اور منظوم پنجابی میں شرح لکھی۔ اسی رسالہ کے آخر میں انہوں نے ''اصلاح الطالبین'' کے نام سے پنجابی میں ایک منظوم ہدایت نامہ طالبان علم تصوف کے نام لکھا ہے۔

یہ رسالہ ملک چنن دین خلف ملک فضل حسین ککے زئی تاجر کتب کشمیری بازار لاہور، نے اللہ والوں کی قومی دکان سے شائع کرایا۔ سال تالیف و طباعت درج نہیں بار اول کے رسالہ کی قیمت تین آنے (اُس وقت کا پیسہ) درج ہے۔

۴- سلطان حامد پسر سلطان غلام باھو سجادہ نشین :

آپ نے دو تاریخی کتابیں فارسی میں تالیف کی ہیں :

۱- مناقب سُلطانی　　　دَر احوال و سیر حضرت سلطان باھو و خُلفا کی شان

۲- تواریخ حضرت سلطان باھو　　　یہ رِسالہ احوال حضرت سلطان باھو کا اِختصار ہے-

یہ رِسالہ خطی صورت میں سلطان حامد نے کتابت کیا، پھر اسی مخطوطہ کو ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء کو حکیم سلطان بخش قادری نے پنجاب پبلک لائبریری (لاہور) کی تحویل میں دیا- ڈاکٹر راما کرشنا لاجونتی نے غلطی سے اِس رِسالہ کو حکیم سلطان بخش کی تالیف قرار دیا، حالانکہ سُلطان حامد صاحبِ مناقب سلطانی ہی رِسالہ مذکورہ کے مؤلف ہیں-

۵- سُلطان محمد نواز پسر سُلطان نور محمد :

آپ نے رِسالہ ''دُرّ المعارف'' اور رسالہ ''عندلیبِ لاھوت'' اور ''دیوانِ محمد نواز'' تصوّف و عرفان پر نظم کیا ہے- سال ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء کو آپ کے فرزند سلطان غلام دستگیر القادری نے یہ تینوں رِسالے بنام ''مجموعۂ کلام سلطان محمد نواز'' شائع کرائے-

Marfat.com

۶-محمد امیر سُلطان (ف:۱۳۵۰ھ):

''دِیوان امیر'' فارسی و سرائیکی میں اُن کی تصنیف ہے-

۶:الف-سلطان دوست محمد (ف:۱۳۶۸ھ):

''تحفۂ دوست'' اُن کی عارفانہ تصنیف ہے-

۷- فقیر نور محمد کلاچوی (ف:۱۳۸۰ھ):

سلطان صالح محمد سے اور پھر سلطان نور احمد سے بیعت ہوئے تھے-اُن کی یہ تصانیف بہت معروف ہیں:

۱- مُقدّمہ کتاب ''نُور الہُدیٰ''

۲- ''عِرفان'' جلد اوّل و جلد دوئم

۸- محمد زکریا (ف:۱۳۷۰ھ):

آپ چھپڑ شریف (سرگودھا) کے خانوادہ سے تھے-اُن کی ایک سی حرفی پنجابی زبان میں حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کے حالات پر بڑی مشہور ہے-

۹- سُلطان غلام دستگیر (ناشاد القادری) پسر سلطان محمد نواز عارف:

آپ فارسی اور اُردو زبان میں بڑے پُر گو شاعر ہیں-آپ کا کلام عشق و عرفان سے معمور ہے-آپ کی تصانیف یہ ہیں:

پیرِ مُغان (دیوان فارسی)	مطبوعہ: کوئٹہ ۱۴۰۰ھ
کلیاتِ شعر (اردو)	مخطوطہ
سفرنامۂ بغداد	مخطوطہ
احوال اولادِ سیّدنا غوث الاعظم	مخطوطہ

۱۰- صاحبزادہ رفعت سلطان:

آپ کا اصل نام سلطان احمد ہے- پاکستان کے نامور شاعر ہیں اور اِسی خانوادۂ سلطان العارفین قدس سرّہٗ سے ہیں-تصانیف یہ ہیں:

ایمن	(غزلیات اردو)	مطبوعہ	آواز	(غزلیات اردو)	مطبوعہ
اِظہار	(غزلیات اردو)	مطبوعہ	اَنداز	(غزلیات اردو)	مطبوعہ
الفاظ	(غزلیات اردو)	مطبوعہ			

Marfat.com

۱۱- نگارندہ رسالہ ہٰذا:

بندۂ کمترین درگاہ حضرت سلطان العارفین، سلطان الطاف علی جو اسی خانوادہ سے ہے، دو کتابیں بڑی کاوش و تحقیق سے تالیف کی ہیں :

بیست و پنج قرن روابطِ فرہنگی پاکستان و ایران (فارسی)	مطبوعہ: کوئٹہ ۱۳۹۱ھ
ابیاتِ باھو معہ ترجمہ و شرح	مطبوعہ: لاہور ۱۳۹۵ھ

*مزید تصانیف یہ ہیں۔

ابیات باھُوؒ معہ ترجمہ فارسی	مخطوطہ زیرِ طبع
رسالہ روحی مع اردو ترجمہ	طبع شدہ
مختصر ترین تاریخ حضرت سلطان باھُوؒ	ایضاً
پیر آف وانا	ایضاً
پیر پوٹھوار	ایضاً
تصوف کیا ہے؟	ایضاً
آشوب زاہد و واعظ	ایضاً
تاریخ نامہ ہرات سیف ہروی ترجمہ اردو	ایضاً
حسین بن منصور حلاج	ایضاً
دیوان باھو فارسی معہ ترجمہ اردو منظوم	ایضاً
حضرت سلطان باھُوؒ، ویژہ کار وندرت افکار	ایضاً
تذکرہ سلطان نور حسین قادری	ایضاً
احوال و آثار فارسی حضرت سلطان باھُوؒ	ایضاً
باھو نامہ (اردو)	ایضاً

۱۲- سیّد احمد سعید ہمدانی:

جو سرگودھا سے تعلق رکھنے والے باصلاحیت جوان ہیں، حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ سے بڑی عقیدت و ارادت رکھتے ہیں۔ اِن کی ایک کتاب تفہیمِ کلام باھو پر ہے جو "احوال و مقامات حضرت سلطان باھوؒ" کے نام سے موسوم ہے، لاہور میں ۱۴۰۲ھ میں طبع ہوئی۔ *انہوں نے

Marfat.com

حال ہی میں حضرت غلام دستگیر اکادمی کے تعاون سے حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کی تصنیف رسالہ روحی کا انگریزی میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے جو بڑا مفید کام ہوا ہے، عالمی سطح پر حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کی تعلیمات روشناس کرانے میں ممد ہوگا۔

۱۳۔ صاحبزادہ نُور سلطان پسر سلطان غلام باھو:

ساکن گرہ جمعہ شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) کا مقالہ بعنوان ''اِمامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت''، تخصص کے طور پر جامعہ بہاولپور میں سال ۱۹۶۵ء کو تالیف ہوا' جو ابھی تک شائع نہیں ہوا۔

۱۴۔ کبیر انور جعفری:

احمد پور سیال کے باشندے تھے' حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کی منقبت و توصیف میں ایک منظوم رسالہ ''دربارِ باھو'' تصنیف کیا ہے۔

*۱۵۔ ڈاکٹر گل حسن لغاری:

آپ نے ٹنڈو جام سندھ میں ابیاتِ باھو کا سندھی میں ترجمہ کیا کتاب طبع ہو چکی ہے۔

*۱۶۔ پیر محمد زبیرانی:

آپ نے کوئٹہ میں ابیات باھو کا براھوی میں منظوم ترجمہ کیا جو تا حال طبع نہیں ہوا۔

*۱۷۔ فقیر عبدالحمید کلاچوی:

آپ نے ابیات باھو کا پشتو میں منظوم ترجمہ کیا جو شائع ہو چکا ہے۔ ان کے بھائی فقیر طاہر کلاچوی نے بھی پشتو میں منظوم ترجمہ کیا جو ردیف ھُو کے بغیر تھا۔

*۱۸۔ حافظ محمد حمید اختر (ف ۲۰۰۳ء)

نے گکھڑ ضلع گوجرانوالہ نے ۱۹۵۴ کو مکتبہ سلطانیہ کی بنیاد رکھی اور ۱۹۵۷ء سے ماہنامہ سلطان العارفین جاری کیا اب ان کے فرزند محمد عبدالرشید شاھد نے رسالہ کی ادارت سنبھالی ہوئی ہے۔

اس باب کے آخر میں یہ اضافہ کیا جاتا ہے کہ پاکستان میں اور دُنیا کے دیگر ممالک میں جہاں بھی حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کے مریدین اور عقیدتمند ہیں' بڑے رَاسخ دِین' صوم و صلوٰۃ کے پابند اور پرہیزگار ہیں۔ اِس بارے میں مِس زاہدہ ملک اپنے مقالہ میں اعتراف کرتی ہیں کہ حضرت سلطان باھو نے خدا تعالیٰ اور رسول خدا تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک بخوبی پہنچایا ہے اور

Marfat.com

اُس کے ساتھ عمل کی تلقین بھی کی ہے (۷۹۸)۔

میرے خیال میں یہی مادۂ فکر اور اُفتادِ طبع حضرت قدس سرہٗ کے پیروکاروں میں ہی اصل چیز ہے۔ بقول رومیؔ :

جانِ جُملہ عِلم ہای اِین است اِین
کہ بدانی من کیم دَر یَومِ دِین
(۷۹۹)

Marfat.com

بَابِ پَنجُم

ذِکر در اِنتقالِ مزار

جیسا کہ پہلے ذِکر ہوا ہے حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کا بروز جمعرات بوقت عصر یکم جمادی الثانی، سال ۱۱۰۲ھ کو شورکوٹ میں اِنتقال ہوا، جہاں اُن کے جَسدِ مبارک کو پُختہ اِینٹوں کے قلعہ قہرگان کے مقام پر سپردِ خاک کیا گیا تھا (۸۰۰)۔ اِسی قلعہ قہرگان میں آپ کا مزارِ مبارک ستتر (۷۷) سال تک طالبانِ حق کے لئے منبعِ فیض رہا۔ سِکھوں کے غلبہ کے وقت ۱۱۸۰ھ کو ناظمِ ملتان جھنڈا سنگھ وگنڈا سنگھ وغیرہ مزار مبارک پر قابض ہو گئے۔ ان ایام میں سلطان محمد حسین (۸۰۱) اِبن سلطان ولی محمد ابن حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہٗ سجادہ نشین تھے۔ آپ سکھوں کے قبضہ کے بعد (جو گورونانک (۸۰۲) کے مذہب کے پیروکار ہیں) کچھی داؤد کے اُمراء کی دعوت پر ہجرت کر گئے اور خیرپور ٹانواں یعنی خیرپور کھیرانی جا کر سکونت اِختیار کر لی (۸۰۳)۔ سلطان حامد مؤلف ''مناقب سلطانی'' کے مطابق خیرپور کھیرانی میں اُن دِنوں امیر محمد جان کھیرانی داؤد پوترہ حاکم تھے جو دراصل شکارپور (سندھ) کے باشندہ تھے، اُنہوں نے سلطان محمد حسین سجادہ نشین کو خیرپور کھیرانی میں بمقام کونڈا، چند ہزار بیگھہ (ایک بیگھ نیم ایکڑ کے برابر ہے) اراضی بطور جاگیر دے دی جو رقبہ دورانِ ہجرت سجادہ نشین مذکور خود کاشت کرتے تھے (۸۰۴) نیز معلوم ہوا کہ سکھوں کے اِقتدار کے دَوران خانوادۂ حضرت سلطان باھو کے باقی افراد بھی سندھ، بلوچستان کے مختلف مقامات کو مہاجرت کر گئے اور آپ کے مزار مبارک پر محض فقیر (مزار شریف پر معتکف افراد) اور خلفاء ہی رہ گئے (۸۰۵)۔ (یہاں فقیر یا فقراء سے مراد وہ لوگ ہیں جو بغیر کسی معاوضہ کے درگاہ اور لنگر خانہ کی خدمات سرانجام دیتے ہیں اور خلفاء سے مراد وہ افراد جو سجادہ نشین رُوحانی تربیّت اور انتظامی اُمور کے لئے مقرّر کرتا ہے)۔

سِکھوں کی دوبارہ یورش پر سال ۱۲۴۵ھ/۱۸۲۹ء کو سلطان محمد حسین کے تینوں فرزند سندھ کو ہجرت کر گئے۔ مناقب سلطانی کے مطابق حضرت شیخ سلطان عظمت کو خوانین پر جانی

Marfat.com

دارالرّیاست احمد پور کالرا (موجودہ احمد پور شرقیہ) لے گئے۔ حضرت شیخ نور محمد کو سبزل کوٹ کے خوانین اپنے ساتھ لے گئے جبکہ شیخ حافظ محمد سجادہ نشین کو خوانین کھیرانی ومعروفانی یعنی محمد جام خان ولد ملا علی خان کھیرانی، وڈیرہ نور محمد خان معروفانی خیر پور ٹانواں لے گئے جو آج کل خیر پور کھیرانی مشہور ہے (٨٠٦)۔

پہلے مزارِ مبارک میں تدفین کے موقعہ پر سال ١١٠٢ھ کو حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ کے دو فرزند سلطان نور محمد اور سلطان ولی محمد موجود تھے (٨٠٧) البتہ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کی وفات و تدفین کے بعد آپ کے بڑے فرزند سلطان نور محمد نے دریائے سندھ کے مغربی کنارہ پر علاقہ گڑانگ فتح خان (٨٠٨) بود و باش اختیار کر لی تھی (٨٠٩)۔

فصل اوّل

اِنتقال مزارِ سلطان باھو: بارِ اوّل:

مذکورہ حالات کے رُونما ہونے کے ساتھ دریائے چناب میں بھی طغیانی آ گئی اور سیلاب سے ساحلی کنارے بھی ٹوٹ پھوٹ کر گرنے لگے اور یہ اثرات قلعۂ قہر گان تک پہنچ گئے اور قلعہ مذکورہ گر گیا' یہ طغیانی قبرستان تک پہنچ گئی' فقیروں اور خلیفوں نے قبروں سے جَسد میّت نکال کر صندوقوں میں رکھنا شروع کر دیا۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کا جسدِ مبارک پہلے ہی صندوق میں تھا' جسے نکالنے کی بڑی کوشش کی گئی مگر ہاتھ نہ آیا۔ بالآخر اَسرارِ الٰہی اور حکمتِ غیبی سے ایک برقعہ پوش شخص ظاہر ہوئے اور حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کے جسد مبارک کو جائے مدفون سے باہر نکال لائے (٨١٠)۔ اِس موقعہ پر ہزاروں افراد جمع ہو گئے تھے' صندوق مبارک کو کھولا گیا اور زیارت کی گئی' حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ بالکل اُسی طرح ہی صندوق مبارک میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کے رِیش مبارک پر پانی کے قطرات اس طرح موجود تھے جیسے کہ تازہ غسل دیا گیا ہو۔ صندوق مبارک کے کھولنے کے ساتھ ہی تمام ماحول خوشبو سے مُعطّر ہو گیا اور زائرین پر وَجد طاری ہو گیا (٨١١) دوبارہ تدفین (٨١٢) کے لئے چاہ پیپل والا کے اِحاطہ کو پسند کیا گیا جو سالہا سال سے اللہ تعالیٰ کے راز وَامر سے اس طرح محفوظ پڑا تھا کہ اس اِحاطہ میں کوئی اِنسان اور حیوان' بھیڑ بکری' گائے وغیرہ اگر داخل بھی ہوتے تو بیمار ہو

Marfat.com

جاتے یا انہیں نقصان پہنچ جاتا' اِس لئے لوگوں نے اِس اِحاطہ کے گرد خاردار باڑ لگا دی جس سے بالکل ہی پاک اور محفوظ ہو گیا (۸۱۳)- اِسی اِحاطہ میں آپ کی تدفین کی گئی- یہی وہ مقام ہے جہاں پر پھر ہزاروں عوام و خواص لوگ فیضیاب ہوئے' جہاں پر آپ کے مقبرہ کی بُنیاد ۱۱۸۰ھ (۸۱۴) کو رکھی گئی تھی- جیسا کہ ذِکر ہوا پہلے مقبرہ میں حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کا جسد مبارک ستتر سال رہا (۸۱۵)-

مولانا شاہ گل حسن قلندر قادری' مؤلف ''تذکرہ غوثیہ'' اِسی درگاہ پر آئے اور حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ سے براہ راست تلقین اور رہنمائی حاصل کی (۸۱۶)- تاریخِ جھنگ کے مطابق ۱۲۴۵ھ/۱۸۲۹ء کو رنجیت سنگھ کے زمانۂ اِقتدار میں دِیوان سانول مَل ناظم تھے- اُس دَور میں بھی سکھوں نے حضرت سلطان باھو کی خانقاہ کو وِیران کیا تھا اور حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ کی بعض اولاد کو گرفتار کیا اور بعض کو اَذِیتیں بھی دیں' حتیٰ کہ حضرت قدس سرّہٗ کا خانوادہ دوبارہ سندھ اور بلوچستان کو ہجرت کر گیا' جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے-

جھنگ' جب انگریزوں کے اِقتدار میں ۱۲۶۴ھ/۱۸۴۸ء کو آیا تو مذکورہ بالا تمام صاجبزادگان اپنے گھروں کو واپس آ گئے (۸۱۷) مگر جب دوسری بار مُنتقلیٔ مزار کا واقعہ ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۸ء کو پیش آیا تو اُس کے بعد بھی یہ مقام (دوسری بار تدفین والا) ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء تک زیارتگاہ عام و مرجعِ خلایق رہا (۸۱۸)-

فصل دوم

مُنتقلیٔ مزار بارِ دوم و سوم:

حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ کی خانقاہ مبارک دریائے چناب میں طُغیانی کے باعث دریا کے کنارے کی اراضی دریا بُرد ہونا شروع ہو گئی تھی جسکے باعث خانقاہ بھی خطرہ میں تھی- چنانچہ ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء کو بارِ دوم حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کے مزار مبارک کو منتقل کیا گیا- یہ مُنتقلی اُس اِحاطہ سے تین کلو میٹر شمال مغرب کو قرار پائی جہاں پر اَب نیا دربار شریف مشہور ہے- یہ کام حضرت امیر سلطان سجادہ نشین ہشتم (۱۳۳۶ھ-۱۳۵۰ھ) کے زمانہ میں سر

Marfat.com

انجام پایا(۸۱۹)- نیا دربار شریف ایک عالیشان خانقاہ اور مسجد پر مشتمل ہے، جس کی عمارت پر نیلے، سبز اور زرد رنگ کی کاشی گری کا نایاب کام ہوا ہے- دربار عالی کی مسجد پر اُستاد غلام حسین اور خانقاہ کے تعمیر شدہ محل مبارک پر اُستاد عبدالرزاق سندھی کے اَسماء کاشی کی اینٹوں پر بحیثیت بُنیاد گزارانِ کار دربار شریف تحریر کیا ہوا ہے-

سِینہ بسینہ روایات کے باعث لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ کے فرمان کے مطابق دریا میں طغیانیوں کے باعث اُن کا مزارِ مبارک تین بار منتقل کیا جائے گا- اِس بارے میں تحقیق کی گئی تو پتہ چلتا ہے کہ مزارِ مبارک کی منتقلی تو حقیقتاً تین بار عمل میں اِس طرح آ گئی ہے کہ پہلی بار ۱۱۹۲ھ کو اِنتقالِ مزار شریف ہوا- دوسری بار اِنتقال مزار شریف پُرانے دربار سے نئے دربار شریف کو ۱۳۳۶ھ کو ہوا- اِس دوسری بار کے اِنتقال مزار پر ایسا ہوا کہ نئے دربار شریف میں منتقلی سے پہلے چھ ماہ تک جسدِ مبارک کا صندوق موجودہ دربار شریف کے مغربی حُجرہ میں بطورِ امانت رکھا گیا تھا، جو تدفین واقع ہوئی، چھ ماہ گزرنے پر اُسی سال ۱۳۳۶ھ کو موجودہ مقام پر پھر تدفین ہوئی، جس حجرہ میں جسد مبارک چھ ماہ تک رہا، اس میں خاندانِ عالیہ کے دیگر افراد کے مزارات گمنامی کی حالت میں اب بھی موجود ہیں-

Marfat.com

بابِ شَشُم

آثارِ فارسی حضرت سلطان باھو

مناقبِ سُلطانی (۸۲۰) اور دیگر سینہ بسینہ روایات کے مطابق حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کی ایک سو چالیس تصانیف ہمارے لئے بیش بہا یادگار ہیں مگر اِس وقت آپ کی صرف اِکتیس کتابیں دستیاب ہیں۔ اِن تصانیف میں ''ابیاتِ باھوؒ'' (۸۲۱) سرائیکی (علاقائی زبان) میں ہے اور باقی تیس فارسی زبان میں ہیں۔ اِن میں پھر ایک ''دیوانِ باھوؒ'' فارسی غزلیات پر مشتمل کتاب ہے جبکہ باقی اُنتیس فارسی نثر میں ہیں۔ جیسا پہلے ذکر ہوا ہے' حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی تین گرانمایہ تصانیف اِس رِسالہ کی تحقیق و تالیف کے دوران دریافت ہوئی ہیں۔ حضرت قدس سرہٗ کے کلام کی ادب' علم' معرفت اور ثقافتِ اسلامی کے لحاظ سے بہت بڑی اہمیت ہے۔ آپ کی ہر ایک تصنیف مرشد کامل کا مقام رکھتی ہے کیونکہ اُن میں بیان کردہ جملے افکار کا سرچشمہ آیاتِ قُرآنی و احادیثِ نبوی ﷺ ہیں' یعنی یہ کلام علم لدُنّی اور تمام اِلہام ہی ہے۔ اِن آثار میں فقر کی انتہا اور عارفانہ تعلیمات' تزکیۂ نفس' دَرسِ حکمت اور علمی اِشارات پر محیط پیرائے بیان ہوئے ہیں۔ ذیل میں حضرت قدس سرہٗ کی ہر دستیاب تصنیف کا تعارف قدرے وضاحت کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ اَسرارِ قادری:

یہ تصنیفِ لطیف' حجاب دُور کرنے والی ہے۔ اِس میں سادہ نثر' روانی اور دِلپذیری کے ساتھ تحریر ہوئی ہے۔ اِس کا اَصل متن آج تک کہیں بھی طبع نہیں ہوا۔ البتہ اس کا اُردو ترجمہ ملتا ہے۔ اِس کتاب کا ایک قلمی نسخہ ملا ہے جس کی کیفیات یوں ہیں :-

یہ قلمی نسخہ محمد بخش پسر اللہ دِتہ سیال ساکن ٹبہ شریف نزد کوٹ شاکر نے ۱۳۷۰ھ کو ۱۵×۲۱ کے کاغذ پر کتابت کیا جو ۱۵۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

محتویاتِ کتاب:

وجودِ آدمی، پنج گنج، ستاسٹھ مقامات، سات اقسام کشف، دعوتِ قبور، فقیرِ کامل، چار اشخاص لائقِ اِرشادِ فقیر، علم الحروف، مذمتِ بدعت و سرود، حسن پرستی، مستی کی ہَوا، موسیٰ و خضر، حق الیقین، توجہ کی تین اقسام، طریقِ قادری مثلِ آفتاب، خُلقِ عظیم، چار صفات، حاضراتِ تصور، تصرّف، تحقیقات وغیرہ پر دقیق و عمیق بحث کی گئی ہے۔ان تمام عنوانات پر مباحث کا خلاصہ درج ذیل ہے:

علم، نیک اور بد میں امتیاز کرنا ہے۔علمِ باطن کا دروازہ لطائفِ باطنی سے کھلتا ہے۔فقیر کا مرتبہ اِسم اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔مرشدِ کامل کی توجہ اور تصرف سے طالب اللہ کو مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسائی ہوتی ہے۔سلوک کے اَسباق میں سات ذِکر ہیں: اَللّٰہ، لِلّٰہ، لہٗ، ھُو، سرِھو، ھُو الحق اور لا الٰہ الا اللہ مُحمّد رّسُولُ اللّٰہ۔فقیرِ قادری کا دِین و دُنیا پر تصرّف ہے۔کشفِ حضوری، کشفِ حقیقی ہے اور ان کے علاوہ کشف کی تمام اقسام خام ہیں۔علمِ دعوت اہم دِینی اور دُنیوی امور کی تسخیر کا وسیلہ ہے۔تمام دَرسی علوم حروف پر مشتمل ہوتے ہیں اور ہر حرف کی غایت کو سمجھنا چاہئے کیونکہ اُن میں تصور، حاضرات، کلید اور تصرّف ہوتا ہے۔غوث الاعظم غوثیت اور قُطبیّت میں فقر کے مرتبہ پر فائز تھے۔تزکیۂ نفس سے ہی علم و عمل باعثِ ہدایت ہوتا ہے۔قلب تصوّرِ اسم اللہ ذات سے زندہ رہتا ہے۔بنیادی ضروریات سے زیادہ لوازمِ دُنیا اختیار کرنا پسندیدہ طریقہ نہیں ہے۔تکبّر معافی کے قابل نہیں ہوتا۔اولی الامر حاکم وہ ہے جس کی نظر میں خاک و زَر برابر ہوں۔شہوت، ہَوا، حرص اور زینت کے چار پرندوں کو مار ڈالنے سے حیاتِ جاودانی حاصل ہوتی ہے۔فقیر کی نظر مُقلّب القلوب ہوتی ہے۔

مولّف کی رائے:

مؤلف یا اِس رِسالہ کے نگارندہ کی رَسائی کے مطابق تصنیف مذکورہ میں ان اوصاف و مطالب کی نشاندہی ہوتی ہے کہ جن سے بندہ اور خدا کے درمیان حجابات بڑی خوبی کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔حجابات کا قفل کلمۂ طیبہ سے کھل جاتا ہے اور انسان اعلیٰ مراتب تک اسم اللہ کے تصور سے پہنچتا ہے۔کلمۂ طیبہ کے فضائل اور اسم اللہ کے برکات کو ہر ایک بیان کرتا ہے مگر ان عارفانہ نکات کو جس طرح حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے ظاہر کر دیا ہے اور کسی صاحبِ عرفان نے اِس طرح واضح نہیں کیا۔دَعوتِ قبور اِلیٰ اللہ کے ذریعہ دِینی اور دُنیوی مہمات کی تسخیر

Marfat.com

عمل وفیض کے لحاظ سے ایسا طریق کار ہے جو حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرّہٗ کے سلوک میں ہی مخصوص ہو کر رہ گیا ہے۔ تمام مُقربین اور صوفیاء ذاتِ الٰہی کا دِیدار اپنے قلب میں کر لیتے ہیں اور مصنفِ کامل قدس سرّہٗ اس بارے میں توضیحات پیش کرتے ہیں۔

۲۔ امیر الکونین :

یہ معلی القاب کتاب ایک قیمتی خزینہ ہے جس میں تصوف، معرفت اور دِیدارِ ربّ تعالیٰ کا علم بیان ہوا ہے۔ اس کا اصل متن اب تک شائع نہیں ہوا، البتہ اس کا چھپا ہوا اردو ترجمہ ملتا ہے۔ اِس وقت اِس کے دو قلمی نسخے ہمارے پاس ہیں جن کی تفصیل یوں ہے :

(الف): نسخہ خطی مکتوبہ فقیر حضرت جی پسر فقیر محمد دِین بُرہانی؛ سالِ کتابت ۱۳۳۲ھ، اِس نسخہ کی تقطیع ۲ ۱/۲-۱۰×۲ ۱/۲-۱۸ ہے جو پسندیدہ نستعلیق میں واضح حروف کے ساتھ ہے۔ کل صفحات ۲۸۶ ہیں، ہر صفحہ پر ۱۳ سطریں ہیں، کاغذ پر جلی تحریر ملتی ہے۔

(ب): ولی محمد پسر میاں غوث محمد پٹھان نے ۱۳۴۸ھ کو خطِ نستعلیق میں باریک قلم کے ساتھ کتابت کی ہے۔ صفحات کی تعداد ۱۴۰ اور ہر صفحہ پر ۱۹ سطریں ہیں۔

محتویاتِ کتاب:

شرحِ فقیر اور ملکِ فقر کے چار علاقے، شرحِ اثباتِ قدم، معرفت کی شرح، علم اور عالم کی شرح، عالم اور اہل اللہ میں فرق، سلطان الوہم کی تشریح (جو رُوح دلیل آگاہ ہے)، دِیدار کی شرح، حاجی کی شرح، خاقانی کو جواب اور فنا و بقا کی شرح، اِن عنوانات کے تحت یہ مطالب سامنے آتے ہیں: فقیر یا شیخِ کامل اولی الامر ہے۔ پنج گنج تمام حاضرات ہیں جو مرشد کامل کی توجہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ دِیدارِ الٰہی خواب اور مراقبہ میں برحق ہے، اِس دُنیا میں بھی دِیدار لامکان میں حاصل ہوتا ہے۔ فقر کی اَساس تصورِ اسم اللہ ہے۔ تمام عالم شرع شریف کے دائرہ میں آتا ہے جو کہ علمِ ظاہر ہے۔ علمِ باطن، علمِ ذِکر، فکر، مذکور، اِلہام، مشاہدہ، غرق اور علمِ معرفت میں دِیدار کا مشاہدہ ہے۔ وہ ارواح جو "اَلَسْتُ بِرَبِّکُم" کے سننے سے مستی کے حال میں آئے، قیامت تک اِسی حال میں مست رہیں گے، وہی مادر زاد ولی اللہ ہیں۔ جو لوگ اِسم اللہ کی عزت نہیں کرتے، در بدر ہو جاتے ہیں۔ ہنر کا کیمیا آخر سرد پڑ جاتا ہے مگر اِسم اللہ کا کیمیا ہمیشہ کے لئے ہے۔ حاجیِ حرم وہ ہے جو حرمین کی دِیواروں اور پتھروں کا مشاہدہ کرتا ہے اور حاجی کرم وہ ہے جو نورِ اَنوارِ الٰہی اور نورِ مصطفوی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اِسم اللہ کا تصور اور دعوت (قبور) فقر کے انتہا کو لے جاتے ہیں۔

Marfat.com

مؤلف کی رائے:

کسی نے بھی واضح الفاظ میں اولی الامر کی تشریح نہیں کی، حضرت سلطان العارفین قدس سرّہ، اطاعتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد شیخِ کامل کو اولی الامر کے مرتبہ پر ظاہر کیا ہے۔ بہت سے صوفیاء نے عالم و عارف میں فرق کو بیان کیا ہے مگر اس بارے میں حضرت سلطان العارفین قدس سرّہ، نے جو کچھ بھی سپردِ قلم کیا ہے، دِل کی گہرائیوں میں اُتر جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت سلطان العارفین قدس سرّہ، نے بڑے عارفانہ انکشاف کے ساتھ حاجی کی تعریف پیش کی ہے جو عین حقیقت ہے۔ حضرت العارفین قدس سرّہ، پہلے مردِ عارف ہیں جنہوں نے مادر زاد وَلی اللہ کا تعارف اور اُن کے مراتب کے بارے میں آگہی عطا کی ہے۔

۳۔ اَورنگ شاہی:

یہ نہایت لطیف تلقین و ارشاد پر مبنی رِسالہ ہے جس کے دو خطی نسخے ہمارے زیرِ مطالعہ ہوئے ہیں۔ نہایت سادہ اور سلیس نثر میں تصنیف ہوا ہے۔ اِس میں بڑے گراں بہا عارفانہ مطالب موجود ہیں، جس میں ایک ہادیٔ برحق کا حکم ملتا ہے اور عشقِ حقیقی کے گم گشتگان کو منزل کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اِس رِسالہ کا اصل متن اب تک طبع نہیں ہوا، البتہ اِس کا اُردو ترجمہ باہتمام ؛چنن الدّین ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷ء کو لاہور میں شائع ہوا ہے۔

(الف): خطی نسخہ مکتوبہ گل محمد سندھی پہاڑپوری؛ سال ۱۳۳۶ھ کو میانہ قلم میں نستعلیق میں کتابت ہوا ہے۔ ہر صفحہ پر اوسطاً ۱۵ سطور ہیں۔ تقطیع ۱۲×۱۷ ہے اور ۲۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

(ب): نسخۂ خطی مکتوبہ فقیر نور محمد کلاچوی؛ سال ۱۳۳۵ھ کو لکھا گیا۔ یہ نسخہ باریک قلم میں نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۵ سطریں ہیں اور تقطیع ۲ ۱/۲-۶×۱۲ ہے۔

محتویاتِ رسالہ:

تصورِ اسم اللہ ذات، شرحِ دعوت، شرحِ نقش وجودیہ، شریعت کے تحفظ میں نفس کو ختم کر دے، مرشد باحضوری چاہئے، ابلیس سجدہ کے انکار سے اور نفس تکبر سے مردود ہوا۔ اسم اللہ امانت اِلٰہی ہے۔ وحدت کے سات نقوش کا تصور مقامِ کمال ہے۔

مؤلف کی رائے میں:

حضرت سلطان العارفین قدس سرّہ، نے حفظ و پاس شریعت کے لئے بہت تلقین فرمائی ہے، اِس طرح کی تلقین و ہدایت بعض صوفیائے کرام کی تصانیف میں ملتی ہیں جیسے جُنید بغدادی اور

Marfat.com

اِمام ابو حامد غزالی (رحمۃ اللہ علیہما) کے کلام میں آتا ہے۔ آیۃ کریمہ: اِنا عرضنا الامانۃ (۸۲۲) کی تفسیر میں اِسم اللہ ذات کو ایک امانت قرار دیا ہے جو عشقِ الٰہی کا سرچشمہ ہے۔ سات نقوش اللہ ؛ لِلّٰہ ؛ لہٗ ؛ ھُو ؛ مُحَمَّد ' فقر اور فنافی الشیخ آپ کی مخصوص تعلیمات کا حصہ ہیں۔

۴۔ توفیق الہدایت:

یہ معرفت میں رَفیق اور با توفیق کتاب ہے جو سادہ اور رواں نثر میں بڑی تحقیق اور دلیل کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ اس کا اصل متن فارسی شائع نہیں ہوا' اُردو میں اِس کا ترجمہ ملتا ہے۔ اصل متن کا ایک نسخہ ہمارے پاس ہے جس کی تفصیل و کوائف درج ذیل ہیں۔

نسخۂ خطی؛ مکتوبہ سال ۱۳۳۴ھ' فقیر حضرت جی پسر فقیر محمد دِین بُرہانی نے جلی قلم کے ساتھ خطِ نستعلیق میں لکھا ہے۔ خط بڑا واضح و مؤثر ہے۔ تقطیع ۱۱×۱۸ ہے جبکہ صفحات کی تعداد ۲۱۳ ہے۔

محتویات کتاب:

دس علوم کا بیان' پانچ تلقین' حیات و ممات میں ہم آہنگی' وجودِ آدمی' اندرونی نفس کی شرح' قوتِ توفیق' چار باطنی پرندے' ذِکر و فکر' فضیلتِ آدم اور بنی آدم' طالب اللہ اور اُس کے دَس اوصاف؛ ان عنوانات کے تحت یہ مباحث ملتے ہیں؛ شریعت و تصوف کے دس علوم سے خود بینی اور جہل کو دور کیا جائے تا کہ معرفت حاصل ہو۔ فقیرِ کامل قادری کے پاس دو عمل جلالی اور جمالی میسر ہیں۔ اسم اللہ جب مومن کے قلب میں جاگزین ہوتا ہے تو سورج کی طرح طلوع ہو جاتا ہے اور اس پر علم لدنی روشن ہو جاتا ہے۔ ذِکر اِسم اللہ کا ذاکر نفس کو طمع اور ہوا سے دور کر دیتا ہے' نیز فوراً ہی خدا کی معرفت کو پہنچ جاتا ہے۔ آدمی کے وجود میں نفس سانپ کی طرح ہوتا ہے اور مرشد کامل اِسم اللہ کی پھونک سے نفس کو جلا دیتا ہے۔

مؤلف کی نظر میں:

فقیر کامل قادری کی دو قوتیں جو جلالی اور جمالی عمل سے پیدا ہوتی ہیں اور اُن کی حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے تشریح فرمائی ہے' نہایت ہی غیر معمولی عرفان کی حامل ہے۔ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ النورانی کے کلام میں بھی ایسے مراتب کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اندرونِ نفس کی تشریح بڑے اعلیٰ طریقہ سے کی گئی ہے۔

Marfat.com

۵- تیغِ برہنہ:

یہ رِسالہ ایک پُر تاثیر نثر میں ہے- اِس میں باطن کے راز اور عرفان کو بصیرت وحکمت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے- اصل متن فارسی اب تک طبع نہیں ہوا ہے اور صرف اردو ترجمہ شائع ہوا ہے- اِس رسالہ کے دو قلمی نسخے ہمارے تصرف میں ہیں-

(الف): نسخۂ خطی، مکتوبہ ۱۳۰۶ھ، جس کے کاتب کا نام درج نہیں ہے- اکتیس ۳۱ صفحات پر مشتمل ہے البتہ اِسی جلد میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے بعض دوسرے نسخے بھی قلمی صورت میں شامل ہیں- ان میں کاتب کا نام محمد رضا کلانچی والا لکھا ہوا ہے- تقطیع ۲/۱-۱۱×۲/۱-۱۹ ہے اور ہر صفحہ میں ۱۴ سطریں ہیں-

(ب): یہ خطی نُسخہ ۱۳۵۶ھ کو حاجی صاحبزادہ نُور حُسین نے خاکستری رنگ کے کاغذ پر لکھا ہے جو چالیس صفحات پر مُشتمِل ہے- تقطیع ۲/۱-۱۱ x ۲/۱-۱۵ ہے اور ہر صفحہ میں ۱۱ سطریں ہیں-

محتویاتِ رِسالہ:

مُرشدِ کامل و مُرشدِ ناقص، طریقۂ قادری، علمِ ظاہر و باطن، شرح دَر مریدی و طالبی، شرحِ ذِکر، مرتبۂ فضل الفقر ا- اِن عنوانات کے تحت کہا گیا ہے کہ ولی اللہ وہ ہے جو چار تاریکیوں سے باہر نکل آتا ہے اور چار انوار میں داخل ہوتا ہے- اہلِ تصدیق کو کلمۂ طیّبہ خدا تک پہنچا دیتا ہے اور مجلسِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری کو لے جاتا ہے- مرشدِ کامل، طالب کو اسم اللہ کا تصور عطا کرتا ہے اور اس تصور سے اِکتالیس جوہر کُھلتے ہیں-

مؤلف کی نظر میں:

تصورِ اسم اللہ جلشانہٗ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے اہم ترین دَرس وعمل میں شامل ہے- وہ جواہر خزائن جو اِسم اللہ جلشانہٗ کے تصور سے طالب اور سالک کو حاصل ہوتے ہیں ان کا ذِکر کسی صوفی اہل اللہ نے اِس انداز میں بیان نہیں کیا ہے-

۶- جامع الاسرار:

اسرار و معارف کے ضمن میں ایک اچھی اور جامع کتاب ہے- اصل متن طبع نہیں ہوا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے- ایک خطی نسخہ اصل اور مکمل متن کا ہمارے پاس ہے جس کی کیفیات یوں ہیں:

محمد بخش پسر اللہ دِتّہ سیال نے قریباً ۱۳۷۰ھ کو یہ نسخہ کتابت کیا جو ٹبہ پیراں کا سکونت

Marfat.com

پذیر ہے- متوسط قلم میں ۱۳۸ صفحات پر مشتمل ہے- ہر صفحہ پر ۱۱ سطریں ہیں- البتہ اس نسخہ کے چند آخری صفحات مفقود ہیں-

محتویات کتاب:

ذِکرِ قلوب، ذِکرِ نفس روح وشیطان، ذِکر تجلی مقامات، تعبیر خواب، نقش اسم اللہ واِسم اعظم ، ذِکر تعظیم وجود اِنسانی - اِن عنوانات میں فرمایا گیا ہے کہ سَروَری قادری اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری میں آ جاتا ہے اور قادری زاہدی سالہا سال کی زُہد وعبادت سے اِن مراتب کو پہنچتا ہے- مُرشدِ کامل، طالب کو ایک روز میں ننانوے اسمائے باری تعالیٰ اور تیس حرف اتای کی غایت تک پہنچا دیتا ہے- علمِ لدُنی، اِسم اعظم کی تاثیر سے حاصل ہو جاتا ہے- عارف ہمیشہ اشتغال اللہ میں ہوتا ہے- حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معراج کے موقعہ پر سُلطانُ الفُقر کا مقام عطا فرمایا- پیر مُرید کو پاک کرنے والا اور اُس کا ساتھ دینے والا ہوتا ہے یعنی بمنزلہ غوث وقطب ہوتا ہے- علماء کا تعلق ناسُوت سے اور فُقرا کا تعلق لاھُوت سے ہے؛ ایک اہلِ روایت ہے تو دُوسرا اہلِ ہدایت ہے- قلب کی تین اقسام ہیں- ذاکر سلطانی وہ ہے جس کے نفس، قلب، رُوح اور سِرّ میں مکمل ہم آہنگی ہو- سیّد عبدالقادر جیلانی غوث الجن والِانس ہیں- مراقبہ، رحمانی مشاہدہ کے ساتھ ہے- عشق ایسا لطیفہ ہے جو معشوق کو رہنمائی کرتا ہے اور کراماً کاتبین اس راہ سے بے خبر ہوتے ہیں- تجلی کی چودہ اَقسام ہیں- عارف کے دِل پر ہمیشہ تجلی ہوتی رہتی ہے کیونکہ وہ صاحبِ وَصل ہے- اِسم اعظم کو فقیر صاحبِ دعوت حاصل کر لیتا ہے-

مؤلف کی نظر میں:

تصوف کے کئی اہم مسائل پوری حُجت اور دَلیلِ قوّی کے ساتھ بیان کیے ہیں- فقر اور ترکِ دُنیا کے بارے میں کئی مثالیں ملتی ہیں- یہ اَمر پورے وثوق سے حاصل ہوتا ہے کہ فقر کی اِنتہا فقط مقامِ حضرت مُحمد مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی ہے- اکثر صوفیاء اور اہل اللہ نے ولایت کے موضوعات اور انسان ومُرشد پر لکھا ہے مگر حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے جس طرح غوث وقطب، اِنسان اور اِنسانِ کامل پر تشریحات کی ہیں، بیان ومعنی کے لحاظ سے ان میں بڑا نمایاں فرق نظر آتا ہے-

Marfat.com

۷- مُحِبّتُ الاسرار:

یہ رِسالہ نثر میں بڑا دِل پذیر اور بلند افکار کا حامل ہے جو راہِ حقیقت میں بیدار کرنے والا اور مقصود بخش ہے' اس طرح جیسے مُرشدِ کامل- اصل فارسی متن طبع نہیں ہوا' اُردو ترجمہ ملک چنن دِین لاہوری کی کاوش سے ملتا ہے- اِس رِسالہ کا ایک خطی نسخہ اصل فارسی متن میں ہمارے پاس ہے؛ جس کی کیفیات ذیل میں ہیں-

یہ قلمی نسخہ ۱۳۷۴ھ کو بڑی خوشخطی کے ساتھ جلی حروف میں ۴۰ صفحات پر لکھا ہوا ملا ہے- ہر صفحہ پر ۱۳ سطریں ہیں- کاتب کا پتہ نہیں چل سکا' البتہ یہ نسخہ ٹبہ پیران نزد کوٹ شاکر والوں کا مملوکہ ہے- تقطیع ۱۳×۲۰ ہے-

محتویاتِ کتاب:

اِنسانِ کامل' بندہ اور خدا' علم راہ اور مرشد راہبر' اہل علم و اہلِ فقر' کامل و ناقص' فکر در آیۃ اللہ' وسیلہ وفضیلت' فراستِ مومن' ذِکر' اَثباتِ شریعت' علمِ لدُنی' علمِ ظاہر و اِسم اعظم' حکایت فقیر مادر زاد' دَر خلافِ نفسِ اَمّارہ' اقسامِ فقرا- ان عنوانات کے تحت فرمایا گیا ہے کہ سَرورِ کائنات پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنسان کامل ہیں اور علم پروردگار سے حاصل کیا- اہلِ شریعت کو حضوری خواب میں' اہل طریقت کو حضوری مراقبہ میں' اہلِ حقیقت کو حضوری مکاشفہ میں اور اہل معرفت کو حضوری مقام رُوح اللہ میں جو حق الیقین ہے- فقیر مہد سے لحد تک ذِکر میں ہوتا ہے-

مؤلف کی نظر میں:

حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ' حضرت رِسالت مآب ﷺ کو اِنسانِ کامل قرار دیتے ہیں- مولوی جلال الدّین رُومی حق تعالیٰ کے برگزیدہ ہستیوں کو جو اَنبیاء اور اولیائے کرام ہیں' رُوحانی اور جسمی لحاظ سے باقی انسانوں سے بلند تر ہیں:

باز غیرِ عقل وجانِ آدمی ہست جانی دَر نبی ودَر وَلی (مثنوی)

اِمام ابو بکر بن ابو اسحاق کلا باذی نے کتاب ''تعرّف'' میں ذِکر کے تین اقسام لکھے ہیں؛ اوّل ذِکرِ قلب' دوم ذِکر صفاتی' سوم ذِکر با مشاہدہ مذکور (ذِکر عین) - حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے ذِکر کی اِس تیسری قسم کی تلقین کی ہے-

۸- دِیدار بخش:

یہ رسالہ اِسم با مُسمّیٰ ہے علمِ دِیدار اور حصول معرفت پر ممیز ہے- حضرت سلطان

Marfat.com

العارفین قدس سرہ' کی تصانیف میں یہ ایسا رِسالہ ہے جو سب سے آخر میں دریافت ہوا ہے اور ہمارے اِس ایک نسخہ کے علاوہ کسی اور کتابخانہ یا ادارۂ شخصی یا حکومتی کے ہاں کوئی نسخہ نہیں ہے۔ اِس لئے اِس رِسالہ کا آج تک کوئی اُردو ترجمہ بھی کسی نے نہیں کیا۔ اِس نایاب قلمی نسخہ کی تفصیل یوں ہے :

نُسخہ کا کاتب نامعلوم ہے' البتہ اِس نسخہ کے ساتھ جلد کے اندر 'عین الفقر' کا قلمی نسخہ بھی موجود ہے' جس پر کاتب کا نام عبداللہ لاہوری درج ہے۔ اس کا صفحہ فراخ اور خاکستری رنگ کا ہے' متوسط قلم میں تحریر ہوئی ہے' کل صفحات ۲۶ ہیں۔ ہر صفحہ پر ۱۸ سطریں ہیں۔ تقطیع ۱۴×۲/۱-۲۲ ہے۔

محتویاتِ رِسالہ :

صفتِ نبی کریم ﷺ' علم تصرّف' علمِ تصوّر' فقر مہجور و فقر وِصال' اقرار و تصدیق' تفسیر آیۂ علم الآدم الاسماء کلھا' ہشت علم رہبر دیدارِ خدا تعالیٰ' کرامتِ بنی آدم برائے معرفتِ حق' اہلِ بندگی و اہلِ شرمندگی' فرضِ اکبر' اقسامِ ہوا' چہار نشانِ علماء' چہار نشان فقرا' صاحبِ توحید و مقام لی مع اللہ وغیرہ۔ ان عنوانات کے تحت یہ مطالب سامنے آئے ہیں :

تصرّف دعوتِ قبور اور تصوّرِ اسمِ اللہ' عرفان کی بُنیادیں ہیں۔ فقیر کا جسم آٹھ علوم سے مکمل نور ہو جاتا ہے اور یہی علوم دِیدارِ خدا تعالیٰ کے لئے رہنما ہیں۔ انسان کے تین سو تیس مراتب ہیں مگر انسان کی عظمت معرفت کے مرتبہ میں ہے۔ خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جاننا فرضِ اکبر ہے؛ اگر اِس فرض کو ادا کریں تو کوئی بھی گناہ صادر نہ ہوگا۔ پیغمبر اِسلام لی مع اللہ کے مقام پر ہونے کے باعث تمام دُنیا سے بےخود رہتے تھے۔

مؤلف کی رائے :

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ' ''لی مع اللہ'' (۸۲۳) کی شرح میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان مخصوص لمحات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ سے بھی بےخبر ہو کر رہ جاتے تھے؛ کہتے ہیں کہ ایک دِن آنحضرت ﷺ اِس مقام پر آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ آ کر موجود ہوگئیں تو آنحضرت ﷺ نے پوچھا: تو کون ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا: یا رسول اللہ! مَیں عائشہ ہوں۔ فرمایا: عائشہ کون ہے؟ عرض کی: بنتِ ابابکر صدیق۔ فرمایا: ابا بکر کون ہے؟ عرض کی: اصحابِ مُحمدٌ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ پھر فرمایا: مُحمد

Marfat.com

تو اپنے کو بھی نہیں پہچانتا۔ اِس مقام لی مع اللہ پر جو فنا فی اللہ کا مقام ہے اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ شیخ عبدالحق مُحدِث دِہلوی نے رِسالہ مشاہدہ الابرار بین التجلی والاستتار میں حدیث "لی مع اللہ" کی شرح میں لکھا ہے کہ اولیائے کرام کے لئے تو یہ وقت کوئی ایک وقت ہوسکتا ہے مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے یہ وقت مسلسل بھی ہے اور وقتی مَحوِیّت کا حامل بھی ہے۔

۹۔ دِیوانِ باھو :

یہ دِلپذیر کلام مُصنف قدس اللہ سرّہٗ کا شعری مجموعہ ہے جس میں وجدانی و عارفانہ غزلیں مستانہ وار کہی گئی ہیں۔ یہ تصنیف حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کے تمام و مکمل شعری کلام کا مجموعہ ہرگز نہیں بلکہ اسے ہم غزلیاتِ باھو کا نام دے سکتے ہیں۔ اِس دِیوان کو متعدد اشخاص نے کئی بار طبع کیا ہے مگر آج تک کسی نے تحقیق و تجسُس کی رُو سے اِس پر کام نہیں کیا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر طبع شدہ نسخہ دوسرے نسخوں سے اختلافات رکھتا ہے۔ مطبوعہ نسخوں اور دِیگر خطی نسخوں پر ایک نظر ڈالتے ہیں جو کافی تعداد میں ملے ہیں :

(i) نُسخہ مطبوعہ موسوم بہ: دِیوان حضرت سُلطان باھُو فارسی ۔مطبع نور لاہور۔۱۸۷۰ء (قریباً)

(ii) نُسخہ خطی موسوم بہ: دیوان شریف کامل ۔ مکتوبہ: نامعلوم ۔ ۱۸۶۰ء (قریباً)

(iii) نسخہ خطی موسوم بہ: دِیوان شریف ۔ مکتوبہ: نامعلوم ۔ ۱۸۵۰ء (قریباً)

(iv) نسخہ خطی موسوم بہ: دِیوانِ باھو ۔ مکتوبہ: نامعلوم ۔ ۱۲۹۰ھ

(v) نسخہ خطی موسوم بہ: دِیوانِ باھو ۔ مکتوبہ: نامعلوم ۔ ۱۲۹۸ھ

(vi) نسخہ خطی موسوم بہ: دِیوان شریف معہ شرح پنجابی۔ مکتوبہ: نامعلوم۔ ۱۳۰۰ھ (قریباً)

(vii) نسخہ خطی موسوم بہ: دِیوان باھو ۔ مکتوبہ: محمد رضا اخوند ۔ ۱۳۰۶ھ

(viii) نسخہ خطی موسوم بہ: دِیوان شریف۔ مکتوبہ: اہموں (حضرت نور احمد) ۔ ۱۳۳۴ھ

یہ نسخہ جلی نستعلیق خط میں ہے صفحات ۹۷ ہیں ہر صفحہ میں ۶ سطر ہیں۔

(ix) نسخہ خطی موسوم بہ: دِیوان باھو ۔ مکتوبہ: غلام دستگیر القادری ۔ ۱۳۵۹ھ (قریباً)

نیز اِس کا کچھ حصہ فقیر عبدالکریم کا پاری نے لکھا خط جلی متوسط صفحات ۳۰ ہیں ہر صفحہ میں ۱۴ سطریں ہیں۔

محتویاتِ دِیوان:

تمام دِیوان عارفانہ اور عاشقانہ مطالب کا حامل ہے۔ اِس میں اکثر شعر مستانہ وار اور

Marfat.com

مسرور کن وجدانی حالت میں کہے گئے ہیں۔

* دیوان باھوؒ پر بندہ خاکسار سلطان الطاف علی نگارندہ رسالہ نے پورے اہتمام و تحقیق کے ساتھ کام کیا اور سلیس و بامعنی اردو ترجمہ کر کے حضرت سلطان باھو اکیڈمی لاہور سے ۱۹۹۱ء کو شائع کرایا ہے۔ بطور یادگار تین سو سالہ وصال حضرت سلطان العارفین قدس سرہ۔

مؤلف کی رائے: دِیوانِ باھو میں بڑے عارفانہ مفاہیم میں توحید اور وحدانیت کو مؤثر طریقہ سے اور ایک منفرد انداز میں بیان کیا گیا ہے جسے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کا ہی مخصوص انداز ہے:

یقین دَانم دَرِین عالم کہ لامَعبُود اِلّاھُو

اکثر صوفیائے کرام فلسفۂ وحدت الوجود میں عقیدہ رکھتے ہیں جیسے شیخِ اکبر محی الدِین ابنِ عربی (ف: ۶۳۷ھ) سیّد بلہے شاہ قصوری (ف: ۱۱۷۱ھ)، شاہ عبداللطیف بھٹائی (ف: ۱۱۶۵ھ) اور سچل سرمست تخلص آشکار (ف: ۱۲۴۲ھ) وغیرہ۔ اور صوفیاء کا ایک گروہ وحدت الشھود میں عقیدہ رکھتا ہے جیسے مجدّد الف ثانی احمد سرہندی (ف: ۱۰۳۵ھ)۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باھو (۱۰۳۹ھ-۱۱۰۲ھ) اپنے افکار و کلام میں فلسفۂ وجود اور فلسفۂ شہود میں یگانگت رکھتے ہیں اور اِسی خیال پر اس کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دِہلوی (۱۱۱۴ھ-۱۱۷۶ھ) نے اِسی موضوع پر اِس طرح اِظہارِ خیال کیا ہے کہ:

"دونوں فرقوں میں اختلاف محض لفظی ہے اور اُس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔" (۸۲۴)

اِن معانی میں حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ کا شعر ملاحظہ ہو:

ھُو الاوّل، ھُو الآخر، ظھور آمد تجلّی اُو
بذاتِ خود ہویدا حق کہ لافی الکون اِلّاھُو
(۸۲۵)

صوفیاء نے جان نثاری اور محبوب سے محبت کے موضوعات کو بخوبی نبھایا ہے مگر اِسی عنوان پر حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کس خوبی اور تاثیر سے لکھتے ہیں:

بزُلفِ یار دِل بستم بہ بستن دِل چنان مستم
دو عالم رَفت اَز دَستم کنون خود رَا فدا سازم
(۸۲۶)

Marfat.com

عارفانہ مشربؔ، صفائے باطن، عقل و عشق میں امتیاز، سلوک میں جد و جہد اور مذمتِ رِیا کاری کے مفاہیم میں خواجہ حافظ شیرازی اور سعدی شیرازی نے بہت اچھا لکھا ہے مگر حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ ان مضامین کو پورے دلیل و تلقین کے ساتھ پایۂ ثبوت کو پہنچاتے ہیں، خود شناسی پر اکثر صوفیاء نے نظم و نثر میں لکھا ہے، فرید الدین عطار نے منطق الطیر میں، امام غزالی نے احیاءُ العلوم میں انہی مقاصد کو بڑی وضاحت اور مثالوں سے پیش کیا ہے اور اس ضمن میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے بڑی سادگی اور حق گوئی کے ساتھ فرمایا :

طُورِ سینا، سینۂ خود را نگر   طُورِ سینا چیست ؟ دَانی بیخبر ؟
رَبِّ اَرنی گو تجلّی حق نگر (۸۲۷)   ہمچو مُوسیٰ مَست شو برطورِ خویش

۱۰- رِسالہ رُوحی :

یہ چھوٹا سا مختصر رِسالہ ہے مگر نثر میں حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہٗ کی اہم ترین تصنیف ہے- اِس میں معرفت کا بیش قیمت خزانہ سمو دیا گیا ہے- صد ہا سال کے عرصہ میں کسی بھی عارف نے اِس انداز میں ارشاد نہیں کیا- اِس رِسالہ کے اصل متن کو اُردو میں ترجمہ کے ساتھ نظام الدِّین ملتانی نے ۱۳۴۹ھ میں شائع کیا جو آج کل نایاب ہے- اِن دنوں صرف اردو میں ترجمہ مِل رہا ہے مگر اُس میں اَصل مفہوم اور کلام کی تاثیر ناپید ہے جو اصل متن سے پوری مطابقت بھی نہیں رکھتا- اِس رسالہ کے کچھ خطی نسخے ہمارے پاس ہیں :

(الف) : نُسخۂ خطّی مکتوبہ : فقیر سلطان حامد (صاحبِ کتاب مناقبِ سلطانی) سال ۱۲۹۴ھ- یہ نسخہ ایک ضخیم جلد میں ہے جس کے آخر میں ہی یہ رسالہ چھ کشادہ قلم کے ساتھ تحریر کردہ صفحات پر مشتمل ہے- ہر صفحہ میں ۱۱ سطریں ہیں اور تقطیع ۱۱×۲۰ ہے-

(ب) : نسخہ خطی مکتوبہ سال ۱۳۰۶ھ، کاتب کا نام مفقود ہے- چھ صفحات پر مشتمل ہے، البتہ تحریر موجود ہے کہ ''برائے مُلاّ جواہر خان'' لکھا گیا ہے- یہ نسخہ ایک بڑی جلد میں ہے، جس کے اکثر مکتوبہ جات محمد رضا کلانچی والا (کُلاچی والا) کے ہیں- ہر صفحہ پر ۱۴ سطریں ہیں- تقطیع ۲ ۱/۱۱×۱/۲-۱۹ ہے-

(ج) : نسخہ خطی سال ۱۳۵۴ھ میں فضل کریم پسر احمد دِین ساکن چکریان (گجرات) نے جلی قلم کے ساتھ کشادہ کاغذ پر اپنے فنِ خطاطی کے موتی پروئے ہیں- یہ نسخہ ۱۱ صفحات پر ہے، ہر صفحہ میں ۱۱ سطریں ہیں- تقطیع ۱۴×۲۳ ہے-

(د) : نسخہ خطی سال ۱۳۶۵ھ کو فقیر عبدالکریم کاپاری نے متوسط قلم میں نستعلیق خط کے ساتھ کُھلے

Marfat.com

وَرَق پر لکھا جو پانچ صفحات پر ہے۔ مُتناسب قطع ومرغوب تحریر ہے۔ تقطیع ۲/۱-۱۴×۱۹ ہے۔

محتویاتِ رِسالہ :

اِطلاعاتِ سِرّی وعرفانی وہفت رُوح سلطان الفقر کو اللہ تعالیٰ کی تمام تر عنایات کے ساتھ ظاہر کر دیا گیا ہے۔ تخلیق کے اَسرار اور روزِ اَلَست کا معاہدہ دریا کو کوزہ میں بند کرنے کے مصداق بیان کیا گیا ہے۔ آٹھ مطالب بیان ہوئے ہیں؛ اوّل تخلیق کی وجہ، دوم تخلیق اور فلسفۂ شھود و وجود، سوم نورِ احمدی، چہارم ذِکرِ ہفت رُوح سلطان الفقر، پنجم مصنف کا اپنا تعارف، ششم رسالہ کے وصف میں، ہفتم خلق کو تلقین کرنے کا حکم اور ہشتم معشوقِ اِلٰہی ہو جانا۔

مؤلف کی رائے:

اِس رِسالہ کے مطالعہ سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک اِلہامی کلام یا اِلہامی دَستاویز ہے۔ یہ نہایت مختصر رِسالہ ہے جس میں اَسرارِ الٰہی کے بہت سے نکات صرف چند اَوراق میں سمو دیئے گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے چاہا کہ پہچانا جائے، اِس لئے کائنات کو تخلیق کیا۔ اِنہی مطالب کے لئے حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے رِسالہ کے شروع میں حدیثِ قدسی؛ کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً اَن اُعرَف فَخَلَقتُ الخَلقَ کو بیان کیا ہے۔ شیخ محقق حضرت شاہ محمد عبدالحق مُحدّث دِہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنی ایک تصنیف میں یہ حدیثِ قُدسی نقل کی ہے (۸۲۸)۔ نورِ احمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تخلیق سے جو نورِ اَحدی سے جلوہ گر ہُوا، کا بیان اور ذِکر ہفت رُوح سلطان الفقر کو کتاب محک الفقرا کلاں تصنیف حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ میں نسبتاً زیادہ وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

* پروفیسر سید احمد ہمدانی نے رسالہ روحی کی شرح تحریر کی جو مکتبہ رسالت لاہور نے ۱۹۸۴ء و شائع کی۔ جس کا دوسرا ایڈیشن حضرت غلام دستگیر اکادمی نے ۱۹۹۰ء کو لاہور سے شائع کیا۔ ہمدانی کی شرح کے ساتھ بندۂ خاکسار (سلطان الطاف علی) کا مقدمہ شامل ہے۔ اسی رسالہ کے متن کو تحقیق کے ساتھ سادہ اور روان اردو ترجمہ میں خاکسار نے مکمل کیا جو حضرت غلام دستگیر اکادمی نے لاہور سے ۱۹۹۳ء کو شائع کیا۔

○ رسالہ روحی خرد: تصنیف حضرت سلطان باھُوؒ دریافت ہوئی۔ پروفیسر احمد سعید

Marfat.com

ہمدانی نے ترجمہ معہ حواشی اردو میں کیا۔ حضرت غلام دستگیر اکادمی نے لاہور سے ۱۹۹۱ء میں طبع کرایا۔

۱۱۔ سلطان الوھم :

فنِ تصوف اور درسِ معرفت میں یہ کتاب نایاب موتی ہے۔ سندھ کے شہر جیکب آباد میں سیّد سلطان شاہ کی لائبریری سے ۱۹۷۷ء کو یہ رسالہ دریافت ہوا۔ یہ ایک خطّی نسخہ ہے' اس میں کاتب کا نام ندارد ہے' البتہ سالِ کتابت ۱۲۰۹ھ تحریر ہے۔ یہ نسخہ ۵۳ کشادہ صفحات پر مشتمل ہے۔ خطِ نسخ میں باریک قلم کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ تقطیع ۱۴×۲۲-۲/۱ ہے۔ چونکہ یہ اصل متن اب تک دریافت نہ ہوا تھا' اِس لئے اس کا اُردو ترجمہ بھی کہیں نظر نہیں آیا۔ یہ کتاب دراصل حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کی تصانیف میں ایک اہم دریافت ہے۔ حیران کن بات تو یہ ہے کہ مناقب سلطانی کے مؤلف نے بھی اِس کتاب کا نام نہیں لکھا ہے۔

محتویاتِ کتاب :

راہِ دل' پیر کامل' ہر لحظہ وعید محقق' وھم' دیدار و عاشق' گوہرِ اَنفاس' عشق' تجلّی' دو گواہِ عشق' وجودِ موجودات' شجر چہار عالم دَر اِنسانِ کامل' کرب' اوھام' علم' فلسفۂ تنزّل و تخلیق کائنات۔

مؤلف کی رائے :

تمام صوفیائے کرام نے دِل کو مرکزِ تجلیاتِ اِلٰہی قرار دیا ہے۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ بھی دِل کو حقیقت کا مؤثر ترین راستہ قرار دیتے ہیں۔ مولوی جلال الدّین رومؔی نے مقامِ دِل کے بارے میں بڑی عارفانہ آگہی کی ہے' وہ کہتے ہیں :

ع دِل گزرگاہِ جلیلِ اکبر است

اصل میں علمِ باطن اور تصوف تمام کا تمام دِل کی نگرانی سے ہی متعلق ہے۔ لفظی طور پر تو فلسفۂ سُلطانُ الوھم مخصوصاً حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ سے تعلق رکھتا ہے پھر انہی معانی میں صوفیائے نقشبند نے اور شاہزادہ دَاراشکوہ قادری نے رِسالہ حق نما میں اِس پر بہت کچھ لکھا ہے۔ حضرت ممدوح قدس سرّہٗ نے کتاب امیر الکونین اور کتاب عین الفقر میں اس فلسفہ کی طرف اِشارہ کیا ہے۔ رُوح دَلیل آگاہ ایک وہم یا اوھامِ حقیقی ہے جو نور کا مقام رکھتا ہے۔ عالمِ ناسُوت' ملکوت' جبرُوت و لاھُوت کی داراشکوہ نے رِسالہ حق نما میں خوب توضیح کی ہے۔ ابو الفیض قلندر سُہروَردِی نے کتاب ''الفقرُ فخری'' میں اِس کی شرح کی ہے۔ فلسفۂ تنزل اور تخلیقِ کائنات کو

Marfat.com

ترتیبِ مدارج کے ساتھ ڈاکٹر میر ولی الدین نے کتاب ''قرآن وتصوف'' میں واضح کر کے لکھا ہے۔

البتہ اِس نسخہ میں کچھ الحاقی جملے بھی پائے گئے ہیں جو ذِکرِ خفی پر بڑا اصرار رکھتے ہیں اور ذِکر جہر کو بالکل فراموش کر دیا گیا ہے یا اُس کی نفی کر دی گئی ہے' اِس قسم کے افکار حضراتِ نقشبندیہ میں ملتے ہیں جبکہ طریقۂ قادریہ میں ذِکرِ خفی اور ذِکرِ جہر ہر دو کو سلوک میں شامل رکھا گیا ہے۔

۱۲۔ شمس العارفین :

یہ نسخہ عرفان وتصوف کے موضوع پر مسلکِ قادریہ کی عین اَساس پر مبنی ہے۔ یہ بھی حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ کی تصنیف ہے' البتہ یہ نسخہ دراصل حضرت ممدوح قدس سرّہٗ کی چند دیگر تصنیفات کلید التوحید' قربِ دیدار' مجموع الفضل' عقل بیدار' جامع الاسرار' نور الہدیٰ' عین النماء اور فضل اللقاء کا ایک جامع نسخہ ہے۔ یہ جمع آوری یا مجموعۂ اِنتخاب خانقاہ کی سجادگی کے اوائل دَور میں سلطان ولی محمد سجادہ نشین اول ہوا۔* اس رسالہ کو خلیفہ صاحب ڈنہ لنجار اور مولوی عبدالشکور شیخ نے مرتب کر کے مخدوم سید موسیٰ شاہ جیلانی (المعروف موسن شاہ جیلانی) گھونکی سندھ والے کو پیش کیا۔ اس لحاظ سے مفہوم و معانی کے علاوہ تمام جملے اور تراکیب بھی مصنف ممدوح قدس سرّہٗ کے اپنے الفاظ میں ہی ہیں۔ اس کا اردو ترجمہ چھپ چکا ہے مگر اصل متن فارسی' اب تک طبع نہیں ہوا۔ اِس کتاب کے دو قلمی نسخے اپنے پاس ہیں:

*اسی رسالہ کی تدوین کا کام سلطان ولی محمد پہلے سجادہ نشین کے دور میں سرانجام ہوا، حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' کی چند تصانیف میں سے انتخابات مربوط طور پر جمع کرنے کی سعی خلیفہ صاحبڈنہ لنجار اور مولوی عبدالشکور شیخ نے کٹبار شریف اور گھونکی (سندھ) میں خانقاہ سید موسیٰ شاہ جیلانی میں مکمل کر کے صاحب خانقاہ کو پیش کیا۔ اس ضمن میں کتاب عمدۃ الآثار فی تذکار اخبار الکٹبار کے صفحہ ۵ کا متن ملاحظہ ہو۔

''خلیفہ مذکورہ و مولوی عبدالشکور قوم شیخ کہ این ھر دو کتاب شمس العارفین را از رسائل مولفہ برہان العاشقین قطب الکاملین سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہ العزیز انتخاب نمودہ پیر موسیٰ شاہ جیلانی ساختہ اندر عایت از باعث بودنش

Marfat.com

برادرزادۂ استاد بسیار از بسیار می نمودند“

خلیفہ مذکور (خلیفہ صاحبڈ نہ قوم لنجار) اور مولوی عبدالشکور قوم شیخ ان دونوں نے کتاب شمس العارفین کو (مرتب کرنے کے لئے) برہان العاشقین قطب الکاملین سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہٗ العزیز کے مولفہ رسائل میں سے انتخاب کر کے پیر موسیٰ شاہ جیلانی کو تیار کے دیا۔ اس کام کی تکمیل استاد (محمد شریف معلم مدرسہ مخدوم میاں محمد صدیق) کے برادرزادہ کی بے حد کوشش کا نتیجہ ہے۔

(الف): نسخہ خطی، مکتوبہ: سال ۱۲۹۱ھ جسے محمد حُسین پسر خیر محمد ساکن ہجکہ، علاقہ بھیرہ، شاہ پور نے کتابت کیا۔ یہ نسخہ نستعلیق میں ہے۔ صفحات کی تعداد ۳۷ ہے اور ہر صفحہ میں ۲۳ سطریں۔ تقطیع ۲ ۱/۲-۱۵×۲۷ ہے۔

(ب): نسخہ خطی، فضل کریم پسر احمد دِین قوم جٹ راں نے ۱۳۵۴ھ کو خطِ نستعلیق میں لکھا ہے۔ صفحات کی تعداد ۱۰۴ اور صفحہ پر ۱۲ سطریں ہیں۔ تقطیع ۱۴×۲۳ ہے۔

محتویات کتاب:

یہ کتاب ابواب میں تقسیم ہے جو سات ابواب پر مشتمل ہے البتہ نسخہ کے متن میں ابواب کی ترتیب مربوط نہیں۔ بابِ اوّل میں کتاب پڑھنے کی فضیلت پر ہے؛ بابِ دوم میں ذِکر و فکر، تصورِ مشقِ وُجودیہ اور علاجِ دِلِ سیاہ کا بیان ہے؛ باب سوم میں مراقبہ مکاشفہ کا بیان؛ بابِ چہارم میں فنافی الشیخ کا بیان؛ بابِ پنجم میں مجلسِ مُحمدی ﷺ؛ بابِ ششتم میں اہل قبور پر دعوت پڑھنے کی ترتیب اور بابِ ہفتم میں متفرق تعلیماتِ عرفانی ہیں۔

مولف کی رائے:

نسخہ میں ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ اِس میں عملی مشقوں اور مقامات کی تشریح مُصنِف قدس سرّہٗ کے فکر و فلسفۂ عرفانی پر پورا نہیں اُترتی، تاہم یہ نسخہ اور اس کی گرد آوری پھر بھی ایک مُفید کام ہوا ہے۔ اِس نسخہ میں عارفوں کے کلمات، اُن کے حرکات و سکنات اور اعمال و گفتار بیان ہوئے ہیں جو توحید، عرفان و تصوف، شیخ و مرید و مراد، سالک و طریق حقیقت و معرفت کے علاوہ گوناگوں نقش، دُعا و تسخیرات کے بارے میں ہیں۔ تمام کتاب طریقۂ قادریہ کے عقاید کی اَساس پر مبنی ہے۔

۱۳۔ عقلِ بیدار:

یہ کتاب معلیٰ القاب، عارفِ اکمل، سلطان الفقر سلطان باھو قدس سرّہٗ کی ایک

Marfat.com

نایاب کتاب ہے- یہ وثیقۂ رُشد وہدایات اور حقیقت و آگہی پر مبنی ہے- فارسی متن طبع نہیں ہوا-
اِس کتاب کے دو قلمی نسخوں کی تفصیل یہ ہے :

(الف): نسخۂ خطی: محمد الدّین پسرِ میاں جیلانی بخش، ساکن گجرات نے ۱۲۹۸ھ کو فراخ اَوراق پر خطِ شکستہ میں ۲۲۸ صفحات پر کتابت کیا ہے- ہر صفحہ پر ۱۵ سطر ہیں- تقطیع ۱۱×۱/۲-۱/۱-۲۱ ہے-
کاتب مذکور نے بغداد (عراق) میں یہ نسخہ لکھنا شروع کیا تھا اور لاہور میں اُسی سال مکمل کیا-
افسوس ہے کہ اِس نسخہ کے ابتدائی ۱۸ صفحات تلف ہو چکے ہیں-

(ب): نسخۂ خطی: بہادر شاہ قادری سلطانی نے ۱۳۴۰ھ کو بڑے اور خاکی رنگ کے کاغذ پر درمیانہ اور خوبصورت قلم میں ۱۸۴ صفحات پر تحریر کیا ہے- ہر صفحہ پر ۱۳ سطریں ہیں- اِس کی تقطیع ۱۱×۲۰ ہے

محتویاتِ کتاب:

علم و یقین، علم برائے نفس، علم برائے قلب و رُوح، طالب العلم علماء و طالب المولیٰ فقرا، سگِ اصحاب کہف و شیطان، استماعِ سُرود، تداوی مرضِ قلوب، مشقِ وجودیہ، تصورِ اِسم اللہ شرحِ مراقبہ، دعوت، فضیلت و معرفت، ذِکرِ شاہ محی الدّین عبدالقادر، نفسِ وجودیہ معظم، نود ونہ نام باری تعالیٰ، کشف مقامِ منجم و شرح دَم، فقر و قربِ حضور، و شرح دعوات متفرقہ؛ ان عنوانات میں کہا گیا ہے کہ یقین نورِ اَزلی ہے اور تلقین اِسم اللہ نور تک لے جاتی ہے- سالک کا جسم سات اندام میں نور ہو جاتا ہے اور لامکان میں پہنچ جاتا ہے- سیّد عبدالقادر جیلانی طالبانِ حق کے ساتھ ہمیشہ موجود ہو جاتے ہیں- معرفت علمِ ظاہر اور علمِ باطن سے حاصل ہوتا ہے- سرُود کی دو اقسام ہیں: ایک سرُود رحمانی ہے جو آوازِ اَلَسْت ہے اور فقراء اہل اللہ اِس آواز سے خوش ہوتے ہیں- دُوسرا سرُود شیطانی ہے جس سے اہلِ دُنیا خوش ہوتے ہیں- جس کسی کو اِسم اللہ حاصل ہے، اُس کا قلب پاک ہو رہتا ہے اور جو کوئی ناپاک دُنیا کو حاصل کئے ہوئے ہے، وہ ناپاک کلب رکھتا ہے- اِسم اللہ اور اِسمِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حاضرات کا نقش، قطب و غوث کے مراتب کو پہنچاتے ہیں- دُنیا اور عقبیٰ کے مراتب تمام حجاب ہیں- معرفت کو منتقل ہونے سے مراد وصال ہے کیونکہ سوائے دِیدارِ پروردگار کے اور کچھ نہیں ہے- اِنسان وہ ہے جو بصارتِ علم اور عرفان کا حامل ہو-

مؤلف کی رائے :

شخصیت، یقین سے ہے، اور اِس نکتہ کو حضرت قدس سرّہٗ نے صوفیائے کبار کی طرح اظہار فرمایا ہے- گذشتہ آثار میں کہا گیا ہے کہ حقیقی وہم نور ہے- یہاں یقین کو بھی نورِ اَلستی سے

Marfat.com

تعبیر کیا گیا ہے جو اِس کے حامل کو لاھوت تک پہنچا دیتا ہے۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے سلوکِ قادری کے سالک کی طرح اِس کتاب میں سیّدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ النورانی کے مراتب پر بہت کچھ لکھا ہے۔ کتاب عینُ الفقر میں بھی حضرت قدس سرّہٗ نے سرُود کے بارے میں شرح کی ہے (۸۳۰) شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کشف المحجوب میں اِس ضمن میں خواجہ ابواحمد مظفر کا قول نقل کیا ہے کہ قوتِ سماع اُس وقت تک ہوتی ہے جب تک مشاہدہ حاصل نہ ہو، جب مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے تو سماعت کی ولایت ختم ہو جاتی ہے، خیال رکھو! کہیں اِس کی عادت نہ اِختیار کرلو۔ (۸۳۱) اصل میں یہ تلقین، علمِ دِیدار کے عرفان کیلئے ہے جو حضرت قدس سرّہٗ نے اپنی تمام تصانیف میں شرح سے پیش کیا ہے۔ ''اِنسان'' کے تعارف میں کوئی ایسی شرح موجود نہیں فرمائی جو قرآن وحدیث کی تعلیمات سے نہ ہو۔

۱۴۔عین العارِفین :

تصوف وعرفان پر یہ کتابِ معجز بیان سال ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۷ء کو سیّد سلطان شاہ کے کتابخانہ سے دریافت ہوئی۔ اس کا سالِ تصنیف ۱۱۰۰ھ تحریر ہے۔ صفحات کی تعداد ۳۱ ہے۔ خطِ نسخ اور شکستہ میں کتابت ہوئی ہے۔ ہر صفحہ میں ۲۱ سطریں ہیں۔ کاتب کا نام معلوم نہیں البتہ کتابت کا سال ۱۲۰۹ھ ہے۔ وَرق بوسیدہ ہو چکے ہیں اور بعض حروف بھی حذف ہوئے ہیں۔

محتویاتِ کتاب :

نفس، علم، فقر، دَم، مُرشد، دُنیا و اِستدرَاج، اِن عنوانات کے تحت یہ مباحث ملتے ہیں: نفس کو ختم کردینا چاہئے۔ مرشد نفس کُش ہوتا ہے۔ فقر، مقامِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ مُرشد وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیروکار ہو۔

مؤلف کی رائے:

اِنسانی وجود کی اِصلاح، نفس وہَوا سے نجات کے لے مُرشدِ کامل کے کردار کو صوفیائے کرام اور علمائے کاملین نے بہت کافی پیش کیا ہے مگر جس دِلآویزی، مُدلّل طریقہ اور موثر انداز میں حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے مُرشدِ کامل کے کردار کو بیان کیا ہے، وہ سب سے زیادہ نمایاں ہے۔

۱۵۔ عَینُ الفَقر :

یہ کتاب نہایت مُسجع نثر میں ہے۔ مولوی نظام الدّین ملتانی نے ۱۳۴۷ھ کو پہلی بار اِس

Marfat.com

کا اُردو میں ترجمہ کیا اور اصل فارسی متن کے ساتھ شائع بھی کیا- اُنہوں نے اِس ترجمہ کو دو جِلدوں میں تقسیم کر دیا تھا؛ جلدِ اوّل میں ۱۱۶ صفحات اور جلدِ دوئم میں ۱۵۲ صفحات ہیں- اِس کے بعد ملک چنن الدِین لاہوری نے اپنے طور پر نیا ترجمہ کرا کر شائع کیا جو اَب تک بازار میں مل جاتا ہے' البتہ وہ برجستہ ترکیبیں اور حقیقی مفہوم جو مصنف قدس سرّہٗ کے اَصل متن میں ہیں' اس اُردو ترجمہ میں مفقود ہے-

*پروفیسر ڈاکٹر کے بی نسیم نے حال ہی میں پشاور یونیورسٹی کے شعبہ فارسی کے عہدہ چیئرمین سے ریٹائر ہو کر لاہور میں قیام اختیار کر لیا ہے اور انہوں نے آثار حضرت سلطان العارفین قدس سرہ پر تحقیق و ترجمہ کا کام شروع کر رکھا ہے۔ چنانچہ وہ ان تصانیف حضرت سلطان العارفین پر تحقیق کے بعد اردو ترجمہ کے ساتھ کام مکمل کر کے شائع کرا لیا ہے۔ہم اسے معجز آفرین و حیرت انگیز و خوش آئند پیشرفت کہہ سکتے ہیں۔

اِس بیش بہا کتاب کے چند بڑے قیمتی نسخے ہمارے پاس ہیں' جن کی تفصیل یوں ہے:

(الف): نسخۂ خطی؛ سال ۱۲۹۱ھ کو محمد حسن ولد خیر محمد' ساکن ہجکہ' علاقہ بھیرہ' شاہ پور نے کتابت کیا' یہ نسخہ نستعلیق میں متوسط قلم کے ساتھ کتابت ہوا ہے' اس کے صفحات خاکستری اور کشادہ ہیں' کُل صفحات ۸۷ ہیں اور ہر صفحہ میں ۲۳ سطریں ہیں- تقطیع ۱۵×۲۷ ہے-نسخہ کے شروع ہونے سے پہلے غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کی مناجات درج ہے-

(ب): گُل محمد سندھی' پہاڑ پوری نے ۱۳۳۶ھ کو یہ قلمی نسخہ خطِ نستعلیق میں میانہ قلم کے ساتھ کتابت کیا ہے-صفحات کی تعداد ۱۵۴ ہے اور ہر صفحہ میں ۱۵ سطریں ہیں- تقطیع ۱۲×۱۷ ہے-

(ج): یہ نسخۂ خطی صاحبزادہ سلطان حامد قادری (صاحبِ مناقبِ سلطانی) نے ۱۲۹۴ھ کو ۲۲۷ بڑے کشادہ صفحات پر کتابت کیا ہے- ہر صفحہ پر ۱۴ سطریں ہیں- خطِ نستعلیق اور میانہ قلم میں کام ہوا ہے- تقطیع ۱۱×۲۰ ہے-

(د): یہ نسخۂ خطی فنِ خوشنویسی کا ایک شاہکار ہے- افسوس کی بات ہے کہ نہ کاتب کا نام اور نہ کتابت کا سال معلوم ہو سکا' البتہ اَوراق کے رنگ اور ہیئت سے اندازہ ہوتا ہے کہ ۱۳۳۰ھ سے متعلق نسخہ ہو سکتا ہے- اِس میں صفحات کی تعداد ۳۱۸ ہے اور ہر صفحہ میں ۱۱ سطریں ہیں- تقطیع ۲ ۱/۲-۱۰×۲۰ ہے- ایک تازہ تحقیق کے مطابق پتہ چلا ہے کہ یہ مکتوبہ قاضی عبدالحکیم ساکن اسلام آباد نزد داد ستہ محمد (بلوچستان) کے والد محترم کے کتابت کردہ نسخوں میں سے ایک ہے-

Marfat.com

(ح): فقیر نور محمد کلاچوی نے یہ نسخۂ خطی ۱۳۴۵ھ کو نہایت زیبا، جلی اور نستعلیق خط میں ۸۹ صفحات پر لکھا ہے۔ ہر صفحہ پر ۲۳ سطور ہیں۔ تقطیع ۱/۲-۲۰×۳۴ ہے۔

محتویات کتاب:

یہ کتاب دس ابواب میں تقسیم ہے۔ حقیقتِ قلب، مرشدِ کامل، سری و جہری اذکار، مقاماتِ فقر، اسم ذات و توحید فنافی اللہ، شرح تجلیات، شرح استغراق، تربیتِ نفس، شرح درعالم وفقیر اہل اللہ اور شرحِ مراقبہ اس کے خاص مضامین ہیں۔

ان عنوانات کے تحت بیان ہوا ہے کہ تمام کُتبِ سماوی اور کائنات، اسم اللہ کی شرح ہیں، اسم اللہ کا ہر جز وخود ہی ہے، اس میں کوئی استدراج نہیں۔ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نورِ ذاتِ الٰہی سے ہے اور تمام مخلوقات نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیدا ہوئیں۔ ریاضت کے لئے بہت زیادہ سال درکار ہوتے ہیں۔ طالبِ مولیٰ دُنیا وعقبیٰ سے بلند تر ہوتا ہے۔ قیامت اُس دِن برپا ہو گی جب رُوئے زمین پر کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا نہ ہو۔ تجلی کی چودہ اقسام ہیں، مشاہدہ کی پندرہ اقسام ہیں، ترک گیارہ اقسام کا ہوتا ہے۔ مُرشد غسّال کی طرح اور پاک کرنے والا ہوتا ہے۔ نفس کو عشق کی آگ جلا ڈالتی ہے۔ ابلیس، نفس اور دُنیا، تینوں نفسِ امارہ، نفسِ مُلہمہ اور نفسِ لوامہ کی علامات ہیں۔ فُقرا کو سوزِ عشق حاصل ہوتا ہے اور علماء اس سے بے خبر ہیں۔ فقیر کو جزا، دیدارِ حق تعالیٰ کے بغیر اور کوئی چیز نہیں۔ اہل مراقبہ فقیر ہے۔ قادری سرمدی براہِ راست نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری کا شرف حاصل کرتا ہے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ النورانی کی خدمت میں آ کر سلوک اختیار کرتا ہے۔ ذِکر، آدمی کے وجود کو پاک کرتا ہے، اسی لئے ذِکرِ وقتی، نمازِ وقتی، ذِکرِ دائمی اور نمازِ دائمی اختیار کرنا، فقیر پر لازم ہے۔ پاسِ انفاس، سلوک کا خاصہ ہے۔ قلب کی تین اقسام ہیں۔ دُنیا، عقبیٰ، ملکوت و جبروت، تمام مقامات ہیں جو کوئی بھی ان میں سے کسی مقام پر ٹھہر گیا، فقر کو نہیں پہنچتا۔ فقر اپنے سے فنا ہو جانے اور خدا کے ساتھ باقی رہ جانے کو کہتے ہیں۔ شُرب و شراب بدمستی ہے، فنا فی اللہ ہونے میں ہستی ہے۔ شریعت و طریقت دونوں معرفت کی بنیاد ہیں۔ دُنیا کو کوئی مرد پسند نہیں کرتا اور دُنیا مرد کی تلاش میں ہوتی ہے۔ جو کوئی کل کے لئے جمع کرے، درویش نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان پانچ ہزار نو صد اناسی سال کی مدّت گزری ہے۔ قیامت تک ہمیشہ تین سو مردانِ خدا موجود رہیں گے اور اُن کی برکت سے اُمت سے مصیبتیں دُور

Marfat.com

ہوتی رہیں گی- ہمارے آدم علیہ السّلام سے پہلے پندرہ ہزار اور ایک آدم خلق کئے گئے اور اُن کا زمانہ سینکڑوں ملین ہا سال ہمارے آدم سے پہلے کا تھا-

مولف کی رائے :

یہ کتاب نہایت پُرکشش اور فکر انگیز ہے؛ اِس میں سے بڑی عارفانہ اور فلسفیانہ اِطلاعات حاصل ہوتی ہیں- اِس نسخہ میں سلوکِ قادریہ پر پوری تشریحات کی گئی ہیں- صوفیاء کے سلوک وطریقت پر مُفید بحث بھی ملتی ہے- قُربِ قیامت کے بارے میں پیشگوئی' نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیثِ مبارک کے مطابق ہے- آدم کے زمانہ سے متعلق علمی (سائنسی) تفاصیل سے کام لیا گیا ہے' جب حضرت قدس سرّہٗ فرماتے ہیں کہ ہمارے آدم سے پہلے کئی ہزار آدم پیدا ہوئے' دَراصل علمی اور عقلی شواہد پر مبنی اِطلاع ہے- نٹشے (۱۸۴۴ء-۱۹۰۰ء) نے کہا کہ کائنات اپنے حادثات کا تکرار کرتی ہے' جو کچھ آج ہوتا ہے' پہلے بھی ایسا ہوا تھا- اِس رازِ قدیم کو کتاب ''ہدایتِ اَسرار'' میں لکھا گیا ہے کہ ایک روز حضرت علی علیہ السّلام (ف: ۴۰ھ/ ۶۶۱ء) نے اہلِ نصاریٰ کے جواب میں فرمایا تھا کہ آدم صفی اللہ سے پہلے بھی آدم تھا اور اس سے پہلے بھی آدم تھا اور اُس سے پہلے بھی آدم تھا- صاحبِ تاریخِ خواجگی نے لکھا ہے کہ کسی نے حضرت اِمام جعفر صادق علیہ السّلام (۸۰ھ-۱۴۸ھ) سے دریافت کیا آدم کی پیدائش کے بارے میں؛ تو حضرت اِمام نے جواب دیا کہ کون سے آدم؟ کیا اِس سوال سے مُراد آدم صفی اللہ ہیں؟- اُس پوچھنے والے کی حیرت پر آپ نے فرمایا کہ ہمارے آدم سے پہلے سو آدم گزرے ہیں جن کی آل اولاد ایک مدت تک دُنیا میں رہی ہے (۸۳۲)- بہرحال یہ کتاب' نثر میں ہے اور اِس میں نثر کے ساتھ نظم' احادیث اور آیاتِ قُرآنی' بڑی لطافت کے ساتھ شامل ہیں-

۱۶- فضل اللِّقاء :

یہ رِسالہ سادہ' رَواں اور فصیح نثر میں ہے جو علمِ معرفت اور لقا کے ضمن میں بڑا بیش بہا نسخہ ہے- اِس کا اصل متن اب تک طبع نہیں ہوا' اس کا اُردو ترجمہ ملتا ہے- اِس رِسالہ کے قلمی نسخے جو ہمیں ملے ہیں' اُن کا ذِکر کیا جاتا ہے :

(الف): خطّی نُسخہ جو ۱۹۱۷ء میں کتابت ہوا ہے؛ اس کے کاتب کا نام معلوم نہیں ہے- صفحات کی تعداد ۱۳۸ ہے' مُتوسّط قلم میں ہے اور ہر صفحہ میں ۹ سطور ہیں' یہ خطِ جلی میں ہے اور اس کی تقطیع ۲/۱-۱۳×۱۷ ہے-

Marfat.com

(ب): ظہور احمد ساغر ہاشمی المعروف عینی نے ۱۹۷۱ء کو شکستہ خط میں کھلے کاغذ پر ۶۶ صفحات پر کتابت کی ہے اور اس کے ہر صفحہ پر ۱۶ سطور ہیں۔

محتویاتِ کتاب:

مَشق وجودیہ، توصیفِ شاہ عبدالقادر جیلانی، عرفان، طالب و مُرشد، شوق، طریقۂ قادری، مُوتُو قَبلَ اَنتَمُوتُوا، تحصیل علم فضیلت، پنج کلید عطا بر اولیاء اللہ، تقلید، توحید وغیرہ؛ ان عنوانات کے تحت فرمایا ہے کہ صاحبِ توفیق وہ ہے جو زندگی میں موت کے مدارج حاصل کر لے اور لقائے الٰہی پالے۔ دَم اور آواز دونوں ازل سے ہیں۔ قادری مُرید تلقین کے پہلے دن کو ہی تصور، تفکر، ذکر اور الہام کے مراتب کو پہنچ جاتا ہے۔ قلب کی زندگانی، جاودانی شوق ہے۔ پیروی کرنے والے وہ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کو پہنچ جاتے ہیں اور حاسد گاؤ خر (جانوروں) کی مانند ہیں۔ اہلِ توحید، تصورِ اسم اللہ، دعوتِ اہلِ قبور، نظرِ اولیاء اللہ، تلقین قربِ الٰہی اور توجہ قلب سے بہرہ ور ہوتے ہیں؛ اور اہلِ تقلید کو ان اوصاف میں سے کوئی ایک بھی حاصل نہیں ہے۔

مولف کی رائے:

سلوکِ قادریہ اور رُموزِ معرفت میں یہ کتاب کافی متعارف ہے؛ اس میں بڑی مُفید صوفیانہ اصطلاحات کا استعمال ہوا ہے۔ حقایقِ عرفان اور آئینۂ حقیقت کو آسان جملوں میں بیان کیا گیا ہے۔

۱۷۔ قُربِ دِیدار:

یہ کتاب علمِ لقا، دیدارِ الٰہی پر مبنی ہے؛ جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہوتا ہے۔ اس کا فارسی متن شائع نہیں ہوا، اُردو ترجمہ مل رہا ہے جو خطی نسخہ ہمارے پاس ہے، اُس کا ذکر کیا جاتا ہے:

مُحمد بخش ولد اللہ دِتہ سیال، ساکن ٹبہ پیراں، نزد کوٹ شاکر، نے سال ۱۳۷۱ھ کو یہ نسخۂ خطی بتقطیع ۱۳×۲۰ کُل ۱۴۶ صفحات پر کتابت کیا ہے، ہر صفحہ میں ۱۰ سطریں ہیں۔

محتویاتِ کتاب:

طالب و مُرشد، شرحِ دعوت، تصوّر، عامل و کامل، عالم کی تین اقسام؛ ان عنوانات کے ضمن میں فرمایا ہے کہ دیدارِ الٰہی، خواب، مراقبہ اور چشمِ معرفت سے ممکن ہے، بشرطیکہ زندگی میں موت (کے مدراج سے ہمکنار) ہو۔ اہلِ دل وَلی اللہ ہے۔ نورِ معرفت حصولِ تلقین اور تزکیۂ نفس

Marfat.com

سے حاصل ہوتا ہے- طالب کے چار حروف اور مُرشد کے چار حروف میں گہرے اَسرار و معانی ملتے ہیں- فقیر کو ہر لحظہ دِیدار کا نور میسر ہوتا رہتا ہے- علمِ حق فرضِ عین ہے، جس میں خدا تعالیٰ سے ڈرنا اور حرص و ہَوا سے نکلنا ہوتا ہے- ایک عالمِ مجحوب ہوتا ہے، دُوسرا عالمِ مجذوب ہوتا ہے اور تیسرا عالمِ محبوب ہوتا ہے- لازمی شرائط کے ساتھ دَعوتِ قبور پڑھنے سے فائدہ ملتا ہے- صاحبِ دَعوت کو اِستخارہ کا عمل معلوم ہوتا ہے-

مؤلف کی رائے:

اِمام ابوبکر بن ابو اسحاق کلاباذی نے کتاب تعرّف میں فرمایا ہے کہ صوفیاء دِیدارِ اِلٰہی کو جائز قرار دیتے ہیں اور شرعاً و روایتاً دِیدارِ اِلٰہی کو واجب قرار دیا ہے-

عقل کے لحاظ سے اِس طرح تو بالکل دُرست ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور ہر موجود کا دیکھا جانا ممکن ہے مگر بشرطیکہ اللہ تعالیٰ ہمیں دِیدار کی قُوّت عطا کرے اگر دِیدارِ اِلٰہی ممکن نہ ہوتا تو موسیٰ علیہ السّلام کا اَرنی اَنظُر اِلیکَ (الاعراف ۷: آیۃ ۱۴۳) کہنا جہل اور کفر ہوتا (۸۳۳)- حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے اِس جہان میں خالقِ حقیقی کے دِیدار کو خواب و مراقبہ اور چشمِ معرفت میں ممکن گردانا ہے- حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کے مطابق وَلی اللہ اہلِ دِل ہے اور مولانا رومی فرماتے ہیں:

گر تو سنگِ خارہ وَمرمَر شوی   چون بہ صاحبِ دل رسی گوہر شوی   (۸۳۴)

۱۸- کشف الاسرار:

یہ نثری رِسالہ توحید و عرفان پر ہے، جس کا فارسی متن فقیر نظام الدّین ملتانی کی کوشش سے بمعہ اُردو شرح کے ۱۳۵۱ھ کو طبع ہوا مگر اُس کے بعد کوئی ایڈیشن شائع نہ ہوا اور اِبتدائی طباعت والے نسخے اب نایاب ہو گئے ہیں- اِن دِنوں صرف اُردو میں ترجمہ مل رہا ہے- ایک خطّی نسخہ ہمارے پاس ہے، جس کی تفصیل اِس طرح ہے:

نسخۂ خطّی مکتوبہ سال ۱۳۲۳ھ کو گل محمد سندی علماء پہاڑ پوری نے خطِ نستعلیق میں میانہ قلم کیساتھ کتابت کیا ہے- کُل صفحات ۱۸ ہیں، ہر صفحہ میں ۱۷ سطریں ہیں اور تقطیع ۲/۱-۸×۱۸ ہے-

محتویاتِ کتاب:

اِنسانِ کامل، دَعوت سُورۃ مُزمّل، تاثیر تصورِ اسم ذات، تصورِ شیخ اور اس کا اثر، مُرشد کامل و مرشد ناقص، علمِ ناسُوت، ملکوت، جبروت و لاھوت؛ اِن عنوانات کے تحت بیان ہوا ہے کہ اِنسانِ

Marfat.com

کامل کے آٹھ اوصاف ہوتے ہیں- مُرشدِ کامل' طالبِ حق کو تصورِ اِسم اللہ اور دَعوت کا عمل عطا کرتا ہے- فقیر کو تصورِ اِسم اللّٰہ 'لِلّٰہ' 'لہ' 'ھُو' 'مُحمّد' فقر وفنافی الشیخ لا یحتاج کے مراتب تک پہنچا دیتا ہے- پیرِ طریقت کے لئے شریعت کا اِتباع اور علمِ تفسیر وحدیث لازم ہے- کشف و کرامات کو چھوڑ دینے سے' رجعت کھانے سے تحفظ حاصل ہوتا ہے- طالبِ مولیٰ تمام مقامات کی سیر کرتے ہوئے حقیقتِ رحمانی پر پہنچ کر قرار حاصل کرتا ہے-

مولف کی رائے:

مشرق ومغرب کے بہت سے مُفکرین' اِنسانِ کامل کے اوصاف پر لکھ چکے ہیں مگر مَردِ کامل کے جو آٹھ اوصاف حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے گنوائے ہیں' نہایت پُرکشش اور ممکن ومناسب نظر آتے ہیں- وَصفِ اَوّل: لُقمۂ حلال وصدقِ مَقال' وصفِ دوّم: ترکِ شہواتِ نفسانی' وصفِ سوم: جمعیتِ خاطر' وَصفِ چہارم: حضوریِ مجلسِ آنحضرت ﷺ' وَصفِ پنجم: اِستغراق یا محوِ اِسمِ ذات' وَصفِ ششم: عالم علومِ کائنات' وصفِ ہفتم: صاحب مرتبہ لی مع اللہ اور وَصفِ ہشتم: تابعِ اہلِ سُنّت دَر طریقِ قادری سَروَری-

۱۹- کلید التوحید (خُرد):

یہ کتابِ معنوی' فصیح نثر میں محض اَدبی اور علمی کارنامہ نہیں ہے بلکہ معرفت اور تاثیرِ باطنی کے ساتھ رُوحانی فن وارشاد کی حامل ہے; نیز ہر خاص وعام کیلئے بمنزلہ مُرشدِ کامل ہے- فقیر مُحمّد نظام الدّین مُلتانی نے سال ۱۳۴۷ھ کو اِس کتاب کے فارسی متن کیساتھ اُردو میں ترجمہ بھی طبع کرایا مگر اِس کا اُردو ترجمہ دُرست نظر نہیں آتا حتیٰ کہ غیر مناسب مفہوم بھی ترجمہ میں وارِد کر دیئے ہیں- کچھ عرصہ بعد فارسی کا مطبوعہ متن تو نایاب ہو گیا البتہ ملک چنن الدّین لاہوری کا اُردو ترجمہ اب تک دستیاب ہے- چند قلمی نسخوں کے کوائف درج ذیل ہیں:

(الف) نسخہ خطی مکتوبہ سال ۱۲۸۰ھ ہے' اِس کا کاتب نامعلوم ہے- نسخہ کا آخری ورق پھٹ چکا ہے' کل صفحات ۶۳ ہیں اور ہر صفحہ میں ۱۱ سطریں ہیں- آخر میں ایک شجرۂ طریقت ہے اور صفحہ کے پشت پر خان میر سلمان لکھا ہوا ہے جو ہو سکتا ہے کہ کاتب کا نام ہی ہو- تقطیع ۸ × ۱۵ ہے-

(ب) نسخہ خطی سال ۱۳۷۵ھ کو مُحمّد بخش پسر اللہ دِتہ' قبیلہ سیال' ساکن ٹبہ پیراں' نزد کوٹ شاکر نے کشادہ کاغذ پر اوسط قلم میں خطِ جلّی کے ساتھ ۶۱ صفحات پر لکھا ہے' ہر صفحہ میں ۱۰ سطور ہیں-

(ج) نسخہ خطی مکتوبہ سال ۱۳۰۶ھ' جو ۳۹ صفحات پر مشتمل ہے اور ہر صفحہ پر ۱۴ سطریں ہیں- خطِ

Marfat.com

نستعلیق میں درمیانہ قلم کے ساتھ کتابت ہوا ہے- کاتب کا نام محمد رضا ہے- اِس کی تقطیع ۱/۲-۱۱×۱/۲-۱۹ ہے-

محتویاتِ کتاب:

کتاب کی اہمیت' موسیٰ وخضر' خود شناسی وخدا شناسی' ذِکر وذاکر' تخلیق کائنات معہ شرحِ اَرواح' صاحبِ جمعیت مردِ مولیٰ' مردِ درویش کی شناخت' لاھوت وتجرید وتفرید' ان عنوانات کے تحت بتایا گیا ہے کہ کامل وہ ہے جو اپنے کہنے پر عمل کرے اور اُس کی نظر میں سونا اور چاندی ایک ہی ہوں' خود شناسی کا پہلا مرحلہ نفس کی تسخیر ہے' پاکیزگی اور طہارتِ ظاہر وباطن ہردو میں لازمی ہے' اَرواحِ طالبِ دُنیا وشیطان' اَرواحِ طالبِ عقبیٰ واَرواحِ طالبِ مولیٰ ازل سے مقرر ہو چکے ہیں' مقامِ تجرید نفس وشیطان سے نجات پا جانے کو کہتے ہیں' مقامِ تفرید لوگوں کے جمگھٹے میں خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا باطن محو رکھنے کو کہتے ہیں-

موکف کے رائے:

قرآن حکیم میں وارد ہے لِمَ تَقُولُونَ مَالَا تَفْعَلُونَ (۸۳۵) تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے ہو- حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے اِس نکتہ کی وضاحت کردی ہے- صُوفیاء کی اصل تعلیمات' اِنسان کے باطن کی اِصلاح اور قلب کی صفائی کے لئے ہے' اور یہ قرآنی نُکتہ قلب کے لئے عین مُحافظت ہے- دُنیا اور لذّاتِ دُنیا فقیر کے لئے ہیچ ہیں- اِس لئے صوفیائے کبار کی طرح حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کی نگاہ میں بھی اشیائے دُنیا' کہتر ومہتر یکساں ہیں- اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (۸۳۶) کیا میں تیرا خدا نہیں ہوں؟- قرآنِ حکیم میں یہ خطاب اَرواح کے لئے وارد ہوا اور حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے اِن اَرواح کی شرح میں اَرواح کی اقسام پر روشنی ڈالی ہے- اِمام ابوبکر بن ابو اسحٰق کلاباذی (ف: ۳۹۵ھ) فرماتے ہیں: صوفی ترکِ دُنیا سے دونوں جہان میں معاوضہ طلب نہیں کرتا' اِس لئے کہ اس کے نزدیک حق تعالیٰ کے فرائض واجب ہیں' وہ کسی مقام پر بھی اکتفا نہیں کرتا (۸۳۷)- اِسی کتاب میں (ص ۷۵ اپر) آیا ہے کہ عمرو بن عثمان مکّی نے کہا: تَفَرَّدْ بِاللّٰهِ الْفَرِيْدِ فَرِيْد' فَظَلَّ وَحِيْداً وَالْمَعْشُوق وَحِيد''، یعنی انسان کا خدا کے ساتھ منفرد یا تنہا ہو کر رہنا مطلوب ہے اور وہ تنہا رہے اور عاشق بھی اسی طرح تنہا (۸۳۸)- حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ بھی مقامِ تجرید کو نجات سمجھتے ہیں یعنی ہردو جہان سے الگ یکتا ہو جانا اُس خالق حقیقی کے ساتھ' اور مقامِ تفرید دُنیا جہان

Marfat.com

کے غوغا میں دِل خالقِ حقیقی سے پیوستہ رکھنے کو کہتے ہیں۔

۲۰۔کلید التوحید (کلاں):

یہ کتاب عارفانہ رُشد و تلقین میں عالمِ اِنسانیت کے لئے روشن دَلیل ہے۔ نثر کے فن اور طرزِ بیان کے لحاظ سے بھی گرانمایہ کلام ہے۔ عارِفِ رَبّانی سلطان الفقر حضرت سلطان باھو قدس سرّہٗ نے جو کچھ بیان کیا ہے ‘ا۔رشاد و رَضائے اِلٰہی سے ہے۔ اِس کتاب کا اصل فارسی متن شائع نہیں ہوا اور اِس کا اُردو ترجمہ بھی آسانی سے دستیاب نہیں ہے۔ اِس کتابِ مستطاب کے ایک خطی نسخہ کے کوائف تحریر کئے جاتے ہیں:

نسخہ خطی سال ۱۳۳۳ھ کو فقیر حضرت جی پسر فقیر محمد دِین‘ ساکن بُرہان نے میانہ قلم کے ساتھ خطِ نستعلیق میں ۳۲۲ صفحات پر کتابت کی ہے۔ ہر صفحہ میں اوسطاً ۱۶ سطریں ہیں۔ اِس کی تقطیع ۲۲x۱۲ ہے۔

محتویاتِ کتاب:

علم کے اوصاف‘ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا معرفت کے بارے میں تفسیر آیۃ: اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ (۸۳۹)‘ عالمِ بیخودی اور محویت‘ عرفان و عارف‘ وِلادتِ آنحضرت ﷺ اور وجودِ مبارک (ﷺ) کے خواص کی شرح‘ خاصُ الخاص چھ مرتبے‘ غوث و قُطب کی تین اقسام‘ فلسفۂ میعادِ قیامِ قِیامت‘ فُقراءِ کامل و عُلمائے عامِل‘ صبر اور اِسلام‘ اِنسانی وجود مثلِ طلسمات‘ تصنیف کی اہمیت بمنزلہ مُرشدِ کامل‘ آواز کا مقام‘ اِنسان کے باطن میں چار چیزیں اور ظاہر میں چار چیزیں‘ علماء کے اَرواح اور فقراء اہل اللہ کی ارواح‘ ایک درویش اور دو طالبوں کی حکایت‘ عوام کا رِزق اور خواص کا رِزق‘ یقین کی تین اقسام‘ تصورِ اِسمِ اللہ‘ اَحادِیثِ فقرِ مُحمدی (ﷺ)‘ عیسیٰ (علیہ السّلام) اور اُن کی اُمّت کی حکایت‘ دَعوت و تَصرُّف۔ اِن عنوانات میں جو مطالب بیان ہوئے ہیں‘ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ علم حق تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ آیۃ کریمہ اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ اولیاء کے بارے میں ہے۔ مُردہ دِل کو حیاتُ النّبی ﷺ پر یقین نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجودِ مبارک میں نفسِ اَمارہ نہیں ہے اور آپ کے بدن مبارک کی خوشبو شجرۃُ النُّور سے ہے۔ جس کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں حضوری پالی‘ وہ مُستغنی ہوگیا۔ سیّدنا عبدالقادر جیلانی (قدس سرّہٗ النّورانی) غوثِ اعظم اور معشوقِ رَبّانی ہیں۔ قیامت قائم ہونے میں پچاس ہزار سال باقی ہیں اور یہ سب عرصہ دُنیا کی شب

Marfat.com

ہے- قیامت کا حساب کتاب بھی پچاس ہزار سال کا ہے جو ایک روز کا عرصہ ہے گویا قیامت میں ظاہر (دُنیا) میں اور باطن (قیامت) میں پورے ایک لاکھ سال کا عرصہ باقی ہے- اِسم اَللّٰہ 'لِلّٰہ' لَہ ' ھُو چار اِسمِ ذات ہیں- باری تعالیٰ کے ننانوے اسماء کے ننانوے تصورات ہیں- الف تا ی کے تیس حروف میں چار تصور اور چار تصرف ہیں- مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدطَالَ لِسَانہ' (۸۴۰) ظاہرِ شریعت ہے اور مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانہ' (۸۴۱) باطن شریعت ہے- اِنسان کا وجود بیش بہا خزانہ ہے اور وجود کے اندر دِل ایک طلسم کی طرح ہے جو کلمۂ طیب کی چابی سے کھلتا ہے یا اِسم اَللّٰہ کے تصور سے کُھلتا ہے- آواز ایک راز ہے جس کا تعلق عرش سے تحت الثریٰ تک پھیلا ہوا ہے' جہاں پر اَرواح کو قبض کیا جاتا ہے- مُرشدِ کامل' طالب کو ظاہر و باطن میں آٹھ چیزیں عطا کرتا ہے اور مراتب غرق فی التوحید کو پہنچا دیتا ہے- سکوت' مقامِ لاھُوت سے ہے' سکوت اگر لاھُوت سے نہیں ہے تو پھر محض نفس کا مکروفریب ہے- رِیاضت نہ کرنا اور مال جمع کرنا محض شیطانی حیلہ ہے- عوام کا رِزق اُن کے کسب کے اعمال سے ہے اور خواص کا رِزق اُن کے ازلی نصیب سے ہے- دعوتِ قبور سے عامل کو سات خزانے ہاتھ آتے ہیں؛ اوّل: گنجِ نظر کیمیا' دوم: گنجِ جمعیت خاطر' سوم: گنجِ رُوح مفرح' چہارم: گنجِ تزکیۂ نفس' پنجم: گنجِ علمِ غیبی' ششم: گنجِ نفی غفلت اور ھفتم: گنجِ توفیقِ الٰہی-

مؤلف کی رائے:

کسی بھی فلسفی' مفکر اور عارف نے قیامت کے قائم ہونے کی مُدّت کا تعیُّن نہیں کیا ہے' اِس ضمن میں عارفانہ انکشاف حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے ہی فرمایا ہے جو سُلطانُ الفقر ہیں اور رَازِ اَزَل اُنہیں خالقِ حقیقی سے حاصل ہے اور مجلسِ مُحمدی (ﷺ) سے مُشرف رہتے ہیں- اَسماءِ ذات میں توجہ' تصور اور تصرف کے کرشمے' اَسماء حسنہ اور اُن کے کرشمے اور اِسی طرح الف تا ی میں مضمر تیس حروف کے کرشمے سب کے سب حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کی مخصوص اور خصوصی تعلیمات میں سے ہیں- محی الدّین اِبنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السّلام) کو اپنی صورت پر پیدا کیا بلکہ عبد بلحاظ مقصودِ عینِ رَبّ 'ھُویّتِ حق اور حقیقتِ مُطلق ہے- اِسی لئے نفس کی معرفت وحقیقت کو علماء وحکماء نے حاصل نہیں کیا مگر حق پرستوں' علماء الٰہیین' پیغمبروں اور اکابر صوفیاء نے حقیقتِ نفس کو پایا (۸۴۲)- حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ نے نفس کی شناخت کے ضمن میں وضاحت فرمائی ہے اور بتایا کہ تمام خزانے

Marfat.com

اور عجائبات انسان کے وجود میں ہیں- ڈاکٹر میر ولی الدین نے اِس ضمن میں لکھا ہے کہ رسالت کی تصدیق اور اقرار کرنے سے شرک' انسان کے قلب سے نکل جاتا ہے اور اس کی بجائے ایمان جلوہ افروز ہو جاتا ہے (۸۴۳)- اِسی طرح حضرت سلطان باھو قدس سرّہ' بھی فرماتے ہیں کہ انسان کے وجود کے طلسم کی چابی کلمۂ طیّب ہے- ابوالفیض قلندر سہروردی نے کتاب ''الفقر فخری'' میں اور دارا شکوہ نے کتاب ''حق نما'' میں آواز کے بارے میں کہا ہے کہ آواز حقیقی ازل سے ہے اور وہ جو سُلطانُ الاذکار سے بہرہ مند ہوئے ہمیشہ حق کی آواز میں محو رہتے ہیں (۸۴۴)- حضرت سلطان العارفین قدس سرّہ' نے اِسی مسئلہ کو بیان کیا ہے-

۲۱- کلیدِ جنّت:

یہ کتاب مستطاب نثر میں مُصنف قدس سرّہ' کے ان رسائل میں معروف ہے جن کے اُردو ترجمے مُروّج ہیں اور اصل متن فارسی طبع نہیں ہوا- افسوس ہے کہ صرف ایک خطی نسخہ نستعلیق میں ملا ہے اور کتاب کا تعارف کرنے میں اُردو کے مطبوعہ نسخہ کو بھی سامنے رکھا ہے- نُسخہ خطی کے کوائف ذیل میں ہیں:

نسخۂ خطی سال ۱۴۰۵ھ کو ڈاکٹر محمد صادق مانسہرہ (ہزارہ) والے نے ۱۰۶ صفحات پر تحریر کیا ہے- ہر صفحہ پر ۱۲ سطریں ہیں- اس نسخہ کی تقطیع ۱۵×۲۲ ہے-

محتویاتِ کتاب:

پُوری کتاب آٹھ ابواب میں منقسم ہے- اوّل: کتاب کی اہمیت' دوم: طریقِ ذکر' سوم: تصور' چہارم: مراقبہ' پنجم: فنانی مُحمد (صلی اللہ علیہ وسلم)' ششم: مجلسِ مُحمد (صلی اللہ علیہ وسلم)' ہفتم: دعوت' اور ہشتم: تجلیات متفرق- اِن عنوانات میں مذکور ہے کہ یہ کتاب بمنزلہ مُرشدِ کامل ہے- ذکر اسم اللہ ذات کے تفکر و تصور کے ساتھ جاری کیا جاتا ہے- سالِک کو ذِکر فنافی اللہ و بقاباللہ کے مقام تک پہنچا دیتا ہے- اِسمِ اللہ' اِسمِ اعظم ہے- دِل' رُوح اور سرّ کو اسم اللہ سے تجلی ملتی ہے- مراقبہ' دِل کی نگہبانی ہے اور وہ ارواح کی مجلس سے قائم رہتا ہے- ذِکر کی چار اقسام ہیں؛ ذِکر حامل' ذِکرِ سُلطانی' ذِکرِ قربانی اور ذِکرِ خفی- مراقبہ کا ذِکرِ خفی سے تعلق ہوتا ہے- فنافی اللہ' اصل میں فنافی مُحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہے کیونکہ نُورِ مُحمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) نورِ الٰہی جلشانہ' سے ہے- مجلسِ مُحمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) سات مقامات؛ اَزل' اَبد' دُنیا' توحیدِ مُطلق' آسمان' عرشِ اکبر اور لامکان میں ہے- دعوتِ قبور ایک ایسا طریقہ ہے جو مُستجابُ الدّعوات ہے اور زندگی میں ایک بار اس پر عمل کر لینا کافی ہے- نورِ الٰہی

Marfat.com

قلب کی تجلی سے ہے۔

مولف کی رائے:

مذکورہ افکار و تعلیمات سے اہلِ تصوف صوفیاء میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔
ابوالفیض قلندر سُہر وَردِی نے کتاب ''الفقر فخری'' میں اسی طرح اَذکار کی شرح بیان کی ہے۔ سیّدنا غوث الاعظم (رضی اللہ عنہ) نے اَسماء اور اَذکارِ طریقت کی تعلیمات کو اپنے رسائل میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے جو طریقۂ قادریہ کے مطابق ہو جاتا ہے۔ سیّدنا عبدالقادر جیلانی طریقت کے ان رسائل میں تلقین کرتے ہیں کہ ہفت اسماء کو مراتب کے لحاظ سے اصولی کہا جا سکتا ہے، جن کی شرح ذیل میں اختصار کے ساتھ بیان ہوتا ہے۔ نفسِ اَمّارہ کی تربیت اور اصلاح کیلئے اسمِ اوّل: لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ ہے، اسمِ دوم: اَللّٰہ اصلاح و تربیتِ نفسِ لوامہ کے لئے ہے۔ اسمِ سوم: ھُو نفسِ مُلہمہ کی تربیت و اصلاح کے لئے، اسمِ چہارم: حَیّ ''نفسِ مطمئنہ کی تربیت و ترقی کیلئے'' اسمِ پنجم: وَاحِد'' نفسِ راضیہ کی تربیت کے لئے، اسمِ ششم: عَزِیْز'' نفسِ مَرضیہ اور اسمِ ہفتم: وَدُود'' نفسِ کاملہ کی تربیت کے لئے وِرد ہیں۔ اسمِ اَوّل کے لئے پانچ فروعات ہیں:

اوّل	لَامَعبُود اِلَّا اللّٰہ
دوم	لَامَحبُوب اِلَّا اللّٰہ
سوم	لَامَقصُود اِلَّا اللّٰہ
چہارم	لَامَطلُوب اِلَّا اللّٰہ
پنجم	لَامُراد اِلَّا اللّٰہ

اِسم اَللّٰہ کے اصول میں بھی چند فروع ہیں: یَانُورُ، یَا بَاسِطُ، یَا ھَادِیُ، یَا اَللّٰہُ

اِسم ھُو کے فروعات: یَا ھُو اَنْتَ ھُو، یَاھُو یَااَللّٰہ

ہر ایک اصول اور فرع کے لئے وِرد کی تعداد بھی مقرر کی گئی ہے (۸۴۵)۔

رِسالہ مذکورہ ''کلیدِ جنّت'' میں حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے طریقۂ قادریہ کے اَذکار و لطائف کی شرح کے بارے میں سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ (۴۷۱ھ-۵۶۱ھ) کی طرح ہی اظہار کیا ہے۔

۲۲- گنج الاسرار:

یہ رِسالہ نثر میں گوہر افشان و معرفت و حکمت میں فیض رسان درس ہے۔ فقیر نظام

Marfat.com

الدّین ملتانی کی کاوش سے ۱۳۴۸ھ کو اِس کا اصل متن فارسی، اُردو شرح کے ساتھ طبع ہوا مگر آج کل یہ ایڈیشن نایاب ہو چکا ہے۔ چند خطی نسخوں کے کوائف درج کیے جاتے ہیں جو دستیاب ہیں :

(الف) نسخۂ خطی سال ۱۳۲۳ھ کو گل مُحمد سندھی علماء پہاڑ پوری نے میانہ قلم و خطِ نستعلیق میں ۲۰ صفحات پر کتابت کی ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۷ سطریں ہیں۔ تقطیع ۱/۲-۸×۱۸ ہے۔

(ب) نسخۂ خطی سال ۱۳۳۶ھ کو بہادر شاہ ساکن فرید محمود کا ٹھیہ نے متوسط قلم میں خطِ نستعلیق میں نہایت خوبصورتی کے ساتھ ۳۹ صفحات پر کتابت کی ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۰ سطر اور تقطیع ۱/۲-۸× ۱/۲-۱۶ ہے۔

(ج) نسخۂ خطی سال ۱۳۷۰ھ کو محمد بخش پسر اللہ دِتہ قوم سیال، ساکن ٹبہ پیراں، نزد کوٹ شاکر نے کشادہ ورق پر میانہ قلم اور جلی طریق سے ۳۷ صفحات پر کتابت کی۔ ہر صفحہ پر ۱۰ سطریں ہیں۔

(د) نسخۂ خطی مکتوبہ سال ۱۳۰۶ھ، مکتوبہ محمد رضا، تعداد صفحات ۴۰ اور ہر صفحہ پر اوسطاً ۱۴ سطر ہیں۔ تقطیع ۱/۲-۱۱×۲/۱-۱۹) ہے۔

محتویاتِ رسالہ:

طریقِ قادری، دُنیا، شاہ مُحی الدّین، عارف اولی الامر، پیغمبر و اعرابی، ذِکرِ دوام و ذِکرِ خُفیہ؛ اِن عُنوانات میں بیان ہُوا ہے کہ قادری ہر طریقہ پر طاقت رکھتا ہے۔ قادری کو سُرُ و دُ دُنیا اور اہلِ دُنیا سے اِجتناب کرنا چاہئے۔ قادری کے لئے ذِکرِ جہر، ذِکرِ خفی اور مجلسِ مُحمدی ﷺ میں محویّت لازمی ہے۔ جو شخص ضرورت سے زیادہ مال جمع کرتا ہے، بوجھ میں مبتلا ہے۔

موٴلف کی رائے:

طریقۂ قادریہ کے سُلوک میں ہدایات و تلقین کو اہمیت حاصل ہے۔ مال و خوراک جمع کرنا، شریعت میں بھی جائز نہیں ہے۔ حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ نے راہِ طریقت میں مال اندوزی کو حُبِّ دُنیا میں شمار کیا ہے جو سَراسَر نفس کا فساد ہی ہے۔

۲۳- مجالسۃُ النّبی:

یہ رسالہ پُر تاثیر نثر میں ایک بینظیر وثیقہ ہے، جس کا اصل فارسی متن اب تک شائع نہیں ہوا اور اس کا اردو ترجمہ ملک چٹن دِین لاہوری نے شائع کیا ہے۔ اِس نسخہ کے متن فارسی کے دو خطی نسخے متعارف کیے جاتے ہیں، جن کے کوائف یوں ہیں :

(الف) نسخۂ خطی مکتوبہ سال ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء کو فضل کریم پسر احمد دِین، قبیلہ جٹ راں، ساکن

Marfat.com

چکریاں، گجرات نے خطِ نستعلیق، جلی حروف میں پوری زیبائی کے ساتھ ۲۸ صفحات پر کتابت کشادہ اوراق پر کردی ہے۔ ہر صفحہ پر اوسطاً ۱۲ اسطریں ہیں۔ تقطیع ۲/۱-۱۳×۲۳ ہے۔

(ب) نسخۂ خطی، سال ۱۳۰۶ھ مکتوبہ محمد رضا، میانہ قلم میں ۴۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ پر ۱۴ سطریں ہیں۔ تقطیع ۲/۱-۱۱×۲/۱-۱۹ ہے۔

محتویاتِ رسالہ:

عارف، علم کی اہمیت، شرحِ نفس، قلب و رُوح، فنافی الشّیخ و فنافی الرّسول، تاثیر اسم اللہ ذات، وجودِ انسانی میں اربعہ عناصر، شرحِ پیرومُرشد؛ اِن عنوانات کے تحت اخذ ہوا ہے کہ عارف وہ ہے جو نفس کو مار ڈالے۔ فنافی الشیخ سے مُراد شیخ کے وجود کا تصور نہیں بلکہ شیخ کے طریقہ کی تحقیق ہے۔ اِسمِ مُحمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تصوّر مجلسِ مُحمدی کو لے جاتا ہے اور مقامِ فنافی الرّسول، خُلقِ مُحمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خُوبُو اختیار کر لینے کو کہتے ہیں۔ اِسم اَللہ کا تصور طالب کو فنافی اللہ کے مقام کو لے جاتا ہے۔ آدمی کے وجود میں نفس، قلب، رُوح اور سرّ ہوتا ہے۔ صاحبِ سرّ معرفتِ الٰہی میں مشاہدہ کرنے والا ہوتا ہے۔ عِلم، قرآن سے ہے اور علم کے بغیر معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ حضرت آدم (علیہ السّلام) نے جب مُحمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام اَللہ (جَلّشانہٗ) کے نام کے ساتھ عرشِ الٰہی پر کلمۂ طیّب میں لکھا ہوا دیکھا تو غیرت سے اُن میں نفس پیدا ہوگیا اور اِسی نفس سے گندم کا دانہ کھانے کا فتنہ برپا ہوا اور قابیل وہابیل کے درمیان حسَد کی بُنیاد پیدا ہوئی۔ مُرشد، حجام کی طرح ہے جو اللہ کے طالب پر سے عیب دار بالوں کو تراش کر ختم کر دیتا ہے۔

مؤلف کی رائے:

حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ سالک کی تلقین اور طالب اللہ کے نفس کی اِصلاح کے لئے مُرشد کا وسیلہ لازمی قرار دیتے ہیں، جیسا کہ مولوی رومی (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا:

نفس را جز ظلِّ پیر   ہیچ نکشد   دامنِ آن نفس کُش را زُود گیر

ولایت سے منسلک ہو جانے کے باعث ہی مولوی، پیر کو "عین راہ" کہہ کر پکارتے ہیں۔ "پیر را بگزین وعینِ راہ دان" یہ اِس لئے کہ اس کی پیوستگی کو مقصدِ عظیم میں عین حصول کا مُوجب گردانتے ہیں، یعنی پیر روشن کی ہدایت، دوسرے الفاظ میں پیوند کامل اور عینِ کمال ہے؛ اور سالک کے حصول کا راز اِسی مقامِ اِتّصال سے ہی ہے۔ ولی عصر کے ضمیر اور توجہ سے ہی طریقِ معرفت کے لئے آراء ہیں اور مطلوب تک رسائی کا موجب؛ اِس لئے کہ وَلی واصل کامل کی

Marfat.com

ولایت اور اِتصال، عین حق تعالیٰ سے اِتّصال ہے اور اِسی میں ہی فنا اور استہلاک ہے- فنا حق میں ہے اور اس سے پیوند ہونا کیمیا ہے کیونکہ تاریک وجود کو خالص سونے میں تبدیل کر دیتا ہے یا ایسا پانی ہے جو اندرونی تپش کو بٹھا دیتا ہے-

نَفَس کی پیدائش کی شرح کا بیان حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کے عارفانہ اِنکشافات میں سے ہی ہے اور کسی عارف نے اس طرح کی نشاندہی نہیں کی ہے-

۲۴-مُحِبّتُ الاسرار:

یہ رِسالہ رحمت، حقائق اور بلند افکار سے بھرپور ہے- اصل فارسی متن نہیں چھپا، اُردو کا ترجمہ مُرّوج ہے- اس کے چند قلمی نسخے ہمارے پاس ہیں؛ جن کی کیفیت یوں ہے :

(الف) نسخہٗ خطی مکتوبہ سال ۱۳۳۲ھ کو کریم حیدر بُرہانی نے خطِ شکستہ میں ۲۰ صفحات پر لکھا ہے- ہر صفحہ پر ۱۲ سطریں ہیں- تقطیع ۱/۲-۸×۱۸ ہے-

(ب) نسخہٗ خطی مکتوبہ سال ۱۳۲۳ھ کو گل مُحمد سندھی علماء پہاڑپوری نے خطِ نستعلیق میں ۳۱ صفحات پر کتابت کی ہے اور ہر صفحہ پر ۷ سطریں ہیں- تقطیع ۱/۲-۸×۱۸) ہے-

(ج) نسخہٗ خطی مکتوبہ سال قریباً ۱۳۳۴ھ ہے جو ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے- ہر صفحہ پر اوسطاً ۸ سطریں ہیں- غالبًا یہ خطی نسخہ فقیر حضرت جی بُرہانی (رحمۃ اللہ علیہ) کا لکھا ہوا ہے- ابتدائی اور آخری اَوراق ایک دوسرے سے بدل گئے ہیں- تقطیع ۱/۲-۱۰×۱/۲-۱۷ ہے-

(د) نسخہٗ خطی سال ۱۲۷۰ھ کو محمد بخش پسر اللہ دتہ سیال، ساکن ٹبہ پیراں، نزد کوٹ شاکر نے کشادہ کاغذ پر جلی حروف میں ۵۶ صفحات پر کتابت کی ہے- ہر صفحہ پر اوسطاً ۱۰ سطریں ہیں-

محتویاتِ رِسالہ:

اِنسانِ کامل، معرفتِ الٰہی، قربِ حق، حدیثِ فقر اور فقیر؛ رِسالہ کے اہم مضامین ہیں، اُن سے اخذ ہوا ہے کہ انسان کا وجود ایزدتعالیٰ کے کرم سے ہے اور اِنسانیت کا شرف معرفت کے حصول سے ہے- عشق، اسرارِ رَبانی ہے- وَسیلت، فضیلت سے بہتر ہے- صاحبِ قلب مُستغنی ہے اور اسے ذِکرِ دَوام حاصل ہوتا ہے- فسق و فجور کی بنیاد دُنیا ہے- ابوجہل اور یزید دُنیا ہے-

موٴلف کی رائے:

فلوطین (Plotinus) عشق کو خدا سے وِصال کا ذریعہ سمجھتا ہے؛ کیونکہ خدا تعالیٰ محبوبِ حقیقی ہے اور حُسن و جمال میں کامل ہے- وہ ذاتِ باری تعالیٰ سراسر عشق یا مُجسّمِ عشق ہے، اس

Marfat.com

لئے اُس محبوبِ حقیقی کا وِصال، عشق کی راہ سے ہی ممکن ہے۔ بقول رومی :

دانشِ ہر چیز را شرط است این   تو قیامت شو قیامت را ببین

پروفیسر یوسف سلیم چشتی اپنی کتاب میں اِس تحقیق کا اظہار کرتے ہیں کہ دُنیا کے تمام صُوفیانہ ادب میں خدا تعالیٰ کو محبوب قرار دیا گیا ہے۔ فلوطین، فرفریوس، شنکر، رام نوج، ولبھ اچاریہ منصور حلاج، شیخِ اکبر، مُرشد رومی، خواجہ عطّار، حکیم عراقی، عارف جامی، حکیم سنائی، بیدل، شاہ عبداللطیف بھٹائی، سچل سرمست، حضرت سلطان باھو، بُلھے شاہ، رام کرشن اور علامہ اقبال جیسے تمام مُفکرین اور محققین خدا کو محبوبِ حقیقی قرار دیتے ہیں اور نغمۂ عشق کو الاپتے ہیں (۸۴۶)۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ، عشق کو حق تعالیٰ کی معرفت اور وصال کا وسیلہ قرار دیتے ہیں۔

اِسی طرح دُنیا کے تمام مذاہب کے مفکرین اور اکابر، حرص وحسد وشہوت وہوا کو اِنسان اور اِنسانیت کے مقام سے بہت نیچے شمار کرتے ہیں اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے اِن نفسانی اور شیطانی عوارض کو دُنیا کا نام دیا ہے، پس دُنیا اور اہلِ دُنیا اُن کے نزدیک حجاب کا باعث ہیں اور معرفت کے خلاف ہیں جبکہ معرفت ہی تو مقصود ہے۔

۲۵۔ محکم الفقرا :

یہ کتاب مُرصّع نثر میں علمِ اکسیر پر لافانی اور پاک دستاویز ہے۔ اِس کا اصل فارسی متن طبع نہیں ہوا، اردو ترجمہ مرّوج رہا ہے۔ اِس کے ایک قلمی نسخہ کا تعارف کیا جاتا ہے۔ نسخۂ خطی مکتوبہ سال ۱۳۲۶ھ کو علی محمد پسر محبت شاہ نے ۸۱ صفحات پر لکھا ہے۔ ہر صفحہ پر اوسطاً ۱۱ سطریں ہیں۔ کتابت خطِ شکستہ ومیانہ قلم میں ہے۔ اِس کی تقطیع ۱/۲-۹×۱۶ ہے۔

محتویاتِ کتاب :

جلال و جمال، راہِ مستقیم، خاقانی اور فنا، ترکِ دُنیا، حکایت موسیٰ علیہ السلام، عُشاق روزِ حشر، شرح اسم اللہ، مردِ دانا، طالبِ مولیٰ، پیروی، اقسامِ فقیر یا مرشد، فقیر لایحتاج: اِن عنوانات کے تحت آتا ہے کہ جلال و جمال ہر دو فقیر کا خاصہ ہیں۔ صراطِ مستقیم پیغمبر اسلام کی پیروی میں ہے۔ ہر چیز آدمی کے لئے ہے اور آدمی خدا تعالیٰ کی شناخت کے لئے ہے۔ اخلاق محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اختیار کرنا اور اللہ تعالیٰ کے اوصاف حاصل کرنا معرفتِ توحید ہے۔

مولف کی رائے :

یہ واضح ہو جاتا ہے کہ فقیر مُجسّم اوصافِ خداوندی ہے اور اخلاقِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نمونہ

Marfat.com

ہے، اسی لئے کائنات انسان کے لئے اور انسان معرفتِ حق تعالیٰ کے لئے وجود میں آیا- شیخ محمد لاھیجی نے ایک حدیثِ قدسی بیان کی ہے کہ "یا ابنِ آدم خلقت الاشیاء کُلّھالاجلک و خلقتک لا جلی" یعنی اے فرزند آدم! سب کو میں نے تیرے لئے پیدا کیا اور تجھے میں نے اپنے لئے پیدا کیا (۸۴۷)-

۲۶- محکُ الفقر (خُرد):

یہ کتاب عارفانہ مطالب کے ساتھ مُسجّع نثر میں ہے، جس کا اصل متن شائع نہیں ہوا- اردو میں ترجمہ مروج ہے- ایک خطی نسخہ کے کوائف ذیل میں ہیں:

نسخۂ خطی مکتوبہ سال ۱۳۲۸ھ عبداللہ غلام قادری نے شکستہ قلم کے ساتھ اس طرح کتابت کی ہے کہ ایک صفحہ پر اصل متن ہے اور اُس کے مقابل صفحہ پر اُردو میں ترجمہ ہے- اُردو ترجمہ مُحمّد دِین پسر مِیاں جیلانی بخش قریشی ہاشمی، ساکن گجرات کا کیا ہوا ہے جو اُنہوں نے ۱۳۲۲ھ کو کیا تھا- نسخہ کا حجم ۲۹۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے- ہر صفحہ میں ۱۱ سطور ہیں- تقطیع ۱۱×۲۱ ہے-

محتویاتِ کتاب:

اِس نسخہ میں پانچ باب ہیں- اوّل: عشق؛ دوم: قلب؛ سوم: دعوت؛ چہارم: اسم اللہ اور پنجم: چہل حدیث؛ اِن ابواب میں دیئے گئے عنوانات یہ ہیں: طریقِ قادری، عاشق یا عارف، نُورِ مُحمدی (ﷺ)، شرحِ دل، ابراہیم (علیہ السّلام) کے چار پرندے، طایفہ رِیاکار، وجود میں نو (۹) قسم کی آگ، وجود میں تین قسم کے چراغ، عشق کی قِسمیں، اعضائے اِنسانی، علمِ بے عمل خاقانی کے جواب میں، دِل کی تین قِسمیں، کُتا اور گداگر، عالم و فقیر، اعمال بالنیّات، اِستمداد از اہلِ قبور، حیاتِ اولیاء اللہ، تجلّیات و ذِکر اسم اللہ، وجودِ اِنسانی، فُقراء پر چالیس حدیثیں، اَسمائے حسنیٰ؛ ان عنوانات میں مندرج افکار و ارشاد کا خلاصہ یوں ہے کہ قادری دو قسم میں ہیں؛ ایک قادری زاھدی اور دُوسرا قادری سَروَری؛ زاھدی ریاضت کے ساتھ اور سَروری توجہ و عنایتِ نظرِ مرشد سے ہے- صاحبِ ہدایت ولی اللہ ابدالآباد تک قائم ہے- عارِف اس جہان کی روٹی کھاتا ہے اور اُس جہان کا کام کرتا ہے- جو کوئی بھی فقر کو پہنچا، اُس نے نورِ محمدی (ﷺ) سے اپنا حصہ پایا- درویش ہر ظاہر اور باطن کو دیکھ لیتا ہے اور فقیر سوائے حق تعالیٰ کے کسی اور چیز پر نظر نہیں رکھتا- عالم کی مثال دِین کے چراغ کی ہے اور عارف کی مثال دِین کے آفتاب کی ہے- اَدنیٰ مرد مجاہدہ میں رہتا ہے جبکہ مَرد ایک ہی بار نفس کو قتل کر ڈالتا ہے- حَبسِ دَم کے ساتھ ذِکر کرنا کُفّار کی رَسم ہے-

Marfat.com

مال جمع کرنا اور کہنا کہ مسکینوں اور یتیموں اور عام مسلمانوں کی بہبود کے لئے کر رہا ہوں محض شیطانی حیلہ ہے۔حرص وہوا وشہوت آگ کی طرح ہے جو ذِکرِ اللہ سے ہی بجھتی ہے۔نفس وقلب ورُوح و سرّ جب یکجا ہو جاتے ہیں تو جمعیت ہاتھ آتی ہے۔عشقِ محمود حُب اللہ رَبانی ہے اور عشقِ بیہود حُب نفسانی ہے۔اِنسان کے وجود کا ہر عضو معرفت کے حصول میں معاون ہوتا ہے۔دَعوتِ قبور کا عمل رُوحانی اور عرفانی اُمور کو کھولتا ہے۔مُلکِ سُلیمانی فانی ہے اور اِسمِ اللہ جاودانی ہے۔فُقرا کے تعارف اور اُن کی عظمت پر نبی اکرم ﷺ کی چالیس حدیثیں بیان ہوئی ہیں۔

موئلف کی رائے:

سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ نے کتاب ''سِرُّ الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار'' میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کرتے ہوئے سب سے پہلے رُوح اور نورِ مُحمدی (ﷺ) اور لَوح وقلم کو پیدا فرمایا' اور اِس تمام سے مُراد ایک ہی چیز ہے جو حقیقتِ مُحمدی (ﷺ) ہے' پس جو کوئی بھی حقیقت کو پہنچا' نورِ محمدی (ﷺ) سے پہنچا (۸۴۸)۔حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کا بھی یہی مقصود ہے۔فقراء کے تعارف وتوصیف میں چالیس احادیث نبوی کو حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے کتاب '' کلید التوحید کلاں'' میں بھی بیان فرمایا ہے۔حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے بیان فرمایا ہے کہ اِن احادیث کو شیخ ابوسعید احمد بن حُسین طوسی (رحمۃ اللہ علیہ) نے مُرتب کیا تھا۔

۲۷۔محک الفقرا (کلاں):

یہ تصنیفِ لطیف علم اور فن' عرفان وتصوف میں حقیقت آرا ہے' جو مُسَجع اور رَواں نثر میں ہمارے سامنے ہے۔اِس کا فارسی متن طبع نہیں ہوا۔اِس کتاب کا خطی نسخہ متعارف کیا جاتا ہے:

نسخہ خطی سال ۱۳۴۳ھ کو بہادر شاہ ساکن فرید محمود کاٹھیہ نے کُھلے کاغذ پر میانہ قلم کے ساتھ جلی حروف میں ۴۲۸ صفحات پر کتابت کیا ہے۔اِس کے ہر صفحہ پر اوسطاً ۱۴ سطریں ہیں۔تقطیع ۱/۲-۱۱×۲۴ ہے۔

محتویاتِ کتاب:

مَسئلہ رُوح' نفس' عقل وعلم' ترتیبِ سلوک' ایک شخص کی حکایت جس نے نمازِ اِستخارہ ادا کی' حقیقتِ تصوف' علماء وفقراء' دُنیا واہلِ دُنیا' اَقسامِ دوستی' فقراء اہل اللہ' خیر وشر' ایک وزیر کی

Marfat.com

حکایت جس نے وزارت ترک کر دی' کلمۂ طیّب' نورِ محمدی (ﷺ) 'عُشاق' ذِکر ہمہ اُوست' فرضِ ظاہر وفرضِ باطن' صفتِ قرآن' تفکر' ایک مؤحد عورت کی حکایت اور مومن کے دِل میں دس باغ علمِ لدُنّی وعقلِ کُل' قلبِ مومن عرشِ اعظم' شرح حرف اَلِف' دعوتِ قرآن' الفقرُ لا یحتاج' کفار سے فتح کی دُعا' ذِکر اللہ وعلم الحروف' شرحِ علمِ اکسیر' اِسمِ اعظم' عرفانِ نفس' صفتِ عشق' توصیفِ غوثِ اعظم' سماع' اہلِ دِل' اَوھام' تجرّد وتفکر' سکوت' رُوحِ مُحمدی' حیوان وانسان' شرحِ معراج' حِکمتِ اِلٰہی' تجلیاتِ ذات وصفات؛ اِن عنوانات کے مطالب مختصراً یوں ہیں: جس شخص نے بھی شریعت' طریقت' حقیقت اور معرفت پر پہنچ کر آگے قدم رکھا تو وہ گویا مقامِ فقر فنافی اللہ کو گامزن ہے۔ کلمۂ طیبہ کو پورے اخلاص کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ اِسلام کے ہر رُکن کا ظاہر اور باطن ہے' حتیٰ کہ اگر کوئی اِسلام قبول کرتا ہے تو ظاہر میں اقرار باللِّسان کرتا ہے اور ساتھ ہی باطن میں تصدیق بالقلب بھی عمل میں لاتا ہے۔ مُرشدِ کامل' طالب اللہ کو اِسمِ اللہ کا تصور عطا کرتا ہے۔ آدمی کے جسم میں نفس' رُوح' عقل اور علم ہے' پس ان میں سے ہر ایک کی حقیقت کو سمجھنا چاہیے۔ معرفت کا حصول تین طریقوں سے ہے؛ اوّل: فضلِ رَبّانی سے' دوم: عطائے مُرشد سے اور سوم: صفائے باطن سے۔ تصوف' صفائے دِل سے ہے اور توحیدِ مطلق کے جاننے سے ہی ہے۔ علماء کو علم کے مراتب اور فقراء کو قُرب کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ اہلِ دُنیا' دریائے دُنیا میں غوطہ زن ہوتے رہتے ہیں اور دُنیا کے زہر آلود پانی میں تشنہ لب ہی رہتے ہیں جبکہ فقراء دریائے دُنیا کے کنارے پر بیٹھ کر اہلِ دُنیا کو منع کرتے رہتے ہیں۔ دوستی کی تین قسمیں ہیں' اوّل: جسمی' جیسے آنحضرت ﷺ کی علماء قیل وقال سے دوستی؛ دوم: قلبی' جیسے آنحضرت ﷺ کی اَصحابِ صُفّہ وفُقرا سے دوستی؛ سوم: رُوحی' جیسے آنحضرت ﷺ کی اللہ تعالیٰ سے دوستی۔ فقرا کی تین نشانیاں ہیں: مُتشرع' باحیا اور محبتِ اِلٰہی میں محو۔ خیر' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش ہے۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ اِسلام' ذِکر وفکر وفقر وفیض ورحمت بھی اِسی خیر کے زمرہ میں آتے ہیں۔ شر' شیطان کی پیدائش ہے' جس سے نفسِ اَمّارہ اور دُنیا کا تعلق ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اِبتدا سے اِنتہا تک کلمۂ طیبہ کی غایت کو سمجھا اور لباسِ فقر اُسی سے ہی ہے اور ذِکر وفقر بھی اُسی سے حاصل ہے۔ دِل میں جوش وجذب رکھنا اور ہونٹ بند رکھنا ہی عقلِ کُلّی ہے۔ رَبّ تعالیٰ نے پہلے آنحضرت ﷺ کا رُوحِ پُرفتوح اپنے نور سے پیدا کیا اور اس نورِ حضور (ﷺ) کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''کُن'' اور اس سے اٹھارہ ہزار عالم وجود میں آئے پس تمام جن وانس وملائک کے

Marfat.com

ارواح کو پیدا کیا اور فرمایا" اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ "اِس موقعہ پر اہلِ دُنیا' اہلِ عقبیٰ اور اہل اللہ کے ارواح متعین ہوئے- عاشق' شریعت میں بیدار ہوتا ہے' وہ دوزخ کے خوف اور جنت کی اُمید سے بلند تر رہتا ہے اور اپنا مقصود رَبّ تعالیٰ کا دِیدار ٹھہراتا ہے- حقیقی ذاکر سراپا نُور بن جاتا ہے- ہَوا اور ہَوَس جب طالب کے وجود سے جدا ہو جاتے ہیں تو وہ ہمہ اُوست کے مقام پر پہنچ جاتا ہے- علمِ لدُنی علمِ کُل ہے- قلبِ مومن عرشِ اعظم ہے- علم الحروف کو صرف مردِ کامل سمجھتا ہے- عشق' دِل سے ماسوا کو جلا ڈالتا ہے- سیّدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی' غوث الثقلین' غوث الجن والانس والملٰئکۃ ہیں- عارف کا سماع آوازِ اَلَسْت ہے- ابوالوقت وہ ہے جو حسبِ خواہش تجلی حاصل کرتا ہے- اوھام' نورِ احدیّت کی تجلی غیبی سے وارد ہوتا ہے- اِسم اللہ کو سب سے پہلے نورِ مُحمّدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے ظاہر فرمایا- دُنیا اولیائے کرام کی برکت کے بدولت قائم ہے-

موٴلف کی رائے:

کلمۂ طیّب کی عظمت کو عظیم صوفیائے کرام کی طرح علامہ محمد اِقبال نے اپنے اشعار میں بیان کیا ہے اور حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے بڑی فصاحت کے ساتھ اپنے شعر و نثر میں کلمۂ طیّب کی شان کو پیش کیا ہے- ارکانِ اِسلام اور ان کے ظاہر و باطن پر بڑی شاندار بحث فرمائی ہے- خیر و شر کے مسئلہ کو بڑے عمدہ اور مُدَلّل طریقہ سے حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے حَل فرمایا ہے اور اِس ضمن میں نورِ مُحمّدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سلسلہ میں عارفانہ نکات پیش کئے ہیں- حضرت قدس سرّہٗ نے تخلیقِ کائنات سے خطابِ ایزدتعالیٰ "اَلَسْتُ بِرَبِّکُم" تک کی تمام تشریحات کو بھی اسی ضمن میں بیان فرمایا ہے- حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے ہی تیس حروف کے فلسفۂ تصور و تصرف کا بھی پہلی بار اِنکشاف فرمایا ہے کہ تمام ظاہر و باطن کے علوم اِن تیس حروف کے دائرہ میں ہی ہیں- بیشتر صوفیائے کرام اور اکابرینِ اِسلام نے سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کی شان و عظمت میں قصیدہ خوانی کی ہے' جیسے کہ خواجہ معین الدِین چشتی اجمیری (ف: ۶۳۲ھ) خواجہ قطب الدِین بختیار کاکی (ف: ۶۳۳ھ) شیخ بہاءُ الدِین زکریا مُلتانی (ف: ۶۶۱ھ) سیّد مُحمّد گیسو دراز (ف: ۸۲۵ھ) شاہ ابُو المعالی (ف: ۱۰۲۵ھ) اور شیخ عبدالحق مُحدّث دِہلوی (ف: ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ' اسی طرح حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے بھی نثر و نظم میں غوث الاعظم (رضی اللہ عنہٗ) کی ثناخوانی کی ہے- دارا شکوہ نے کتاب "سفینۃ

Marfat.com

الاولیاء'' میں ابدال وغوث وقطب کی تعداد کی شرح لکھی ہے (۸۴۹) اور حضرت ممدوح قدس سرّہٗ نے دُنیا میں عُشاق کی کُل تعداد ۱۹ ہزار قرار دی ہے۔ اِس کے علاوہ آپ نے اولیاء' ابدال وغوث و قطب کی وضاحت بھی کی ہے۔

۲۸۔مِفتاح العارِفین:

اِس کتابِ مُستطاب مُرصّع نثر میں شُربِ حقیقی اور معرفت پر بڑے دِلپذیر پیرائے میں بیان ہوا ہے مگر اب تک اس کا اصل فارسی مَتن شائع نہیں ہوا' البتہ اس کا اُردو ترجمہ ملک چنن الدِین لاہوری نے طبع کیا ہے۔خوش قسمتی سے اس کتاب کے دو قلمی نسخے دستیاب ہوئے ہیں' جن کے کوائف اِس طرح ہیں :

(الف) نسخۂ خطی' مکتوبہ محمد حسن' سال ۱۲۹۲ھ کو خطِ نستعلیق میں کتابت ہوا۔صفحات کی تعداد ۲۰ ہے۔ہر صفحہ میں اوسطاً ۲۳ سطور ہیں۔تقطیع ۲ ۱/ ۔۱۵×۲۷ ہے۔

(ب) نسخۂ خطی مکتوبہ گل محمد سندھی نے سال ۱۳۲۲ھ کو خطِ نستعلیق میں کتابت کیا ہے۔صفحات کی تعداد ۵۴ ہے۔ہر صفحہ میں اوسطاً ۱۷ اسطریں ہیں۔تقطیع ۲ ۱/ ۔۸×۱۸ ہے۔

محتویاتِ کتاب:

عالم وفقیر'مجلسِ سَرورِ کائنات خلاصۂ موجودات (صلی اللہ علیہ وسلم)'عملی سلوک بسلسلۂ رُوحانی تعلیماتِ مصنف قدس سرّہٗ دربارۂ دعوتِ قبور؛اِن عنوانات میں جو مطالب بیان ہوئے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ معرفت کی تین قسمیں: علم الیقین' حق الیقین اور عین الیقین ہیں۔مُرشد بھی تین قسم کے ہیں' اوّل: مجوب' دوم: مجذوب اور سوم: محبوب۔ زِندہ دِل کے جسم کو کوئی کِرم (کیڑا) نہیں کھاتا اور قیامت تک سلامت رہتا ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل میں یہ ہے کہ شیطان کو اُن کی شکل میں ظاہر ہونے کی قُوّت نہیں ہے۔

مؤلف کی رائے:

سُلوکِ قادریہ میں حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کی تعلیمات اور عارفانہ اِنکشافات بہت ہی اہم ہیں' جن سے تصوف اور اصولِ تصوف میں خاص طور پر راہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

۲۹۔نُورالہُدیٰ (خُرد):

یہ قیمتی رِسالہ شیرین نثر اور پُرمعنی مغز و پوشیدہ خزائن سے بھرپور ہے۔اِس کا اصل متن

Marfat.com

بھی طبع نہیں ہوا ہے۔ اُردو میں ترجمہ متداول ہے۔ دو خطی نسخے صحیح متن فارسی ہمارے سامنے ہیں، جن کے کوائف ذیل میں مذکور ہیں :

(الف) نسخۂ خطی، مکتوبہ محمد حسن پسر خیر محمد قوم ملیار، ساکن ہجکہ علاقہ بھیرہ، شاہ پور نے سال ۱۲۹۱ھ کو ۷اصفحات پر لکھا ہے۔ ہر صفحہ پر اوسطاً ۲۳ سطریں ہیں۔ تقطیع ۲/۱-۱۵×۲۷ ہے۔

(ب) نسخۂ خطی، سال ۱۳۵۶ھ کو صاحبزادہ سلطان نور حسین (پسر حضرت سلطان محمد نواز رحمۃ اللہ علیہ) نے ۶۳ صفحات پر کتابت کیا۔ ہر صفحہ میں اوسطاً ۱۱ سطریں ہیں۔ تقطیع ۲/۱- ۱۱ ×۲/۱-۱۵ ہے۔

محتویاتِ کتاب:

اِس رِسالہ میں پانچ باب ہیں؛ اوّل: دَر فقر، دوم: دَر ذِکر، سوم: دَر مراقبہ، چہارم: در تجلی اور پنجم: دَر دعوت۔ اِن عنوانات کے تحت مطالب کا خلاصہ یہ ہے کہ فقیر کی دو اقسام ہیں اوّل فقیر صاحبِ رِیاضت اور دوم فقیر صاحبِ اجازت۔ طالبِ اللہ کو چاہئے کہ علمِ قرآن وعلمِ اخلاق حاصل کرے۔ مُرشدِ کامل ایک ہی توّجہ اور ایک ہی نظر سے دِل میں علم پیدا کر دے۔ تصور اِسم اللہ سے اسرارِ الٰہی ظاہر ہوتے ہیں اور فقیر کے لئے لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اَمر ''کُن'' جب تک حاصل نہیں کر لے اور ''نَحنُ اَقرَب اِلیہ مِن حَبل الوَرِید'' (۸۵۰) کا مقام و مرتبہ حاصل نہ کر لے، آرام نہ کرے۔ مراقبہ میں بھی عظیم راز ہیں، اصل مراقبہ تو وہ ہے کہ صاحبِ مراقبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں پہنچ جائے۔ تجلی کے چودہ اقسام ہیں اور ہزاروں میں کوئی ایک ہی ہوتا ہے جو کامیاب رہتا ہے ورنہ خراب حال اور رجعت خوردہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السّلام ایک صفاتی تجلّی سے بیخود ہو گئے تھے۔ دعوت بھی ایک عظیم سِرّ اَسرار ہے اور کاملین کا ہی کام ہے، اِس لئے کہ انبیاءؑ، اولیاءؒ اور صالحین کی ارواح دعوت پڑھنے والے کے گرد جمع ہو جاتی ہیں اور صاحبِ دعوت اللہ تعالیٰ کی مدد سے مقصود کو حاصل کر لیتا ہے۔

مؤلف کی رائے:

فقیر کے اقسام اور اس کے مراتب کو اچھی طرح بیان کر دیا گیا ہے۔ حضرت علی ھجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''کشف المحجوب'' میں اِس ضمن میں بہت کچھ لکھا ہے (۸۵۱)۔ اِس باب میں حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے جو تحقیقی اور معنوی جائزہ لیا ہے، اُس سے علم و آگہی میں کافی اضافہ ہو جاتا ہے۔ مراقبہ کے ضمن میں ابو الفیض قلندر سھروردی نے کتاب ''الفقرُ فخری''

Marfat.com

میں بہت اچھا لکھا ہے مگر وہ بھی تمام اجمالی بیان ہے (۸۵۲)۔حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے مراقبہ کو مقامِ فنا کے موجب گردانا ہے۔تجلی کی شرح بڑی پُر تاثیر ہے جو آج تک کسی نے اس طرح بیان نہیں کی؛ فرماتے ہیں کہ جب موسیٰ (علیہ السّلام) تجلیٰ صفاتی سے بیخود ہو گئے تو اُن کے سامنے جو بھی پردہ لایا جاتا وہ جل جاتا تھا' بالآخر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک فقیر کی گدڑی کو اُن کے چہرۂ مُبارک پر مَلا گیا تو عام حالت میں آ گئے۔دعوت (قبور) حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کی خصوصی تعلیمات میں سے ہے اور اولیائے کرام میں سے کسی نے اِس قسم کی ریاضت اور عمل کی تشریح طالبِ اللہ کے لئے نہیں کی ہے۔

۳۰۔نُورالھدایت عین نُما المعروف نُورالھدیٰ (کلاں):

یہ نثرِ لطیف میں تصنیفِ شریف حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کی تصانیف میں ایک ایسی کتاب ہے جو زیادہ تعداد میں شائع ہوئی ہے۔عصرِ حاضر میں محققین اور درویشوں کے زیرِ توجہ بھی یہ نسخہ رہا ہے۔فقیر نُور محمد کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۳ھ-۱۳۸۰ھ) نے اصل فارسی متن کو شائع کرایا مگر اس کا تسلسل جاری نہ رہا جس کے باعث اس اشاعت کے نسخے مفقود ہو گئے۔اس کے بعد جناب کلاچوی نے اِس کتاب کا اُردو ترجمہ اور شرح لکھ کر طبع کرائی۔اُن کی شرح بہت اچھی ہے۔دو خطی نسخے ہماری دسترس میں باعثِ استفادہ ہوئے' جن کے کوائف یہ ہیں:

(الف) نسخۂ خطی' مکتوبہ صاحب داد پسر مُلا محمد عرف ابڑہ ومیہہ' ساکن شہر خیر پور' فقیر مہووالا کا ہے۔سال ۱۳۱۲ھ کو خطِ نستعلیق میں نہایت جاذب اور پسندیدہ طریق سے ۲۹۸ صفحات پر کتابت کی گئی ہے۔ہر صفحہ پر اوسطاً ۱۴ سطریں ہیں۔تقطیع ۹×۱۵ ہے۔

(ب) نسخۂ خطی' سال ۱۳۶۱ھ کو صاحبزادہ سُلطان غُلام دستگیر القادری نے خطِ نستعلیق میں خوبصورتی سے ۱۳۱ صفحات پر کتابت کی ہے۔ہر صفحہ پر اوسطاً ۲۰ سطریں ہیں' البتہ یہ نسخہ نامکمل پایا گیا ہے۔

محتویاتِ کتاب:

اِسم اللہ' اِتصالِ دم' شرحِ مستی' فقرِ مُحمدی (صلی اللہ علیہ وسلم)' رجعت مشقِ وجودیہ' شرحِ حُضوری' علم الحروف' شرحِ نُور' عشق و شرحِ دَرِ انسان؛ اِن عنوانات کے تحت کتاب میں جو اہم مطالب سامنے آتے ہیں' اُن کا مفہوم اختصار کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ: کلمۂ طیّب کی غایت یہ ہے کہ حیّ' قیُّوم کے قُرب کے ساتھ پڑھا جائے تاکہ نفع بخش ہو اور نفس کو فنا کر کے بقا بخشے۔علم کا

Marfat.com

حصول دُنیا کے لئے نہیں ہے بلکہ علم کا مقصود حصول معرفت ہے۔لِقائے اِلٰہی خواب میں، مراقبہ میں اور اِس جہان میں لاھوت لامکان کے مراتب اختیار ہونے میں ممکن ہے۔سُلطانُ الفقر قُربِ خداوندی سے نور کی صورت میں ہے جو ہوشیار عاشق کے سامنے ظاہر ہوتا ہے یا جلوہ گر ہوتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شبِ معراج قَابَ قوسین کے مقام پر فقر کی صورت کو خدا تعالیٰ کے حضور میں دیکھا کہ وہ مُحی الدّین شاہ عبدالقادر جیلانی معشوق اللہ (قدس سرہٗ النورانی) کے فقر کی صورت تھی۔مُرشدِ کامل کے سامنے جاہل اور طالبِ علم برابر ہیں، اہلِ نصیب اور بے نصیب برابر ہیں۔صاحبِ دعوت قبور کے لئے خدا تعالیٰ کا حکم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجازت لازم ہے ورنہ محروم رہ جاتا ہے۔دائرۂ اوّل کا تصوری حرفی ا تا ی ہے اور دوم دائرۂ اسماء، ننانوے نام باری تعالیٰ ہیں، اُن میں ہر ایک دائرہ تصور، تصرف، کلید اور حاضرات کا حامل ہے یعنی اس تصور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حقیقی مجلس حاصل ہوتی ہے۔اس سے جنونیّت، نفس اور شیطان دفع ہو جاتا ہے۔تصور کے مزید دائرے اَللّٰہ لِلّٰہ لَہٗ ھُو مُحَمَّدٌ فَقر اور کلمہ شریف لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُول اللّٰہ کے ہیں۔اِس تصرف اور تصور سے ایک عاقل اور طالب کے ساتوں اندام نورانی ہو جاتے ہیں۔آلِ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور سادات کی تعظیم اور خدمت، شیخ اور طالب دونوں پر لازم ہیں۔سیّد اور آلِ نبی کی شناخت یہ ہے کہ مُتَشرع، مُحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اُخلقِ محمدی رکھنے والا اور صحابہ کرام یا رانِ رسول کے اوصاف رکھنے والا ہو۔باطن کو ظاہر کے مطابق رکھا جائے، البتہ باطن کی خضوری الگ چیز ہے اور حق کا حصول بھی علیحدہ چیز ہے؛ اِس لئے گوناگوں تجلیات سے سالک کو بیخود ہو کر رجعت میں نہ پڑنا چاہئے۔

مولف کی رائے:

کلمۂ طیبہ کے اوصاف بہت عالی اور بامعنی ہیں۔علم کے بارے میں صوفیائے کبار کی طرح حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ اصرار فرماتے ہیں کہ اس کو دُنیا کے حصول کے لئے مقصد نہ بنایا جائے۔علم، معرفت اور شناختِ حق کے لئے ہے۔رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی میں فرمایا ہے:

علم را بر تن زنی ماری بود
علم را بر جان زنی یاری بود

Marfat.com

نُورِ قُربِ خداوندی سے ہے؛ اِس نکتہ کا حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ نے بڑی فصاحت کے ساتھ انکشاف کیا ہے۔ طریقۂ قادریہ کی فضیلت تصوف کے تمام سلسلوں پر فائق قرار دیتے ہیں اور سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کی عالی عظمت، واقعۂ معراج اور پیرانِ پیر کے صورتِ فقر بحضورِ ایزد تعالیٰ کا بیان بھی کرتے ہیں۔ حضرت مُجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی کہتے ہیں کہ سیّدنا غوث الاعظم کے وسیلہ کے بغیر کسی کو وِلایت کا مقام نہیں ملتا (۸۵۳)۔ دَاراشکوہ نے کتاب ''سکینۃ الاولیاء'' میں لکھا ہے کہ تمام رُوحانی سلسلوں کے فیض پانے والے سلسلۂ قادریہ سے ہی فیض پاتے ہیں (۸۵۴)۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کا خیال یہی ہے کہ ہر حرف میں معرفت کی غایت موجود ہے، اِسی لئے ا تا ی ہر حرف میں علمِ ظاہر اور علمِ باطن کا دائرہ ہے۔ اِسی طرح اَسماءِ باری تعالیٰ جن میں ننانوے اسماء ہیں، ہر ایک میں تصرف اور تفکر کا دائرہ موجود ہے۔ اِسمِ اعظم بھی اُنہیں میں سے ہے اور خدا تعالیٰ کے اسمائے ذاتی سالک کو بہت جلد فنافی اللہ و بقاباللہ کے مراتب کو پہنچا دیتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی ذِکر ہو چکا ہے کہ اولیائے کرام میں سے سوائے حضرت سلطان العارفین سُلطان باھُو قدس اللہ سرّہٗ کے کسی اور نے علم الحروف اور علم الاسماء پر اِس قدر اصرار نہیں کیا ہے۔ اِس ضمن میں اَربابِ معرفت کے علاوہ اصحابِ تحقیق کے لئے بھی علم و عمل کے بہت زیادہ اِمکانات باقی نظر آتے ہیں؛ **وَمَا تَوفِيقِي اِلّا بِاللّٰه**۔

Marfat.com

باب ہفتم

سنجشِ کلامِ باھوؒ

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہٗ کا گرانمایہ کلام جو فارسی میں ہے عرفان، ادب، سائنس، تاریخ اور دین وفرہنگ اسلامی میں عالیترین عارفانہ افکار اور عمدہ ترین انسانی احساسات پر مبنی ہیں۔ ان افکار میں شریعت کی پاسداری ایک اہم نکتہ ہے۔ طریقت میں آنحضرت ﷺ کی مجلس میں حضوری مرشد کامل اور طالب حقیقی کے لئے لازم قرار دی گئی ہے۔ آپ کے سلوک میں تصور اسم اللہ سے فیضان اور روحانی اہل قبور کے ساتھ علم دعوت سے رابطہ و استفادہ کرنا خصوصی طریق ہیں۔ مقام فنافی اللہ کو پہنچنے کو ہی فقر کہتے ہیں۔ آپ کے نزدیک انسان کا وجود عظیم حکمت ہے جس کا خزینہ اسم اللہ سے واہوتا ہے۔ ''ھو'' اسم اعظم ہے اور حضرت سلطان العارفین کا تمام کلام اس اسم کے انوار سے منور ہے۔ آپ کے عارفانہ اصطلاحات و ملفوظات سراسر حکمت اور سر حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں۔

آپ کا منظوم اور نثری کلام معنوی لحاظ سے بڑا نمایاں ہے اور ادبی لحاظ سے بہت دلپذیر ہے۔ سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی (۴۷۱ھ۔۵۶۱ھ) کی مدح میں آپ کا قصیدہ بلند ترین عاشقانہ احساسات کا حامل ہے۔ اور فارسی ادب میں ایک عارفانہ شاہکار ہے۔ آپ کا شعری کلام مخصوص سبک میں ہے اور نثر میں آپ کے کلام کا مقایسہ یا مقابلہ حضرت عبداللہ انصاری (ف:۴۸۴ھ) اور شیخ مشرف الدین سعدیؒ (ف:۶۹۱ھ) کے کلام سے کیا جاسکتا ہے۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے علمی نکات (SCIENTIFIC) کو اپنے صوفیانہ کلام میں ظاہر فرمایا ہے۔ آپ نے تحت الشعور کو قوت شعور سے بالاتر قوت قرار دیا ہے۔ آپ کے نزدیک انسان کی تخلیق ملیونہار (کروڑوں) سال سے پہلے ہوئی ہے۔ آپ نے ''دم'' کو عظیم ترین قوت ثابت کیا ہے۔ آپ نے اپنے معاصرین میں اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۸ھ۔۱۱۱۸ھ) کا نام اپنی تمام نثری کتابوں میں لیا ہے۔ شورکوٹ شہر کے تعارف میں

Marfat.com

خود اظہار فرماتے ہیں۔ بہت سے ادبی اور تاریخی شخصیات کے نام بھی آپ نے رسائل میں لئے ہیں نیز بہت سی تصانیف کے نام بھی اپنی کتابوں میں لئے ہیں۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے اپنے آثار کو الہامی قرار دیا ہے، واقعی عیاں را چہ بیان، آپ کی تصانیف ایک کرشمہ خداوندی ہیں۔ آپ نے بعض قرآنی آیت اپنے کلام میں لا کرا ُن کی تفسیر بھی کی ہے جس میں عارفانہ اور حکیمانہ فکر شامل ہے۔ اپنے عارفانہ تلقین وارشاد کو سینکڑوں حدیث قدسی اور حدیث نبویؐ سے حوالے بہم پہنچا کر پایہ ثبوت کو پہنچاتے ہیں۔ آپ کو یقین حاصل ہے کہ خیر وشر کا خالق خود ذات الٰہی ہے۔ آنحضرت محمد ﷺ مجسم خیر تھے، اسی لئے منبع و سرچشمہ خیر ہیں۔ ابلیس علیہ اللعنت مجسم شر تھا اور اسی لئے دنیا میں شر کی بنیاد ہے۔ حضرت سلطان العارفین قدس اپنے آثار میں عالم اور عارف پر بہت مفید بحث کرتے ہیں۔ آپ کے نزدیک علم فقہ وکتاب کا عالم اسباب ظاہر میں گم ہے اور عارف علم ربانی باطن کی حقیقت میں محو ہے۔

فصل اوّل

معنوی اہمیت:

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے کلام کو تصوف اسلامی اور سبک وتعلیمات عالی کے لحاظ سے بالکل ہی منفرد حیثیت حاصل ہے۔ تصوف اور سلوک میں آپ جنید بغدادی (ف: ۲۹۷ھ) اور بایزید بسطامیؒ (ف: ۲۳۴ھ) کے مکتب فکر کی پیروی میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کا طریق کار یہ رہا ہے کہ اپنے کلام میں اپنی ذات کے بارے میں سکوت فرمائے رکھتے ہیں اور مسائل فقہ پر بھی زیادہ بحث نہیں کرتے۔ آپ خاص طور پر عالم علوی کے بارے میں کلام فرماتے ہیں۔ تصوف وعرفان میں آپ کے زیر بحث عنوانات یہ رہے ہیں۔

ا۔ پاس شریعت وصحو جنیدی:

ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کا تمام تر تصوف فقر فنافی اللہ اور بقاباللہ کی تعلیم وتلقین پر مشتمل ہے۔ مگر آپ کے تمام کلام میں کہیں بھی طریقت ومعرفت کا سلوک شریعت متین کے احکامات و پیروی سے خالی نہیں۔ کتاب اورنگ شاہی میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ہر مراتب از شریعت یافتم ۔ پیشوائے خود شریعت ساختم (۸۵۵)

کتاب امیر الکونین میں فرماتے ہیں۔

جز شریعت نیست راہِ معرفت اھلِ بدعت چیست باشد خر صفت

کتاب عین الفقر میں گویا ہیں:

شریعت مثل دم (سانس) کے ہے، طریقت بمثل قدم ہے اور قدم اُس وقت اُٹھتا ہے جب سیرِ وسفر کی نیت ہوتی ہے۔ راستہ کو طریق کہتے ہیں، اور راستہ میں پانی اور خوراک چاہیے ورنہ جان لبوں سے نکل جائے گی۔ شریعت بمثل کشتی ہے طریقت بمثل دریا ہے جیسے کہ طوفان نوح (۸۵۷)۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ سلوک میں گوشہ نشینی، عبادت میں غلو اور محض چلہ کشی کو پسند نہیں فرماتے اور ان اقدامات کو مرشدان ناقص اور طالبان خام سے نسبت دیتے ہیں۔ اُن کا مسلک فقر شبیری ہے جس میں حق گوئی اور بیباکی اصل خاصہ ہے۔ آپ کا مقصود فنافی اللہ و بقا باللہ کا حصول ہے اور جان محبوب حقیقی کے سپرد کرنا آپ کا مدعیٰ ہے۔ کتاب محبت الاسرار میں فرمایا ہے:

''راہ فقر وردو ظایف و تسبیح میں نہیں ہے نہ صرف صحیح مسائل کی تلاش میں رہنے میں ہے؛ شریعت میں پختہ رہ، مست الست ہوجا، جیسا کہ اونٹ کانٹے کھاتا ہے اور بوجھ اُٹھاتا ہے (۸۵۸)۔''

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ وجدان کے قائل ہیں، جیسا کہ احوال کے باب میں آچکا ہے کہ زندگی میں دوبار سکر کی حالت آپ پر طاری ہوئی اس بنا پر ہم کہ سکتے ہیں کہ آپ کے فقر کو اور سلوک کو بایزید سطامیؒ کے فقرہ سلوک سے بھی مماثلت دے سکتے ہیں۔ اور اسی طرح اس بنا پر کو اُن کے سلوک کا پیرو بھی قرار دے سکتے ہیں ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ بایزید بسطامیؒ کا مکتب سلوک و تصوف بھی آپ کے افکار میں مورد تنقید رہا ہے۔ کتاب عین الفقر میں فرمایا ہے کہ:

ایک روز بایزید بسطامیؒ حق تعالیٰ کے ساتھ ہمراز تھے، حضرت رب العزت سے ندا آئی کہ اے بایزید تو اسقدر محنت، مشقت اور ریاضت کرتا ہے، شاید تو عرش کا خواہشمند ہے؟ بایزید

Marfat.com

نے جواب دیا، خداوندا عرش تو روحانیوں کا مقام ہے میں روحانی نہیں ہوں، پھر ندا آئی کہ اے بایزید شاید تو کرسی چاہتا ہے؟ بایزید نے جواب دیا، کرسی تو کروبیان کی جگہ ہے میں کروبی تو نہیں ہوں۔ پھر ندا آئی اے بایزید تو آسمان چاہتا ہے؟ بایزید نے جواب دیا خداوندا آسمان تو فرشتوں کی جگہ ہے میں فرشتہ نہیں ہوں۔ پھر ندا آئی اے بایزید کیا تو دوزخ مانگتا ہے؟ جواب دیا اے خداوند دوزخ تو منکرین کی جگہ ہے میں منکر نہیں ہوں۔ پھر مہربانی کے ساتھ فرمایا کہ اے بایزید تو شاید مجھے چاہتا ہے؟ اگر تو مجھے نہ پا سکے تو کیا کرے گا؟ بایزید نے جب یہ بات سنی تو ایک آہ کھینچی، سر کو سجدہ میں رکھا اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی (۸۵۹)۔

اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد حضرت سلطان العارفین قدس نے شعر میں فرمایا ہے کہ یہ فقر بھی خام ہی تھا کیونکہ فقر حقیقی تو وہ ہے کہ دوست کی رضا پر راضی رہیں اور اُس سے کچھ بھی طلب نہ کریں:

''خام بودند خام آمی رفتہ جان ۔۔۔ عاشقی آن بہ بود سوزش چنان

گر بسوزد جان من درآن سقر ۔۔۔ جز خدا دیگر نہ ای ازمن خبر

باہو! بہرہ چہ خواہی از خدا ۔۔۔ بہر مزدوری بود طالب رضا ''(۸۶۰)

فقر کے ضمن میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کا مقام اس حکایت سے بھی ظاہر ہو جاتا ہے، جس میں فرماتے ہیں کہ عارف باللہ کو ہر ساعت ''لبیک عبدی'' کی ندا آتی ہے، فرمایا:

''ایک روز شیخ جنید بغدادی اور شیخ شبلیؒ دونوں شہر سے باہر ایک صحرا میں چلے گئے، نماز کا وقت ہوا تو دونوں نماز ادا کرنا چاہتے تھے کہ اتنے میں لکڑہارا آ نکلا اور اُس نے اپنی پیٹھ پر سے لکڑیوں کا گٹھا اُتارا اور شیخ کی جماعت میں شامل ہونے لگا۔ شیخ نے اُس کو امامت کے لئے آگے کھڑا کر دیا۔ اُس بزرگ نے رکوع وسجود میں بہت وقت لگایا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ اتنی دیر کیوں کرتے تھے؟ اُس نے جواب دیا کہ میں تسبیح پڑھتا تھا اور جب تک لبیک عبدی کا جواب نہ سنتا سر نہ اُٹھاتا تھا، بس دیر اسی وجہ سے ہو جاتی تھی۔ یہ فقیر باہو کہتا ہے کہ اہل نماز کے لئے سجدہ میں وقت تا وقت لبیک کی آواز آتی ہے اور عارف باللہ کے لئے ہر دم اور ہر ساعت بلکہ ہر

Marfat.com

وقت لبیک عبدی جاری رہتا ہے، قولہ تعالیٰ فاذکرونی اذکرکم (۸۶۱)۔"

اُن کی نظر میں مقامِ فقر بہت ہی بلند ہے، اور فرماتے ہیں کہ مخدوم جہانیاں (شیخ جلال ،ف ۷۸۵ھ) بھی اس فقر کی بلندی کے نہ پہنچ سکے جیسا کہ اس اکتباس سے اخز ہوتا ہے۔

"فقر کیا ہے فقر وہ ہے کہ مراتب فقیر کے لئے مخدوم جہانیاں نے سیر عالم میں چودہ طبق کا مشاہدہ کیا، مگر فقر کے مقام کو نہ پہنچے (۸۶۲)۔

اسی طرح سلطان ابراہیم ادھم اور سلطان بایزید بسطامیؒ (ف:۲۳۴) کے بارے میں فرماتے ہیں:

"سلطان ابراہیم ادھم (۸۶۳) نے بادشاہی ترک کی، سرگردان ہوا، فرزند کے فوت ہوجانے کے بعد فقر کے مراتب کو پہنچے۔ جانتے ہو سلطان بایزید نے تمام عمر ریاضت کی، اپنے نفس کی کھال تک کھینچ لی مگر مراتب فقر تک ہرگز نہ پہنچے اور اگرچہ شیخ بہاء الدین (۸۶۴) اور شاہ رکن عالم (۸۶۵) جان دے بیٹھے اور ہرگز فقر کے مراتب کو نہ پہنچے۔ اور حضرت رابعہ بصری (۸۶۶) اطمینان سے سوگئیں اور بیواسطہ مراتب فقر کو پہنچ گئیں اور حضرت شاہ محی الدین (۸۶۷) والدہ کے پیٹ میں ہی مراتب فقر کو پہنچ گئے (۸۶۸)۔

خاقانی کو بھی مقام فنا میں مورد تنقید ٹھہرایا ہے کیونکہ خاقانی نے کہا:

؎ پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی
کہ یک دم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی

اس شعر کے جواب میں چنانچہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے فرمایا:

؎ بسی صد سالہا باید فنا فی اللہ شود فانی
دمی نامحرم است آنجا غلط گفت است خاقانی (۸۷۰)

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی نظر میں اصل فقر یا فنا فی اللہ ہونا کیا ہے؟ اس ضمن میں عین الفقر میں فرمایا:

"فقر فنا فی اللہ اسے کہتے ہیں کہ توحید حق میں اس طرح مستغرق ہو کہ اللہ کی طرف سے

Marfat.com

اُسے کوئی احتیاج نہ رہے اللہ سے احتیاج ہر اُس شخص کو رہتی ہے جو خدا سے جدا رہے۔ چاہئے کہ یکتا اور یکو جود ہو۔ خدا اور بندہ کے درمیان وسیلہ کیا ہے؟ مرشد۔ مرشد سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ محرم اسرار۔ محرم سراسرار سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقام رجائے بقا۔ مقامِ رجائے بقا سے کیا چیز حاصل ہوتی؟ مقام موتو قبل ان تموتوا۔ اس مقام سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے، مقام ان اولیاء لا یموتون۔ وہ فقیر جو صاحب رضا بلکہ قدر وقضا سے بھی مستغنی، مرحبا خوش آمدید (۸۷۱)۔

درحقیقت فقر سے حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کا مقصد یہ ہے کہ آدمی رضائے الٰہی کے سامنے تسلیم کرے اور کسی وقت زہد در یاضت پر بھروسہ نہ کرے بلکہ ہمیشہ ذات خداوندی پر بھروسہ رکھے، کیونکہ اُن کے عقیدہ کے مطابق فقیر ذات خداوندی کے ساتھ یکتا ہو جاتا ہے اور خدا سے ہرگز جدا نہیں ہوتا۔

۲۔ حضوری مجلس آنحضرت ﷺ:

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ سلوک وتصوف میں خود پیغمبر اسلام محمد مصطفیٰ ﷺ کی مجلس میں طالب کی راہنمائی کرتے ہیں، اس لئے کہ فقر سراسر آنحضرت ﷺ سے مربوط ہے۔ خود اویسی مسلک والے تھے کیونکہ براہ راست حضرت علی علیہ السلام کے توسط سے آنحضرت ﷺ سے بیعت کی۔ جیسا کہ گذشتہ احوال کے باب میں تفصیل بیان کی گئی ہے۔ آپ مرشد اور طالب دونوں کے لئے مجلس محمدی ﷺ میں مقام وقرب لازم گردانتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اس مقام پر نہ پہنچا ہو تو یوں سمجھیں کہ وہ عالم ناسوت میں ہے اور اگر کوئی شخص یہ مقام نہ چاہے تو ہوائے نفسانی میں گرفتار ہے۔ کتاب مجالسۃ النبی میں فرمایا:

''طالب صادق وہ ہے جو سوائے حضوری محمد رسول اللہ ﷺ اور مقام معرفت توحید الا اللہ کے مرشد سے طلب نہ کرے۔ جب کہ مرشد کامل اور طالب صادق دونوں مجلس حضوری ﷺ میں پہنچ جاتے ہیں۔ مرشد کامل اُسے کہتے ہیں جو ظاہر تو ہمیشہ نفسانی لوگوں کی مجلس میں ہوتا ہے اور باطن میں مجلس روحانی ہوتا ہے (۸۷۲)۔ مرشد کے وصف میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

''کعبہ را در دل ببینم جان کنم بروی فدا
در مدینہ دائی ہم صحبتم با مصطفیٰ
خلق با ما خویش داند من بہ باطن با رسول
واصلا نزا راہ این است بشنوای اہل الوصول (۸۷۳)

۳۔ محبت اہلبیت وعقیدت باسیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی وطریقہ قادریہ:

طالب اور سالک حقیقی کی سرشت میں اہلبیت کی محبت ہونی چاہیے، کیونکہ سرچشمہ فیضان حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی ذات اور جناب رسول اکرم محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ہیں: فرماتے ہیں:

''صدق صدیق وعدل عمرو پر حیا عثمان بود
گوی فقرش از پیمبر شاہ مردان یافت زود'' (۸۷۴)

سلوک میں سلسلہ قادریہ سید عبدالقادر جیلانیؒ (ف:۵۶۱) کے توسط سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔ اور اُن سے پھر سرکار دو عالم ﷺ کو پہنچتا ہے۔ رسالہ روحی میں اس طرح محبت کا اقرار اور عقیدت کا اظہار کر کے حقیقت بیان کرتے ہیں: (۸۷۵)

''دست بیعت کرد ما را مصطفیٰ فرزند خود خوانداست ما را مجتبیٰ
خاکپائیم از حسین واز حسن معرفت گشتہ است بر من انجمن'' (۸۷۶)

حضرت قدس سرہٗ سلوک میں طریق قادریہ کو تمام طریقوں پر ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''قادری را قرب حق باشد عطا شد مشرف روح باشرف لقا
ہر طریقہ خاکپایش شد غلام یافت منصب با ولایت ہر کدام'' (۸۷۷)

کتاب عقل بیدار میں اسی ضمن میں فرمایا:

''ہر طریقہ خانوادہ شد غلام با مریدی جان فدایش ہر دوام
نقشبندی را چہ قدرت دم زند وز طریق قادری طالب شود

Marfat.com

اہل چشتی خواجگان خاک پا　　سہروردی از غلامان باوفا

ہر کہ از بندہ خدا امت نبی　　خاک بوسی می کند با قادری'' (۸۷۸)

سید عبدالقادر جیلانی کی عظمت اور توصیف میں مزید فرماتے ہیں۔

''پای حضرت پیر ہر گردن ولی　　مثل سجدہ آورد حکم از نبیؐ (۸۷۹)

صاحب طریقہ قادری کی تین نشانیاں۔

''قادری را سہ مراتب سہ نشان　　با عیان ولا مکان و جان فشان'' (۸۸۰)

سید عبدالقادر جیلانی نائب رسولؐ کی طرح ہیں:

''چوں نباشد پیر میراں زندہ دین　　آن وزیر مصطفیٰ روح الامین

شاہ عبالقادر است رہبر خدا　　دمبدم آنجا بجان ست مصطفیٰ'' (۸۸۱)

کتاب نور الہدیٰ میں اسی ضمن میں فرمایا ہے:

''دشمن سید بود اہل از خبیث　　دوستدار سیدان اہل از حدیث

خارجی و رافضی دشمن نبیؐ　　دشمن کلی بود اہل از شقی

سید از اعزت و شرف از خدا　　دشمن سید بود اہل از ہوا (۸۸۲)

ایک مقام پر سادات کو بھی تلقین کرتے ہیں تا کہ وہ درویشی اور استقامت میں زندگی گزاریں فرماتے ہیں:''خدارا تو اگر سید ہے سند محمدی طلب کر ،اگر قریشی ہے تو دلریش (غمناک) رہ ،اگر تو عالم ہے تو درویشی طلب کر، درویشی حقیقتاً چاہئے نہ کہ درپیشی ،اگر تو جاہل ہے تو علم طلب کر، وہ علم جو حق کو پہنچادے، حق کے بغیر باطل کو نہ جانے (۸۸۳)۔

راہِ سلوک میں آلِ نبی ﷺ کی تکریم لازم ہے، فرمایا:

''جو کوئی سادات کو راضی نہیں رکھتا ہے، اُس کا باطن ہرگز صاف نہیں ہوتا، اور معرفت الٰہی کو نہیں پہنچتا اگر چہ وہ تمام عمر سر پتھر پر گھساتا رہے اور ریاضت کرتا رہے، کیونکہ سادات کی خدمت اہل مخدوم کا نصیب ہوتا ہے؛ جو کوئی آل نبی کا منکر ہوتا ہے اور اولاد حضرت فاطمۃ الزہرا علیہ صلوٰۃ اللہ والسلام کا منکر ہوتا ہے وہ محروم رہتا ہے۔

Marfat.com

دوستدار سید از اوز نبیؐ　　　نور دیدہ فاطمہ حضرت علیؓ
دشمن سید بد دشمن مصطفیؐ　　　ہر کہ دشمن مصطفیؐ دشمن الہٰ (۸۸۴)

مگر سید کون ہوتا ہے اور کسے کہتے ہیں اس ضمن میں کتاب نور الہدیٰ میں فرماتے ہیں'

لیکن سادات کو کون سے احوال، کون سے افعال، کون سے اعمال اور کون سی باتوں سے پہچانا جاتا ہے، اُن کو شریعت و قدم محمدی ﷺ سے، خُلق محمدی علیہ تحیۃ والسلام سے، صدق صدیقؓ سے عدل عمرؓ سے، حیائے عثمانؓ سے، شجاعت علیؓ سے جہاد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے، حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیھا کے ترکِ دنیا سے، اور شہادت، سعادت و رضائے ارادتِ حضرت امام حسن و حضرت امام حسین صلوٰۃ اللہ علیھما سے پہچانا جاتا ہے (۸۸۵)۔

۴۔　تصور اسم اللہ:

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' کے سلوک اور طریقہ میں تمام معرفت اور فیضان تصور اسم اللہ ذات سے ہی ہے۔ اس لئے کہ تصور اسم اللہ کے بغیر نفس نہیں کچلا جا سکتا۔

اور نفس اگر سالک کی متابعت میں نہیں آتا تو وہ ہرگز معرفت کو نہیں پہنچ سکتا۔ کتاب مجالستہ النبی میں فرمایا ہے:

"نفس کو علم حاصل کرنے اور ظاہری اطاعت و ریاضت اختیار کرنے سے بڑی لذت اور حلاوت ملتی ہے اور نفس خوش رہتا ہے وہ نام و ناموس اور رجوعات خلق سے خوب موٹا تازہ ہوتا رہتا ہے۔ اور نفس کو تصور اسم اللہ کی تاثیر سے، ذکر و فکر معرفت الا اللہ سے، اور مراقبہ کے استغراق اور حضوری مجلس محمد رسول اللہ ﷺ میں متوجہ رہنے سے زہر کی تلخی محسوس ہوتی ہے (۸۸۶)۔

پھر فرمایا:

اسم اللہ کے ذکر سے حقیقتاً نفس، قلب اور روح ایک ہو جاتے ہیں اور نور کی طرح ہو جاتے ہیں (۸۸۷)۔

اسم اللہ سے جب نفس پاک ہو جاتا ہے تو سالک معرفت اللہ سے قریب ہو جاتا ہے۔

مطابق حدیث قدسی، دع نفسک وتعال یعنی نفس کو چھوڑ دے اور آ جا۔

Marfat.com

کتاب محک الفقرا میں فرماتے ہیں:

''اگر کوئی شخص اسم اللہ کا ترتیب کے ساتھ تصور کیا کرے تو انشاء اللہ جلدی ہی ایک دن میں مقصد کو پہنچ جائے گا۔ یہ راستہ محرم کا ہے؛ جو کوئی اسم اللہ کا محرم نہیں ہے وہ اس مقام سے محروم ہے(۸۸۸)۔

۵۔ علم دعوت:

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' نے اپنی تعلیمات میں اسم اللہ کی طرح حصول معرفت کے لئے دعوت کو بھی لازم گردانا ہے۔ صاحب دعوت روحانیوں سے براہ راست رابطہ اختیار کرتا ہے اور اس طریقہ سے سالک فوری توجہ حاصل کر لیتا ہے اور روحی وسری فیضان کماتا ہے۔ جیسا کہ تفصیل دی گئی ہے۔ دعوت اہل اللہ کی قبر پر ہوا کرتی ہے اور دعوت کے لئے مرشد کامل کی اجازت لازم ہے تا کہ سالک کسی تعطل یا دیوانگی کا شکار نہ ہو جائے۔ دعوت سے بہت کافی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ یعنی فقیر کامل کی اجازت سے اگر چاہے تو اسلام اور مسلمانوں کے لیے فتح اسلام کے لئے اس روحانی ذریعہ سے تمام دنیا کو زیر و زبر کر دے۔ البتہ دعوت کا سب سے بڑا فائدہ حصول معرفت خوشناسی اور خداشناسی کی ہے جو روحانی سے رابطہ حاصل ہونے پر میسر ہوتی ہے۔

کتاب مجالستہ النبیؐ میں فرماتے ہیں:

''دعوتِ قبر پڑھنے والا جو زیر و زبر (انقلاب) کی خبر دیتا ہے، اُسے قبر میں بتحقیق موکل ہر طریقہ سے اور روحانی الہام سے یا غیب الغیب سے وقدرت سبحانی دل کے اندر سے یہ پیغام بہم پہنچاتے ہیں کہ جو کوئی اہل قبور کا دعوت پڑھنے والا ہے بے شک اُسے مجلس محمدیؐ کی حضوری ہمیشہ حاصل رہتی ہے۔ اُس کا وجود تصور اسم اللہ کی برکت سے اور مجلس سے محمد رسول اللہؐ کی برکت سے مغفرت پالیتا ہے۔

خام از رجعت شود خانہ خراب   کامل از دعوت شود مطلب بیاب (۸۸۹)

تصوف اسلام میں دراصل یہ افکار و تعلیمات ان دنوں میں بہت کافی حد تک استعمال میں لائے گئے ہیں۔ بیشتر سالک راہ تصوف میں گوشہ نشین ہو گئے اور ترک دنیا کر چکے۔ وہ گویا

Marfat.com

فقر گوسفندی کے پیرو ہو گئے اور فقر دلگیری اختیار کر گئے ہیں۔مگر حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے اپنی تعلیمات میں ترک دنیا اور دنیا کی اس طرح وضاحت کی ہے کہ دنیا اُسے کہتے ہیں جو کسی کو خدا تعالیٰ سے دور کر دے۔ دنیا دار وہ ہے جو خدا تعالیٰ سے غافل ہو کر بیٹھ جائے اور اُسے معرفت حاصل نہ ہو۔اسی لئے حضرت سلطان العارفین قدس سرہ فقر شبیری کو عمل میں لاتے ہیں اور راہِ عشق حقیقی میں سالک کے لئے جان دے دینا معرفت وعرفان کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔اسی طرح اس زمانہ میں جو عقل و دانش کا زمانہ ہے علم کے ذریعہ لوگوں کو اور بالخصوص مسلمانوں پر یہ امر روشن کر دینا بہت اہم ہے کہ طریقت میں پیغمبر اسلام ﷺ کی راہ اختیار کرنا بہت ضروری ہے تا کہ لوگ شریعت محمدی ﷺ کے بغیر گمراہی کے بھنور میں پھنس کر نہ رہ جائیں اور ابلیس کی طرح وہ حصول معرفت کے بغیر اپنے آپ کو موحد نہ سمجھنے لگیں۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ ایک سالک کی طرح مسلک قادریہ کو پسند کرتے ہیں۔اس مسلک میں رواجاً جبہ ودستار کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔اور تسبیح و اوراد کو محض اختیار کر لینا بھی اہمیت نہیں رکھتے۔ اس طریقہ میں اتباع سنت محمدی ﷺ لازم ہے۔اور ہمیشہ ذکر وفکر میں مداومت کی تلقین کی جاتی ہے۔فرماتے ہیں:

مراز پیر طریقت نصیحتی یاداست　　　کہ غیرِ یادِ خدا ہر چہ ہست برباد است!(۸۹۰)

آپ کا سلسلہ طریقت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وساطت سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پہنچتا ہے جو تمام فقر کا سرچشمہ ہیں۔اس طریقت میں کہیں بھی بدعت، سرود اور سماع کا وجود نہیں۔البتہ ذکر جہر وذکر خفی دونوں کی اجازت ہے۔

حصول معرفت کے لئے بھی حضرت قدس سرہ تکلفات کو رد کر دیتے ہیں اور فقط اسم اللہ اور دعوت روحانی کو زور دیتے ہیں جو زیادہ قابل فہم، آسان اور زود اثر ہیں۔ بشرطیکہ طالب، طالب اللہ ہو اور نفس کی نفی کے ساتھ زندگی گزارے۔

۶۔　وجودِ آدمی:

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ آدمی کے وجود میں چند باطنی جسم ہوتے ہیں۔

Marfat.com

اور ہر باطنی جسم کا الگ نام ہوتا ہے۔ خود آدمی کا جسم اُن باطنی اجسام پر بمثل طلسم ہے۔ اس جسم کے طلسم کو کوئی صاحب طلسم ہی اسم کی حکمت سے کھولتا ہے اور اُس سے باطنی نعمت اور دولت کو حاصل کرتا ہے۔ یہ بہت سے اجسام، جسم حیوانی، جسم نفسانی، جسم قلب جاودانی، جسم روحانی اور جسم دیدار خوانی بھی کہلاتے ہیں۔ ان اجسام میں ہر جسم اپنے اعمال کا ناظم ہے اور جزا و سزا کا مستحق ہے۔ انسان میں ایک نوری جسم بھی ہے جیسے پستہ میں مغز ہو۔ سلوک کے اعمال (یا مشقوں) سے باطنی جسم کو زندہ کیا جاتا ہے۔ یہ اعمال ان امور سے عبادت ہیں:

اوّل تصور اسم اللہ

دوم دعوت قبور

سوم تلاوت قرآن باتوجہ و اخلاص

چہارم نماز بانیاز

پنجم کلمہ طیب پڑھنا ''کن'' کی کنہ کے ساتھ، لذت و سرور کے ساتھ

ششم تصور و تفکر کے ساتھ ننانوے نام باری تعالیٰ لکھنا گویا وجود عارف سے نو جسم باہر آتے ہیں جو یہ کہلاتے ہیں۔

چہار جسم نفس: اول نفس امارہ، دوم نفس لوامہ، سوم نفس ملہمہ، چہارم نفس مطمئنہ

سہ جسم قلب: اول قلب سلیم، دوم قلب منیب، سوم قلب شہید

دو جسم روح: اول روح جمادی دوم روح نباتی

جب تمام اجسام انسان سے ہم کلام ہوتے ہیں تو ایک جسم وجود میں آجاتا ہے، جسم توفیق الٰہی۔ جسم توفیق الٰہی حکم دیتا ہے اور نفس کے اجسام، قلب کے اجسام کے ساتھ پیوند ہو کر مر جاتے ہیں۔ اور قلب کے اجسام روح کے اجسام کے ساتھ یکجاں ہو کر مر جاتے ہیں اور روح کے اجسام زندہ رہتے ہیں۔ بالآخر روح کے جسم کو توفیق الٰہی کا جسم تصرف میں لے لیتا ہے۔ جس سے روح کے اجسام مر جاتے ہیں اور نوری جسم باقی رہ جاتا ہے جو حضور کے ساتھ ہمیشہ رہ جاتا ہے (۸۹۱)۔

فقیر نور محمد کلاچوی (۱۳۰۳ھ۔۱۳۸۰ھ) اپنی کتاب عرفان میں حضرت سلطان

Marfat.com

العارفین سلطان باہو قدس سرہ' کے اس عارفانہ فلسفہ کو واضح کر کے بتاتے ہیں تا کہ ہم ان اعمال میں ہمت کریں اور اُن ارواح و اجسام باطنی کو قابو میں لائیں نیز وہ فرماتے ہیں کہ یہی لطیفہ ہے جس سے یورپ والوں نے کھوج لگالیا ہے، اسے تحت الشعور یا (Sub-conscious) کہتے ہیں وہ مزید کہتے ہیں کہ یورپ کے روحانی (European Spiritualists) مسمریزم کی قوت یا ہپناٹزم کی طاقت سے اسی نفس باطنی کی قوت کو بیدار کرتے ہیں اور اس کے توسط سے کافی معلومات پا لیتے ہیں اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے قلبی، روحی حتی کہ نوری قوتوں کو بیدار کرنے کے لئے بھی وضاحت فرماتے ہیں ہمیں چاہئے کہ ان عملیات سے استفادہ کریں تا کہ تسخیر کائنات تسخیر شناخت خود اور تسخیر شناخت اسم اللہ کو گرفت میں لاویں (۸۹۲)۔

۷۔ ھُو اور صدائے ھُو:

یہ لفظ پورے احترام و عظمت کے ساتھ ذات حق تعالیٰ کو اشارہ کرتا ہے۔ مصنف کاملؒ اس عارفانہ اور لاہوتی اسم کو اپنی تمام تصانیف میں بہت زیادہ استعمال میں لائے ہیں۔ حضرت قدس سرہ لفظ ھو سے بڑے محرمانہ انداز میں حضرت ذات ربانی جلشانہٗ میں اشارہ اور خطاب کرتے ہیں اور اسی تصور سے تمام عالم لاہوت مطالعہ کرنے والوں کے دماغ میں مقام حاصل کر لیتا ہے، فرماتے ہیں۔

ہر کہ باھو میرود عارف خدا　　　ہر کہ بی ''ھو'' میرود آن سرہوا
بردہ باھو رازِ وحدت را تمام　　　عارفان را ختم از ھو والسلام (۸۹۳)

ھو کے ساتھ باھو، خدا سے متصل ہوا ہے:

باھو در ھو گم شدہ فی اللہ فنا　　　نام باھو متصل شد باخدا (۸۹۴)

طالب اللہ کو چاہئے کہ باھو کے ساتھ منسلک ہو جائے:

ہر کہ طالب ھو بہ باھو یار شد　　　رفت عجب ولائق دیدار شد (۸۹۵)

اسم ھو نفس کا قاتل ہے، فرمایا:

اسم ھو سیف است باھو بر زبان　　　قتل کن این نفس کافر ہر زمان (۸۹۶)

Marfat.com

ھو سالک کا ذکر بھی ہے، فرمایا

ذکر ھو وحدت بود مارا وصال ذاکران راذکر باشد لازوال (۸۹۷)

ھو کا تخم دل میں کاشت کرنے سے ھو کا پودا نمودار ہو جاتا ہے، ملاحظہ ہو

باھوا ھو کاشتم من در وجود بااوالف رفت آخرت ھو نمود (۸۹۸)

باھو ھو کے ساتھ اور اہل دنیا دانش کے ساتھ مشغول ہے:

باھو بہ ھو ہر دم بمولیٰ شد وصالش کہ دنیا اہل دنیا شد ز دانش (۸۹۹)

اسم اعظم ھو میں ہے۔

اسم اعظم انتہا باھو بود ورد باھو روز و شب یا ھو بود (۹۰۰)

نیز فرمایا

اسم اعظم باھو از ھو بجو ھو حقیقت سر سرش با کس مگو (۹۰۱)

اسم یا ھو رہبر ہے:

اسم یا ھو باھو را شد راھبر پیشوای شد محمد معتبر (۹۰۲)

مردہ دل کو ھو زندہ کرتا ہے:

ھو حیاتی می دھد ہر مردہ دل ہر کہ از ھو بی خبر آن رو خجل (۹۰۳)

بلکہ فرماتے ہیں:

ھو ہدایت میشود از ہر مقام ھو حیات جن وانس وخاص عام (۹۰۴)

ھو وحدتِ قدیم میں نور احمدی کا موتی ہے:

ھو بدر یائیست آن در عظیم درّ نور احمدی وحدت قدیم (۹۰۵)

ھو ابتدا اور انتہا ہے:

ابتدا ھو انتہا ھو ہر کہ باھو میرسد عارف عرفان شود ہر کہ با "ھو" ھو شود (۹۰۶)

اس ضمن میں مزید یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسرار الٰہی میں سے ایک عظیم راز صدا ہے، جو غیب سے سالک کے کانوں میں پہنچتی ہے اور وہ صدا ھو کی ہے جو دونوں کانوں میں سنائی دیتی

Marfat.com

ہے۔ یہ صدا گھنٹی کی آواز کی طرح یا مکھی کی بھنبھناہٹ کے انداز میں ہوا کرتی ہے۔ یہ صدا لافانی قسم کی ہے کیونکہ صدائے ازلی ہے۔ سالک جب تمام لطائف نفسی، قلبی، روحی، سری، خفی اور اخفی، سے باہر نکلتا ہے اور سر نوری اُس پر روشن ہو جاتی ہے تو اُس سے ھو کی صدا جاری ہو جاتی ہے۔ اس صدا کو سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں ابوالفیض قلندر سہروردی صاحب کتاب ''الفقر فخری'' نے اس بارے میں توضیح کی ہے اور صاحبِ رسالہ حق نما نے اضافہ کیا ہے کہ یہ صدا تخلیق کائنات سے پہلے بھی موجود تھی اور ابد تک رہے گی۔ آنحضرت ﷺ نے غار حرا میں یہی صدا سنی تھی (۹۰۷) حضرت سلطان العارفین اس بارے میں فرماتے ہیں کہ اس صدا کا تعلق مقام سر سے ہے جو عالم ارواح ہے، جو شخص بھی یہ آواز سن لے اُسے حیاتِ جاودانی مل جاتی ہے۔ جیسا کہ اُنہوں نے خود فرمایا ہے:

جان لو کہ مقامِ آواز جو سر میں ایک استخوان ہے، جو عرش سے تحت الثریٰ سے بھی زیادہ وسیع ہے جس میں ارواح قبض ہوتے ہیں اور وہ اسرار الارواح کا ملک ہے''

وہ مرشد جو طالب کو اس عظیم ارواح کے ملک میں پہنچا دیتا ہے لائق ارشاد ہے اور اُس کا طالب موت سے آزاد ہے اگرچہ مخلوق کی نظر میں وہ مر بھی جائے (۹۰۸)۔

پس یہ کسقدر عظیم نعمت ہے کہ مذکورہ چھ لطائف کے بیدار ہونے میں انسان حیات جاودانی کو حاصل کر لیتا ہے۔

۸۔ ارشادات معنوی در اصطلاحات و ملفوظات صوفیانہ حضرت قدس سرہٗ:

اگر حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' کی تمام تصانیف پر نظر ڈالیں تو سینکڑوں عارفانہ ملفوظات اور اصطلاحات اکٹھے کر لیں۔ یہ اصطلاحات حقیقت اور معنی کے لحاظ سے بڑی حکیمانہ ہیں۔ یہاں پر اُن سینکڑوں اصطلاحات میں سے اور عارفانہ ملفوظات میں سے بعض بطور مثال نقل کئے جاتے ہیں۔

☆ فقیر ہر چہ گوید از روی حساب نہ از روی حسد (۱/۹۰۸)

فقیر جو کچھ کہتا ہے اس جہان کے حساب کے رو سے کہتا ہے، نہ کہ حسد سے

☆ فقیر اہل خدا و اہل مراتب اہل ہوا (۹۰۹)

Marfat.com

فقیر اہل اللہ ہے اور اہل مراتب خواہشات کے مقام پر ہوتے ہیں۔

☆ فقیر کے دس اوصاف ہیں۔

اوّل توحید توکل

دوم فقر کریم و خلق عظیم محمدی

سوم صدق صدیقؓ

چہارم عدل عمرؓ

پنجم حیائے عثمانؓ

ششم علم و جود علیؓ

ہفتم جلال و جذب عزرائیلؑ

ہشتم پیغام و زبان جبرائیلؑ

نہم قدم رحمتِ میکائیلؑ

دہم نفسی سرِ اسرافیلؑ (۹۱۰)

☆ روایت از برائے ہدایت است و فضیلت از برائے وسیلت است (۹۱۱)

روایت ہدایت کے لئے اور فضیلت وسیلہ کے لئے ہے۔

☆ ہژدہ ہزار عالم مسخرات کل و جز در قبض خود آوردن آسان کار است لیکن حوصلہ وسیع در وجود نگاہداشتن خیلی دشوار است (۹۱۲)۔

اٹھارہ ہزار عالم کا کل و جز واپنے تصرف میں لانا آسان کام ہے مگر اپنے وجود میں حوصلہ و تحمل قائم رکھنا بہت مشکل ہے۔

☆ از رنج و ملامت و غیبت و آزار از خلق آزردہ مشو (۹۱۳)

لوگوں کے رنج، ملامت، غیبت اور آزار دینے پر خفا نہ ہو جاؤ۔

☆ از خلق باربردار و خلق را نیازار کہ رستگاری در کم آزاری است (۹۱۴)

مخلوق کا بوجھ اٹھاؤ اور کسی کو تکلیف نہ دو کیونکہ نجات کم آزاری میں ہے (یعنی نجات رحم میں ہے)

Marfat.com

☆ اگر بیائی در باز است وگر نیائی اللہ بی نیاز است (۹۱۵)

تو اگر آئے تو دروازہ کھلا ہے اور اگر نہ آئے تو اللہ بے نیاز ہے۔

☆ انسان آنست کہ قدم بر ازل دارد و نظر بر حسابگاہ قیامت و دنیا را یکی شب داند چنانچہ راہ مسافران (۹۱۶)

انسان وہ ہے جس کا قدم ازل پر ہو اور نظر قیامت کے حساب پر ہو اور دنیا کو ایک رات سمجھے جیسے کہ مسافروں کا سفر۔

☆ عقل کلی چیست؟ مجموعہ چہار عقل است:

یکی، عقل نفس در طلب دنیا و ہوا

دوم، عقل قلب در طلب معرفت و صفا

سوم، عقل روح در طلب حیا

چہارم، عقل سر در طلب مشاہدہ (۹۱۷)

عقل کل کیا ہے؟ چار قسم کے عقل کا مجموعہ ہے:

اوّل نفس کا عقل جو دنیا اور خواہشات کی طلب میں ہو۔

دوم قلب کا عقل جو معرفت اور صفا کی طلب میں ہو۔

سوم روح کی عقل جو حیا کی طلب میں ہو۔

چہارم سرّ کا عقل جو مشاہدہ کی طلب ہو۔

☆ انسان از عقل کلی شناختہ میشود (۹۱۸)

انسان عقل کلی سے پہچانا جاتا ہے۔

☆ فقیر را چہار گواہ است،

یکی، خاموشی

دوم، عیب پوشی

سوم، کم آزاری

Marfat.com

چہارم، رستگاری (۹۱۹)

فقیر کے چار گواہ ہیں؛ اوّل خاموشی، دوم عیب پوشی، سوم کم آزاری اور چہارم دنیا سے چھٹکارا

☆ علم ظاہر مثل چراغ است در خانہ وعلم باطن آفتاب است در عالم (۹۲۰)

علم ظاہر گھر کے چراغ کی مانند ہے اور علم باطن پورے جہان میں آفتاب کی طرح ہے۔

☆ قرآن آیات ہفت قسم دارد، (قرآنی آیت کی سات قسمیں ہیں)

یکی، آیت وعید

دوم، آیت وعد

سوم، آیت امر معروف

چہارم، آیت نہی منکر

پنجم، آیت قصص الانبیاء

ششم، آیت منسوخ

ہفتم، آیت ناسخ (۹۲۱)

☆ بسیار خواندن فرض عین نیست مگر علم فرض، واجب، سنت، مستحب واز گناہان بیرون آمدن واز خدا تعالیٰ ترسیدن ومعرفت ومحبت ورزیدن فرض است (۹۲۲)۔

زیادہ پڑھنا کوئی فرض عین نہیں مگر فرض، واجب، سنت، مستحب اور گناہوں سے باہر نکلنا اور خدا تعالیٰ سے ڈرنا اور محبت ومعرفت اختیار کرنا فرض ہے۔

☆ ہر کہ یافت بادشاہی کونین از فقیران ودرویشان یافت، ہر کہ منکر از یشان بی جمعیت ہمیشہ وپریشان (۹۲۳)۔

جس نے بھی کائنات کی بادشاہی حاصل کی فقیروں اور درویشوں سے پائی، جو ان سے منکر ہوا ہمیشہ پریشان وبیقرار رہا۔

☆ لایق ارشاد دہ علم دارد: (ارشاد کے لایق مرشد میں دس علوم ہوتے ہیں)

اوّل علم زبان واکل حلال وصدق مقال ونص حدیث

Marfat.com

دوم علم تصوف، صفیت القلوب (صفائے قلب)

سوم علم روح

چہارم علم نفس ومحاسبہ نفس

پنجم علم سرّ فناء از فنا

ششم علم معرفت ہر کار باجۃ اللہ

ہفتم علم اسرار بقاباللہ بقا از بقا

ہشتم علم عفو، لاتحزن ولاتخف

نہم علم دعوت قبور، ملاقات باروحانیت مغفور

دہم علم حاضرات اسم اللہ (۹۲۴)

☆ جبہ رابسوز، دستار رابگزار وزنار نفس امارہ رابگسل، امیداست بعدازاں حاصل کنی معرفت وصل (۹۲۵)۔

جبہ کو جلا ڈال، دستار چھوڑ دے، نفس امارہ کا جینو توڑ دے، پھر اُمید ہے کہ تو معرفت و صال پالے۔

☆ لسان سیف اللہ چیست؟ سیف از قدرت ولسان تا قیام قیامت بازگشت نخورد (۹۲۶) زبان سیف اللہ کیا ہے؟ سیف قدرت سے ہے اور زبان قیامت تک بے اثر نہیں رہتی۔

☆ اہل دل راچہ نشان؟ مثل شترست خار بخورد و بار بکشد (۹۲۷)

اہل دل کی کیا نشانی ہے؟ اونٹ کی طرح کانٹے کھاتا ہے اور بوجھ اُٹھاتا ہے۔

☆ اہل قلب راچہ نشان؟ نانِ این جہاں خورد و کار آن جہاں برد (۹۲۸)۔

اہل قلب کی کیا نشانی ہے؟ اس دنیا کی روٹی کھاتا ہے اور اُس دنیا کا کام کرتا ہے۔

☆ تو نفس راشناس، نفس راہبر خداست، رسانندہ مقام کبریاست، اگر نفس نبودی کس بخدا نرسیدی (۹۲۹)۔

Marfat.com

اپنے نفس کو پہچان لو، نفس راہِ خدا میں رہبر ہے، مقام کبریا تک پہنچاتا ہے، اگر نفس نہ ہوتا تو کوئی شخص خدا تک نہ پہنچتا۔

☆ مردم چہار قسم است (انسان کی چار قسمیں ہیں)

اول فقراء، نفس مطمئنہ، باطن صفا بذکر اللہ، اہل اللہ

دوم علماء، وارث الانبیاء، اہل حدیث

سوم اہل دنیا، بیخبراز چون بیچگون، اہل خبیب

چہارم جہال بدخصال، بدمستی وخود پرستی، اہل ابلیس (۹۳۰)

☆ علم چہارم قسم دارد، (علم کی چار قسمیں ہیں)

اول علم سمعی

دوم علم بصری

سوم علم دلیلی

چہارم علم عقلی (۹۳۱)

☆ در قلب چہار قلعہ شیطانی ست کہ باید فتح کرو، (قلب میں چار شیطانی قلعے ہیں جو فتح کرنے ہوں گے)

اول: قلعہ طمع وہوا با موکل خناس، دوم: قلعہ حرص با موکل خرطوم

سوم: قلعہ حسد با موکل وسوسہ؛ چہارم: قلعہ کبر با موکل خطرات (۹۳۲)

☆ عارف بہ پنج چیز تعلق دارد، (عارف کا پانچ چیزوں سے تعلق ہے)

اول صاحب ارشاد

دوم صاحب اعتقاد

سوم صاحب یقین بانفس جہاد

چہارم خلق آزاد

پنجم باطن آباد (۹۳۳)

Marfat.com

☆ معرفی نفس، (نفس کا تعارف)

نفس امارہ خوی کفار اہل زنار با کافران اخلاص دارد

نفس لوامہ خوی منافق، با منافقان اخلاص دارد

(منافقوں کی سی عادات والا اور منافقوں سے یارانہ رکھنے والا)

نفس ملہمہ خوی دنیا، با اہل دنیا اخلاص دارد

(دنیاداری کی عادات والا، اہل دنیا سے یارانہ رکھنے والا)

نفس مطمئنہ خودی فقیرء با اہل علماء و اولیاء اخلاص دارد (۹۳۴)

(فقیرانہ عادتوں والا، علماء و اولیاء سے یارانہ رکھنے والا)

☆ علماء و فقراء

علماء را امید منزل مقام است در بہشت و بر فقرا منزل مقام حرام کہ ازل تا ابد بستہ اند احرام۔ علماء اہل کتاب اند و فقرا اہل قطب الاقطاب اند

علماء را عقل باب و فصل است و فقرا را تحصیل توحید وصل است

علماء در مطالعہ سطر، حرف، ورق است و فقرا ابوحدانیت عشق فنا فی اللہ غرق ست (۹۳۵)

علماء کو بہشت میں منزل مقام کے حصول کی امید ہے، فقراء پر منزل و مقام ہی حرام ہیں کیونکہ انہوں نے ازل سے ابد تک کے لئے (دونوں جہان سے لاتعلق ہونے کا) احرام باندھ رکھا ہے۔

علماء اہل کتاب ہیں اور فقرا اہل قطاب الاقطاب ہیں۔

علماء کو (کتابوں کے) باب اور فصل کا عقل ہے اور فقرا کو وصال توحید کا علم ہے۔

علماء سطر، حرف، ورق کے مطالعہ میں مشغول رہتے ہیں اور فقرا وحدانیت میں عشق فنا فی اللہ کے مرتبہ میں مستغرق رہتے ہیں۔

☆ دنیا

ابوجہل و یزید است نہ رابعہؒ و بایزیدؒ

اگر در ملک ابوجہل دنیا نبودی تبع محمد ﷺ می نمودی

Marfat.com

اگر در ملک یزید دنیا نبودی تبع امام حسنؓ حسینؓ مینمودی (۹۳۶)

دنیا ابوجہل و یزید ہے نہ کہ رابعہ اور بایزید

اگر ابوجہل کی ملکیت میں دنیا نہ ہوتی تو محمد ﷺ کی اتباع کرتا۔

اگر یزید کے ملکیت میں دنیا نہ ہوتی تو امام حسنؓ و حسینؓ کا اتباع کر لیتا۔

☆ پنج ترک باید، (پانچ چیزیں ترک کرنی چاہئیں)

اول ترک جہل

دوم ترک دنیا

سوم ترک اہل دنیا

چہارم ترک نفس

پنجم ترک ریا (۹۳۷)

☆ سہ مرتبہ عظیم است بہ عظمت، (تین عظیم مراتب ہیں)

اول مرتبہ بادشاہ ظل اللہ

دوم مرتبہ فقیر اولیاء اللہ

سوم مرتبہ علما و عالم باللہ (۹۳۸)

☆ ہر سہ را سہ چیز مشکل (تینوں کے لئے تینوں چیزیں مشکل ہیں)

اول مشکل آنکہ بادشاہ ترک دھد بادشاہت و اختیار کند معرفت

(یہ کہ بادشاہ بادشاہی چھوڑ دے اور معرفت اختیار کرے مشکل کام ہے)

دوم مشکل آنکہ فقیر ترک دھد معرفت الٰہی و اختیار کند مسند بادشاہی

(یہ کہ فقیر معرفت الٰہی ترک کر دے اور مسند بادشاہی اختیار کر لے مشکل ہے)

سوم مشکل آنکہ عالم ترک دھد مطالعہ علم قیل و قال و اختیار کند معرفت وصال

(یہ کہ عالم مطالعہ و قیل و قال چھوڑ کر معرفت وصال اختیار کر لے مشکل کام ہے) (۹۳۹)

☆ یازدہ چیز ترک کردن بافناء الفقر است (گیارہ چیزیں ترک کرنا فناء الفقرا کے مرتبہ میں) ہے۔

Marfat.com

اول — بدعت، سر بدعتہا حب دنیاست

دوم — اہل دنیا

سوم — خلق، الفت با خالق باشد

(مخلوق، کیونکہ، محبت تو خالق سے چاہئے ہے)

چہارم — ہوا، تسلیم بحق رضا

(خواہشات، کیونکہ، حق تعالیٰ کی رضا تسلیم کرنی ہے)

پنجم — کبر و ریا

ششم — نفس و لذت

ہفتم — جہل (جہالت)

ہشتم — حرص و حسد

نہم — اُمید از کسی (کسی شخص پر اُمید رکھنا)

دہم — خواص خمس، تا در او بند دو ہیچ حال غافل از خدا نباشد

(خواص خمسہ، جب تک ان کے راستے بند کر کے ہر حال میں خدا سے غافل نہ ہو)

یازدہم — با نفس خلاف و کشتن نفس (۹۴۰)

(نفس کو ترک کرنا ہوگا)

☆ فقر چیست؟ تیغ است، ہر کہ طلب فقر کند تمت تمام شد (۹۴۱)

فقر کیا ہے؟ تلوار ہے، جس نے فقر کی طلب کی اختتام کو پہنچ گیا۔

☆ دل

موصل ترین راہ حقیقت دلست (۹۴۲)

وصال کا موزوں ترین حقیقی راستہ دل ہے۔

☆ راہِ طریقت

مقدمہ این راہ آنرا ابتدا و انتہا پیر کامل است (۹۴۳)۔ اُن (سالکان) کے لئے اس

Marfat.com

راہ (طریقت) کے ابتدائیہ میں ابتدا و انتہا پیر کامل ہے۔

☆ راہِ حصول و معرفت بہ پنج چیز است

راہِ خدا در دلست

برای دیدن راہ باید رفت

وصول بہ این راہ بواسطہ پیر کامل است

پرورش این راہ باقدام ہمت ممکن است کہ سلطان اعظم است

پیوستن بہ حق بترک نفس است (۹۴۴)

معرفت اور حصول کا سفر پانچ چیزوں پر منحصر ہے،

خدا کا راستہ دل میں ہے۔

ملاقات کے لئے راستہ پر چلنا چاہئے۔

اس راہ سے شرفیابی پیر کامل کے ذریعہ سے ہے

اس راستہ کی تربیت ہمت کے اقدام سے ممکن ہے جو سلطانِ اعظم ہے۔

حق سے ملنا نفس کے ترک کرنے سے ہی ہے۔

☆ نور، آں وہم کہ بدل آید نور است (۹۴۵)

وہ وہم جو دل پر اُترتا ہے نور ہے۔

☆ عاشق، کسی کہ صاحب دیدن دیدار نیست عاشق نیست (۹۴۶)

جو لائق دیدار نہیں عاشق نہیں ہے۔

☆ نسیان صفت دل است نہ زبان نفاق صفت دل است نہ زبان (۹۴۷)

نسیان اور نفاق دل کی صفت ہے نہ کہ زبان کی۔

☆ قالب آدمی، درون قالب چہار چیز، (انسان کے جسم میں چار چیزیں ہیں)

اول، دل

دوم، سرّ

Marfat.com

سوم، جان

چہارم، زبان

ورای این چہار چیز، ذکر خفی است (ان چاروں چیزوں سے بلند ذکر خفی ہے) (۹۴۸)

☆ ذکر خفی، در فرشتگان ممکن نیست (۹۴۹)

ذکر خفی فرشتوں میں ممکن نہیں ہے۔

☆ گواہ عشق دو اند، (عشق کے دو گواہ ہیں)

اول، ذکر

دوم، فکر (۹۵۰)

☆ گوہر چیست؟ انفاس در دم گوہر یست (۹۵۱)

دم کی نگہبانی گوہر ہے۔

☆ عشق چیست؟ یک ساعت از حق غایب نشود (۹۵۲)

عشق کیا ہے، ایک لمحہ حق سے غایب نہ ہونا ہے۔

☆ ابوالوقت، آنست کہ سیر اوھام دارد (۹۵۳)

ابوالوقت، اوھام پر تصرف رکھتا ہے۔

☆ موجود، غیر موجود نیست بلکہ ذات مطلق بعینہ است (۹۵۴)

موجود وہ جو غیر موجود نہیں بلکہ ذات مطلق ہے۔

☆ فکر و ذکر، فکر حالست وقتی باشد وقتی نباشد ولی ذکر در دل متمکن باید (۹۵۵)

فکر ایسا حال ہے جو کسی وقت ہو اور کسی وقت نہ ہو مگر ذکر دل میں ہر وقت ہونا چاہئے۔

☆ وجود، ہر لحظہ و ہر ساعت ہم موجودات از حق تعالیٰ وجودی یابد (۹۵۶)

ہر وقت حق تعالیٰ سے موجودات کو وجود عطا ہوتا ہے۔

☆ لاہوت، جبروت، ملکوت و ناسوت مثل یک درخت در انسان کامل موجود است (۹۵۷)۔

انسان کامل میں لاہوت، جبروت، ملکوت اور ناسوت درخت کی طرح موجود ہیں۔

Marfat.com

☆ کرب چیست ؟ آن واردات کہ بظہور نیامدہ است (۹۵۸)

کرب کیا ہے؟ وہ واردات جو ظاہر نہیں ہوئی ہوتی ہے۔

☆ شھود و تجلی چیست ؟ یکی بمعنی حضور دوم بمعنی رویت (۹۵۹)

شھود اور تجلی کیا ہیں؟ ایک کے معنی موجود ہونا اور دوسرے کے معنی دیدار کے ہیں۔

☆ یاد کردن حق تعالیٰ بہ نوع زبان و دل وسرّ (۹۶۰)

حق تعالیٰ کو یاد کرنے کے طریق، زبان، دل اور سر ہیں۔

☆ زھد چیست؟ ترک الدنیا راس کل عبادۃ وحب الدنیا راس کل خطیئۃ (۹۶۱)

زھد کیا ہے؟ ترک دنیا کر دینے سے کہ تمام عبادتوں کا مرکز اس عمل سے ہے اور دنیا کی محبت تمام خطاؤں کا مرکز ہے۔

☆ تقویٰ چیست ؟ التقویٰ ہو ترک ماسوی اللہ تعالیٰ (۹۶۲)

تقوی کیا ہے؟ تقویٰ ماسوا اللہ کو ترک کر دینے سے ہے۔

☆ فنا چیست ؟ الفنا ہو الخروج عن صفاتہ (۹۶۳)

فنا کیا ہے؟ فنا اپنے صفات سے باہر نکل جانے سے ہے۔

☆ تصوف چیست ؟ خاص سخنان خدارا گویند (۹۶۴)

تصوف کیا ہے؟ خاص خدا تعالیٰ کی باتوں کو (تصوف) کہتے ہیں۔

☆ ہر کہ در بادیہ ضلالت کشف کرامات افتادہ کار عوام کند از مرتبہ خاصگان محروم (۹۶۵)

جو کوئی کشف کرامات کے گمراہی کے بیابان میں پھنس گیا عام سطح پر رہ گیا اور خواص کے مرتبہ سے محروم رہا۔

☆ ذکر و فکر، ہمہ حیرت است (۹۶۶)

ذکر و فکر، تمام حیرت کا مقام ہے۔

☆ علم مطالعہ ہمہ غیرت است (۹۶۷)

علم مطالعہ تمام رشک کرنا ہے۔

Marfat.com

☆ تصور — ہمہ عبرت است (تصور تمام عبرت ہے،)(۹۶۸)

☆ عشق — ہمہ ملامت است (عشق ملامت ہی ہے)(۹۶۹)

☆ محبت — ہمہ سوز است (محبت جلنا ہی ہے)(۹۷۰)

☆ فقر — ہمہ آموز است (فقر، سب کچھ سیکھنا ہے)(۹۷۱)

☆ اگر مرتبہ بعلم بودی ابلیس گوی از میدان ربودی، اگر بتقویٰ بودی بابلعم با عور بودی (۹۷۲)

اگر مرتبہ علم میں ہوتا تو ابلیس میدان سے گیند لے نکلتا، اگر تقویٰ میں ہوتا تو بلعم باعور کو حاصل ہوتا۔

☆ معرفت — علم نور است کہ بازدارندہ ازانا کبر و غرور است (۹۷۳)

معرفت — علم نور ہے جو انا، تکبر اور غرور سے بچالیتا ہے۔

☆ سرود — آواز است از الست (سرود آواز الست ہے)(۹۷۴)

☆ شوق — آتش است (شوق ایک آگ ہے)(۹۷۵)

☆ یاد — درد است لا دوا (یاد لا علاج درد ہے)(۹۷۶)

☆ دعوت چیست؟ یک وجود شدن با ارواح انبیاء اولیاء اللہ (۹۷۷)

نفس با نفس دم با دم قلب با قلب روح با روح

دعوت کیا ہے؟ انبیاء اور اولیاء اللہ کی ارواح سے نفسی روحی قلبی طور پر یکو جود ھو جانا۔

☆ ہر کہ می بیند دیدار از جملہ مقامات کشف کرامات بیزار۔(۹۷۸)

جو کوئی دیدار سے مشرف ہوتا ہے کشف کرامات کے تمام مقامات سے بیزار ہو جاتا ہے۔

☆ یار و اغیار، اہل حیا یار است و بیحیا اغیار است،

علم با معرفت یار است و جہل بیمعرفت اغیار است

دین محمد یار است و کفر کاذب اغیار است

قلب و روح یار است و نفس ہوا اغیار است (۹۷۹)

Marfat.com

یاراوراغیار　　　اہل حیا یار اور بیحیا اغیار ہے۔

علم معرفت یار اور بیمعرفت جہل اغیار ہے

دین محمد یار اور کفر کا جھوٹا اغیار ہے۔

قلب وروح یار اور نفس وہوا اغیار ہے۔

☆ اگر برآب روی خسی، اگر در ہوا میپری مگسی این ہم مراتبہا بازیگری (۹۸۰)

تو اگر دریا پر چلے تو ایک تنکا ہے، اگر ہوا میں اُڑے تو مکھی ہے، یہ سب بازیگری کے مقام ہیں۔

☆ یقین　　علم است کہ عالم بالیقین است (۹۸۱)

یقین علم ہے، کیونکہ عالم یقین رکھنے والا ہوتا ہے۔

☆ سرّ خدا تعالیٰ در سینۂ صاحب راز است (۹۸۲)

خدا تعالیٰ کا راز صاحب راز کے سینہ میں ہے۔

☆ استقامت بہ از کرامت (۹۸۳)

استقامت کرامت سے بہتر ہے۔

☆ شریعت چیست؟ بناء اسلام، کلمہ حج زکوۃ مال نماز روزہ است (۹۸۴)

شریعت کیا ہے؟ اسلام کی بنیاء، کلمہ حج زکوۃ کا مال نماز اور روزہ (پر مشتمل) ہے۔

☆ طریقت چیست؟ کسیکہ　در گردن طوق بندگی دارداز ہر دو جہاں آزاد است (۹۸۵)

طریقت کیا ہے؟ جس نے (انسان کامل کی) غلامی کا طوق گردن میں ڈال لیا، دونوں جہان سے آزاد ہو گیا۔

☆ حقیقت چیست؟ خود را بدست خود کشتن جانبازی ست (۹۸۶)

حقیقت کیا ہے؟ اپنے ہاتھوں سے اپنے (نفس) کو قتل کر دینا مردانگی ہے۔

☆ معرفت چیست؟ صاحب سر اسرار راز است (۹۸۷)

معرفت کیا ہے؟ رازوں کے راز کا رازدار ہونا ہے۔

Marfat.com

☆ مرشد دو قسم است، مرشدِ صاحب نظر و مرشدِ صاحب زر
مرشدِ فصلی سالی و مرشدِ وصلی لازوالی (۹۸۸)
مرشد کی دو قسمیں ہیں، ایک مرشد صاحب نظر اور دوسرا مرشد صاحب زر ہے۔
یہ مرشد سال کے موسم کا اور وہ مرشد لازوال وصال (عطا کرنے) والا۔

☆ تلقین چیست؟ ترک است و طلاق دادن ماسوی اللہ را (۹۸۹)
تلقین کیا ہے؟ ترک کر دینا ہے اور ماسوا اللہ کو طلاق دے دینا ہے۔

☆ کرامات مقام ناسوت است (۹۹۰)
کرمات کا تعلق مقام ناسوت سے ہے۔

☆ ملاقات مقام لاہوت است (۹۹۱)
ملاقات کا تعلق مقام لاہوت سے ہے۔

☆ نفس بمثل مار است (نفس سانپ کی طرح ہے)
وجود آدمی بمثل غار است (آدمی کا جسم غار کی طرح ہے)
ذکر نام اللہ تعالیٰ مثل افسونست (اللہ تعالیٰ کے اسم کا ذکر جادو کی طرح ہے) (۹۹۲)

☆ وسیلہ درمیان خدا تعالیٰ و بندہ مرشد
(خدا تعالیٰ اور انسان کے درمیان وسیلہ مرشد (کامل) ہے)

از مرشد چہ حاصل آید؟ محبت
از محبت چہ حاصل آید؟ محرمیت
(محبت سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ محرم ہو جانا
از محرمیت چہ حاصل آید؟ خوف موت
محرمیت سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ خوف موت
از خوفِ موت چہ حاصل آید؟ حیرت
(موت کے خوف سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ حیرت

Marfat.com

ازحیرت چہ حاصل آید؟ فنا

حیرت سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ فنا

ازفنا چہ حاصل آید؟ رجاوبقا

فنا سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ اُمید اور بقا

از رجاوبقا چہ حاصل آید؟ موتوا قبل ان تموتوا

رجاوبقا سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ مرنے سے پہلے مرجاؤ

ازموتوا قبل ان تموتوا چہ حاصل آید؟ ان اولیاء اللہ لا یموتون، فقیر صاحب رضا (۹۹۳)

مرنے سے پہلے مرجاؤ سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ بے شک اللہ کے ولیوں کو موت نہیں، (وہ) فقیر صاحب رضا (ہوجاتا) ہے۔

☆ دریای ژرف دریای توحید است (۹۹۴)

گہرا سمندر، توحید کا سمندر ہے۔

☆ دانی عشق در مدرسہ ہیچ امامی نگفت از برای انکہ بارگرانست (۹۹۵)

تو جانتا ہے کہ مدرسہ کا کوئی امام عشق (کے بارے میں) کچھ نہیں بتاتا ہے، اس لئے کہ بہت بھاری ذمہ داری ہے۔

☆ روایت عشق، بیگانگی جہانست (۹۹۶)

عشق کی روایت میں جہاں سے بیگانہ ہوجانا ہے۔

☆ مرگ عاشق، مطلب وصل است (۹۹۷)

عاشق کی موت، وصال ہے۔

☆ درجات، نردبان رسیدن (۹۹۸)

درجات (سے مراد) سیڑھیوں پر چڑھنا ہے۔

☆ عالم آنرا گویند کہ نیک و بد را تحقیق کند

حکیم آنرا گویند کہ نیک را بردارد و بد را بگوارد

Marfat.com

عالم وہ ہے جو نیک اور بد میں تمیز کر لے، حکیم وہ ہے جو نیک کو منتخب کر لے اور بد کو چھوڑ دے (۹۹۹)۔

☆ نعمت دنیا چیست؟ از خوردن دنیا واہل آن فرار است

نعمت ابد چیست؟ کہ بر عاید آوردن اعتبار است

نعمت عقبیٰ چیست؟ بر آمدن از گناھان است استغفار است

نعمت معرفت مولیٰ چیست؟ از خود فانی و باحق جان سپار است (۹۹۹/۱)

دنیا کی نعمت کیا ہے؟ دنیا اور اہل دنیا سے دور رہنا

نعمت ابد کیا ہے؟ یہ کہ اس کی جزا پر اعتبار کرنا،

نعمت عقبیٰ کیا ہے؟ گناہوں سے باہر ہونا اور استغفار پڑھنا

نعمت معرفت مولیٰ کیا ہے؟ اپنے سے فانی ہونا اور جان حق کے سپرد کرنا۔

☆ ہر کہ نام اللہ پاک را با سرود پلید بگوید مطلقاً کافر شود (۱۰۰۰)

اللہ پاک کا نام جو کوئی شخص ناپاک سرود کے ساتھ لے گا، بالکل ہی کافر ہو جائیگا۔

☆ نام اللہ و ذکر اللہ جہر و خفیہ دوام پاکی و فرض عین (۱۰۰۱)

اللہ کا نام اور اللہ کا ذکر جہر و خفیہ طریق سے ہمیشہ کی پاکیزگی اور فرض عین ہے۔

☆ اسم اللہ مثل آفتاب است (۱۰۰۲)

اسم اللہ آفتاب کی طرح (روشنی اور گرمی بخشنے والا) ہے۔

☆ نفس وقت سیری فرعون است (سیر ہو جانے کے وقت فرعون ہے)

وقت گرسنگی سگ دیوانہ است (بھوک کے وقت دیوانہ کتا ہے)

وقت شہوت بے عقل و بی شعور است (شہوت کے وقت بے عقل اور بے شعور ہے)

وقت سخاوت قارون است (سخاوت کے وقت قارون ہوتا ہے) (۱۰۰۳)

☆ سالک صاحب ریاضت و مجاہدہ (۱۰۰۴)

سالک ریاضت اور مجاہدہ کرنے والا ہوتا ہے۔

☆ عاشق صاحب راز و مشاہدہ (۱۰۰۵)

Marfat.com

عاشق راز دار اور دیدار کرنے والا ہوتا ہے۔

☆ درویش لوح ظاہر و باطن در مطالعہ او (۱۰۰۶)

ظاہر و باطن کی تختی درویش کے مطالعہ میں ہوتی ہے۔

☆ فقیر جز مولیٰ و راہ مولیٰ دیگر را اولیٰ نداند (۱۰۰۷)

فقیر مولا اور راہِ مولا کے بغیر کسی اور کو برتر نہیں گردانتا۔

☆ عارف سہ قسم است،

یکی: عارف علم

دوم: عارف طبقات

سوم: عارف ذات (۱۰۰۸)

عارف کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل علم کا عارف، دوم طبقات (کائنات) کا عارف سوم ذات حق تعالیٰ کا عارف:

☆ ولایت ولی اللہ بہفت چیز تعلق دارد (ولی اللہ کی ولایت کا سات چیزوں سے تعلق ہے)

یکی تصور، دوم تفکر سوم مراقبہ چہارم توجہ
پنجم وہم ششم خیال ہفتم عقل کلی (۱۰۰۹)

☆ علم تصوف توحید است (علم تصوف (عین) توحید ہے)

علم توحید باعلم فقہ است (علم توحید علم فقہ کے ساتھ ہے)

علم فقہ باعلم حیا است (فقہ کا علم حیا کے علم کے ساتھ ہے)

علم حیا بدرد داغ دل محبت مولیٰ است (حیا کا علم مولیٰ کی محبت میں دل پر درد داغ برداشت کرنے سے ہے) (۱۰۱۰)

☆ دنیا چیست؟ آنست کہ سوای مولیٰ فرحت بدل بخشد (۱۰۱۱)

دنیا کیا ہے؟ جو ماسوا اللہ سے دل کو خوش کرے۔

☆ پیر من اخص است، اعتقاد من بس است (۱۰۱۲)

Marfat.com

میرا پیر بہت ہی برگزیدہ ہے، میرا اعتقاد یہی کافی ہے۔

☆ نفس چیست — دیوی بزرگ (۱۰۱۳)

روح چیست؟ — امری حق گزار

نفس کیا ہے؟ — بڑا شیطان ہے

روح کیا ہے؟ — حق کی پیروی کرنے والا امر ہے۔

☆ علم چیست؟ — رہ بسوی حق دریافتن است (۱۰۱۴)

علم کیا ہے؟ — حق کی تلاش کرنا ہے۔

☆ عقل چیست؟ — نور روشن است (۱۰۱۵)

عقل کیا ہے؟ — روشن نور ہے

☆ جذب چیست؟ — سوی دوست بودن (۱۰۱۶)

جذب کیا ہے؟ — دوست میں محو ہونا ہے۔

☆ قال چیست؟ — دائم ذکر دوست (۱۰۱۷)

قال کیا ہے؟ — ہمیشہ دوست کا ذکر جاری رکھنا۔

☆ اشتغال چیست؟ — دائم فکر دوست (۱۰۱۸)

اشتغال کیا ہے؟ — ہمیشہ کے لئے دوست کی فکر (جستجو) میں رہنا۔

☆ حال چیست؟ — درحق گم شدن (۱۰۱۹)

☆ صحو چیست؟ — رہ پیمودن و با سالکان آسودن (۱۰۲۰)

صحو کیا ہے؟ — سفر (سلوک) اختیار کرنا اور سالکوں کے ساتھ خوش رہنا۔

☆ کشف چیست؟ — آنجہان را دیدن و محو گشتن (۱۰۲۱)

کشف کیا ہے؟ — اُس جہان کو دیکھنا اور اُس میں محو ہو جانا۔

☆ سکر چیست؟ — مست و نیست شدن (۱۰۲۲)

سکر کیا ہے؟ — مست اور نابود ہو جانا۔

Marfat.com

☆ ذوق کیا ہے؟ اپنے کو جلانا (۱۰۲۳)

☆ شوق چیست؟ خود را در زدن است (شوق کیا ہے اپنے آپ کو مارنا ہے) (۱۰۲۴)

☆ شکر چیست؟ عجز بر عطا (۱۰۲۵)

شکر کیا ہے؟ عطا و مہربانی پر عاجزی کا اظہار کرنا۔

☆ جود چیست؟ جان باو دادن (۱۰۲۶)

بخشش کیا ہے؟ جان اُس کے سپرد کر دینا

☆ آب عقل است یعنی متحمل و سردی (۱۰۲۷)

پانی (کیا ہے، یعنی) عقل ہے جو تحمل اور نرمی رکھتا ہے۔

باد علم است یعنی ہر چیز را علم جنباند (۱۰۲۸)

ہوا (کیا ہے، یعنی) علم ہے جو ہر چیز کو ہلانے والا ہے۔

☆ آتش عشق است کہ گرمی در آرد، میسوزد و صفا نماید (۱۰۲۹)

آگ عشق ہے گرمی لاتا ہے، جلاتا ہے اور صفائی بخشتا ہے

☆ خاک معرفت است یعنی پاک (۱۰۳۰)

خاک سے مراد معرفت ہے جو پاک ہے۔

☆ مرشد باچند اوصاف پیغمبران باشد، (مرشد میں چند پیغمبروں کے اوصاف چاہئے ہیں)

خوف حضرت آدمؑ

قربانی حضرت ابراہیمؑ، صبر، حضرت ایوبؑ

شوق، حضرت جرجیسؑ کلام، حضرت موسیٰؑ

سر، حضرت خضرؑ سخن سیف اللہ، حضرت عیسیٰؑ

خلق و فقر حضرت محمد ﷺ (۱۰۳۱)

☆ نفس مطمئنہ

وقت سیری فیض بخش است (سیری کے وقت فیض بخش ہے)

Marfat.com

وقت گرسنگی، صابر است (بھوک کے وقت صابر ہے)
وقت غضب با حضور است و متحمل (غصہ کے وقت ہوش اور تحمل میں ہے)
وقت سخاوت کریم است (سخاوت کے وقت کریم ہے)(۱۰۳۲)

فصل دوم

ادبی اہمیت:

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کا کلام ادبی نقطہ نظر سے بھی کافی گرانقدر ہے۔ شعر میں کئی اصناف سخن کو کام میں لائے ہیں۔ آپ شاعری میں غزل مثنوی، قصیدہ، قطعہ، مخمس اور ترجیع بند وغیرہ میں اپنے مقاصد کو بروئے کار لائے ہیں۔

اکثر غزلیات دیوان باہوؒ میں آجاتی ہیں، البتہ کچھ غزلیں آپ کے نثری کلام میں بھی ملتی ہیں۔ آپ کی غزلیں عارفانہ روحانی و اخلاقی معانی پر مبنی ہیں۔ غزل میں رقت اور شدت احساس نمایاں ہے، مثلاً فرماتے ہیں:

یاران برہِ عشق بجز جو روجفانیست ۔ کس لائق این راہ بجز اہل صفانیست
گرراہ صفا میطلبی راہ جفا جو ۔ کاین راہ مصفاست بجز اہل وفانیست
ایدرخدا گر طلبی راہ خدارا ۔ این راہ چنین است کہ بجز جورو جفانیست (۱۰۳۳)

دیگر

طور سینا چیست؟ دانی بیخبر؟ طور سینا سینۂ خود را نگر
ہمچو موسیٰ مست شو بر طور خویش رب ارنی گو تجلی حق نگر (۱۰۳۴)

آپ کے اشعار ادبی صنعت گری سے بھی مزین ہیں خوش الحانی سے ادا کرنے والوں کے لئے وزن اور ٹھہراؤ نہایت مناسب ہے، ملاحظہ ہو:

من من مگو تو من من ہی ھوی ھای ھاھا ھاھاؤ ھای ھی ھی ھو ھای ھای ھاھا
اسرار کس نداند این ھای ھوی ھی را واقف کسی نگر دد ھی ھوی ھای ھاھا (۱۰۳۵)

Marfat.com

نیز فرمایا:

از من ھزار من شد ھی ھی ھزار ھی ھی　　ھی ھی ھزار از من از من ھزار ھی ھی

ھی ھی کجا شریعت من غافل از طریقت　　دانم نہ آن حقیقت ھی ھی ھزار ھی ھی (۱۰۳۶)

غزلیات باھوؒ میں سے ایک میں عارفانہ درس کیساتھ درد، سوز اور گداز ملاحظہ ہو جو پڑھنے اور سننے والوں کو جذب و کشش میں لے آتا ہے:

تارھا زلفش چو دیدم مارھا　　پارھا گشتم دلم چون پارھا

کارھای جملہ مشکل ماندہ است　　زارھا باید دل خود زارھا

صورت حسنش مبین ای بیخبر　　نورھا این نیست جملہ نارھا

یار با خوبان تو ہرگز دل مدہ　　تا نباشی ہم چو ما غمخوارھا (۱۰۳۷)

محبوب کے سراپا کا بیان بھی غزل کے تغزل میں اضافہ کرتا ہے، دیکھئے:

بر رخش زیبا چو دیدم نقش و خال　　باز ماندم ما و رایش قیل و قال

حرفِ حسنش بر دلم واضح بماند　　بس نگردد لب لسانم زین مقال

لعل لب عارض چو گلگون دلربا　　نیست مثلش در جہان اندر جمال (۱۰۳۸)

میخانہ معرفت کا ایک منظر اس غزل سے آشکارا ہے:

با جامِ بادہ ساقی فی الصبح مرحبا　　بالعین انتظارم الوصل مرحبا

کس نیست ہم چو من کہ اسیر محتم　　محنت بسی کشیدم یا نور مرحبا

کس نیست یار ما کہ بنوشد شراب عشق　　با ما بدہ تو بادہ با جام مرحبا (۱۰۳۹)

دیوان باھوؒ میں ۵۳ غزلیات میں جو ۱۲۸۹ اشعار پر مشتمل ہیں ان کے علاوہ نثری کلام میں چار غزلیں ملتی ہیں جو صرف ۱۱۳ اشعار پر مشتمل ہیں۔ حضرت سلطان العارفین کا بیشتر شعری کلام فارسی میں مثنوی کے صنف میں ہے جو عارفانہ مسائل کی توضیح میں آپ نے اپنے نثری کتب و رسائل میں لکھے ہیں۔ آپ کی مثنویوں میں سے بطور مثال دو بند رقم کئے جاتے ہیں:

علم با عمل است بشنو ہوشمند　　نیست بر تو کتب خواندن فرض چند

Marfat.com

زان علوم عامل شوی صاحب نظیر　　علم یک حرف است بار وشن ضمیر
نظر مولیٰ می برد با مصطفیٰ　　واقف اسرار گردد از خدا
رفت عمرش در مطالعه بارقم　　معرفت حاصل نشد افسوس وغم (۱۰۴۰)

دیگر

آنچه می یابم بیابم از خدا　　آنچه می بینم بینم از لقا
در میانش کس نگنجد ہیچ کس　　عاشقان را بس بود اللہ بس
جبرائیلش در نگنجد این مقام　　این شرف امت محمد والسلام
شد مطالعہ معرفت توفیق تر　　خوش ببین دیدار عارف با نظر
ہم ناظرم ہم حاضرم حق رہنما　　طالبان راہی برم وحدت لقا (۱۰۴۱)

حضرت قدس سرہٗ نے اپنے تمام فارسی کلام میں چند مدحیہ قصیدے لکھے ہیں اور وہ بھی حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا عبالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مدح اور توصیف میں ہیں۔ سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان وتوصیف میں آپ کا ایک قصیدہ بیحد شہرت حاصل کر چکا ہے۔ اس قصیدہ میں فن شاعری اور معنی پذیری نہایت دلکش انداز میں ہے۔ اس قصیدہ سے اخذ ہوتا ہے کہ ایک دلباختہ اور عاشق اپنے مرشد کامل کی عظمت وتوصیف میں احساسات پیش کر رہا ہے۔ اس قصیدہ کو اس کے فنی اور معنوی محاسن کے پیش نظر یہاں پورا نقل کیا جاتا ہے:

شفیع اُمت سرور بود آن شاہ جیلانی　　تعالَ اللہ چہا قدرت خدایش داد ارزانی
سکندر میکند دعویٰ کہ ہستم چاکر آن شاہ　　فلاطون پیش علم تو مقر آمد بنادانی
کلاہ داران این عالم گدایان گدای تو　　ترا زیبد ترا زیبد کلہ داری وسلطانی
گدا سازی اگر خواہی بیکدم بادشاہانرا　　گدایان را دھی شاہی بیک لحظہ بآسانی
گدای درگہت خاقان غلام حضرتت قیصر　　چہ عالی شان سلطانی الا ای غوث ربانی
باین حشمت باین عظمت باین قدرت باین شوکت　　نبود ست ونخواہد بود الحق مثل تو ثانی
چہ ناسوت وچہ ملکوت وجبروت وچہ لاہوت　　ہمہ در زیر پای تو چہ عالی شان سلطانی

Marfat.com

حقیقت از تو روشن شد طریقت از تو گلشن شد　　سپہر شرع را ماہی زھی خورشید نورانی
زباغ اصفیاء سروی ز بزم مصطفیٰ شمعی　　علیؑ را قرۃ العینی بدین محبوب سبحانی
دلا گشی مرید او ببین لطف مزید او　　چہ اوصاف حمید او گہ و بیگاہ میخوانی
زبان را شست وشو باید بآب جنت الکوثر　　ازان پس تو محی الدین بپاکی بر زبان رانی
بزرگ وخرد و مرد و زن مریدت شد ھم عالم　　خطاپوشی عطاپاشی (۱۰۴۲) و دین بخشی جہاں بانی
تو شاہ اولیاء و اولیا محتاج درگاہت　　مشائخ را سز د بر در گہت از فخر دربانی
مطیع حکم تو دیوان ملائک چون پری بندہ　　شہنشاہ شہنشاہان امام انس و روحانی
تو عبد القادری قدرت چنان داری کہ یک لحظ　　بر آری آشکارا از کرم حاجات پنہانی
بدنیا دُر عدن بخشی بعقبیٰ جنت الماویٰ　　برحمت بحر الطافی بشفقت کانِ احسانی
ملاذ و دستگیری تو معاذ اولپذیری تو　　بلطف خود رھائی دہ ز گرداب پریشانی
جگر ریشم درون خستہ دل اندر لطف تو بستہ　　تو ہم از غایت احسان دوا بخشی و درمانی
ترا چون من ہزاران بندہ ھا ھستند در عالم (۱۰۴۳)　　مرا جز آستانت نیست اگر رانی و گر خوانی
ندارم اندرین عالم بجز درد دل شیدا　　خلاصی دہ ازین محنت کہ در دم را دوا دانی
منم سائل بجز تو نیست غمخوارم کہ گیر دست　　نظر رحمت کنی بر من توئی مختارِ ربانی
سگ درگاہ جیلانم بران من فخر میدارم　　بہر حاجت کہ درمانم مدد یا شاہ جیلانی
قفای بندہ باھو فتادہ بر سر راھت　　عجب نبود اگر این ذرہ را خورشید گردانی (۱۰۴۴)

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے اپنی نثر میں مناسبت کے مطابق معنوی قطعات بھی لکھے ہیں جو عارفانہ مطالب سے آراستہ ہیں۔ یہاں چند قطعات بطور مثال نقل کیے جاتے ہیں:

شوق رہبر پیشوا شد میرساند با خدا　　شوق راہ پیشوا شد در حضوری مصطفیٰ
شوق رہبر پیشوا شد میکشد نفس وھوا　　شوق حاصل میشود از مرشدی باطن صفا (۱۰۴۵)

دیگر

Marfat.com

دنیا طلبا چہ گوئمت مغروری — عقبی طلبا چہ گوئمت مزدوری
مولیٰ طلبا داغ مولیٰ داری — درھر دو جہان مظفر و مغفوری (۱۰۴۶)

دیگر

غم دنیا و عقبی رفتہ از دل — چون پیش وحدت آمد راہ مشکل
فنا فی اللہ شوم در لامکانی — کہ نظرش بر کشم از جاودانی (۱۰۴۷)

دیگر

جائیکہ من رسیدم امکان نہ ہیچکس را — شاہباز لامکانم آنجانہ جامگس را
لوح و قلم و کرسی کونین راہ نیابد — فرشتہ در نگنجد آنجانہ جاہوس را (۱۰۴۸)

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے مخمس کے صنف میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ ایک بند ملاحظہ ہو:

دارا برفت حشمت و جاہ از جہاں نبرد — کاؤس ہم فرو شد و کام از جہان نبرد
جمشید جز حکایت جام از جہان نبرد — حال است این چنین کہ کسی از جہان نبرد
زنہار دل مبند بر اسباب دنیوی (۱۰۴۹)

ایک خوبصورت ترجیع بند جو کتاب عین الفقر کے باب ہفتم میں محبت و عشق کے ضمن میں ہے، نقل کیا جاتا ہے:

منتہی آغاز من — کس نیست محرم راز من — مگسی کجا شاہباز من
در عشق او پروانہ ام — از جان خود بیگانہ ام
کونین واصل یک قدم — اللہ بس آزا چہ غم — خود نفس را گردن زنم
در عشق او پروانہ ام — از جان خود بیگانہ ام
عرش بالا جاہ من — شد وحدت اندر راہ من — ای بشنوی دلخواہ من
در عشق او پروانہ ام — از جان خود بیگانہ ام
علم را از دل بشو — با شوق اسم اللہ بگو — در وحدتش شو آبجو

Marfat.com

در عشق او پروانہ ام ‏ ‏ از جان خود بیگانہ ام

عالم ز علمش بیخبر ‏ ‏ جاھل بمثل گاؤ خر ‏ ‏ جز عشق حق دیگر مبر

در عشق او پروانہ ام ‏ ‏ از جان خود بیگانہ ام

باھو راھو یار شد ‏ ‏ این بخت من بیدار شد ‏ ‏ باھمنشین دلدار شد

در عشق او پروانہ ام ‏ ‏ از جان خود بیگانہ ام (۱۰۵۰)

بہر حال حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کی فارسی میں تیس تصانیف جو ہمیں دستیاب ہیں اُن میں چار ہزار عمدہ اشعار ملتے ہیں۔ موقعہ کی مناسبت سے آپ نے سات سو اشعار دوسرے شعرا کے بھی بطور دلیل و تصدیق تحریر فرمائے ہیں جن میں رومی، امام غزالیؒ حافظ، سعدی، خاقانی، ابو سعید ابوالخیر، سنائی اور عطار قابل ذکر ہیں مثلاً کتاب عین الفقر کلاں میں رومی کے یہ شعر لاتے ہیں:

بند بگسل باش آزاد ای پسر ‏ ‏ چند باشی بند سیم و بند زر

ہر کرا جامہ ز عشق چاک شد ‏ ‏ او ز حرص و جملہ عیبی پاک شد (۱۰۵۱)

ایک مقام پر امام غزالی کے یہ شعر آپ نے نقل فرمائے ہیں:

ہر چند بعقل و علم در کار شدم ‏ ‏ گفتم کہ مگر محرم اسرار شدم

آن عقل عقیلہ بود ھم علم حجاب ‏ ‏ چوندانستم از ہر دو بیزار شدم (۱۰۵۲)

غوث بہاء الحق ملتانیؒ کا یہ شعر آپ نے ایک مقام پر منتخب کیا ہے:

سگِ درگاہِ میراں شو چو خواہی قربِ ربانی

کہ بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی (۱۰۵۳)

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے یقیناً جو سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی کی شان میں قصیدہ لکھا ہے غوث بہاء الحق ملتانیؒ کے مدحیہ کے تتبع میں ہی لکھا ہے جو گزشتہ اوراق میں مفصل آچکا ہے۔

خاقانی کے ایک شعر کو حضرت قدس سرہ کے اکثر رسالوں میں دیکھا جاتا ہے، جیسا کہ

Marfat.com

محک الفقرا کلاں میں ایک مقام پر نقل فرماتے ہیں۔

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی

کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی (۱۰۵۴)

آپ نے عطارؒ کا یہ شعر تحریر فرمایا ہے:

کفر کافر را و دین دیندار را

ذرہ درد دلی عطار را (۱۰۵۵)

عبداللہ انصاریؒ کا یہ شعر آپ نے تحریر فرمایا ہے، ملاحظہ ہو:

در ہوا گر پری مگسی ور بروی آب روی ہم چو خسی

دل بدست آوری آنگاہ کسی غیر زین ہر چہ کنی در ہوسی (۱۰۵۶)

ایک مقام پر خواجہ شبلیؒ کا شعر لکھتے ہیں:

زبان از حرف آرائی بکن خاموش یکچندی

چو در ظاہر شوی خاموش در باطن زبان بینی

سعدی کا یہ شعر ایک جگہ پر بطور نصیحت لکھتے ہیں:

ایہا الناس جہان جای تن آسانی نیست مرد دانا بجہان داشتن ارزانی نیست

پنجہ دیو بباز وی ریاضت بشکن کین بسر پنجگی ظاہر جسمانی نیست

حذر از پیروی نفس کہ در راہ خدا مرد افگن تر ازین غول بیابانی نیست (۱۰۵۷)

اسی بنا پر غزلیات دیوان باہو کے ساتھ فارسی کی تیس تصانیف میں حضرت باہو قدس سرہ کے فارسی میں کل اشعار کی تعداد تین ہزار تین سو ستر (۳۳۷۲) سے متجاوز ہیں۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کے اشعار کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ایک مخصوص سبک کے مالک ہیں اور سبک میں کسی شاعر کا اتباع نہیں فرمایا۔

آپ کا نثری کلام نہایت ہی عمدہ اور سنجیدہ دستاویز ہے۔ تمام نثری کلام سست یا کمزور قسم کے جملوں سے بالکل مبرا ہے، بلکہ فصاحت و بلاغت سے استوار کلام ہے۔ آپ کی انشاء پردازی

Marfat.com

سے واضح ہوتا ہے کہ فارسی زبان پر آپ کو پورا تسلط حاصل ہے۔ تمام کلمات اور ترکیبات کو گہرے عرفان وحسن انتخاب کیساتھ استعمال میں لاتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی نثر جس پختگی اور روانی کے ساتھ تخلیق ہوئی ہے ہر مطالعہ کرنے والے پر پورا اثر قائم کرتی ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ مصنف قدس سرہ نے بڑے دقیق مفہوم ومعانی کو نہایت سادہ اور احسن طریقہ سے جملوں میں پیش کر دیا ہے۔ آپ کی عمدہ نثر اور اُن کی دلپذیری دیکھنے کے لئے چند انتخابات بطور نمونہ نقل کئے جاتے ہیں:

''قادری را خوردنی او مجاہدہ وخواب او مشاہدہ این طریقہ را گرسنگی و سیری برابر است خواب و بیداری برابر، مستی و ہوشیاری برابر، خاموشی و گویائی برابر صاحب این طریق را خلق میدانند کہ بما ہم سخن است و ایشان دائم ہم سخن با خدا و رسول و بشاہ محی الدین قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز ہم سخن باشند کہ نان این جہاں می خورند و کار آن جہان می کنند و نظر ایشان و توجہ ایشان و وہم الیشان و خیال ایشان از وصال بحضور است، پس حقیقت ایشان را چہ داند و چہ شناسد کور چشم پریشان و طریقہ قادری بر ہر دو جہان امیر است کہ اصل ایشان از تصور اسم فنافی اللہ عارف باللہ فقیر است'' (۱۰۵۸)۔

''معلوم شود کہ بجز ذکر دائمی نماز وقتی قبول نشود اگر چہ با نماز او کوزہ پشت شود و بجز نماز وقتی ذکر دائمی قبول نشود اگر چہ با پارسائی ہچون موی شود'' (۱۰۵۹)

''علم چیست راہ است، مرشد چیست ہمراہ است، کسیکہ راہ باہمراہ دارد شاہ است'' (۱۰۶۰)

''ہر کہ قطع کند از نفس ہوا در یابد روح لقا و مجلس حاصل شود بہر انبیاء و اولیاء'' (۱۰۶۱)

سادگی اور روانی کے لحاظ سے آپ کا نثر میں اسلوب عبداللہ انصاریؒ (ف: ۴۸۴ھ) اور شیخ سعدیؒ (ف ۶۹۱) کے پایہ کا ہے۔ اکثر جملے چھوٹے سے اور مسجع ہیں اور ہر جملہ بڑا پُر معنی و پُر آگاہ ہے۔ عبداللہ انصاریؒ و شیخ سعدیؒ کے سبک کلام کا مقایسہ حضرت قدس سرہ کے نثر میں انداز کار سے ذیل میں کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

عبداللہ انصاریؒ ''ہر کس عزیمت عاشقی دارد گو دل از جان بردارد'' (۱۰۶۲)

شیخ سعدیؒ ''چون عاشق و معشوق درمیان آمد، مالک و مملوک برخاست''

''ہر چہ بدل فرو آید در دیدہ نکو نماید'' (۱۰۶۳)

حضرت سلطان باہوؒ ''عشق بیگانگی جان است، دانی عشق طلب مرگ جان است

از برای این کہ مراتب لامکان است'' (۱۰۶۴)

عبداللہ انصاریؒ ''شریعت کشتی و حقیقت دریا است، از دریا گذشتن بی کشتی خطا است،

شریعت مر حقیقت را آشیانست بی شریعت بحقیقت پیوستن بہتانست'' (۱۰۶۵)۔

حضرت سلطان باہوؒ شریعت بمثل کشتی است و طریقت بمثل دریا ہم چون طوفان نوح زیر بالا گرد بگرد

موج موج است درین وقت مرشد دستگیر بمثل باد موافق شرط باید کہ

از طغیانی موج مستی آب کشد، کشتی خراب نگردد (۱۰۶۶)۔

ہم انشاء پردازی اور جملہ بندی میں حضرت سلطان باہو کی نثر کا شیخ سعدیؒ کے کلام سے ذیل میں مماثلت پیش کرتے ہیں۔ البتہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت قدس سرہ کے نثری کلام کا حضرت عبداللہ انصاریؒ کے کلام سے اُن کی انشاء اور معانی کے لحاظ سے مماثلت زیادہ ممکن اور مناسب نظر آتا ہے۔

ملاحظ کریں کہ کس طرح مختصر جملے اور مسجع کلمات گلستان سعدی میں ہیں اور مقابلتاً حضرت سلطان باہوؒ کے کلام سے بھی ایسا اختصار اور بامعنی روانی حاصل ہوتی ہے۔

گلستان سعدی: ''گفت از جاہت می اندلیشیدم اکنون کہ در چاہت دیدم فرصت غنیمت دانستم''

''ہلاک من اولیترست از خون بیگناہی ریختن، سر وچشمش ببوسید و در کنار گرفت و نعمت بی اندازہ بخشید و آزاد کرد و گویند ہم در آن ہفتہ شفا یافت''

''ہمان شخص برو بگذشت و دیدش کہ با یاران ہمیگفت ندانم این آتش از کجا در سرای من افتاد گفت از دو دل درویشان'' (۱۰۶۹)۔

''ہر کہ در پیش سخن دیگران افتد تا مایہ فضلش بدانند پایہ جہلش شناسند'' (۱۰۷۰)

Marfat.com

''سگ حق شناس بہ از آدمی ناسپاس'' (۱۰۷۱)

''دو چیز محال عقل است خوردن پیش از رزق مقسوم و مردن پیش از وقت معلوم'' (۱۰۷۲)

''مال از بہر آسائش عمر ست نہ عمر از بہر گرد کردن مال'' (۱۰۷۳)

اب ملاحظہ ہو، کس طرح حضرت سلطان باہُوؒ خوبصورت انشاء پردازی میں گوہر افشانی کرتے ہیں:

''ہر کہ از طریقہ سنت جماعت قدم بیرون زند ھرگز بمنزل مقام نرسد'' (۱۰۷۴)

''در وجودِ آدمی نفس یزید و روح بایزید'' (۱۰۷۵)

''علم از برای عمل است و علم بےعمل چنانچہ زن عقیمہ بےحمل'' (۱۰۷۶)

''بادشاہ شدن و ملک سلیمان از مشرق تا مغرب بدست آوردن آسان کارست لیکن عدل و احسان مسلمانان رسانیدن خیلی دشوار است'' (۱۰۷۷)

''دنیا ابوجہل و یزید است نہ حضرت رابعہ و بایزید'' (۱۰۷۸)

''با حضرت پیغمبر صاحب ﷺ ابوجہل جنگ نکردی درم دینار کردہ اگر در ملک ابوجہل دنیا نبودی متابعت پیغمبر صاحب ﷺ مینمودی'' (۱۰۷۹)۔

''مرشد کہ خود طالب دنیا مردار ست گاو عصار ست از طالب کجا خبر دار ست'' (۱۰۸۰)

اب دیکھئے کہ حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ کی انشاء اور افکار کے ساتھ حضرت سلطان باہُوؒ کے سُبک کلام و معانی میں کس درجہ مماثلت ہے۔

حضرت عبداللہ انصاریؒ: (۱۰۸۱)

''آنہا کہ حق را شناختہ اند بغیر از او نپرداختہ اند۔

''حضرت سلطان باہوؒ''

''کسیرا کہ شوق تاثیر اسم اللہ شود آنرا خوش نیاید غیر ماسویٰ اللہ'' (۱۰۸۲)

حضرت عبداللہ انصاریؒ:

''با حق بصدق، با نفس بقہر'' (۱۰۸۳)

Marfat.com

حضرت سلطان باہوؒ:

''ہر کہ قطع کند از نفس ہوا، دریابد مقام تسلیم بحق رضا'' (۱۰۸۴)

حضرت عبداللہ انصاری:

''بقای جاوید در فناست، پس وظیفہ خردمندی طالب فنا بودنست وقدم در طریق نیستی نہادن وراہ بقا پیمودن'' (۱۰۸۵)

حضرت سلطان باہو:

''فقر سہ قسم است، اول فنا است لا الہ نفی، دوم بقا است الا اللہ،

سوم فقر منتہی محمد رسول اللہ است'' (۱۰۸۶)

حضرت عبداللہ انصاریؒ:

''این راز رابی زبان و گوش باید شنودن'' (۱۰۸۷)

حضرت سلطان باہوؒ:

''قدیم را بزبان قدیم باید خواند وزبان قدیم دل است'' (۱۰۸۸)

حضرت عبداللہ انصاریؒ:

''در اطاعت اگر صدق وصفانیست، نماز کردن کار پیرہ زنان است و روزہ افزون داشتن صدقہ نان است وحج نمودن تماشای جہانست، دل بدست آوردن کار مردانست'' (۱۰۸۹)

حضرت سلطان باہوؒ:

''دل بدست آوردن کار خامان است واز خود فانی گشتن وعین شدن واز بشریت بیرون آمدن کار مردانست'' (۱۰۹۰)

فصل سوم

علمی (سائنسی) اہمیت:

حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ قدس اللہ سرہ' کا کلام بیش بہا علمی (سائنسی) خزانہ بھی ہے۔ آپ کے کلام کی معنوی حیثیت دیگر عارفین کے کلام کی نسبت زیادہ وسیع ہے۔

Marfat.com

حضرت قدس سرہ نے عارفانہ افکار اور تعلیمات کی وضاحت کرتے ہوئے جو تمام تر جبروت و لاہوت سے متعلق مباحث وآگہی پر مبنی ہیں علمی یا سائنسی انکشافات بھی ضمناً فرما دیئے ہیں۔ بلکہ بعض طبعی رازوں پر سے بھی پردہ اُٹھایا ہے۔اس لئے آپ کا کلام صرف علمائے ربانی، عارفین و سالکان راہِ فقر کے لئے اہمیت کا حامل نہیں بلکہ طبعیات، کیمیا اور علم البدن کے محققین بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔

سوشیالوجی اور فلسفہ کے متلاشی بھی اس کلام پر غور وفکر کر کے پیشرفت کر سکتے ہیں۔ جہاں علم و دانش میں شعور کو ایک بلند مقام حاصل ہے، مگر جب سے اہل فلسفہ نے تحت الشعور کی قوت کو کشف کیا ہے افکار کی دنیا میں ایک عظیم انقلاب رُخ اختیار کر چکا ہے۔اصل میں صوفیائے کرام نے تو قدیم وقت سے ہی یہ عقیدہ اختیار کیا ہوا تھا کہ عقل یا شعور ایک نور ہے مگر اس کا دائرہ بڑا محدود ہے، اس کے ذریعہ سے معرفت کی بلندیوں کو نہیں چھوا جا سکتا۔

صوفیاء عقل سے بالاتر قوت کے قائل تھے جسے وجدان کہتے ہیں۔ وجدان کو وصول معرفت کا وسیلہ سمجھا جاتا رہا ہے۔ اسی وجدان کو معروف فرانسوی فلسفہ دان برگسان (۱۸۵۹ء۔۱۹۴۰ء) سب کانشیس (تحت الشعور) کا نام دیتے ہیں اور اُنہوں نے دنیا کو وجدان کی پوشیدہ قوت سے آگاہ کیا شاعر مشرق علامہ محمد اقبال (۱۸۷۶ء۔۱۹۳۸ء) نے وجدان و آگہی کی قوت کے فلسفہ ''بیخودی'' کو شعر میں ڈھالا اور ''اسرار خودی و رموز بیخودی'' دو نظمیں لکھ کر دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔اسی طرح علمائے کیمیا شروع میں ایٹم کو بہت ہی ناچیز سمجھتے تھے اور اسے کوئی اہمیت دینے کے قائل نہ تھے۔مگر قرآن حکیم میں کئی مقامات پر آیا ہے۔یسبح للہ مافی السمٰوت ومافی الارض (۱۰۹۱)۔یعنی جو چیز بھی زمین اور آسمانوں میں موجود ہے خداوند تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ڈالٹن (۱۷۶۶ء۔۱۸۴۴ء) نے جب اس حقیقت کو منکشف کیا کہ ہر ذرہ (Item) میں لامحدود قوت موجود ہے، اگر ذرہ کو خاص طریقہ سے پھاڑ دیں تو ہزار ہا کیلومیٹر کی حدود میں ہلاکت آفرینی ہو سکتی ہے۔گویا جو چیز ہمارے خیال میں معمولی تھی عظیم اور قوی ثابت ہوئی اس طرح اس رازِ نہانی سے ۱۸۰۸ء کو پردہ اُٹھ گیا۔

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' نے اپنے افکار و تعلیمات میں ایسی چیز کو جسے کوئی بھی وقعت نہیں دیتا اپنے عارفانہ فلسفہ کے لحاظ سے عظیم قوت قرار دیتے ہیں۔ وہ چیز ''وہم'' ہے۔ حضرت قدس سرہ' فرماتے ہیں کہ وہم جب پختہ تر ہو جاتا ہے تو ''سلطان الوہم' کا درجہ پالیتا ہے، جس سے عظیم قوت بلکہ لطیف و پراسرار قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی قوت واہمہ سے فقیر کامل جس شکل و صورت میں بھی چاہے اپنے کو ڈھال سکتا ہے اور وہ نوری قوت سے جہاں بھی چاہے پہنچ سکتا ہے۔

کتاب ''سلطان الوہم'' میں فرماتے ہیں کہ ''اس مقام (سلطان الوھم) پر سالک منتھی واصل ہو جاتا ہے اور انتہائے ولایت کے تمام امور پر محقق ہو چکا ہوتا ہے۔ وہ ان امور میں یکے بعد دیگرے ظاہر ہو کر جس صورت اور شکل میں چاہتا ہے ہو جاتا ہے اور جہاں کہیں چاہتا ہے نکل جاتا ہے''

اس کتاب سلطان الوہم میں آتا ہے:

''موصل کے شہر میں ایک دیوانہ قضیب البان نامی رہتا تھا جو حاکم موصل کے سامنے ایک ہی وقت میں چار صورتوں میں پیش ہوا اور پوچھا کہ اُسے کون سی صورت کے ساتھ اُسے خلیفہ کے پاس جانا چاہیے۔ حاکم یہ بات سنتے ہی قضیب البان کے پاؤں پر گرا اور توبہ کر لی'' (۱۰۹۳)۔

کتاب عین الفقر میں اسی بارے میں آیا ہے کہ فقیر کے وجود میں ایک لطیفہ ہے جو عشق سے ہی رونما ہوتا ہے اور اسے معشوق کے بغیر قرار حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ معشوق کو دیکھ نہ لے۔

اس قسم کا فقیر جس شکل میں بھی چاہے آجاتا ہے۔ پس فرمایا:

''فقر کا وجود پُر نور ہے جب کہ عام لوگوں کا وجود اربع عناصر سے ہی ظاہر رہتا ہے۔ فقیر جب چاہے کہ آتش ہو جائے تو سراسر آتش بن جاتا ہے اور آتش، آتش کے ساتھ مل جاتی ہے۔ فقیر جب چاہے کہ پانی ہو جائے تو اُس کا تمام وجود پانی ہو جاتا ہے، پانی، پانی کے ساتھ مل جاتا ہے۔ اور فقیر جب چاہے خاک ہو جائے تو سراسر خاک ہو جاتا ہے، خاک، خاک سے مل جاتی ہے (۱۰۹۴)۔ دوسری یہ بات بڑی قابل توجہ ہے کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' دنیا

Marfat.com

کی قدامت اور انسان کے بارے میں بڑے عالی انکشافات عمل میں لاتے ہیں۔ آپ کے افکار اور ان تحریروں کے ساتھ علمی یا سائنسی تحقیقات کو پوری مطابقت حاصل ہے۔ آپ قدس سرہ ‘ نے ایک حدیث قدسی سے یہ الہام پا کر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پندرہ ہزار اور ایک آدم پیدا کئے جو ہمارے جد آدم علیہ السلام سے پہلے پیدا ہوئے تھے۔ یعنی انسان کی تخلیق آدم علیہ السلام جو ہمارے باپ ہیں اُن سے نہیں بلکہ اس سے قدیم تر زمانہ سے ہے جسے لاکھوں (ملیونہا) سال قبل سے شمار کرتے ہیں۔

پس فرماتے ہیں:

حدیث قدسی میں آیا ہے، اے محمدؐ میں نے ایک آدم کو، حضرت آدم سے پہلے جو تمہارے باپ تھے۔ پیدا کیا، اُس کی عمر ہزار سال کی تھی، پس وہ فوت ہوا۔ پھر پندرہ ہزار آدم مزید میں نے پیدا کئے ان میں ہر ایک کی عمر دس دس ہزار سال ٹھہرائی۔ اُن کے بعد ہی مہتر آدم کو جو تمہارا باپ ہوا پیدا کیا“ (۱۰۹۸)۔

گویا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے جو ہمارا باپ ہے، انسان ایک سو پچاس ملین و ایک ہزار سال (یعنی پندرہ کروڑ ایک ہزار سال) پہلے موجود تھا۔ حضرت قدس سرہ نے کتاب عین الفقر میں فرمایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے جو ہمارے باپ تھے کے زمانہ سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانہ تک پانچ ہزار نو سو اُناسی (۵۹۷۹) سال ہوتے ہیں (۱۰۹۶)۔ اور آج حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانہ سے چودہ سو سال گزر چکے ہیں۔ گویا انسان کی تخلیق کو پندرہ کروڑ، آٹھ ہزار، تین سو اُناسی (۱۵۰۰۸۳۷۹) سال یا اس سے قدرے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے۔ آثار قدیمہ کی کھدائی کے نتیجہ میں جو دنیا کے مختلف گوشوں میں عمل میں آیا ہے، اُن کے ملاحظہ کرنے پر آثار قدیمہ کے ماہرین کی رائے یہ ہے کہ یہ دنیا کروڑوں (ملیونہا) سال انسانی مخلوق کے ساتھ ہے۔ ہم اگر انسان کی تخلیق کو آدمؑ سے جو ہمارے جد ہیں اُن سے شمار کریں تو آج تک یہ زمانہ سات ہزار تین سو اسی (۷۳۸۰) سال سے متجاوز نہ ہوگا۔ اور طبقات الارض کے ماہرین جو فوسلز (Fossils) لاکھوں، کروڑوں سال پُرانے دریافت کر چکے ہیں اُس سے انسان کی

Marfat.com

پیدائش کروڑوں سال قدیم ثابت ہوتی ہے۔ پس انسان کی پیدائش کے بارے میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے جو قدامت ظاہر فرمائی ہے آپ کے عظیم الشان عرفان کو ظاہر کرتا ہے۔

فصل چہارم

تاریخی اہمیت:

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کے کلام کو اگر گہری نظر سے دیکھیں تو بہت سی ادبی اور عارفانہ نوعیت کی کتابوں کے نام بھی حاصل ہوتے ہیں جو آپ کے زمانہ سے متعلق بھی ہیں۔ آپ کے کلام سے اس قسم کے تاریخی، ادبی اور عارفانہ مواد کی نشاندھی کثرت سے ہوتی ہے۔ مگر یہاں اہم ترین یادگاروں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

1- حضرت قدس سرہ کے بیشتر رسالوں اور تصنیفات سے اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۸ھ ۱۶۵۸ھ۔ ۱۱۱۸ھ ۱۷۰۷ء) کا نام بادشاہ وقت کے عنوان سے ملتا ہے۔ نیز آپ نے اورنگزیب عالمگیر کا نام ہمیشہ پورے احترام کے ساتھ لیا ہے جس سے بادشاہ موصوف کی نیکو کاری اور نیک سیرت ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً نئے دریافت شدہ رسالہ دیدار بخش میں حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

''در زمانہ حضرت محی الدین بادشاہ اللہ لایزال فیض بخش بر عاشقان مست حال ھر ذرہ واقف احوال رب العالمین'' (۱۰۹۷)۔ اسی طرح رسالہ عین العارفین میں فرماتے ہیں:

''اورنگ زیب عادل نام او — از طریق خاص نبوی بردہ گو

زاہد و عابد کہ ترسد از خدا — محرم اسرار وحدت کبریا'' (۱۰۹۸)

اُس کا نام اورنگزیب عادل ہے جو خاص طریقہ نبوی میں میدان جیت گیا ہے۔ وہ زاہد و عابد ہے جو خداترس ہے، وحدت الٰہی کے اسرار کا محرم ہے۔

رسالہ کلید التوحید خرد میں آتا ہے۔

''در زمان محی الدین غلام محمد متابعت علم الیقین شریعت شرف راسخ الدین شاہ اورنگ زیب بادشاہ اسلام را جمعیت بادتا ابد الاباد بحرمۃ النون والصاد'' (۱۰۹۹)۔

Marfat.com

(محمدؐ کے غلام، محی الدین کے زمانہ میں جو علم یقین شریعت کی متابعت کرنے والا اور راسخ دین ہونے کا شرف رکھتا ہے شاہ اورنگ زیب بادشاہ اسلام جسے ہمیشہ کے لئے سکون نون صاد کی برکت سے رہے)۔

رسالہ اورنگ شاہی میں فرمایا ہے:

''محی الدین راسخ دین عادل بادشاہ از ہر طریقت واقف آگاہ بعیان ناظر نظر آگاہ فیض بخش خلق اللہ (۱۱۰۰) محی الدین راسخ دین عادل بادشاہ جو ہر طریقت سے آگاہ ہے صاحب بصیرت اور خلق اللہ کے لئے فیض رسان ہے۔

عین الفقر میں فرماتے ہیں:

''از ہجرت الف وسی بودند پنج ہم بودند پنجاہ

عمل اورنگ شاہ شد این نکتہ وحدت الہٰ (۱۱۰۱)

۲۔ اسی طرح حضرت قدس سرہ اپنے ہر رسالہ میں اپنی جائے سکونت کا اظہار فرماتے ہیں جس سے ایک تاریخی شہر قدیم شورکوٹ کا نام ملتا ہے۔ مثلاً کتاب مجالستہ النبی میں فرماتے ہیں:

''مصنف باھو ولد بازید عرف اعوان ساکن قصبہ شور'' (۱۱۰۲)

کتاب فضل اللقاء میں ارشاد ہوتا ہے:

''صاحب تصوف شریعت بندہ باھو فنافی ہو ولد بازید عرف اعوان سروری قادری ساکن قلعہ شور چند کلمات کلید قفل الکل کشانندہ علم الست، این رسالہ را نام فضل اللقاء نہادہ'' (۱۱۰۳)

یعنی (علم) شریف تصوف کا بندہ باھو فنافی ہو ولد بازید عرف اعوان سروری قادری، ساکن قلعہ شور چند کلمات لکھ رہا ہے، جو علم الست کے تمام قفل کی چابی ہے، اس رسالہ کا نام فضل اللقاء رکھا گیا۔

رسالہ دیدار بخش میں فرمایا ہے:

''میگوید صاحب تصیف بندہ باھو ولد بازید عرف اعوان ساکن قلعہ شور'' (۱۱۰۴)

Marfat.com

۳۔ حضرت قدس سرہ نے اپنی تصنیف عین الفقر کے آخر میں سارنگ خان بلوچ کو عتاب کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُن دنوں قلعہ قہرگان جو شورکوٹ کے جوار میں تھا سارنگ خان کے تصرف میں آتا تھا کیونکہ وہ یہی علاقہ اُسی کے نام پر معروف تھا۔ اس عتاب کے اظہار سے اُس زمانہ کے ایک معروف شخص کا نام اس طرح تاریخ کے صفحات پر ثبت ہو جاتا ہے۔ فرمایا:

"تمام شد تصنیف باہو ولد بازید عرف اعوان ساکن دیرہ سارنگ خان بلوچ مردم چشم کور مادرزاد تا بگور بی معرفت" (۱۱۰۵)۔

یعنی باہو ولد بازید عرف اعوان کی یہ تصنیف مکمل ہوگئی ہے جو دیرہ سارنگ خان بلوچ کے گاؤں میں سکونت پذیر ہے، وہ بے بصیرت پیدائش سے قبر تک بے معرفت انسان ہے۔

۴۔ اُن معروف شخصیات کے اسماء جن کے اقوال اور روایات کو حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے اپنی تحریروں میں ثبت فرمایا ہے کثرت سے ہیں اور اسی طرح وہ مولفین جن کی کتابیں حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کے زیر نظر آئیں اظہار کے قابل ہیں، مگر بمصداق مشتی نمونہ از خروار صرف اُن چند شخصیات کے نام یہاں درج کیے جاتے ہیں جو رسالہ سلطان الوہم میں ہی ذکر ہوئے ہیں۔

ان معروف تاریخی اہمیت کے حامل اشخاص کے اسماء یہ ہیں:

علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ	جنید بغدادی
شیخ سعدی	شیخ عبداللہ انصاری
سید مغربی جمالی علوی	شیخ فریدالدین عطار
قضیب البان دیوانہ موصلی	خواجہ شبلی
شیخ محی الدین ابن عربی	شیخ فخرالدین عراقی
سید جلال الدین بخاری	احمد بن عاصم
سہیل تشتری	محمد یحیی بن زکریا

Marfat.com

سہیل بن عبداللہ شیخ امین الدین گاذرونی

شیخ ابوطالب

اس مذکورہ رسالہ میں ہی اُن تصانیف کے اسماء جو حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کے مطالعہ میں آئیں یہ ہیں:

عوارف المعارف احیاء علوم الدین زادالارواح نزھتہ لارواح

دیوان امیر خسرو رسالہ عربیہ وغیرہ۔

اگر اسی طرح حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کی ہر تصنیف میں دیئے گئے مصنفین کے اسماء اور اُن کی کتابوں کے نام شمار کیے جائیں تو ان مصنفین وتصنیفات کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز ہو جائے گی۔

فصل پنجم

اہمیت بلحاظ دینی وثقافت اسلامی:

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے اپنی تصانیف میں جن باتوں پر زور دے کر اُن کی اہمیت کو نمایاں کیا ہے اب آخر میں اُن کا ذکر خیر کیا جاتا ہے۔ حضرت قدس سرہ نے اپنے کلام و تصانیف کے مقام ومراتب کے بارے میں انکشاف ہر رسالہ میں فرمایا ہے اس سے اخذ ہوتا ہے کہ آپ کی تصانیف میں یہ دو عظمتیں موجود ہیں:

ا ان کا مرتبہ بمنزلہ مرشد کامل ہے۔

ب اُن کو قدرت خدا تعالیٰ قرار دیا ہے۔

رسالہ روحی میں فرماتے ہیں "اگر ولی واصل کہ از رجعت عالم روحانی ــــــ تارسانم روز اول باخدا" (۱۱۰۶)

یعنی، اگر کوئی ولی اہل اللہ عالم روحانی کے مراتب سلوک یا عالم قدس ملکوت کے مراتب میں اپنے مقام سے گر جائے تو وہ اگر اس پاک کتاب کو وسیلہ بنائے تو اس کے لئے مرشدِ کامل ہے۔ اگر وہ اسے وسیلہ نہ بنائے تو اسے قسم ہے۔ اور اگر ہم اُسے مقصود تک نہ پہنچائیں تو ہمیں بھی

Marfat.com

قسم ہے۔ اور اگر رشتہ سلوک کا طالب پناہ چاہے اور اسے مضبوطی سے تھام لے تو اس کتاب کے ہاتھ میں لیتے ہی اُسے زندہ دل اور روشن ضمیر بنادوں گا۔

ابیات ہر وہ شخص جو حق (تعالیٰ) کا طالب ہو، میں اُس کے لئے حاضر ہوں۔ میں اُسے ابتدا سے انتہا تک فوراً پہنچائے دیتا ہوں۔ اے طالب آ، اے طالب آ، اے طالب آ، تا کہ میں تجھے پہلے ہی دن خدا تعالیٰ تک پہنچادوں۔''

کتاب کلید التوحید کلاں میں فرماتے ہیں:

''ہر کہ این کتاب را ابتدا تا انتہا می خواند آنرا چنانچہ دست بیعت ظاہر مرشد نماند'' (۱۱۰۷)۔

یعنی جو کوئی اس کتاب کو شروع سے آخر تک پڑھ لے تو اُسے ظاہری مرشد کی ضرورت نہ رہے گی۔ کتاب محک الفقرا کلاں میں اسی طرح فرماتے ہیں:

''این کتاب محک الفقرا تذکرۃ الخداست۔ چہ قدرت پیش این کس دم زند، تذکرۃ الاولیاء۔ این کتاب ابتدا و انتہا وحدانیت راہ، چہ قدرت کہ پیش این کس دم زند و نزہت الارواح (۱۱۰۸)۔ یہ کتاب محک الفقر تذکرہ خداوندی ہے کسی کی کیا مجال جو اس کے آگے کوئی دم مار سکے یہ تذکرہ اولیاء ہے یہ کتاب اول سے آخر تک وحدانیت کا راستہ ہے، کسی کی کیا مجال ہے جو اس کے آگے دم مارے، یہ نزھت الارواح ہے۔

پھر فرمایا:

''ہر کرا مرشد نباشد پیشوا۔ این کتابی بس بود رہبر خدا''

جس کا مرشد رہنما نہیں، یہ کتاب اس کے لئے خدا تعالیٰ کو رہبری کے لئے کافی ہے۔

کسی صوفی اور عارف نے سلوک تصوف میں اس طرح ہرگز دعویٰ نہیں کیا کہ اگر کوئی اُن کی تصانیف کو پڑھ لے تو اُسے مرشد کی ضرورت نہ رہے گی۔ یہ امتیازی شان حضرت قدس سرہ کی تصانیف میں ہی ہے۔ گویا آپ اپنے کلام کو بمنزلہ مرشد کامل قرار دیتے ہیں اور اس پر کامل یقین کا اظہار فرماتے ہیں۔

Marfat.com

درحقیقت حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کا کلام سرچشمۂ معرفت ہے اور علم لدنی پر مبنی ہے، فرماتے ہیں:

''اگر این (رسالہ) را آثار قدرت ربانی دانند بجا ___ زبان بندہ دانی الحق (۱۱۱۰)

*اس جملہ کا اختتام ''دانی'' پر ہو جاتا ہے۔ ''الحق'' سے نیا جملہ شروع ہوتا ہے۔ اس لئے بیان شدہ جملہ میں شامل نہ سمجھا جائے۔

اگر اس (کتاب) کو قدرت ربانی کی نشانیاں سمجھا جائے تو بجا ہے اور اگر اسے نازل شدہ وحی کہے تو بھی جائز ہے۔ اللہ کی پناہ اگر اس خوش کلام والے عہد نامہ کو بندہ کی زبان قرار دیا جائے۔ کتاب نور الہدیٰ کلاں میں آتا ہے:

''صاحب تصنیف علم تصوف را ___ ازین کتاب بستانند'' (۱۱۱۱)

اس علم تصوف کی تصنیف کے اختیار کرنے والے کو چاہیے کہ وہ پہلے تو ہر علم کو عمل میں لائے اپنے تصرف میں لا کر اُس کو ملاحظہ کرے، تجربہ اور آزمائش میں لائے تا کہ یہ علم اُس کی پریشانی کا موجب نہ ہو جائے اور رجعت میں نہ پڑ جائے وہ اس کے بعد ہی اس میدان میں لکھے یا تصنیف کرنے کی طرف آئے جس طرح کہ میں نے پہلے باطنی توفیق اور قوت سے اسم اللہ کا تصور کیا، ذکر اللہ اور ذکر محمد رسول ﷺ کے تسلسل کے ساتھ اس علم کا مقابلہ اور مطالعہ کرتا گیا، تمام انبیاء و اولیاء اور مجتہدین کے کلام وارشاد پر نظر رکھی اور ہر ایک نظر کی منظوری و اجازت آنحضور ﷺ سے حاصل کر لی اس کے بعد ہی میں نے اپنی اس تصنیف کو ظاہر کر دیا۔ جو شخص بھی پورے خلوص کے ساتھ اس کتاب کو پڑھے گا اسے ظاہری مرشد کی ضرورت نہ رہے گی اس کتاب سے ہی دینی و دنیوی مقاصد حاصل کرے گا۔

اسی کتاب میں آیا ہے:

''این کتاب اسرار الوحی را ___ اہل بدعت مردود'' (۱۱۱۲)

اس کتاب اسرار الوحی کو اگر کوئی ناقص پڑھ لے کامل کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے، اور اگر کامل پڑھ لے تو اکمل ہو جاتا ہے اور اکمل پڑھ لے تو مرشد کامل، صاحب جمیعت ہو جائے؛ اور اگر

Marfat.com

ایک جامع مرشد پڑھ لے تو وہ نورالھدیٰ، کائنات میں امیر اور سلطان الوہم کے مراتب کا فقیر ہو جائے کیونکہ اُس کا مرتبہ خیال و گمان سے ماورئی ہو جاتا ہے مگر یہ اہل بدعت مردود کو کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔

حضرت قدس سرہٗ کے کلام سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ذات اللہ جلشانہ کے علم سے ہی آگہی عطا کرتے ہیں جو اصل معرفت ہے۔ فرماتے ہیں:

''این تصیف نہ از علم واردات ______ از آن درجات است اعلیٰ'' (۱۱۱۳)

یہ تصنیف کوئی علم واردات سے ہے اور نہ نفی اثبات سے اس کی ابتدا ہوئی بلکہ اُس ذات سے ہی متعلق ہے جو خود ذات ہی ہے، اس تصنیف کا تعلق حیات کے ساتھ ہے کیونکہ اُس حیات (حیی قیوم) سے ہی متعلق ہے؛ یہ تصنیف سراسر نجات ہے کیونکہ اس کا تعلق اس نجات (دھندہ) کے ساتھ ہے؛ اس کا تعلق قرآن ناسخ کی آیات کریمہ سے ہے کیونکہ اسے تمام اعلیٰ درجات قرآن حکیم کی آیات سے ہی حاصل ہیں۔ اس ضمن میں کتاب نورالھدیٰ کلاں میں واضح فرماتے ہیں:

''این فقیر تصنیف را علم و تصنیف از حضور ______ چہ داند مرد خام'' (۱۱۱۴)

اس تصنیف کے فقیر کو تمام علم اللہ حیی قیوم کے حضور سے حاصل ہے۔ میں نے کسی کی تصنیف سے کوئی سلوک کا نکتہ نہیں چرایا ہے اور نہ میں نے کبھی کسی چور کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ میں حق کو پہنچا، حق سے ہی میں نے پوچھا، حق کو ہی میں نے اختیار کیا اور حق سے دیدار کی لذت پائی۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر میں سب سے کٹ کر رہ گیا۔

باھورا این بس بود باھو مدام ______ این مراتب را چہ داند مرد خام

باھو کے لئے تو یہی کافی ہے کہ وہ ہمیشہ ھو کے ساتھ ہے، ناقص انسان ان مراتب کو کیا جانے

پھر فرمایا

''این تصنیف از علم معجزات منور ______ تمام است'' (۱۱۱۵)

اس تصنیف میں جو کچھ بھی اظہار ہوا ہے علم معجزات سے منور ہوا ہے جو مکمل یقین و اعتماد

Marfat.com

سے حاصل ہے۔ قرب اللہ اور حضوری محمد رسول ﷺ کے شرف سے تکمیل کی حد پہنچی ہے۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کے کلام کی دین و ثقافت اسلامی کے لحاظ سے اہمیت بہت زیادہ ہے، مگر ہم اس جگہ صرف ان کے افکار اور خدمات کی طرف نشاندہی کرتے ہیں۔

(i) تفسیر آیات قرآنی:

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے آیات قرآنی کے سرچشمہ کو بھی کثرت کے ساتھ اپنے افکار کا ماخذ بنایا ہے اور اُن آیہ کریمہ کو نور عرفان اور کمال بصیرت سے پیش کیا ہے۔ چند آیات کریمہ کی تفسیر کو بطور نمونہ لکھا جاتا ہے جو اُنہوں نے اختیار فرمایا ہے۔

کل یوم ہو فی شان (۱۱۱۶)   اُسے ہر دن ایک کام ہے

تفسیر:

دن رات میں چوبیس گھڑیاں ہیں اور ہر گھڑی میں اُنیس ہزار آدمی کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اور وجود میں آتے ہیں اور ہر سال میں اُنہتر کروڑ، اسی لاکھ و ساٹھ ہزار (698060000) نفوس پیدا ہوتے ہیں۔ اور سرور عالم سے روایت کے مطابق ہر سال میں انیس ہزار (19000) عاشق ذات اللہ وجود میں آتے ہیں اور دنیا اُن کی برکات سے قائم ہے۔ المنافع میں نقل کے مطابق انس بن مالکؓ نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کے ابدال چالیس تن ہیں جو ہمیشہ رہتے ہیں۔ چنانچہ بائیس شام میں اور اٹھارہ عراق میں جب ان میں سے ایک مر جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو اپنی مخلوق سے قائم کر دیتا ہے۔ ان چالیس کی تعداد ہمیشہ قائم رہتی ہے اور جب قیامت نزدیک ہوگی تو وہ یکا یک اس جہان سے باہر ہو جائیں گے۔ اور اولیاء اللہ کے تین سو چھپن (۳۵۶) نفوس ہمیشہ اس تعداد سے نہیں گھٹتے جو قائم رہتے ہیں۔ تین سو ابطال، چالیس ابدال سات سیاحت کے، پانچ اوتاد، تین قطب اور ایک غوث اولیاء کے مراتب میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ کسی زمانہ میں بھی ان تین سو چھپن اولیاء کی تعداد میں کمی نہیں آتی۔ ان نفوس کی حقیقت تجلیات ذاتیہ اور اسماء صفاتیہ میں بارہا اضمحلال لایا جاتا ہے اور حضرت واجب الوجود ناقص افراد کی تکمیل کے لئے اُن کو مقام تنزل پر لاتے ہیں۔

Marfat.com

اُن کے مراتب میں بھی فرق ہے۔ انہیں مردانِ خدا کی شرح میں حضرت عباس اور عبداللہ بن مسعود بھی روایت کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مردانِ خداوند حق سبحانہ و تعالیٰ ہمیشہ تین سو کی تعداد میں روئے زمین پر رہتے ہیں جن کے دل آدم علیہ السلام کے دل کے مطابق ہیں۔ چالیس اولیاء موسیٰ علیہ السلام کے دل کے مطابق، سات اشخاص کے دل حضرت ابراہیمؑ کے مطابق، پانچ اشخاص کے دل جبرائیلؑ کے مطابق تین اشخاص کے دل میکائیل کی طرح اور اُن میں سے ایک کا دل اسرافیلؑ کے دل کی طرح ہوتا ہے(۱۱۱۷)۔

اللہٗ نور السموت والارض مثل نورہ کمشکوۃٍ فیھا مصباح المصباح فی زجاجتہ الزّ جاجتہ کانھا کوکب دُرّیّ یوُقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونتہ لاشرقیۃ ولاغربیۃ یکادُ زیتھا یضی لولولم تمسہ ناڑ نور علیٰ نوریھدی اللہ لنورہ من یشاء و یضرب اللہ الامثال للناس، واللہ بکلّ شیءٍ علیم (۱۱۱۸)

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب کا نہ پچھم کا قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اُٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لئے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اس آیۃ کریمہ کی شرح میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہ فرماتے ہیں۔

''این نوری ست آتش سرد منور گردد'' (۱۱۱۹)۔

یعنی یہ ایک نور ہے جو سرد آتش ہے جو کہ ایک معطر آتش ہے سرخ رنگ کے ساتھ پانی کی کثرت کے ساتھ جو کہ دل کے قندیل میں جو ایک شیشہ ہے، اُس میں داخل ہے۔ جیسے کہ گلاب کے پھول کا آب، وہ شیشے کا قندیل دل کی وسعت میں، جہاں زیتون کا درخت، محبت الٰہی کا ذوق جس سے مسلسل معرفت کا روغن ٹپکتا رہتا ہے، دماغ کے چراغ میں اُس کے اوپر کا فتیلہ درخشاں روشنی دیتا ہے اور اُس سے مکمل اسرار ربانی ظاہر ہوتا رہتا ہے اور ہر تاریک دل منور ہو جاتا ہے۔

انا عرضنا الامانۃ علی السّموات.......... الانسان انہ کان ظلوماً جھولاً (۱۱۲۰)

Marfat.com

بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو اُنہوں نے اُس کے اُٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اُٹھالی بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے اس آیۂ کریمہ کے ضمن میں اس طرح تشریح کی ہے اور ظاہر کرتے ہیں کہ وہ امانت اسم اللہ تھا:

''اول اسم اللہ ذات را ــــــ بیزاری آوردند'' (۱۱۲۱)

پہلے تو اسم اللہ ذات کی امانت زمین، آسمان اور پہاڑوں کو بھیجی جو اس کی برکت، بزرگی، عظمت اور کرامت کا بار نہ اُٹھا سکے اور ہر ایک نے اس سے انکار کیا''

قال ھذا فراق بینی و بینک سانبئک بتاویل مالم تستطع علیہ صبرا (۱۱۲۲)

کہا یہ میری اور آپ کی جدائی ہے اب میں آپ کو ان باتوں کا پھیر بتاؤں گا جن پر آپ سے صبر نہ ہوسکا۔ اس ضمن میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہ فرماتے ہیں:

چنانچہ کشتی راشکست ــــــ فقیر بمثل حضرت خضرؑ (۱۱۲۳)

یعنی کشتی کو توڑا، دیوار کو بنایا، لڑکے کو قتل کیا، ایک قصہ ہے جو سورہ کہف میں بیان ہوا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو ظاہری علم حاصل تھا اور حضرت خضرؑ کو علم باطن حاصل تھا۔ علماء اور طالب حضرت موسیٰؑ کی طرح اور مرشد فقیر حضرت خضر کی طرح ہیں۔

واذ قال ابراھیم ربّ ارنی کیف تحی الموتیٰ قال اولم تو من قال بلی ولکن یطمئن قلبی قال فخذ اربعۃً من الطیر فصرھن الیک ثمّ اجعل علیٰ کلّ جبل منھنّ جزءً اثم ادعھنّ یاتینک سعیا و اعلم ان اللہ عزیز حکیم! (۱۱۲۴)

اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب میرے مجھے دکھادے تو کیونکر مردے جلائے گا، فرمایا کیا تجھے یقین نہیں، عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے، فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلالے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

Marfat.com

اس آیۃ کریمہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

''این اربع طیورر ابکشید ـــ۔ وحیات یکی شود'' (۱۱۲۵)

یعنی، ان چار پرندوں کو ذبح کردیں جو شہوت کا مرغ، ہوا کا کبوتر، حرص کا کوا اور نمود و نمائش کا مور ہیں۔ جب ان چاروں پرندوں کو ذبح کرلو گے تو قلب اور جسم ابدالآباد تک زندہ رہے گا، اور اس آیہ کریمہ کے مطابق اُس کے لئے موت اور زندگی ایک ہو جائے گی۔

اس طرح حضرت قدس سرہ نے بہت سی آیۃ کریمہ اپنی تصانیف میں درج کی ہیں اور ہر ایک آیۃ کریمہ سے عارفانہ مقاصد بیان کرتے ہیں جن کا علم کلام اور تفسیر میں بے بہا اہمیت ہے۔

آپ نے اس میدان میں بہت کافی اضافہ فرمایا ہے۔

(ii) احادیث قدسی و احادیث نبوی:

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ ٗ کے علم معرفت کا دوسرا سرچشمہ حدیث قدسی اور حدیث نبوی ﷺ ہیں۔ حضرت قدس سرہ ٗ نے اپنی ہر ایک تصنیف میں کثرت سے حدیثوں کے علاوہ آپ نے بہت سی احادیث قدسی اور احادیث نبوی ایسے بھی نقل فرمائے ہیں جن کی علمائے ظاہر بالعموم معلومات نہیں رکھتے۔

۱۔ پہلے تو ہم ایسی احادیث کا ذکر کرتے ہیں جن کے بارے میں محققین کو علم نہیں ہوا۔ اس کے بعد اُن کے ماخذ پر بات کریں گے۔ یاد رہے کہ اس نوعیت کی احادیث کا حضرت قدس سرہ ٗ نے اپنی ہر تصنیف میں بیان فرمایا ہے۔

☆ اذا تحیر تم فی الامور فاستعینوا من اھل القبور (۱۱۲۶)

جب تو اپنے معاملات میں پریشان ہو جائے تو اہل قبور سے معاونت مانگو۔

☆ الفقر فخری و الفقر منی (۱۱۲۷)

فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

اسی حدیث نبوی ؐ کی وضاحت میں سید عبدالقادر جیلانی ؒ کتاب سر الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار میں فرماتے ہیں: ''و قال علیہ الصلوۃ والسلام الفقر فخری و انا افتخر بہ و لیس المراد بالفقرا لعلوم ولکن المراد بالفقر الافتقار الی اللہ''

Marfat.com

آنحضور علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ فقر امیر فخر ہے اور میرے لئے باعث ناز ہے اس فقر سے وہ فقر مراد نہیں ہے جو عوام میں مشہور ہے بلکہ فقر حقیقی جس سے اللہ تعالیٰ کی نیاز مندی ہے (یعنی لایحتاج الی اللہ)

☆ **من عرف نفسه فقد عرف ربه (۱۱۲۹)**

جس نے اپنے نفس کو پہچانا پس تحقیق اپنے پروردگار کو پہچانا

سید عبدالقادر جیلانی کتاب سرّ الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار میں لکھتے ہیں:

"قال عليه السلام من عرف نفسه و خالقه فقد عرف ربه" (۱۱۳۰)

یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچانا اور خالق کو بالتحقیق اپنے پروردگار کو پہچانا"۔

☆ کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فقد خلقت الخلق (۱۱۳۱)۔

میں چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس تحقیق مخلوق کو پیدا کیا۔

☆ **موتوا قبل ان تموتوا (۱۱۳۲)**

موت سے پہلے (ایسی حقیقت پالو کہ) مرجاؤ

☆ **الشيخ فى قومه كالنبى فى امته (۱۱۳۳)**

شیخ اپنی قوم (ارادتمندوں) میں اس طرح ہے جیسے نبی اپنی اُمت میں ہو۔

☆ **طوبى لمن ذل نفسه (۱۱۳۴)**

مبارک ہوا سے جس نے اپنے نفس کو ذلیل کر کے تابع کیا۔

☆ **لولاک لما خلقت الافلاک (۱۱۳۵)**

اگر آپؐ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

☆ **الا ان اولياء الله لايموتون بل ينتقلون من الدار الى الدار (۱۱۳۶)**

بے شک اولیاء اللہ نہیں مرتے بلکہ ایک ملک سے دوسرے ملک کو منتقل ہو جاتے ہیں۔

☆ **لى مع الله وقت لايسعنى ملک مقرب و نبى مرسل (۱۱۳۷)**

اللہ تعالیٰ کے قرب میں ایک ساعت ایسی گزرتی ہے کہ اُس میں نہ جبرئیلؑ کو اور نہ کسی

Marfat.com

نبی مرسل کو دخل ہوتا ہے۔

ب حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے اپنے کلام میں سینکڑوں احادیث قدسی اور احادیث نبوی ﷺ کے حوالے دیئے ہیں اور یہ نہایت پر کشش اور باطنی تاثیر سے معمور انتخاب ہے۔ یہاں ایسی احادیث کا بطور نمونہ نقل کیا جاتا ہے جو آپ کی تصانیف میں موجود ہیں:

☆ قال النبیؐ: من عرف نفسه بالفناء فقد عرف ربه بالبقاء (۱۱۳۸)

☆ :تفکر الساعته خیر من عبادة الثقلین (۱۱۳۹)

☆ قال النبیؐ الاعمال بالنیات (۱۱۴۰)

☆ ایضاً النهایت هو الرجوع البدایت (۱۱۴۱)

☆ ایضاً طلب الخیر طلب الله و ذکر الخیر ذکر الله (۱۱۴۲)

☆ ایضاً کل اناء یتر شیخ بمافیه (۱۱۴۳)

☆ ایضاً حب الدنیا راس کل خطیته و ترک الدنیار اس کل عباده (۱۱۴۴)

☆ ایضاً خلقت السادات من صلبی و خلقت العلماء من صدری و خلقت الفقرا من نور الله تعالیٰ (۱۱۴۵)

☆ ایضاً الصلوة معراج المومنین (۱۱۴۶)

☆ ایضاً من لم ادیت فرض الدائم لم یقبل الله منها فرض الوقت (۱۱۴۷)

☆ ایضاً ومن کان فی قلبه ذرة عن الکبر لایدخل الجنته (۱۱۴۸)

☆ ایضاً لاتکلم کلام الحکمته عندالجا هل (۱۱۴۹)

☆ ایضاً من عرف ربه فقد کل لسانه' (۱۱۵۰)

☆ ایضاً اذاتم الفقر فهو الله (۱۱۵۱)

☆ ایضاً الدنیا مزرعته الآخر ہ (۱۱۵۲)

☆ الدنیا جیفته و طالبها کلاب (۱۱۵۳)

Marfat.com

☆ حدیث قدسی: کلھم یطلبون رضائی وانا اطلب رضائک یا محمد ﷺ (۱۱۵۴)

☆ ایضاً الآن کما کان(۱۱۵۵)

☆ حدیث قدسی ان اولیائی تحت قبائی لایعرفھم غیری(۱۱۵۶)

☆ حدیث قدسی الانسان سرّی وانا سرّہ(۱۱۵۷)

☆ حدیث قدسی: دع نفسک و تعال(۱۱۵۸)

☆ ایضاً ان اللہ لاینظر الیٰ صور کم ولی الیٰ اعمالکم ولکن ینظر فی قلوبکم و نیا تکم (۱۱۵۹)

☆ ایضاً لایسعنی سمائی والارضی ولکن یسعنی قلب عبدالمومن (۱۱۶۰)

☆ ایضاً اناجلیس من ذکرنی لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ (۱۱۶۱)

☆ ایضاً السعید من سعد فی بطن امّہ والشقی من شقی فی بطن امہٗ (۱۱۶۲)

☆ ایضاً من طلبنی و جدنی و من وجدنی عرفنی و من عرفنی احبنی ومن احبنی عشقنی و من عشقنی قتلتہ، و من قتلتہ فعلّی دیتہ، وانا دیتہ، (۱۱۶۳)

☆ ایضاً اذا ذکرتنی شکرتنی و اذا نسیتنی کفرتنی (۱۱۶۴)

(iii) حل مسئلہ خیر و شر:

بیشتر علمائے اسلام نے خیر و شر کی تاویل میں کہا ہے کہ ہر خیر اور ہر شر اللہ تعالیٰ (۱۱۶۵) کی طرف سے ہے۔ اس بنا پر اہل ظاہر بہت سی مشکلات سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ آیہ کریمہ کے لفظی معنی بھی یہ ہوتے ہیں کہ خیر و شر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے بڑی سادگی سے آسان انداز میں اس مسئلہ کا حل اس وضاحت سے کر دیا ہے کہ اصل میں خیر سے مراد ذات پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ ہیں اور شر سے مراد ذات ابلیس علیہ اللعنت ہے۔

اسی طرح تمام خیر کی چیزیں، نیکی، اسلام، ذکر، فکر، معرفت اور فیض ہیں جب کہ شر کی تمام چیزیں، دنیا، نفس اور خواہشات نفس ہیں۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کتاب محک الفقر کلاں میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

اللہ تعالیٰ از خیر محمد رسول اللہ ۔۔۔ از خیر اسلام را پیدا کرد (۱۱۶۶)

یعنی اللہ تعالیٰ نے خیر سے محمد رسول اللہ کو پیدا کیا اور جماعت سنت ظاہر فرمائی۔ جماعت کسے کہتے ہیں وہ راہ ہے جس پر محمد رسول اللہ اور اُن کے یار اور اصحابہ گامزن ہوئے، جو کوئی بھی اس راہ پر چلا اُسے جماعت سنت والا کہا گیا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور خدا تعالیٰ نے اسلام کو خیر سے پیدا کیا۔

حضرت قدس سرہ' نے مزید فرمایا:

از شر خدا تعالیٰ کفر پیدا کرد ۔۔۔ واز شر دنیا را پیدا کرد (۱۱۶۷)

یعنی خدا تعالیٰ نے شر سے کفر کو پیدا کیا ور شر سے شیطان ونفس امارہ کو پیدا کیا اور شر سے دنیا کو پیدا کیا۔

اس کے بعد حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' سوال کرتے ہوئے پوچھتے ہیں:

تو خیر رامی خواہی یا شر را (۱۱۶۸)

(اب بتاؤ) تم خیر کو چاہتے ہو یا شر کو چاہتے ہو۔ یعنی تجھے نبی اللہ پیغمبر اسلام صحابہ کرام اور اُن کا طریقہ مطلوب ہے یا شیطان، نفس اور ہوا کو چاہتے ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ محمد رسول اللہ پیغمبر اسلام اور ابلیس شیطان یعنی دونوں کا خالق ایک ہے مگر یہ اختیار تو تجھے دیا گیا ہے کہ تو کس راستہ کو اختیار کرتا ہے۔

(iv) عالم اور عارف کی تعریف:

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' نے بڑے فہم وعرفان کے ساتھ عالم اور عارف میں بیک وقت ہم آہنگی اور اُن میں نمایاں فرق کو ظاہر فرماتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ علم ہدایت (آغاز) ہے اور عرفان ہدایت رہنمائی ہے۔ علم ابتدا ہے۔ اور عرفان انتہا ہے مگر حدیث نبوی ﷺ کے مطابق النہایت الی رجوع البدایت یعنی ہر انتہا اپنی ابتدا کو رجوع کرتی ہے۔ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

العلماء وارث الانبیاء ۔۔۔۔ از برائے کشتن نفس سر (۱۱۶۹)

علماء انبیاء کے وارث ہیں جو اپنے نفس کو حرص طمع عجب وہوا سے دور رکھتے ہیں۔ پس

Marfat.com

معلوم ہوا اولیاء کی ابتدا علماء کی انتہا ہے۔ جو کچھ فقیر کامل کا ابتدا ہے عامل کی انتہا ہے۔ پس علماء فقیر کے طالب ہیں اپنی تمامتر طلب کی راہ میں وہ غلام کی طرح حلقہ بگوش ہیں نقل در نقل کے کام میں، اور اپنے نفس کو قتل کرنے کے لئے۔

حضرت سلطان العارفین فقیر کے تین مراتب بیان فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ اطیع اللہ فنافی اللہ کا دوسرا مرتبہ اطیع الرسول یا فنافی الرسول اور تیسرا مرتبہ اولی الامر فنافی الشیخ کا ہے (۱۱۷۰)۔ یعنی شیخ اولی الامر۔ کتاب محک الفقر کلاں میں فرماتے ہیں:

فقیر عارف آنست ۔۔۔۔۔ عرف باللہ شود (۱۱۷۱)

فقیر عارف وہ ہے جو عالم ظاہر اور عالم باطن بھی ہو کیونکہ دونوں علوم سالک کے لئے بال و پر ہیں جس کسی کو یہ دونوں علم حاصل نہیں تو معرفت مولیٰ میں کس راہ سے عارف باللہ ہو جائے اس بارے میں حضرت قدس سرہٗ بڑی خوبی اور فصاحت کے ساتھ بیان فرماتے ہیں:

''علماء روز شب بتکرار مطالعہ ۔۔۔۔۔۔ مجلس مست و ہشیار راس نیاید (۱۱۷۲)

علماء رات دن مطالعہ علم کی تکرار میں قیل و قال رکھتے ہیں۔ اور فقرا اللہ کے حضور قرب میں محو رہتے ہیں۔ عالم ابتدائے ذکر میں اور فقیر انتہائے حضور میں، معلوم ہوا کہ ابتدا میں ذکر حضوری کے لئے ہے اور علماء کے لئے اعلیٰ مراتب اوتوا العلم درجات (وہ لوگ جنہیں علم اور درجے دیئے گئے) کے مصداق حق تعالیٰ کے قرب میں ہیں۔ اور فقراء کو حق تعالیٰ کے قُرب سے واذکر ربك اذا نسیت (یاد کر اپنے رب کو جب کہ بھول جاوے) کے مصداق اسم اللہ ذات میں مستغرق ہیں۔ جان لو کہ درجات ذات کے لئے ہیں اور ذات خاص اولیاء اللہ کے نصیب میں ہے اور جو کوئی مولیٰ کی معرفت طلب کرتا ہے وہ شیخ المشائخ عالم فاضل متقی محرم سرا سرار محقق و مخدوم ہے۔ جو کوئی مولیٰ کی طلب نہیں کرتا مردہ دل، حارص حاسد، مغرور، متکبر اور صاحب نفاق ہے اور معرفت مولیٰ سے محروم ہے۔ پس مخدوم اور محروم کی مجلس یکجا نہیں ہو سکتی۔ فقیر مست اور عالم ہوشیار ہوتا ہے۔ مست اور ہوشیار کی مجلس (یکجا) راس نہیں آسکتی۔

پس اس بحث سے ظاہر ہوتا ہے کہ۔

Marfat.com

☆علم ابتدا ہے اور عرفان انتہا ہے۔

☆عالم متبدی ہے اور عارف منتھی ہے۔

☆عالم طالب ہے اور عارف مرشد ہے۔

☆عالم محو درجات ہے اور عارف محو ذات اسم اللہ ہے۔

اسلام میں دونوں علوم ظاہر و باطن ہیں۔ علمائے علوم ظاہر اور علمائے علوم باطن وارث الانبیاء ہیں، اس لئے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے اپنی تصانیف میں علماء کی اقسام پر بحث کی ہے۔

Marfat.com

باب ہشتم

افکار و تعلیمات حضرت سلطان باہوؒ

یہ امر تو قطعی واضح ہے کہ حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ ذات ربانی کا استغراق رکھتے تھے اور اُن کے افکار کا سرچشمہ عشق و عرفان ہی ہے۔ عشق ذات الٰہی میں حضرت قدس سرہ ہمیشہ ابتلا، سوز، درد اور دیوانگی کا احساس رکھتے تھے۔ شاعری میں وجودی و شہودی فلسفہ کی تاثیر کے ساتھ عشق، سرمستی، درد اور ہجر کی واردات کے حامل ہیں۔ آپ کی نثر مقفیٰ سادہ اور روان ہے جو حکمت الٰہی سے بھرپور ہے۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ' انتہائے عرفان کو پہنچنے کے لئے مخصوص فکر و نظر رکھتے تھے اور اسی حقیقت کے پیش نظر ہمیشہ علم عنایت کو متوجہ رہے حتیٰ کہ ابتدا میں علوم صوفیہ جو علم فرائض وسنن، علم باطن و مکاشفہ و قلوب پر مبنی ہیں حضرت قدس اللہ سرہ کی تعلیم و تلقین رہے ہیں۔

یہی تعلیمات ہیں جن کے بارے میں امام غزالیؒ (۱۱۷۳) نے احیاء میں نشاندہی کی ہے:

علم طریق آخرت دو قسم است ------ نفس خود را بخاطرہ میاندازد (۱۱۷۴)

راہِ آخرت کے لئے علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم مکاشفہ اور دوسرا علم معاملہ۔ پہلی قسم جو علم مکاشفہ ہے، علم باطن ہے جو علوم کی انتہا ہے۔ عرفاء میں سے ایک نے کہا ہے کہ جسے اس علم سے حصہ نہیں ملا میں اُس کے انجام کے لئے خائف ہوں۔ یہ علم تو ایک نور ہے جو قلب کی تطہیر اور تزکیہ کے دوران جب بُری عادات کو قلب سے پاک کیا جاتا ہے تو ظاہر ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں معرفت حاصل ہوتی ہے۔ دوسری قسم کے علم کا تعلق قلب کے احوال سے ہے اور ان احوال میں بعض پسندیدہ یہ ہیں، مثلاً صبر، شکر، خوف، رجا، رضا، زہد، تقویٰ، قناعت، سخاوت، معرفت، احسان، حسن ظن، حسن خلق، حسن معاشرت، صدق و اخلاص ہیں۔ ان کیفیات کے حقائق سے

Marfat.com

شناسائی، ان کی حدیں، ان پر عمل کرنے کے اسباب، انسے حاصل ہونے والی جزا اور ان کی علامتوں کے بارے میں سب کچھ علم آخرت ہے۔ دیگر معاملات قلب کے احوال کے لئے نا پسندیدہ ہیں مثلاً ناداری کا خوف، کینہ، کبر، ریا، غضب، دشمنی، طمع، بخل، خود آرائی، اپنے عیوب سے غافل ہو جانا، خیانت، بیحیائی، ظلم وغیرہ قلب کی صفات میں ہیں جن کا علم رکھنا عین واجب ہے۔ جو کوئی بھی یہ علم حاصل کرے اور پھر تصوف کو مائل ہو تو نجات پالیتا ہے اور جو شخص ان قلب کی صفات کو پہچاننے اور سمجھنے سے پہلے تصوف کو متوجہ ہو جائے گا تو وہ اپنے نفس کو خطرے میں ڈال دے گا۔

حضرت قدس اللہ سرہ، حصول علم کے بعد اس راہ میں عشق کی تلقین کرتے ہیں، اس لئے کہ فقط عشق ہی ہے جس کی مدد سے آدمی معرفت اور قرب کی منازل پر پہنچ سکتا ہے اس لئے انسان کو اس جہان میں عشق کے بغیر کسی اور چیز سے دل نہ لگانا چاہئے عشق کی انتہا فقر ہے جو فنافی اللہ سے عبارت ہے، گویا قطرہ کا دریا سے متحد ہو جانا ہے جو انتہائے سیر و مرتبہ کاملین ہے۔ یہ فقر حقیقی ہے جس کے لئے فرمایا ہے کہ ''اذا تم الفقر فہو اللہ'' (۱۱۷۵)۔

فصل اوّل

لقاورویت:

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ، کی تعلیمات و افکار کا مرکزی نقطہ یا ہدف مقصود دیدار الٰہی ہے۔ آپ سالک کے لئے مرشد کامل کی توجہ سے جلد ہی مقام لاہوت کو رسائی کے لئے متمنی ہیں اور اسی جہان میں ہی رویت حق تعالیٰ کی راہ بتاتے ہیں:

دیدہ ام دیدار حق صد بار ہا　　　نفس وشیطان در نگنجد خار ہا (۱۱۷۶)

آپ کو یقین حاصل ہے کہ اس جہان میں ہی حق تعالیٰ کا دیدار حاصل کرنا برحق ہے:

ہر کہ اینجا ندید محروم است　　　در قیامت زلذت دیدار (۱۱۷۷)

اس دیدار میں عجیب کیفیات بھی مورد نظر ہیں:

گر بنگرم جان می رود گر جان رود چون بنگرم۔ حیران درین کاری شدم یا بنگرم یا جان

Marfat.com

دہم (۱۱۷۸) بیدار دل کو یہ مراتب ملتے ہیں:

دل بیدار حق دیدار جوید بہر سخنی زحق دیدار جوید (۱۱۷۹)

البتہ دل کو روح کے ساتھ زندہ و ہم آہنگ ہونا چاہئے:

کسی بیند ز دل دیدار دایم روا باشد کہ دل با روح قایم (۱۱۸۰)

اگر سالک اپنے سے فنا ہو جائے تو اسی دنیا میں دیدار میسر آ جاتا ہے، یعنی موتوا قبل ان تموتوا کے مقام پر پہنچ جائے، فرماتے ہیں۔

لایقی باشد لقا از خود فنا کور چشمی کی بیند سر ہوا (۱۱۸۱)

دیدار حق تعالیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لطف و کرم سے حاصل ہے:

گفتم ای دل دیدی دیدار خدا گفت دل دیدم بکرم مصطفیٰ (۱۱۸۲)

یہ دیدار کی دولت، جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے، تصور اسم اللہ سے ہی ملتی ہے:

ہر کہ خواہد یافتن دیدار توحیدش جمال ۔ اسم اللہ با تصور غرق گرداند وصال (۱۱۸۳)

اگر کسی کو محبوب حقیقی کے دیدار کا شوق نہیں تو اس کی زندگی سراسر بیسود ہے:

ہر کرا لذت نشد وحدت لقا باد لعنت زندگی آن بی حیا (۱۱۸۴)

دیدار حق تعالیٰ سے کس طرح مستفید ہوا جاتا ہے:

دیدار در انوار بیند عارفان لامکان لاہوت در صاحب عیان (۱۱۸۵)

یعنی عارف انوار کے اندر دیدار پا لیتے ہیں اور دیدار دل میں بھی دیکھ لیا جاتا ہے۔

دیدار در دیدہ بود دیدہ بدل دیدار در دل خوش ببین ای روخجل (۱۱۸۶)

لقائے الٰہی کا فلسفہ زیادہ واضح ہو جاتا ہے، جب آپ فرماتے ہیں:

ہر کہ در دنیا نبیند حق لقا بی نصیبی او بود آخر کجا

آخرت او حور خواہد ہم قصور بی نصیبی او ز دیدارش حضور (۱۱۸۷)

اپنی آنکھوں سے بھی دیدار جائز ہے:

تا نبینم من بچشم خود خدا نیست باور گفتہ درویش را (۱۱۸۸)

Marfat.com

مظہر ذات حق تعالیٰ برحق ہے:

ہر کرا حق پوشد آن کافر پلشت　　ہر کہ گوید دیدہ ام اہل از بہشت

گر کسی گوید بدہ صورت نشان　　آن لایزالی بی مثال ولامکان (۱۱۸۹)

عارف کو لقاء حاصل ہے:

بیمثل را کی دھد رویت نشان　　ہر کہ می بیند بود عارف عیان (۱۱۹۰)

یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ حق تعالیٰ کی رویت برحق ہے۔ عشاق اور عارفین چشم، دل اور روح سے دیکھتے ہیں مگر اُس بیمثال کا کوئی نشان نہیں بتا سکتے۔ ایسے ہی صاحب نظر کے بارے میں حضرت قدس سرہ نے فرمایا ہے:

ہر کہ گوید دیدہ ام دیدار نیست　　دیدنی مخلوق را در کار نیست

ہر کہ می بیند بود دایم حضور　　ہر تصرف میشود از وی ظہور

آن صاحبی گنج است عادل باحکم　　مردہ را زندہ کند باحکم قم

ہر کہ می بیند بود ز اہل لقا　　دل سلیم وجود و کرم و باحیا (۱۱۹۱)

فصل دوم

فقر و فقیر:

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ کی عارفانہ اصطلاح فقر عرفاء کا ارفع ترین مقام ہے حتی کہ غوث و قطب بھی فقر کے مراتب سے پائین تر ہیں۔ فقر ماسوی اللہ کو سراسر فراموش کر دینا ہے۔ دنیا میں اس طرح بود و باش کرنا کہ آلایش دینوی سے پاک و شفاف رہنا ہے۔ فقیر اس پست فطرت دنیا میں اپنے جسم کے ساتھ ضرور رہتا ہے مگر وہ حقیقتاً ناسوت میں نہیں ہوتا ہے۔ فقیر ورد وظایف چلہ و ریاضت میں نہیں بلکہ ہمیشہ فنافی اللہ بقاباللہ ہوتا ہے۔ اصل میں پیر وہ ہے جو فقیر ہو ورنہ طریقت میں ارشاد کے لایق نہیں ہے۔ حضرت قدس سرہ نے فرمایا:

فقر شاہی ہر دو عالم بی نیاز و باخدا　　احتیاجی کس نباشد مد نظرش مصطفیٰ (۱۱۹۲)

ایک اور مقام پر فرمایا ہے:

Marfat.com

فقر فخری انبیاؑ و اولیاء فقر فخری راچہ داند پر ہوا (۱۱۹۳)

فقر کا تعلق نور مطلق سے ہے:

فقر از نور است نور از نور شد قلب قالب نور جان مغفور شد (۱۱۹۴)

فقر کس طرح ہے:

فقر نور سر وحدت از خدا ہر کہ فقرش یافت نفسش شد فنا (۱۱۹۵)

فقیر کے لئے خاموشی بہتر ہے:

فقر دانی چیست دایم در لاہوت فقر را بہتر بود ہر دم سکوت (۱۱۹۶)

فقر کے وصف میں فرمایا ہے:

فقر یک علم است با حکمت حکم مردہ را زندہ کند با سخن کن (۱۱۹۷)

فقر یک ذوق است یا با شد فضل واقف اسرار گردد زان ازل

فقر عین سر اسرار ربانی ہے اس کے وصف میں مزید فرمایا:

فقر گنج از گنج گنجی بی شمار فقر با اخلاص صدق و اعتبار

فقر را عاجز مبین نی بین حقیر نور فقرش کیمیا روشن ضمیر (۱۱۹۸)

اس ضمن میں فرمایا:

سواد الفقر در چشم سیاہی نماند پردہ بین سر الہیٰ (۱۱۹۹)

آپ فقر کو دریائے توحید کے نور سے گردانتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تمام مخلوق کا ظہور فقر کے نور سے ہے۔ انہیں معانی میں فرمایا:

فقر دریائیست از توحید نور کل و جز مخلوق شد از وی ظہور (۱۲۰۰)

فقر لایحتاج ہے:

فقر لایحتاج صاحب گنج زر از گنج زر بہتر بود فقرش نظر (۱۲۰۱)

فقر کی تین نشانیاں ہیں:

فقر را با سہ نشان باید شناس غرق وحدت، رفتہ از خود، بالباس (۱۲۰۲)

Marfat.com

اسی ضمن میں مزید فرمایا:

فقیری کا تعلق سید اور قریشی سے معروف ہونے میں نہیں بلکہ صاحب عرفان ہونے میں ہے (۱۲۰۳)۔

فصل سوم

اسم اللہ و دعوت:

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' کی تعلیمات میں سے دو خصوصی تلقین و ارشاد ہر سالک و صاحب طریقت کے لئے اسم اللہ اور دعوت کے بارے میں ہے۔

ہمارے عظیم مصنف اور عارف کامل حضرت قدس سرہ' نے سلوک میں اسم اللہ کو عرفان کا سرچشمہ قرار دیا ہے۔ مبتدیوں کے لئے تصور اسم اللہ کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ کے نزدیک جب تک نفس کا قلع قمع نہ ہو جائے حق تعالیٰ کا وصال نہیں ہو سکتا اور نفس کو تصور اسم اللہ سے ہی قتل کیا جاتا ہے۔ خود فرماتے ہیں:

باہوا باسم اللہ دل بکوش　　　اسم اللہ را چہ داند خود فروش (۱۲۰۴)

اسم اللہ ذوق بخشد باوصال　　　بے زبان گوید سخن بس قیل وقال (۱۲۰۵)

دل کی تاریکی اسم اللہ سے روشن ہو جاتی ہے:

اسم اللہ ہمچو در دل آفتاب　　　ظلمت از انوار او گردد خراب (۱۲۰۶)

اسم اللہ کی قدر و منزلت بہت بھاری حیثیت کی حامل ہے:

اسم اللہ بس گران است بی بہا　　　این حقیقت را بداند مصطفیٰ (۱۲۰۷)

اسم اللہ ہمیشہ کے لئے رفیق ہے:

ہر چہ خوانی اسم اللہ را بخوان　　　اسم اللہ با تو ماند جاودان (۱۲۰۸)

اسم ذات اللہ کے تصور سے اسم اللہ کو اپنے جسم میں اس طرح بسا لو جیسے بسم کے اندر الف سمایا ہوا ہے:

چنان کن جسم را در اسم پنہان　　　کہ میگردد الف در بسم پہان (۱۲۰۹)

اسم اللہ سیم و زر سے بہتر ہے:

Marfat.com

اسم اللہ بہ بوداز سیم وزر روز وشب با اسم اللہ خوش نگر (۱۲۱۰)

اسم اللہ قلب کو صفا اور روح کو بقا بخشتا ہے:

از تصور اسم اللہ جان صفا ۔ از تصور اسم اللہ شد بقا (۱۲۱۱)

اسم اللہ جس جگہ پر بھی اپنا مقام بنالیتا ہے وہاں نفس وشیطان نہیں رہتا:

عارفان را اسم اللہ شد نصیب نفس وشیطان در نگنجند با حبیب (۱۲۱۲)

اسم اللہ کی اصل غایت کو کون سمجھتا ہے:

کنہ اسم اللہ محمد یافتہ جان فدا بر اسم اللہ ساختہ (۱۲۱۳)

اسم اللہ طالب کو اللہ تک پہنچا دیتا ہے۔

از میان نقش بین نقاش را معرفت توحید این است حق لقا (۱۲۱۴)

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی تعلیمات میں دعوت ایک خصوصی فلسفہ ہے جیسا کہ تصور اسم اللہ بیان ہوا ہے۔ اسم اللہ اور دعوت دونوں کے عمل میں سالک کو محبوب حقیقی کا وصال عطا ہوتا ہے۔ آپ کی تصنیفات میں دعوت سے مراد دعوت اہل قبور ہے۔ سالک اپنے احوال اور مدارج کے مطابق روحانی کی قبر پر قرآن حکیم کی آیت سے دعوت پڑھتا ہے اور روحانی کی توجہ مبذول کرتا ہے اور اُس سے روحانی قوت کے مطابق استفادہ کرتا ہے صاحب دعوت اہل مزار روحانی سے ہمکلام ہوتا ہے اور اپنے سوالات کے جوابات حاصل کرتا ہے۔ اگر صاحب مزار روحانی ولی اللہ اور فقیر کامل ہو تو صاحب دعوت کو اپنے مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

اگر سالک کو فقر کے راستہ میں کوئی تکلیف یا پریشانی در پیش آئے تو دعوت کے ذریعہ سے اُس میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ رسالہ محبت الاسرار میں فرمایا ہے:

چون بنی ہیچ وجہ طالب اللہ را۔۔۔۔۔۔ در مجلس حضرت محمد رسول ﷺ ببرد (۱۲۱۵)

جب دیکھے کہ طالب اللہ کو راہِ فقر میں کسی طرح بھی خلاصی نہیں مل رہی تو اُسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کو رجوع کرے اور قرآن شریف کو اپنا پیشوا بنالے جیسا کہ گہرے سمندر میں کشتی کا وجود پانی پر ہوتا ہے اسی طرح زندہ قلب غوث قطب کی قبر پر سوار ہو جائے جیسے کہ گھوڑے پر

Marfat.com

سوار ہوا جاتا ہے اور جو کچھ بھی قرآن شریف سے جانتا ہے پڑھتا جائے تو فوراً ہی روحانی قبر تیز گھوڑے کی مانند بجلی کی سرعت کے ساتھ توحید اللہ تعالیٰ میں مستغرق کر کے مقصد تک رسائی کرا دیتا ہے یا حضرت محمد رسول ﷺ کی مجلس میں پہنچا دیتا ہے۔

نیز فرمایا:

''لایق دعوت خواندن ۔۔۔۔۔۔۔ بر نفس مغرور اہل ہوا'' (۱۲۱۶)

دعوت پڑھنے کا اہل عالم عامل مکمل کامل اکمل عارف باللہ صاحب قرب وصال ہے جسے رجعت میں پڑنے کا کوئی زوال نہیں ہوتا۔ سمجھ لینا چاہیے کہ دعوت پڑھنا اور رجعت سے سلامت رہنا غالب الاولیاء کا ہی کام ہے نہ کہ ایسا شخص جو اہل ہوا و ہوس ہو اور اپنے نفس پر مغرور ہو۔

دعوت کی ترتیب یوں ہے۔ ہر صاحب دعوت کو کسی عامل کامل سے پہلے اجازت حاصل کرنی ہوگی اور وضو میں ہی وہ رہے اور روحانی قبر کے پاس جا کر دوگانہ نفل ادا کرے، اس کے بعد قرآن شریف کی تلاوت کرے اور متوجہ ہو جائے اگر روحانی سے جواب باصواب مل جائے تو بہتر ورنہ پھر قبر پر سوار ہو جائے البتہ قبر پر سوار ہونے کا عمل صرف تین مقاصد کے لئے ہی جائز ہے، اول برائے فتح اسلام جب کہ کفار کے ساتھ جنگ ہو رہی ہو، دوم عام و خاص مسلمانوں کے منفعت کے لئے، سوم اہل بدعت و بیدین ملحدوں کے دفع کرنے کے لئے۔ اہل مزار روحانی کو غوث، قطب و شہید کے مراتب کا ہونا چاہیے جس کی قبر کے گرد بیٹھ کر پڑھا جائے۔ البتہ دعوت پڑھنے والے کو ان تین مقاصد کے لئے حضرت رسالت مآب ﷺ سے اجازت لینی ہوگی۔

ہر کرا رخصت نباشد از حضور   این مراتب کی بیابد از قبور (۱۲۱۷)

فصل چہارم

حقیقت محمدیؐ:

حضرت سلطان العارفین سلطان باھوؒ اس پختہ عقیدہ کے حامل تھے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے نور سے نور محمدی ﷺ کو پیدا فرمایا اور اس کے بعد تمام مخلوقات کو نور محمدی ﷺ سے پیدا

Marfat.com

فرمایا۔اس بارے میں فرماتے ہیں:

''بدانکہ چون حق سبحانہ وتعالیٰ ---- بمراتب ظاہر شدند'' (۱۲۱۸)

جان لو کہ جب حق تعالیٰ نے چاہا کہ ارواح کو پیدا فرمادے تو پہلے اپنے نور سے نور پر فتوح محمد رسول اللہ کی روح جو مقصود حق ہے پیدا کیا۔حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ روح محمد رسول اللہ کے مشتاق وشیدا ہو گئے اور حبیب اللہ کا خطاب بخشا کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کی دوستی کے باعث حق سبحانہ وتعالیٰ نے کن کا حکم فرمایا، جس کن کے امر سے نور محمد رسول اللہ ﷺ سے کل مخلوقات اٹھارہ ہزار عالم، ارواح، جن وانس ملائکہ کی تمام ارواح صف بہ صف کھڑے ہوئے اور میدان میں ازل سے مراتب بمراتب ظاہر ہوئے تمام صوفیائے کبار ومحققین عالم عرفان کو اس حقیقت محمدیؑ سے کوئی انکار نہیں ہے اور اس بارے میں ہمفکر اور یکزبان ہیں۔مولانہ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں کہ

خطاب تشہد ---------- بباطن ہر بندہ حاضر وموجود است (۱۲۱۹)

تشہد یعنی التحیات میں خطاب السلام علیک ایہا النبی کا پڑھا جانا ایک راز ہے کہ حقیقت محمدیہ ہر وجود میں جاری وساری ہے اور ہر آدمی کے باطن میں حاضر وموجود ہے۔

شاہ عبدالحق محدث دھلویؒ نے حقیقت محمدیہ کے بارے میں لکھا ہے۔

'' نیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومنان --- متنور وفائز گردد'' (۱۲۲۰)

مزید برآن آنحضرت ہمیشہ مومنین کا مقصود اور عابدوں کی آنکھوں کے ٹھنڈک ہیں اور تمام احوال واوقات میں اور بالخصوص عبادت کی حالت میں اور اس حالت کی انتہا میں جب وجود میں نورانیت اور ان احوال کا انکشاف زیادہ اور قوی حالت میں ہونے لگتا ہے (حضور کا تعلق باعث راحت ہو جاتا ہے)۔اور بعض عارفین نے کہا ہے کہ یہ خطاب حقیقت محمدیہ کے راز کے باعث ہے، موجودات کے ذروں میں، ہر ممکنہ چیز میں حقیقت محمدیہ موجود ہے۔پس آنحضرتؐ نمازیوں کی ذات میں موجود ہیں اس لئے نمازی کو چاہیے کہ اس بارگاہ اور اس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ معرفت کے اسرار اور قرب انوار سے نور حاصل کرے۔

Marfat.com

محقق دوانی نے بھی اس ضمن میں کہا ہے:

''وتحقیق کلام درین مقام آن است ۔۔۔۔ وعندہ ام الکتاب'' (۱۲۲۱)

اس بارے میں یہ بات محققانہ طور پر کہی جاتی ہے کہ تمام اصحابِ نظر و برہان اور ارباب شہود وعیان کے مطابق وہ موتی جو امر کن فیکون سے قدرت وارادہ ایزد تعالیٰ سے اُس دریائے غیب سے ساحل شہادت پر باہر آیا وہ وسیع الاثر نورانی موتی تھا جسے حکماء عقل اول کا نام دیتے ہیں اور بعض احادیث کے مطابق اُسے قلم اعلیٰ کہا گیا اور اکابرین آئمہ واصحاب کشف وتحقیق نے اُسے حقیقت محمدیہ کہہ کر پکارا۔ وہ جواہر نورانی اپنی تخلیق کو اور اپنی تخلیق سے جو کچھ مزید تخلیق اور صادر ہوسکتا ہے، ہر موجود میں جو تھا، جو ہے اور جو ہوگا اُس میں موجود ہے اور سب ظاہر حقائق میں طی علمی کے ساتھ اُسی کی حقیقت میں شامل ہے جس طرح کہ ایک دانہ میں شاخیں، پتے، پھل اور پھول موجود ہوتے ہیں اسی ترتیب سے اُسی جوہر میں موجود ہیں اور غیب سے شہود میں آتے ہیں۔

یمحوا اللہ مایشاء و یثبت عندہ' ام الکتاب

پس حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' اور دیگر محققین وصوفیہ کے مطابق حقیقت محمدیہ کے نکات درج ذیل میں شمار کیے جاتے ہیں:

(i) تمام خارجی موجودات کا ظہور حقیقت محمدیہ سے ہوتا ہے حتیٰ کہ اُن کے ظاہر ہونے کی ترتیب بھی وہی ہے جو حقیقت محمدیہ میں پنہاں ہے۔

(ii) آنحضرتؐ کائنات کے جملہ حقائق لطیفہ ہیں۔

(iii) آنحضرتؐ جوہر بسیط نورانی ہیں۔

(iv) آنحضرتؐ عقل اول اور قلم اعلیٰ ہیں۔

(v) آنحضرتؐ مخلوق میں سب سے اوّل ہیں۔

فصل پنجم

تخلیق آدم:

تخلیق آدمؑ کے سلسلہ میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہ ایک مخصوص فلسفہ بیان

Marfat.com

کرتے ہیں۔ آپ کے نزدیک آدمؑ جو ہم سب کے جد ہیں؛ اُن سے قبل خدا تعالیٰ نے پندرہ ہزار اور ایک آدم پیدا فرمائے۔ اُن میں سے ہر آدم نے دس دس ہزار سال عمر پائی، البتہ ایک آدم جو ہمارے آدمؑ سے پہلے تھے اُنہوں نے ایک ہزار سال زندگی بسر کی۔ اس ضمن میں حضرت قدس سرہ کتاب عین الفقر میں ایک حدیث قدسی بیان فرماتے ہیں کہ:

''اے محمدؐ آفریدم یک آدم ---- آدم کہ پدر تست آفریدم'' (۱۲۲۲)

اے محمدؐ میں نے ایک آدم کو پیدا کیا حضرت آدمؑ سے پہلے جو تمہارا باپ ہے۔ اُس کی عمر میں نے ایک ہزار سال کی، پس وہ مر گیا، میں نے پندرہ ہزار آدم مزید پیدا کئے اُن میں ہر ایک کی عمر میں نے دس ہزار سال بنائی، اس کے بعد ہی حضرت مہتر آدم جو تمہارے باپ ہیں میں نے پیدا کیا۔

اگر انسان کے باپ پندرہ ہزار اور ایک آدم کے سلسلہ سے مربوط ہیں تو حضرت سلطان العارفین قدس سرہ اس پوشیدہ راز کے انکشاف پر اطلاع ختم نہیں کر دیتے بلکہ اُنہوں نے حق تعالیٰ کی کائنات کی وسعت پر بھی باطنی نگاہ رکھی ہوئی ہے اور ظاہر کرتے ہیں۔ حیران کن امر تو یہ ہے کہ حضرت قدس سرہ ہمیں متعدد نظام شمسی (Solar System) کی جانب بھی نشاندہی کراتے ہیں:

''بدانکہ زمین قطرہ ایست ---- لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' (۱۲۲۳)

جان لو کہ زمین آسمانوں کی وسعت کے سامنے ایک ذرہ ہے، اور آسمان لوح کی بلندی اور فراخی کے سامنے ایک ذرہ ہیں، اور لوح قلم کے مقابلہ میں ایک ذرہ ہے، اور قلم کرسی کے مقابلے میں ایک ذرہ ہے، اور کرسی ایک ذرہ ہے عرش اکبر کے سامنے اور عرش اکبر کے کنگرہ کے سامنے، جب کہ عرش اکبر کے بیشمار کنگرے ہیں، اور ہر ایک کنگرہ پر ذکر کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے، اور ہر کنگرہ پر ایک قندیل لٹکی ہوئی ہے اور ہر قندیل میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے چودہ طبق ہیں زمین و آسمان کے ساتھ طبق در طبق اور ہر طبق میں اٹھارہ ہزار عالم ہیں جہاں ہر شخص اپنی زبان سے پڑھتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

Marfat.com

فصل ششم

قیام قیامت:

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ العزیز قدرت تعالیٰ کے ایک راز سے پردہ اُٹھا تے ہیں اور فرماتے ہیں کہ قیامت کے قائم ہونے کے لئے پچاس ہزار سال باقی ہیں اور قیامت کے قائم رہنے کا زمانہ بھی پچاس ہزار سال کا عرصہ رکھتا ہے۔ گویا دنیا ایک لاکھ سال تک رہے گی۔

کتاب کلید التوحید میں فرماتے ہیں:

''بدانکہ مخلوقات آسمان و زمین ۔۔۔ و باطن لک سال شد'' (۱۲۲۵)

جان لو کہ مخلوقات آسمان اور زمین کو قیامت تک پہنچنے میں پچاس ہزار سال ہیں۔ ان پچاس ہزار سالوں کو دنیا کی ایک رات کہتے ہیں اور قیامت کا حساب کتاب پچاس ہزار سالوں کا ایک دن ہے گویا ظاہر و باطن میں ایک لاکھ سال ہوتے ہیں۔

حضرت قدس سرہ' یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب تک اسم اللہ کو پکارنے والا ایک شخص بھی رہ جائے گا قیامت قائم نہ ہوگی؛ چنانچہ فرمایا:

''قیامت قائم آن زمان خواہد شد کہ بر روی زمین ہیچ کس نام اللہ نخواہد گفت'' (۱۲۲۶)

فصل ہفتم

ہفت روح سلطان الفقر:

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' ایک اور خصوصی اور عارفانہ فلسفہ کے داعی ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب نور محمدی ﷺ خلق ہوا تو اُس نورِ محمدیؐ کی جنبش سے سلطان الفقر کی سات ارواح پیدا ہوئیں اور سلطان الفقر کی یہ ارواح باری کے مطابق یکے بعد دیگرے قیامت تک دنیا میں وارد ہوں گی۔ ان سلطان الفقر کو سوائے یادالٰہی کے کسی چیز سے شغف نہ ہوگا یعنی وہ فنا فی اللہ بقاباللہ ہوں گے۔ دنیا ان سات ارواح سلطان الفقر کے دم قدم سے قائم ہے اور جب تک آخری

Marfat.com

روح کا وجود مسعود اس دنیا میں نہ آئے گا قیامت قائم نہ ہو گی۔ اسی ضمن میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہ رسالہ روحی شریف میں فرماتے ہیں۔

''بدانکہ چون نور احدی ۔۔۔۔ قیامت نخواہد شد'' (۱۲۲۷)

جان لے کہ جب نورِ احدیت نے مزین خلوت خانہ سے کائنات پر ظہور کا ارادہ فرمایا تو اپنے حسن کی تجلی سے رونق بخشی اس کے شمع جمال پر دونوں جہان کا پروانہ جل اُٹھا اور میم احمدی کا نقاب اوڑھ کر احمد ﷺ کی صورت اختیار کی پھر جذبات و ارادات کی کثرت سے سات بار جنبش فرمائی اور اس سے فقرائے باصفا فنافی اللہ، بقاباللہ محو ذات حق تعالیٰ، سراپا مغز معانی بغیر پوست (خاکی) کی سات روحین آدمؑ کی پیدائش سے پہلے ستر ہزار سال بحر جمال حق تعالیٰ میں ڈوب کر آئینہ یقین کے شجر (اعیان ثابتہ اولیٰ) پر رونما ہوئیں اُنہوں نے ذات حق تعالیٰ کے بغیر ازل سے ابد تک کسی چیز کو نہ دیکھا اور نہ غیر حق کو کبھی سنا وہ حریم کبریا میں ہمیشہ لازوال (دولت) وصال میں وہ سلطان الفقر (فقر کے بادشاہ) اور سید الکونین (دونوں جہان کے سردار) ہیں، ایک روح خاتون قیامت ایک روح خواجہ حسن بصریؒ ایک روح ہمارے شیخ، حقیقت حق، نور مطلق، مشہودِ حق، حضرت محبوب سبحانیؒ ایک روح سلطان انوار، سرالسرمد، حضرت پیر عبدالرزاقؒ جو حضرت پیر دستگیر کے فرزند ہیں، اور ایک روح ذات احدیت کی آنکھوں (کے فیضان) کا چشمہ، فقیر باہو (قدس اللہ سرہٗ)، ذات یاہو کا راز۔ اور دیگر اولیاء کی دو روحیں جن کی برکت کے طفیل دونوں جہان قائم ہیں۔ جب تک وہ دو روحیں آشیانہ وحدت سے اس دنیا جہان پر پرواز نہ کریں گی قیامت قائم نہ گی۔

ان سات ارواح کی مزید شرح جس میں ان کے استغراق الی اللہ کی غایت اس حد تک کہ خدا تعالیٰ سے سوائے اُس کی ذات کے اور کوئی چیز طلب ہی نہیں کرتے اور دنیا و عقبیٰ کے مطلقا طالب نہیں بنتے: حضرت قدس اللہ سرہٗ العزیز کی تصانیف موسوم بہ کلید التوحید کلاں اور میر الکونین میں پوری طرح بیان ہوا ہے۔

Marfat.com

فصل ہشتم

ارواح جملہ عالم وارواح فقرا:

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ العزیز اسرار ازلی کے سربستہ رازوں میں سے ایک ارواح عالم کا ظہور کرنا بیان فرماتے ہیں کہ نور محمدی ﷺ سے کل مخلوقات کی ارواح اٹھارہ ہزار عالم جن میں جن وانس و ملائکہ کی پیدائش ہوئی۔ تمام ارواح کو تین اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک قسم طالب دنیا کی ارواح، دوسری قسم طالب عقبیٰ کی ارواح اور تیسری قسم طالب مولیٰ کی ارواح

کتاب محک الفقرا کلاں میں فرماتے ہیں:

''حق سبحانہ وتعالیٰ الست بربکم فرمود ـــــ باخاتمہ بالخیر باشند'' (۱۲۲۸)

حق سبحانہ وتعالیٰ نے الست بربکم فرمایا تمام ارواح نے بلیٰ کہا بعض نے زبانی کہ دیا اور بعض نے دل سے کہ دیا اور بعض نے زبان سے بھی اور دل سے بھی کہ دیا۔ اس طرح دنیا میں منافقین اور مذبذبین پیدا ہوئے چنانچہ ثم آمنوا ثم کفروا، جس گروہ نے دل سے بلیٰ کہ دیا اوّل کفر میں مبتلا ہوں گے مگر پھر صدق وصفا کے غلبہ سے بالآخر دنیا میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پکاریں گے۔ اور جنہوں نے نہ زبان سے اقرار کیا اور نہ دل سے وہ تو شروع سے آخر تک کفر میں رہیں گے۔ جنہوں نے زبان اور دل سے کہ دیا اقرار باللسان وتصدیق بالقلب تو اُن کا خاتمہ بالخیر مومن ومسلمان جیسا ہوگا۔

اُسی کتاب میں فرماتے ہیں:

''چوں حضرت باری تعالیٰ پرسش فرمود ـــ طالب مولیٰ بودند'' (۱۲۲۹)

جب حضرت باری تعالیٰ نے تمام ارواح سے پوچھا کہ جو کچھ چاہتے ہو خواہش ظاہر کرو تو تمام ارواح خاموش اور دست بستہ رہے۔ خدا تعالیٰ نے ایک طرف دنیا اور لذات دنیا کو ظاہر فرمایا تو ارواح کے دس حصوں میں سے نو حصے دنیا کی طرف مبذول ہو گئے اور ایک حصہ دست بستہ خاموش ٹھہرا رہا۔ خدا تعالیٰ نے اس ایک حصہ کو عقبیٰ، جنت، حور وقصور اور عقبیٰ کی نعمتیں دکھائیں تو اُن میں بھی نو حصہ ارواح عقبیٰ کی طرف مائل ہو گئے اور اُن میں ایک حصہ دست بستہ ٹھہر گیا۔ حق

Marfat.com

تعالیٰ نے اُس ایک حصہ سے پوچھا کہ اے ارواح کیا طلب کرتے ہو تو اُنہوں نے جواب دیا، یا اللہ تجھ سے تمہیں کو ہی ہم چاہتے ہیں۔ یہ ارواح فقرا اہل اللہ کی تھیں جو طالب مولیٰ تھے۔

اس طرح کتاب کلید التوحید کلاں میں وضاحت کی گئی ہے کہ طالب دنیا شیطان کی چوبیس آوازوں سے دنیا اور لذاتِ دنیا کو مبذول ہوئے اور طالب عقبیٰ جیسا کہ عالم، فاضل، متقی اور پرہیز گار ہیں، جنت اور عقبیٰ کی نعمتوں کو مائل ہو گئے اور طالب مولیٰ کی ارواح خدا تعالیٰ کے دیدار کے شوق میں دیدار میں ہی محور ہے۔

فصل نہم

نفس کی پیدائش اور اسم اللہ کا ظہور:

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ' آدمؑ میں نفس کی پیدائش کے بارے میں انکشاف فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب پہلی بار عرش پر نظر ڈالی تو اُس پر کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر متعجب ہوا اور دریافت کیا کہ اللہ کے نام کے ساتھ اور کس کا نام ہے۔ اُنہیں بتایا گیا کہ اُن کی ہی پشت میں سے آخر زمانہ میں پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آنے والے ہیں۔ یہ اسم اُس انسان کامل اور محبوب رب العالمین ﷺ کا ہے۔ ان حقایق کے سننے سے آدمؑ کے وجود میں نفس یعنی حسد پیدا ہوا۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' اس واقعہ کو اپنی تصنیف مجالسۃ النبی میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

''تو نمیدانی کہ نفس چہ چیز است ---- کہ لباس مطلق شیطانی ست'' (۱۲۳۰)

تمہیں خبر نہیں کہ نفس کیا چیز ہے اور نفس کہاں سے پیدا ہوا۔ حضرت آدم صفی اللہ پر جب علم الادم الاسماء کا علم ظاہر ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام کی نظر عرش پر پڑی اور وہاں پر کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو لکھا ہوا دیکھا تو حضرت آدمؑ حیران ہو گئے اور کہا کہ اللہ کے نام کے ساتھ محمد ﷺ کس کا نام ہے؟ اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے آدم تیرے فرزندوں میں سے محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین قیامت کے دن تیری شفاعت کریں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں

Marfat.com

غیرت پیدا ہوئی کہ بیٹا کیونکر باپ کا شفیع ہوگا۔ اُسی غیرت سے آدم علیہ السلام کے وجود میں نفس پیدا ہوا جس کے باعث حضرت آدم علیہ السلام نے پھر دانۂ گندم کھالیا اور بہشت سے نکالے گئے اور حرص سے حسد پیدا ہوا جس کے نتیجہ میں قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اور کافر ہوا اور حسد سے انا و کبر پیدا ہوا جو مطلقاً شیطانی لباس یا طریقہ ہے۔

اسم اللہ کس طرح ظاہر ہوا یہ نہایت ہی دلپذیر مفہومات و اطلاعات ہیں حضرت سلطان العارفین قدس سرہ العزیز کے فرمودات سے حاصل ہوئے ہیں کہ دنیا میں کس طرح پہلی بار اللہ تعالیٰ کا نام ظاہر ہوا۔ سب سے پہلی شخصیت جس نے اللہ کا نام لیا وہ نور محمد ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب نور محمد ﷺ کو اپنے نور سے پیدا فرمایا تو اس کے بعد فرمایا اے نور محمد میرے ساتھ بات کرو۔ اُس موقعہ پر نور محمد ﷺ نے قدرت الٰہی سے کہا ''یا اللہ''۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ نے کتاب محک الفقر کلاں میں لکھا ہے۔

''چون خدا تعالیٰ خواست کہ خداوندی خود ۔۔۔۔ نور محمد اظہار شد'' (۱۲۳۱)

جب خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اپنی خداوندی کو ظاہر فرمادے تو اپنے سے نور الگ فرمایا اور محبت و معرفت کے آئنہ میں اپنے نور کی جمالیت کا مشاہدہ خود فرمایا اُس پر مشتاق و محو ہو کر اُس نے اپنے نور کا نام نور محمد' کہہ کر خطاب فرمایا زبان قدرت پر نام محمد حبیب حق سبحانہ و تعالیٰ (روز) الست سے فرمادیا کہ اے نور محمد جنبش میں آ اور ہم سے ہم کلام ہو۔ نور محمد نے جنبش اور جوش میں آکر کہا۔ ''یا اللہ''۔ گو یا اللہ کا نام نور محمد سے ہی ظاہر ہوا۔ * در بارہ نور محمدیؐ: عین الفقر میں وارد ہوتا ہے۔

''دانی چون حق سبحانہ و تعالیٰ خواست از خود اسم ذات جدا ساخت و از ان نور محمدی ظہور گشت و در آئینۂ قدرت (توحید) خود دید و بدیدنش بنور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشتاق مائل عاشق و دیوانہ خود بر خود خطاب، رب الارباب حبیب اللہ یافت و از نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل مخلوقات ہژدہ ہزار عالم پیدا شد'' (بحوالہ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۴)

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ سے اسم ذات کو جدا کرنا چاہا تو اس اسم ذات سے نور محمدی کا ظہور ہوا۔

Marfat.com

فصل دہم

دنیا:

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ العزیز نے اپنی تمام تصانیف میں دنیا اور دنیا دار کی مذمت فرمائی ہے۔ آپ کی نظر میں دنیا ہر وہ چیز ہے جو خدا تعالیٰ سے غافل کر دے یا خالق حقیقی سے دور کر دے۔ کتاب عین الفقر میں فرمایا۔

''دنیا چیست و چرا گویند ـــــ از سلک قاضیان ایستادہ شوم'' (۱۲۳۲)

دنیا کیا ہے اور کسے کہتے ہیں۔ دنیا وہ ہے جو بندہ کو خدا سے دور کر دے، پس درم تو نگری ہے مگر قناعت کے ساتھ کسی انسان نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ جس نے کیا وہ پہلے تو نگر اور مالدار ہوا۔ رسول خدا نے اس کے تصرف کے لئے خیال رکھا کہ کہیں اہل دنیا میں نہ ہو جاؤں، چنانچہ امام المسلمین حضرت امام اعظم نے قضا کو ایک دن بھی قبول نہ فرمایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن قاضیوں کی صف میں ہونا پڑے۔

اپنی دوسری تصانیف میں فرمایا کہ ہر وہ چیز جو کسی کی ضروریات سے زیادہ ہے وہ دنیا ہے۔ حتیٰ کہ فرمایا کہ اگر کوئی دعویٰ کرے کہ یتیموں اور مساکین کے لئے مال رکھتا ہے یا جمع کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے کذاب ہے۔ اسرار قادری میں فرمایا کہ دنیا ان پانچ چیزوں کے علاوہ جائز نہیں؛ اول نان؛ دوم، آب؛ سوم گھر؛ چہارم لباس اور پنجم علم جو عمل میں آئے۔ کتاب عین الفقر میں فرماتے ہیں۔

''دنیا بمثل دریاست ـــــ از آب بکشد بخورد'' (۱۲۳۳)

دنیا کی مثال دریا کی ہے اور اہل دنیا مچھلی اور مگر مچھ کی سی ہے۔ اور اہل علم مرغابی کی طرح ہیں جو ہمیشہ پانی کی سطح پر رہتے ہیں مگر پانی سے اپنے پر تر نہیں کرتے اور فقر مرغِ سفید کی طرح دریا کے کنارے پر رہتا ہے جو کچھ نصیب میں ہوتا پانی سے لے لیتا ہے اور کھا لیتا ہے۔

اسی کتاب میں فرمایا:

''سلطان العارفین شاہ جاودانی ـــــ براہ مولیٰ دھد'' (۱۲۳۴)

Marfat.com

سلطان العارفین شاہ جاودانی اُس کو کہتے ہیں جس کا دل خدا پر ہی رہتا ہے خدا تعالیٰ کے بغیر اُسے دنیا میں کچھ بھی پسند نہیں آتا اور اللہ کی راہ میں دے دیتا ہے۔

حضرت قدس سرہ دنیا اور اُس کے انجام کی حقیقت سے آگاہ تھے اور ہرگز دنیا اور اُس کی آلودگی کو پسند نہ فرماتے تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں اور آگہی بخشتے ہیں کہ۔

حبِ دنیا راس آمد کل خطا　　　تا نہ پنداری کہ این باشد عطا (۱۲۳۵)

دنیاست عین جیفہ کلاب اند طالبان۔ قول واضح است از نبی آخر الزمان (۱۲۳۶)

حبِ دنیا تمام گناہوں کی جڑ ہے، تو اسے کہیں بخشش اور عطا نہ سمجھ لے۔

شعر میں پھر فرمایا ہے کہ دنیا مطلقاً حرام ہے اور کتے اس کے طلب گار ہیں اور یہ بات عین حدیث نبوی ﷺ کے مطابق ہے۔

فصل یازدہم

فلسفہ خصوصی سلطان الوہم:

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ فرماتے ہیں کہ وہ فقیر جو اوہام میں پختہ تر ہو جاتا ہے سلطان الوہم کے درجات کو پہنچ جاتا ہے۔ وہم یا اوہام کا تعلق دل سے ہے اور دل حقیقت کی راہ میں موزوں ترین مقام ہے۔ سلطان الوہم فقیر یا درویش کو لطیف نوری قوت عطا ہو جاتی ہے، جس سے وہ ہر جسم اور ہر شکل میں وہ جس میں بھی چاہے ظاہر ہو جاتا ہے۔ حضرت قدس سرہ رسالہ سلطان الوہم میں فرماتے ہیں:

''درین مقام سالک منتہی واصل گردد ---- ہمچو خاک نیز شدن تواند'' (۱۲۳۷)

اس مقام پر منتہی درجہ کا سالک واصل ہو جاتا ہے اور تمام امور میں ولایت کی انتہا میں محقق سمجھا جاتا ہے اور اُس میں ہر ایک امر ظاہر ہوتا رہتا ہے اور جس صورت اور شکل میں وہ چاہے ہو جاتا ہے اور جہاں کہیں چاہے پہنچ جاتا ہے اور جو بھی تصرف چاہے اختیار کر لیتا ہے، محض دل کے اندر تصرف لاتا ہے تو اُس کا اثر ہو جاتا ہے اور سلطان الوہم کے تصرف سے تمام جہان پر اُس کا تصرف نافذ ہو جاتا ہے اور ایک ساعت میں مختلف ظاہر اور باطن ہزار طرح نمودار ہو جاتے ہیں مگر

Marfat.com

ایک ایک مظہر اُس کے عناصر میں سے ظاہر ہوتے ہیں اور وہ جس مقام اور جس صورت میں چاہے تبدیل ہو جاتا ہے اور وہ ہوا میں ہوا کی طرح، خاک میں خاک طرح ہو سکتا ہے۔

فصل دوازدھم

سماع:

سرود کیا ہے؟ آواز ہے، وہ آواز جو راز سے پردہ اُٹھا دے پس حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

''سرود آواز از آن است ---- رہبر با خدا است'' (۱۲۳۸)

سرود ایسی آواز ہے جو راز سے پردہ اُٹھا دیتا ہے وہ معرفت میں دیدار کے حصول کا وسیلہ ہو جاتا ہے یہ آواز روحانی راز قرب ربانی ہے جو روحانی عشاق کے نصیب میں ہے جو کہ اہل تصوف فقیر راہ خدا کا رہنما ہے۔

گویا سرود کی دو قسمیں ہیں، ایک سرود رحمانی اور دوسرا سرود شیطانی۔ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔

''آواز شیطانی ونفسانی ---- معرفت خدا است'' (۱۲۳۹)

اس قسم کا شیطانی اور نفسانی آواز دوسرا سرود ہے اور سرود کی آواز سے دنیا کی پریشانی اور اس سرود کی آواز سے شیطانی گناہ دل کے اندر حرام شہوت اور خام لالچ اُجاگر کرتا ہے جو خدا کی معرفت سے دور کرتا ہے۔

حقیقت میں روحانی سرود کی آواز روز الست سے متعلق ہے۔ پس حضرت قدس سرہ نے اس بارے میں فرمایا ہے:

''آوز سرود روحانی ---- می بخشد قرب ربانی'' (۱۲۴۰)

روحانی سرود کی آواز جو خوش آواز الست کے روز سے ہے مومن مسلمان جان قربان کرنے والے، غوث قطب واصلان، محبان، طالبان، عشاق اور عرفاء کے دلوں سے اُٹھتا ہے۔ نور رحمت کا فیض وحضوری کا فضل اور سرود سے قرب ربانی عطا کرتا ہے۔ سرود کو سننے کا لایق کون

Marfat.com

ہے؟ سرود عارفین محبین اور عاشقین پر جائز ہے۔اور دوسرے لوگوں کے لئے سراسر بدعت ہے، حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

''السرود حالۃ العارفین ـــــ بدعت للغافلین'' (۱۲۴۱)

عارفین کے لئے سرود اُن کی حالت، سرود محبین کے لئے غذا، عشاق کے لئے وسیلہ اور واصلین کے لئے شوق ہے۔ بعضوں کے لئے سرود کا سننا سنت اور بعضوں کے لئے بدعت ہے۔واصلین کے لئے فرض، طالبین کے لئے سنت غافلون کے لئے سرود بدعت ہے۔

سرود رحمانی اور سرود شیطانی میں امتیاز کرنے کے لئے علم وجود درکار ہے۔

چنانچہ فرمایا:

''سرود جالی ـــــ مردود رامی بردمردود'' (۱۲۴۲)

سرود جالی، سرود وصالی، سرود شیطانی اور سرود وسیلہ رحمانی کون سے علم کے ذریعہ معلوم ہوسکتا ہے؟ یہ وجود کی تاثیر سے محمود کو محمود سے اور مردود کو مردود سے نمایاں کردیتا ہے۔

خوش آواز سرود کون سا ہے؟ اس بارے میں حضرت قدس اللہ سرہٗ اپنی زبان گوہر فشان سے جو کچھ فرما چکے ہیں، ملاخط ہو،

''سرود خوش آواز آنست ـــــ قاتل النفس یہود'' (۱۲۴۳)

سرود خوش آواز وہ ہے جس میں سمجھ لیں کہ مدح محمد رسول اللہ ﷺ پڑھی جارہی ہو، دوم جس میں اصحاب مکرمین کے شعر پڑھے جائیں، سوم اسم اعظم قاتل الوجود نفس یہود پڑھا جارہا ہو۔

ایسے سرود کے سننے واس میں رقص کی حالت میں فقیر اہل اللہ کے لئے قطعاً نفس کا شائبہ نہیں ہے۔مولانا جلال الدین رومیؒ بھی اسی معنی میں کہتے ہیں۔

بر سماع راست ہر کس چیر نیست　　طعمۂ ہر مرغکی انجیر نیست (۱۲۴۴)

کتاب عین الفقر میں اس بارے میں وضاحت فرماتے ہیں:

''اوّل کسی سماع شروع کند ـــ در بادیہ زوالست شر شیطانست'' (۱۲۴۵)

Marfat.com

پہلے تو کوئی شخص سماع کا آغاز کرتا ہے اور درویش فقیر رقص کی حالت میں آ جاتا ہے اسے ذکر اللہ کی گرمی سے بخار جیسی حالت ہو جاتی ہے۔ اگر وہ اصل وقت ہوتا ہے تو وہ اُسی تپ بخار سے گر کر مر جاتا ہے اور اگر کوئی خاص وقت ہوتا ہے تو پھر کوئی حرکت نہیں کرتا اور اُسکے جسم میں روح سرد پڑ جاتی ہے جیسے کہ مردہ حالت شعور میں آ رہا ہو۔ اور اگر ناقص وقت ہوتا ہے تو اُس کے منہ سے دھواں نکلنا شروع ہو جاتا ہے جیسا کہ آگ سے اُٹھ رہا ہو اور اُس کے بعد گویا ایک آتش خداوندی اُس میں پیدا ہو جائے گی اور تیز تر آتش اُس کے تمام وجود کو خاکستر کر دے گی۔ اُس خاک میں گوشت کا ایک لقمہ پیدا ہو جائے گا اور وہی گوشت کا ٹکڑا اُس خاکستر میں ذکر اللہ شروع کر دے گا پھر وہ اصل حالت میں برآمد ہو جائے گا جیسے کہ پہلے تھا۔ یا رقص کی حالت اور ذکر اللہ میں اُس کے جسم کے کپڑے جل جائیں گے اور وہ پھر دوسرا لباس بدن پر پہن لے گا۔ اہل رقص میں سے جس کسی کا ایسا حال نہیں ہوگا تو وہ زوال کے بھنور میں شیطانی شر میں گرفتار ہے۔

گویا حضرت سلطان العارفین قدس سرہ کے نزدیک سرود رحمانی ذکر کے سماع، اللہ تعالیٰ کی مدح اور ذکر و نعت محمد رسول ﷺ کے ساتھ ہے۔ سرود کا تعلق نفس کے فنا ہو جانے کے ساتھ جائز ہو جاتا ہے اور اس طرح رقص درویشاں بھی درست ہے۔

فصل سیزدہم

فلسفہ تنزل:

حضرت ایزد تعالیٰ نے جب تخلیق کائنات کا ارادہ فرمایا جیسا کہ اس بارے میں پہلے بھی ذکر ہوا ہے، اپنے ہی نور سے نور محمد ﷺ کو خلق فرمایا اس حالت کو اہل تصوف واحدیت کی طرف احدیت کے نزول فرمانے کو گردانتے ہیں حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ' فرماتے ہیں کہ حضرت حق تعالیٰ کا یہ ظہور جبروت میں ہے ملائک کے تخلیق پر یہ نزول ملکوت میں اور انسان و دنیا کی تخلیق پر یہ نزول ناسوت میں شمار ہوتا ہے۔ اور تمام عالم خود انسان کے اندر موجود ہے۔

کتاب سلطان الوہم میں حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ' اس طرح تشریح فرماتے ہیں:

Marfat.com

''چون خداوند عزوجل علی خواست ---- بیرون از وی چیزی نیست'' (۱۲۴۶)

جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے کو ظاہر فرمادیں اور جہاں پیدا کردے تو اس مقصد کے لئے چار مدارج تک تنزل فرمایا۔ اور ہر درجہ کا جو نام تعین کیا گیا دراصل اُس میں اُسکے مطابق خاصیت اور حدود آجاتی ہیں۔ پھر جسقدر بھی تنزل کا عمل بڑھتا ہے اُس میں دوری اور ناسوت کی کثافت شامل ہوتی جاتی ہے۔ اس تنزل میں درجہ اوّل لاہوت، درجہ دوم جبروت، درجہ سوم ملکوت اور درجہ چہارم ناسوت کہلاتا ہے۔ اس ترتیب کے مطابق پہلے مقام میں کنت کنزاً مخفیاً سے نزول فرمایا گویا یہاں احدیت مطلق اقدس سے جو غنی عن العالمین اُن کی خصوصی حمد ہے لاہوت کے پردہ سے جبروت کے صحرا میں نزول فرمایا اوّل ماخلق اللہ نوری کا فرمان اسی درجہ کے لئے ہوا ہے یہاں پر ہی وہ ذات احمد مرسل جوایو اولیٰ و تعین اولیٰ ہے کا نور خلق ہوا۔ اس کے بعد مقام جبروت سے عالم ملکوت کو رُخ فرمایا اس کے بعد اپنے فیض قدس سے ملکوت سے ناسوت کو تنزل فرمایا اور ہر عالم کا اپنی عظیم حکمت سے انتظام کر دیا اور ہر ایک کو ایک مقام عطا فرمایا اور آخر یہ چاروں عالم ایک وجود میں ایک شجر کی مانند ہوئے۔ جبروت اُس کی شاخ، ملکوت پتہ اور ناسوت اُس کا پھل ہے، تخم ریزی میں انسان کا تخم انسان کامل ہے کیونکہ انسان کامل میں ہی تمام شجر موجود نمایاں ہے۔ پس یہ چاروں عالم ایک انسان میں ودیعت کر دیئے گئے ہیں۔ اور اس سے باہر کچھ بھی نہیں ہے۔

فصل چاردہم

مرشد و طالب:

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ العزیز نے اس عنوان پر اپنی تصانیف میں بہت کچھ لکھا ہے۔ آپ نے راہ معرفت میں مرشد کامل کی راہنمائی کو لازم گردانا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ طالب کو بھی طالب اللہ بن کر سامنے آنا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ وہ دنیا کا طالب یا عقبیٰ کے لئے ریاضت مزدوری کرنے والا طالب ہو، پس فرمایا:

''در طالبی و مرشدی عظیم سرّ اسرار ---- بجز طالب مولیٰ اولیاء اللہ اولیٰ را'' (۱۲۴۸)

طالب اور مرشد کے تعلق میں پروردگار کے اسرار میں ایک عظیم راز ہے، کیونکہ مرشد

Marfat.com

معرفت الٰہی اور انبیاء واولیاء اللہ کے فقر کا نتیجہ ہے۔ اور یہ نعمت عظمیٰ اور اللہ تعالیٰ کی بخشش کسی سفلی نالائق طالب دنیائے دوں کو عطا نہیں کی جاتی، بغیر طالب مولیٰ اور اولیاء اللہ کے جواس کے مستحق ہوتے ہیں۔ مرشد وہ ہے جو طالب اللہ کو شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے تمام مراتب کو پہنچادے، ورنہ ناقص ہے اور اُس سے کنارہ کشی کر لینا بہتر ہے۔ فرماتے ہیں:

''دست چہار مرشد ــــــ بطال ودغا باز است'' (۱۲۴۹)

اگر مرشد کامل مکمل نہ ہو تو طالب کو چاہئے کہ چار مرشدوں کا ہاتھ پکڑ لے مرشد شریعت مرشد طریقت مرشد حقیقت، مرشد معرفت۔ شریعت کیا ہے؟ شریعت بنائے اسلام، حج، زکوۃ، روزہ اور نماز ہے۔ طریقت کیا ہے؟ طریقت گردن میں بندگی کا طوق ڈال کر دونوں جہان سے بے نیاز ہونا ہے۔ حقیقت کیا ہے؟ حقیقت نفس کشی اور اس کی سرکوبی میں جانبازی کرنا ہے۔ اور معرفت کیا ہے؟ معرفت سراسرار سے واقف ہر کر صاحب راز ہو جاتا ہے۔ جو مرشد طالبوں کو مرشد کے ان مراتب تک نہ پہنچا سکے وہ جھوٹ اور دغا باز ہے۔

فصل پانزدہم

مسلک وعقاید:

حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ اہل سنت والجماعت سے تھے اور تصوف میں قادریہ مسلک رکھتے تھے۔ فقہ میں امام اعظمؒ کے پیرو تھے۔ حیات النبی ﷺ پر یقین کامل حاصل تھا۔ کتاب کلید التوحید میں فرمایا ہے:

''من بمذہب حضرت نعمان امام اعظم کوفی صافی صوفی تارک فارغ از شرک کفر و بدعت سرود'' (۱۲۵۱)۔

میں حضرت نعمان امام اعظم کوفی باصفا صوفی کے مذہب پر ہوں جو شرک کفر، اور سرود کی بدعت سے تارک اور فارغ رہے۔

کتاب اورنگ شاہی میں فرمایا:

''فنا فی اللہ فقیر سنی صاحب سنت جماعت از طریقہ قادری سروری و قادری عالم باللہ

Marfat.com

تجربہ تقلید بی تکلیف و بی تقلید حرف معرفت و توحید باھو فنا فی ھو ولد محمد بازید" (۱۲۵۲)۔

باھو فنا فی ھو ولد محمد بازید عالم باللہ جو عمل و پیروی میں معرفت و توحید میں بے مثل ہے، فنا فی اللہ فقیر، سنی صاحب سنت جماعت قادری سروری ہے۔

کتاب عقل بیدار میں فرماتے ہیں:

"ہر کہ حیات النبیؐ را حیات نخواند و ممات داند خاک در دھن و روی سیاہ او فی الدنیا و الآخرۃ از شفاعت محمدی محروم ماند" (۱۲۵۳)۔

جو کوئی حیات النبی ﷺ کو حیات نہیں مانتا اور موت گردانتا ہے اُس کے منہ میں خاک ہو اور اُس کا منہ کالا ہو وہ دنیا اور آخرت میں شفاعت محمدی ﷺ سے محروم رہے گا۔

کتاب نور الہدیٰ میں فرماتے ہیں:

"طریقہ قادری مومن مسلمان صاحب سنت جماعت سنی دوستدار پاک مذہب حنفیہ با چہار یار است۔ باطن مست و در شریعت ہوشیار است" (۱۲۵۴)۔

(مسلک و مذہب میں) فقیر باھوؒ مومن مسلمان طریقہ قادری جماعت اہل سنت سنی، پاک مذہب حنفیہ معہ چار یار اصحاب رسول پاکؐ کا دوستدار، باطن معرفت میں محو اور ظاہر شریعت میں ہوشیار ہے۔

کتاب عقل بیدار میں اظہار فرماتے ہیں:

"منکہ سنّی دوستدار چہار یارم ہر کہ خواہد ہر وقت مشرف شود بدیدار حضرت محمد سرور کائنات یا اصحاب کبار و پنجتن پاک، غنچہ دل شگفتہ شود بمعرفت اللہ جل شانہ بملازم حضرت شاہ محی الدین" (۱۲۵۵)۔

میں سنی ہوں چار یاروں کا دوست ہوں، جو کوئی چاہے کہ ہر وقت دیدار حضرت محمد سرور کائنات سے بمعہ اصحاب کبار پنجتن پاک کے مشرف ہو کر اپنے غنچہ دل کو شگفتہ کر لے اللہ جل شانہ کی معرفت اور شاہ محی الدین کے قرب میں ہو

کتاب امیر الکونین میں تشریح فرماتے ہیں۔

Marfat.com

''بدانکہ ہفتاد و سہ ملت است ۔۔بغیر از ملت سنت جماعت ہمہ از تقلید است شقی'' (۱۲۵۶)

جان لو کہ تہتر ملتیں ہیں اور کوئی ملت بھی اپنے کو ذلت نہیں کہتی اور ہر شخص کہتا ہے کہ میری ملت نجات والی اور بابرکت ہے، پس معلوم ہوا کہ ہر ملت کے لئے علم کا راستہ ہے اور بہتر ملتوں یا فرقوں کے لئے جو کچھ بھی شریعت کے مخالف چیز ہے اور سنت جماعت کے مخالف ہے گمراہی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ فقیر عارف اُسے کہتے ہیں جو تہتر ملتوں کا پورا علم رکھتا ہو اور ہر ملت فرقہ کا علم حاصل کرے ان میں وہ فرقہ ملت جو سنت جماعت ہے اور در حقیقت حق کو پہنچانے والا ہے اور باقی بہتر ملتیں باطل ہیں، علم حق سے اُن پر غالب آجاتا ہے، باطل کو دفع کر دیتا ہے کیونکہ ملت سنت جماعت سعید ہے کیونکہ اس ملت کی اصل بنیاد قرآن شریف کی معرفت پر ہے جو توحید پر مبنی ہے۔ ملت سنت جماعت کے بغیر تمام تقلید محض میں ہیں اور شقی ہیں۔

صوفیاء کے سلوک میں بزرگان کبار کے چار طریق زیادہ معروف ہیں، جن میں سے ایک طریقہ قادری ہے۔ حضرت سلطان باہوؒ نے طریقہ قادری کو تمام طریقوں (مسالک) پر فوقیت دی ہے۔ سلسلہ قادریہ کے بھی دو اقسام ہیں۔ ایک قسم قادری سروری اور دوسری قسم قادری زاہدی ہے۔ قادری سروری میں سالک کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بیعت، تلقین وارشاد حاصل ہوتا ہے۔ اور طریقہ قادری زاہدی میں بہت زیادہ زہد و ریاضت کے بعد پیر دستگیرؒ کے توسط سے سالک پیغمبر علیہ السلام تک رسائی پاتا ہے۔ اس بارے میں حضرت سلطان لاالعارفین قدس سرہ فرماتے ہیں:

''قادری سروری انیست ۔۔۔۔۔ ہر دم بی ذکر بی مشقت'' (۱۲۵۷)

قادری سروری اسے کہتے ہیں جیسے اس فقیر نے پیغمبر صاحب ﷺ سے مشرف ہونے کی سعادت حاصل کی۔ فقیر کو دست بیعت فرمایا خذ ید (میرا ہاتھ پکڑ لو) فرمایا (تلقین فرمائی کہ) خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ کوشش (سعادت) کرو۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے تلقین فرمانے کے بعد حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدین قدس اللہ سرہ کے حوالہ مجھے کیا اور حضرت پیر صاحب قدس سرہ نے بھی سرفراز کرتے ہوئے تلقین کا حکم فرمایا۔ اُس کے بعد اُس کی اپنی نظر سے ظاہر و باطن ہر طالب

Marfat.com

کے لئے جو برزخ اسم اللہ اور اسم محمد رسول اللہ ﷺ سے ظاہر ہوتا ہے حضور کی مجلس میں ہر دم بغیر کسی ذکر و ریاضت کے عطا ہو جاتا ہے۔

اسی کتاب عین الفقر میں مزید فرمایا ہے:

''در طریقہ زاہدی قادری ۔۔۔۔۔ فنافی اللہ بقاباللہ''

طریقہ زاھدی قادری میں یہ ہے کہ طالب اللہ زہد و ریاضت میں بہت زیادہ مشقت کرتا ہے۔ بارہ سال یا تیس سال کے بعد حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہ العزیز کے حضور میں بار یابی کا شرف حاصل کرتا ہے۔ حضرت پیر قدس سرہ اُس کو ہاتھوں ہاتھ لئے پیغمبر صلوۃ اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے اور حضوری سے مشرف و سرفراز کرا دیتا ہے۔ یہ طریقہ زاہدی قادری ہے۔ قادری کی ابتدا دوسرے خانوادوں کی انتہا ہوتی ہے اور قادری کے منتہی کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوبیت کا مرتبہ ملتا ہے یعنی فنافی اللہ، بقاباللہ۔

حضرت قدس سرہ، تیغ برہنہ میں فرماتے ہیں:

قادری راقرب حق باشد عطا	شد مشرف روح باشرف لقا
ہر طریقہ خاکپایش شد غلام	یافت منصب باولایت ہر کدام
شاہ عبدالقادر است رہبر خدا	حسن حسین نور چشم مصطفیٰ
سید آن والی ولایت مرتضی	یوم حشر آن شاہ میران پیشوا
شد مریدش لا یریدش لا یرید	ہر مرید قادری چوں بایزید (۱۲۵۸)

قادری کو حق تعالیٰ کا قرب خاص حاصل ہوتا ہے اُس کی روح دیدار کے شرف سے مشرف ہوتی ہے۔ (قادری کی) خاک پا کا ہر طریقہ غلام ہے اور ہر ایک کو منصب ولایت حاصل ہوتا ہے شاہ عبدالقادر جیلانی رہبر خدا تعالیٰ ہے حسن حسین محمد مصطفیٰؐ کے نور چشم ہیں۔ اُس ولایت کے والی سیدنا علی المرتضی ہیں گویا قادری پنجتن پاک کے توسط و ہمراہی میں ہوتے ہیں اور حشر کے دن شاہ میراں محی الدین جیلانیؒ کی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ اُس محی الدینؒ کا مرید لا یرید مرشد کامل کے سامنے مکمل تسلیم و رضا رکھنے والا کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ ہر قادری مرید بایزید کی طرح (مست الست) ہے۔

Marfat.com

فصل شانزدہم

افکار متفرق:

وجود و شہود:

حضرت قدس سرہٗ کے اشعار میں وجود و شہود میں یگانگت نظر آتی ہے اور ان مطالب میں پورے یقین کے ساتھ فرماتے ہیں:

ولا موجود فی الکونین لا مقصود الا ھو (۱۲۵۹)

اور مزید فرمایا:

ھو الاوّل ھو الآخر ظہور آمد تجلّی او ۔ بذات خود ھویدا حق کہ لا فی الکون الا ھو (۱۲۶۰)

پہلے مصرعہ میں فلسفہ شہود کار فرما ہے جو بذات خود ہویدا حق تک یہی مفہوم رکھتا ہے اور جب فرماتے ہیں:

''لا فی الکون الا ہو''

تو گویا مکمل طور پر فلسفہ وجود آ گیا بقول میر حسینی (ف: ۷۱۸ھ):

آمد شد او ست گر بدانی دیباچہ مرگ و زندگانی (۱۲۶۱)

اسی طرح حضرت قدس سرہٗ کے اکثر اشعار وجود و شہود میں ہم آہنگی کو ظاہر کرتے ہیں اس سے دونوں فلسفوں میں با معنی ربط پیدا ہو جاتا ہے یعنی وجود و شہود کے درمیان ایک باریک سا پردہ ہے جو اگر اُٹھ جائے تو اُس حقیقت کے بغیر اور کچھ باقی نہ رہے۔ کوئی سالک وجود کے شیشہ میں اور کوئی تو شہود کے شیشہ میں دیدار کرتا ہے مگر حقیقت تو ایک ہی ہے۔

توحید:

حضرت قدس سرہٗ کے افکار میں توحید، احدیت اور واحدیت کا عرفان خصوصی مضمون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ خدا تعالیٰ کو مکمل تنزیہ کے ساتھ بلا تشبیہ ھستی واحد و مطلق قرار دیتے ہیں:

ھو الواحد ھو المقصو دلا موجود الا ھو (۱۲۶۲)

پھر فرمایا:

Marfat.com

بگرد عالم چو گر دیدم ہوالحق ہو پسندیدم
یکی خوانم یکی دانم ندانم غیر الا ہو (۱۲۶۳)

یہاں پر فلسفہ شہود کا اثر بھی کارفرما ہے۔

جان نثاری:

عشق کے مرحلہ میں بیبا کی اور قربانی کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ جان کو محبوب کی راہ میں قربان کر دینا اُن کا شیوہ ہے:

بازی عشق میبازم دل و جان رافدا سازم
دم منصور مینازم یقین خودافدا سازم

فرماتے ہیں اسی فدا کاری میں ہی نکوکاری ہے:

فدا سازم دگر باری سر خود را بدلداری
چہ خوش باشد نکوکاری کہ من خود رافدا سازم (۱۲۶۵)

جذب و وجدان:

عشق کے راستہ میں عقل کی فرزانگی کام نہیں آتی کیونکہ اُن ارفع منازل پر عقل کی دسترس نہیں ہے بلکہ اس راہ میں فرزانگی مردانگی کے خلاف ہے۔

اس ضمن میں فرماتے ہیں:

گرو باید مصلی رابدست آور قدح می را مصفا کن دل و جانرا مشو خود مرد فرزانہ
چہ شد فرزانہ گر گردی بہ نیمی جو نمی ارزی ہماندم مردی گردی شوی گر مرد دیوانہ (۱۲۶۶)
آمد خیالی در دلم این خرقہ رابرہم زنم تسبیح راویران کنم سجادہ رابرہم زنم (۱۲۶۷)
چوب عصابرہم زنم دلق صفا پارہ کنم فارغ زخود بینی شوم اینخانہ رابرہم زنم

مذمت ریا:

حضرت قدس سرہٗ ریاکاری، طرز نمود و نمائش، تصنع، حیلہ سازی اور مکر کو بہت زیادہ مورد تکذیب قرار دیتے ہیں:

Marfat.com

لباس فقر میپوشی شراب ہونمی نوشی   چہ ادر مکر میکوشی کنی چون قصہ افسانہ (۱۲۶۸)

کتاب کلید التوحید خرد میں فرماتے ہیں:

''عجب دارم ازان قوم ۔۔۔۔ و اُمید مسخرات خراب'' (۱۲۶۹)

مجھے ان لوگوں پر حیرت آتی ہے جو ذکر جہر کے ساتھ دن رات اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں اور وہ سنگدل اسم اللہ کی غایت سے بے خبر ہوتے ہیں اور وہ رجعت کھاتے ہوئے اہل بدعت پریشان حال ہوتے ہیں۔ اُن کا سر نفسانی خواہش کے تحت ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ان کی خلوت لوگوں کے لئے دام تزویر ہے اور اُن کا حجرہ محض حجاب ہے۔ وہ بادشاہ اور امراء کو مرید کرنے اور اُنہیں مسخر کرنے میں لگے رہنے کے باعث خراب حال رہتے ہیں۔

نیز فرماتے ہیں:

''علم رحمانی عبادت سعادت و قلب صفاست و در علم شیطانی طمع، بخل رشوت و ریاست'' (۱۲۷۰)۔ علم رحمانی میں عبادت کی سعادت اور صفائے قلب ہے، علم شیطانی میں طمع، بخل، رشوت اور ریا ہے۔

درد عشق:

راہ عشق میں ہجر و درد کی لذت اور محبوب حقیقی کی بے نیازی کا بھی بیان ہے۔ یعنی اس راہ میں سراسر درد کی لذت اور محبوب حقیقی کی بے نیازی کا بھی بیان ہے۔ یعنی اس راہ میں سراسر درد اور انتظار کی صعوبتیں برداشت کریں فرمایا:

زعشق آں پری سوزم درون خویش میجوشم   تبہ شد کار امروزم ولی یار یست بی پرواہ (۱۲۷۱)

دردل خیال وصلت در دیدہ انتظار   شب روز بیقرارم محبوب مرحبا

دردل خیال وصلت در دیدہ انتظار   شب روز بیقرارم محبوب مرحبا (۱۲۷۲)

دانی تو در دِل راجز تو کسی نداند   جز تو بکس نگویم ھی ھوی ھای ھاھا (۱۲۷۳)

Marfat.com

دعا:

حضرت قدس سرہ کے نزدیک درگاہ محبوب وخالق حقیقی میں ہمیشہ دعا اور دعوت کا سلسلہ قائم رکھنا مطلوب ہے:

ایا دالی معلّی کن وفاداران خودھارا — توئی مولیٰ مزکی کن جفاخواران خودھارا (۱۲۷۴)

درد یکہ دارم در دلی آن راتو دانی مرھمی — یا طبیب العاشقان دار وبدہ بیماررا (۱۲۷۵)

خدایا کن تو بر من مہربانی — کہ جز تو نیست دردم راتو دانی (۱۲۷۶)

وحی منزل:

الہامی کتب اور صحائف کی طرح حضرت باری تعالیٰ کی شان و بارگاہ میں مناجات کا اظہار فرماتے ہیں۔ یہاں قرب و دیدار الٰہی کا بیان ہوتا ہے:

از ذات حق تعالی اعلام بینوارا — گر عاشق تومائی کن ترک ماسوارا

ماذات ذوالجلالیم وز کبریا کمالیم — ماشاہ باعطائیم از ما بجو تو مارا (۱۲۷۷)

اثبات وصبر:

حضرت قدس سرہ کے افکار میں صبر اور ثابت قدمی کے لئے بہت تلقین ملتی ہے:

بر اُمید وصل او دل زندہ دار — یک زمان گوید ترا باری تعال

ثبتوا اقدامکم ای سالکان — راہ ملامتہا بجوای صادقان (۱۲۷۸)

ذکر محبوب حقانی میں تغزل:

راہ عشق کی واردات و کیفیات کا بیان آپ کے ہاں بڑا پُر تاثیر ہے۔ حسن محبوب اور رویت محبوب جو قیل وقال سے بلند تر ہے بہت ہی موثر ذکر و بیان بن جاتا ہے۔ مثلاً فرماتے ہیں

بر رخش زیبا چو دیدم نقش وخال — باز ماندم ماورایش قیل وقال (۱۲۷۹)

تعال اللہ چہ زیبا روی دلدار — چو حسنش دیدم و دل گشت گلزار (۱۲۸۰)

لعل لب عارض چو گلگون دلربا — نیست مثلش در جہان اندر جمال (۱۲۸۱)

وہ محبوب حقیقی بے مثل اور منزہ ہے، اسی لئے فرماتے ہیں:

Marfat.com

بادوست دلنواز سخن جز وصال چیست　　حسنش جو بے مثال سخن زلف وخال چیست
بی مثل خواند خودرا از جملہ بی نیاز　　تشبیہ گفتن آنجا خام وخیال چیست (۱۲۸۲)

قرب حق تعالیٰ:

حضرت قدس سرہٗ کو یقین حاصل ہے اور تلقین فرماتے ہیں کہ وہ محبوب حقیقی ہمارے قریب ہی ہے:

کاشکی از قرب او واقف شوی　　تا نگردی گرد دنیا در بدر
قرب حق نزدیک من حبل الورید　　تو جمالش را نہ بینی بی بصر (۱۲۸۳)

قلب آئینہ محبوب حقیقی:

اس فکر کاملہ کا بیان اس طرح ہوا ہے:

قلب مومن مراۃ الرحمٰن یقین　　جز جمالش را مبین در وی یقین (۱۲۸۴)
طور سینا چیست دانی بیخبر　　طور سینا سینہ خود را نگر (۱۲۸۵)

شرع کی تلقین:

عرفان اور حقیقت شریعت کے راستہ سے باہر نہیں ہے، فرماتے ہیں:

بیرون منہ قدم ز شریعت محمدی　　گر عارفی تو محرم از اسرار شو حقیقت (۱۲۸۶)

صوفی:

صوفی صفائے دل سے ہوتا ہے اور صفائے دل اپنے قلب کو غیر اللہ سے صاف کر دینے سے حاصل ہوتا ہے نیز ما و من کے خیال خام سے اپنے کو آزاد کر دینے سے صفائے دل ہوتا ہے۔

صوفی بصدق دل نشوی تا صفا کجاست　　این راہ با صفاست ولی جز جفا کجاست
مقصود از صفاست خلاصی ز ماؤ من　　جز ماؤ من خلاص شدن راہ صفا کجاست (۱۲۸۷)

راہ طریقت:

اس راہ میں اپنے کو فنا کر دینا چاہئے اس کے لئے یک دل اور یک نظر ہونے کی ضرورت ہے۔ فرمایا:

Marfat.com

فنا کن خویش را در راہ جانان | چہ کار آید ترا این درم و دینار
اگر یک دل نباشی در طریقش | نبینی روی او ہرگز درین دار (۱۲۸۸)

مقام فنا فی اللہ:

یہ غایت عرفان کا مقام ہے اور حضرت سلطان العارفین قدس سرہ اس مقام فنا کو پہنچ کر بقا باللہ سے بہرہ ور ہوئے۔ اپنا ہی حال بیان ہوتا ہے:

فدا شد جسم و جان در ذات یا ہو | ہستی ہم جمال اللہ جویم (۱۲۸۹)

ایک اور مقام پر آپ عارفین کے مقام فنا کو غرق نور سے مماثلت دیتے ہیں:

انتہای عارفان است غرق نور | نیست آنجا عقل و فکر و باحضور (۱۲۹۰)

فنا کی توصیف میں فرمایا:

میان ہجر و صلش فقر اعلیٰ | فنا فی اللہ شود با حق تعالیٰ (۱۲۹۱)

اصل فنا تو حق سے پیوست ہونا ہے:

وصلش گذشت باہو فی اللہ فنای یافت | باقی نماند پردہ یکتا بحق شدم (۱۲۹۲)

فنا ذات حق تعالیٰ میں ہونا ہے:

من کہ در ذات وی شدم فانی | کی بسوی صفات او بینم (۱۲۹۳)

نام و نمود سے باہر نکل جانا بھی فنا ہے:

کسی از خود فنا شد آنچہ نام است | فنا فی اللہ تعالیٰ با تمام است (۱۲۹۴)

فنا سے لقا کا حصول ہے:

ہر کہ گردد نجویشین فانی | آن بہیند لقای ربانی (۱۲۹۵)

یہی تفکر ایک اور مقام پر ہے:

باہو باہو فنا، باہو بقا شد | کہ اوّل و آخر از ہو لقا شد (۱۲۹۶)

کلمہ طیب:

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' پختہ ایمان رکھتے ہیں کہ کلمہ طیب ازل سے ہے اور تخلیق کائنات سے پہلے موجود تھا، چنانچہ فرمایا:

نبود ملک دو عالم نہ دور چرخ کبود | کہ بود درامان لا الہ الا اللہ (۱۲۹۷) جنت کی چابی کلمہ طیب میں ہے اور لوگوں کی نجات بھی اسی میں ہے:

کلید قفل جنان لا الہ الا اللہ | نجات مردم جان لا الہ الا اللہ (۱۲۹۸)

Marfat.com

کشف:

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ' کی اصطلاح میں کشف بھی مقام فنا سے متعلق ہے۔ اسے کشف نہیں کہتے کہ دوسروں کا حال جان لو اور اپنی کرامت کی ڈینگیں مارو بلکہ کشف تو اسے کہتے ہیں کہ وفور محبت میں تم دیدار پالو اور اُس حقیقی ہستی سے اپنا ناطہ جوڑلو:

کشف دانی چیست دیدن آنجمال　　　محوگشتن در جمال ذوالجلال (۱۲۹۹)

اس طریقہ کے کشف سے سالک مکمل نور بن جاتا ہے، فرمایا:

ہر کہ را کشفی شود نورش حضور　　　شد وجودش سر بسر آن خاص نور (۱۳۰۰)

یقین:

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' یقین کو اُمید و جوش کے ساتھ زندگی اختیار کئے رکھنا قرار دیتے ہیں۔ آپ کے سلوک میں یاس اور نا اُمیدی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اصل یقین، اپنی زندگی کو اطاعت میں گزار دینا ہے، فرمایا:

یقین شد از یقین تا وقت مردن　　　یقین با طاعت است لب گور بردن (۱۳۰۱)

یقین اصل سرمایہ ایمان ہے:

یقین سرمایہ ایمان نورش　　　یقین با معرفت قرب حضورش (۱۳۰۲)

یقین حق تعالیٰ کا راز ہے:

یقین از حق شود حق راز اللہ　　　خطی در کش بگرد ما سوی اللہ (۱۳۰۳)

حقیقت تو یہ ہے کہ جملہ تسخیر کائنات یقین سے ہی حاصل ہے:

اصل یقین است یقین گر شود　　　کار تو از ہفت فلک بگذرد (۱۳۰۴)

پھر فرمایا:

اصل یقین است یقین کن طلب　　　محرم اسرار شو از راز رب (۱۳۰۵)

ذکر:

اس سے مراد کوئی چیز زبان پر لائے رکھنا نہیں ہے بلکہ ذکر اُسے کہتے ہیں کہ سالک کا ہر لطیفہ اُس میں محو ہو، یعنی نفس، قلب، روح اور سر ذکر میں ہی سرشار ہو:

ذکر سری روح آید در قلب　　　عارفان را کشف گردد راز رب

ہر کرا شد ذکر روحی در دماغ　　　خواب غفلت رفت سوزش در دماغ (۱۳۰۶)

Marfat.com

ذکر اُسے نہیں کہتے کہ لوگ خیال کریں کہ یادالٰہی زبان پر ہی ہو بلکہ جہاں معرفت کا مقام آتا ہے وہاں پر ایسے ذکر کی گنجائش نہیں رہتی:

ذکر و فکر و علم ہر سہ شد حجاب — آب باد ریار سد دریا بآب (۱۳۰۷)

ذاکراں راذکر باشد از الہ — ذکر دانی چیست وحدت خاص راہ (۱۳۰۸)

ذکر سے طمانیت قلب حاصل ہوتا ہے:

ذکر دل را نیک تمکین میکند — انتشار قلب را تسکین دھد (۱۳۰۹)

ذکر خفی سے دل پر الہام ہوتا ہے:

ذکر خفیہ را طلب کن از خدا — یا طلب کن از محمد مصطفیٰ (۱۳۱۰)

ذکر خفیہ ہر کسی پیغام شد — زان بہ پیغامی بدل الہام شد

ذاکر حقیقی کی چار نشانیاں ہیں۔

از ذاکر ہو در طلب دو سہ گواہ — ترک دنیا، حرص و حسد و عز و جاہ (۱۳۱۱)

ذکر کا تعارف درد و سوز سے ہے:

ذکر یک درد است باشد لا دوا — شد شفا از حد و ذکرش بالقا

ذکر یک سوز است سوز مغز و جان — سوز از لاہوت ببر د لامکان (۱۳۱۲)

ذکر کی تشریح:

ذکر یک شوق است بخشد حق لقا — ذاکران را غرق فی اللہ باخدا (۱۳۱۳)

ذکر سے حیات جاودانی عطا ہوتی ہے اور ذکر پیغمبر ﷺ کے ہم صحبت کر دیتا ہے۔

ذاکران را شد حیاتی ہر دوام — ہم صحبتی باشد پیغمبر والسلام (۱۳۱۴)

ذکر جہر اختیار کیا جائے۔ کتاب عین الفقر میں حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

"کسی کہ بگفتن نام اللہ جہر غصہ شود ..... یا حاسد یا متکبر" (۱۳۱۵)

جس شخص کو اللہ کا نام جہر بلند آواز میں پکارنے پر برا لگے تو معلوم ہوا کہ وہ اسم اللہ کو نہیں چاہتا، وہ خدا کا دشمن ہے۔ اسم اللہ کو منع کرنے والا اور ذکر اللہ کو منع کرنے والا دو چیزوں سے خالی نہیں ہوگا، یا منافق یا حاسد یا متکبر ہی ہوگا۔

دل:

آپ کے خیال میں دل کوئی گوشت کا ٹکڑا نہیں بلکہ انسان کے وجود میں تجلی گاہ ربانی ہے:

حدیث دل اگر گویم بصد دفتر نمی گنجد — کمال وصف دل ہرگز بہ بحر و بر نمی گنجد (۱۳۱۶)

Marfat.com

اور فرمایا:

دل ولایت ملک اعظم لامکان　　کی تواند کرد وصف دل بیان (۱۳۱۷)

بلکہ دل کے وصف میں کہا گیا۔

دل کعبۂ اعظم است بکن خالی از بتان　　بیت المقدس است مکن جای بتگران (۱۳۱۸)

طواف کعبۂ دل کن اگر دلی داری　　دل است کعبۂ اعظم تو گل چہ پنداری (۱۳۱۹)

اصل میں دل اسے کہتے ہیں جہاں اللہ کا مقام ہو نہ کہ نفس و شیطان کا گھر

اسی ضمن میں فرمایا:

دل یکی خانہ ایست ربانی　　خانہ دیو را چہ دل خوانی (۱۳۲۰)

دل کے جنبش کرنے کے معنی میں اور یہ جنبش اہل نفس کے فہم سے بالاتر ہے فرماتے ہیں۔

نیست جنبش دل کہ تو فہمیدہ　　اہل دل با عین اللہ دیدہ

دل کہ جنبد می نماید کبریا　　دل کہ جنبد شد مشرف بالقا

دل کہ جنبد نور رحمت جان صفا　　دل کہ جنبد یافت مجلس مصطفیٰ (۱۳۲۱)

البتہ دل کو آلائش دنیا سے صاف کر دینا چاہئے کیونکہ

طالب دنیا نباشد اہل دل　　بی حیا و روسیاہ و باخجل (۱۳۲۲)

نیست دل پر خون مضغہ لحم　　دل یکی نور است اللہ باکرم (۱۳۲۳)

انتہائی سوز کے ساتھ فرماتے ہیں:

چرا در زندگی دل نکوشی　　چرا زین شربت شیریں ننوشی

دلی زندہ شود ہرگز نمیرد　　دلی بیدار شد خوابش نگیرد (۱۳۲۴)

علم:

آپ کے فکر و نظر کے مطابق علم وہ ہے جو خدا تعالیٰ کو رہنمائی کرے نہ کہ خدا سے دور لے جائے۔ معرفت ربانی علم کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ فرمایا:

علم را آموز اوّل آخر اینجا رابیا　　جاھلان را پیش حضرت حق تعالیٰ نیست جا (۱۳۲۵)

علم را آموز اوّل آنچہ علمی از خدا　　علم فقہ و ذکر و فکرت باز دار داز ہوا (۱۳۲۶)

یعنی علوم فقہ، الہیات، منطق بھی پڑھ لئے جائیں، کیونکہ اگر علم نہ ہو گا تو حیوان کی طرح انسان رہ جاتا ہے۔

علم روشن راہ ہادی راہبر　　آدمی بی علم ہمچون گاؤ خر (۱۳۲۷)

Marfat.com

تمام علوم کا سرچشمہ قرآن حکیم ہے۔

علم از عین است عینش عین دان   سی ہزاران علم در قرآن بخوان (۱۳۲۸)

علم کا مقصود حق تعالیٰ کو راہ اختیار کر لینا ہے۔

علم دانی چیست رہ دریافتن   پس بدان رہ سوی حق بشتافتن (۱۳۲۹)

علم تو وہ چاہئے جو تجھ کو خود شناسی کی طرف لے جائے نہ کہ انانیت اور تکبر پیدا کر دے۔اس ضمن میں حکیم سنائی کا شعر حضرت قدس سرہ لکھتے ہیں:

علم کز تو ترا نہ بستاند   جہل از ان علم بہ بود بسیار (۱۳۳۰)

علم معرفت دیدار کے درس سے حاصل ہوتا ہے:

علم را درس دیدارش بخوان   ہر کہ روشن میشود عین العیان (۱۳۳۱)

تو جب علم ظاہر حاصل کرے تو پھر علم باطن سے بھی بہرہ ور ہو جا:

علم ظاہر شیر باطن شد شکر   ہر دو را آمیز بہ از شہد تر (۱۳۳۲)

علم کا انتہائے مقصود حصول معرفت، ادب، صدق وصفا ہے۔

وہ لوگ جنہوں نے علم کو بیچا وہ ہوا وہوس میں مبتلا ہو گئے۔

علم بہر از معرفت وحدت خدا   باز دارد از گناہان وہوا

علم بہری از ادب صدق وصفا   زر بگیر د میفر وشد بی حیا (۱۳۳۳)

علم کے ساتھ عمل ہونا چاہئے

علم حق نور است روشن مثل او انوار نیست   علم باید با عمل علمش کہ برخوردار نیست (۱۳۳۴)

علم کس لئے ہے؟

علم بہر از سجدہ وصوم وصلوۃ   علم بہر حج وکلمہ با زکوۃ

ہر کہ خواند علم از بہر درم   بی نصیب از معرفت جود وکرم (۱۳۳۵)

علم وہنر میں ہر عمل کو تجربہ میں لایا جائے:

ہر علم را در عمل آوردہ ایم   ہر تصرف خوردہ با خود بردہ ایم (۱۳۳۶)

علم کا اصل مقصود حق تعالیٰ کا وصال ہے:

علم نحو وصرف خوانی فقہ خوانی یا اصول   جز وصال حق تعالیٰ دور مانی ای جہول (۱۳۳۷)

☆ ☆ ☆

Marfat.com

حواشی مُقدّمہ

۱- ''عرفان پی بُردن بہ حقیقت از راہ اشراق و الہام، این کاوش و تجسس مابین تمام مِلل جہان و تمام مذاہب و تمام نژادھا از دُور ترین زمان ھا وجود داشتہ وطرزِ فکری مُشترک است۔''

''وحید'' جون ۱۹۷۶ء - ص: ۱۳۸

۲۔ "Mysticism has been called the great spiritual current which goes through all religions. In its widest sense it may be definedas the consciousness of the one reality-be it called, light, love or nothing."

Mystical dimensions of Islam, Carolina (U.S.A) 1975, page.4.

۳- مثنویٔ معنوی - نولکشور - ۱۸۹۴ء، ص: ۴

۴- عینُ الفقر (خطی) ۱۲۹۲ھ - ۱۶۴: الف، مملوکہ نگارندہ رسالہ

۵- "سئالت جبریل عن علم الباطن فقال سئالت اللّٰہ عزّ و جلّ عن علم الباطن فقال: ھو سِرّ من سِرّی اجعلہ فی قلبِ عبدی لا یقف علیہ احد من خلقی۔"

کتاب التعرف لمذھب اہلِ تصوّف" مِصر - ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء، ص: ۵۹

۶- مفاتیح الاعجاز فی شرحِ گلشن راز - تہران - ۱۳۳۷ھ، ص: ۷

۷- وَمَا خَلقت الجِنّ و الاِنسَ اِلاّ لِیَعبدُون (الذّریت - ۵۱:۵۶)

۸- وَ اِذ قَالَ مُوسٰی لِفتہ لا ابرحُ حتّیٰ ابلُغ مجمع البحرین اَو امضِیَ حُقبا (الکھف - ۱۸:۶۰)

۹- فَوَجداعبدامن عباد نا آتینہ رحمتہ من عندنا و علمنہ من الدنا علما (الکھف - ۱۸:۶۵)

۱۰- ان تعلمن مما علمت رشدا (الکھف - ۱۸:۶۶)

۱۱- قالَ ربِّ اَرنی انظر الیکَ (الاعراف - ۷:۱۴۳)

۱۲- و کذالکَ نُری اِبراھیم ملکوت السّمٰوات و الارض ولیکون من الموقنین (الانعام - ۶:۷۵)

Marfat.com

۱۳- لاحب الافلین (الانعام - ۶:۷۶)

۱۴- انی وجهت وجہی للذی فَطَر السّمٰوٰت والارض حنیفا و ما انا من المُشرکین
(الانعام - ۶:۷۹)

۱۵_"Metaphysics, or the attempt to conceive the world as a whole by means of thought, has been developed, from the first, by the union and conflict of two very different human impulses, the one urging men towards Mysticism, the other urging them towards Science. Some men have achieved greatness through one of these impulses alone, other through the other alone."

{Mysticism and Logic & other essays, London - 1921, p.1}

۱۶_ "In such a nature we see the true union of the Mystic and the men of Science- The Highest eminence, as I think, that it is possible to achieve in the world of thought."

{Mysticism and Logic & other essays, London - 1921, p.4}

۱۷_"Further more, Muhammad (unlike jesus) was a secular as well as a Religious leader."

{The 100 - Copyright:1978, p:39, Hart Publishing Company inc.}

۱۸- فی هٰذه الظرفیه .... مغایرة و فرقا اذالحقیقة هی اسرار الشریعه
(القشیر یہ - مصر ' ۱:۱۳)

۱۹- کتاب اللمع - مصر - ۱۳۲۶ھ ' ص:۱۶

۲۰- نفحات الانس - لکھنؤ - ۱۳۳۳ھ - ص:۳۱

۲۱_The slected poems from Divan Shams Tabrez- Cambrige 1952 - pxxii.

۲۲- کشف المحجوب (نسخہ منقول بہاءالدّین زکریا) لاہور - ۱۳۸۷ھ - ص:۳۵

۲۳- ایضاً

Marfat.com

۲۴- فلما كانت هٰذه الطائفة بصفة اهل الصُفة فيماذكرنا و لبسهم و زيهم زى اهلها سمو اصفية صُوفية

(کتاب التعرف لمذہب اہل التصوف - مصر - ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۳ء ، ص: ۷)

۲۵_ "These people who retain their discourse with normal conscious after Mystic experience are higher Sufis.He is in favour of healthy union' of emotion and intellect."

*Relations of individual with God in Sultan Bahu -

Thesis, University of Punjab, Lahore - 1972 - p:86.

۲۶- محک الفقرا کبیر (خطی) ۱۳۴۳ھ - ۴۱: الف - مملوکہ: سُلطان محمد عزیز

۲۷- حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت - کراچی - ۱۹۷۵ء ، ص: ۴۰

۲۸- برِصغیر میں مُسلم فکر کا اِرتقاء - لاہور - ۱۹۷۷ء ، ص: ۴

۲۹_ "They were the main carriers of Islam in to south eastern Asia and central Africa." Islam and the west - Canada, 1962, p:56

۳۰- اخبار الاخیار معہ مکتوبات - لاہور - ۱۹۵۷ء ، ص: ۷

۳۱- فتوح البلدان - قاضی اطہر مبارکپوری - لاہور ، ص: ۶۱۲

۳۲- تذکرۃ الکرام - تاریخ خلفائے عرب و اِسلام - نولکشور لکھنؤ - ۱۳۴۳ھ ، ص: ۲۴۲

۳۳- فتوح البلدان - قاضی اطہر مبارک پوری (مترجمہ اردو) کراچی - ص: ۶۱۲

۳۴- ایضاً

برصغیر میں مسلم فکر کا ارتقاء - قاضی جاوید - لاہور - ۱۹۷۷ء ، ص: ۴

۳۵- تحقیقاتِ چشتی - مولوی نور احمد چشتی - لاہور - ۱۹۶۴ء ، ص: ۱۸۰ تا ۱۸۳

تاریخ بیبیاں پاک دامنان - مولوی محمد بخش قریشی، لاہور - ۱۹۷۹ء، ص: ۱۳۹ تا ۱۴۸

۳۶_ Lahore its History, Architectural remains and Antiguities Lahore, 1981, p:213

چونکہ عوام میں یہ روایت مشہور ہو چکی ہے اور چند تاریخی کتابوں میں بھی آ چکا ہے، اس لئے راقم الحروف نے لکھ دیا ہے، ورنہ اس واقعہ کا اِمکان بعید از قیاس ہے- (نگارندہ رسالہ)

Marfat.com

۳۷- تذکرہ علمائے ہند (فارسی) - مولانا رحمٰن علی (ف:۱۳۲۵ھ) نولکشور - ۱۹۱۴ء ' ص:۳

۳۸- تاریخ معصومی (ترجمہ اردو) - کراچی - ۱۹۵۹ء ' ص:۲۹

۳۹- پاکستان میں فروغ عربی - مقالہ تذکرہ علمائے دیبل -کراچی- ۱۹۷۵ء ' ص:۳۱۲

۴۰- فُقہائے ہند - لاہور - ۱۹۷۴ء ' ص: ۱:۵۴

۴۱- الکامل فی التاریخ - مصر - ۱۲۹۰ھ 'ص: ۴:۲۳۳ - ۲۳۵

۴۲- تاریخ طبری - کراچی - ص ۵:۳۶۷ ۴۲الف ۔ سرِ زمین جھنگ ص ۱۰۷، ۱۱۰، تا ۱۱۴

۴۳- لسان المیزان - دکن - ۱۳۳۱ھ ' ۶:۷۷۸

۴۴- فقہائے ہند - لاہور - ۱۹۷۴ء ' ۱:۴۹

۴۵- نزھۃ الخواطر - حیدر آباد سندھ - ۱۳۷۶ھ ' ۱: ۱۱ - ۱۲

۴۶- تاریخ طبری - کراچی - ۱۹۷۱ء ' ص:۲۶۳

رِجال السِند والہند - بمبئی - ۱۳۷۷ھ ' ص:۱۰۹

الکامل فی التاریخ - مصر - ۱۲۹۰ھ ' ۵:۱۰۸

۴۷- تاریخ ابن عساکر - دمشق - ۱۳۴۹ھ ' ۶:۱۶

۴۸- نُزھۃ الخواطر - حیدر آباد دکن - ۱۹۴۷ء ' ۱:۳۸

۴۹- سیدنا زید بن علی (ف:۱۲۲ھ) دینی علوم اور شرحِ متین کے فنون میں اجتہاد کے درجہ پر فائز تھے - اجتہاد کی بنا پر انہوں نے "مسلکِ زیدیہ" کا آغاز کر دیا تھا' جو اہلِ تشیُّع میں معروف فرقہ ہے - یہ مذہب عراق سے یمن تک پھیلا - اثناء عشریہ اہلِ تشیُّع کے مقابلہ میں فرقہ زیدیہ کا سلوک 'اعتدال پر مبنی ہے' کیونکہ یہ فرقہ خلفائے ثلاثہ (حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنھم) کا احترام کرتے ہیں - اس مسلک کے مُقلدین آجکل یمن میں کثرت سے موجود ہیں -

صاحبزادہ عبدالرسول - تاریخ اسلام - ص:۳۱۵

۵۰- تاریخ طبری - کراچی - ۷:۳۲۹ - ۳۳۳

۵۱- علمِ حدیث میں سندھ کا حصہ (مقالہ) یونیورسٹی' جام شورو' حیدر آباد سندھ - ۱۴۰۲ھ - مقدمہ' ص:۱۹

۵۲- نزھۃ الخواطر - حیدر آباد دکن - ۱۹۴۷ء ' ۱:۲۳ - ۲۴

Marfat.com

۵۳- جامع بخاری - کراچی - ۱۳۸۱ھ ' ۱:۱۴ : ۵۳۰
سُنن نسائی - کراچی - ۱:۲۰۸
۵۴- طبقات ابن سعد - کراچی - ۱۹۷۱ء ' ۶:۴۲۰
۵۵- تہذیب التہذیب - حیدرآباد دکن - ۱۳۲۵ھ ' ۳:۲۴۷
۵۶- تذکرہ علمائے ہند (فارسی) - نول کشور لکھنؤ - ۱۳۳۲ھ ' ص : ۳
فقہائے ہند - لاہور - ۱۹۷۴ء ' ۱:۲۷
نزہۃ الخواطر - حیدرآباد دکن - ۱۳۵۰ھ ' ۱:۳۲
ماثر الکرام - لاہور - ۱۹۷۱ء ' ص:۷۶
۵۷- تہذیب التہذیب - حیدرآباد دکن - ۱۳۲۵ھ ' ۳:۲۴۷ - ۲۴۸
۵۸- کتاب الجرح والتعدیل - حیدرآباد دکن - ۱۳۶۰ھ ' ۲:۱:۳۱۸

۵۹_India's Contribution to Hadith - Dacca - 1955, p.212

۶۰- علمِ حدیث میں سندھ کا حصہ' باب ثالث - ص:۱۹۸ (مقالہ یونیورسٹی حیدرآباد سندھ-۱۴۰۲ھ)
۶۱- رجال السند والہند - بمبئی - ۱۳۷۷ھ ' ص : ۱۶۵

۶۲_India's contribution to Hadith -Dacca- 1955, p.209.

۶۳- تہذیب التہذیب - حیدرآباد دکن - ۱۳۲۶ھ ' ۳:۲۶۸

۶۴_ India's contribution to Hadith - Dacca - 1955, p.257.

۶۵- تہذیب التہذیب - حیدرآباد دکن - ۱۳۲۵ھ ' ۳:۱۵۴
۶۶- تاریخ بغداد - قاہرہ (مصر) - ۱۳۴۹ھ ' ۸:۳۲۸
۶۷- فقہائے ہند - لاہور - ۱۹۷۴ء ' ۱:۹۲
۶۸- جامع ترمذی - کراچی - ۱۳۸۰ھ ' ۱:۷۰
تاریخ بغداد - قاہرہ (مصر) - ۱۳۴۹ھ ' ۳:۳۲۷
۶۹- ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں - کراچی - ۱۳۸۷ھ ' ص :۷۳
۷۰- ایضاً
۷۱- کتاب الانساب - لیدن - ۱۹۱۲ء ' ص :۷۷-۷۸
۷۲- رجال السند والہند - بمبئی - ۱۳۷۷ھ ' ص:۱۹۱

Marfat.com

ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں - ص:۱۵۵

۷۳- رِجال السندوالہند - ۱۳۷۷ھ ' ص:۵۹

ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں - ص:۱۵۳

۷۴- رجال السندوالہند - ص:۵۹

India's contributions to Hadith - Dacca - 1955, p.213.

تاریخ الحدیث - پروفیسر عبدالصمد صارم ازہری - لاہور ' ۱۹۶۳ '

۷۵_India's contribution to Hadith - Dacca - 1955, p.213.

۷۶_India's contributions to Hadith - Dacca - 1955, p.207.

۷۷- تاریخِ بغداد - قاہرہ'مصر - ۱۳۴۹ھ ' ص:۴۳۶

۷۸_India's contribution to Hadith - Dacca - 1955, p.205

۷۹- سرزمین سندھ میں علم حدیث - مجلّہ"الرحیم"حیدرآباد - جولائی ۱۹۶۳ء

۸۰_India's contribution to Hadith - Dacca - 1955, p.213.

۸۱_India's contribution to Hadith - Dacca - 1955, p.213.

۸۲- صفتہ الصفوہ - حیدرآباد'دکن - ۱۳۵۶ھ ' ۴:۹۲

۸۳- تذکرہ علمائے دیبل' پاکستان میں فروغ عربی-یونیورسٹی' کراچی-۱۹۷۵ء 'ص:۳۱۳

۸۴- رجال السندوالہند - بمبئی - ۱۳۷۷ھ ' ص :۱۸۸

رک: اس باب کی توضیحات کے لئے دیکھئے: علم حدیث میں سندھ کا حصہ' مولوی محمد قاسم عینی - مقالہ یونیورسٹی'حیدرآباد'سندھ - ۱۴۰۲ھ ' باب الثالث ' ص:۲۵۶ تا ۲۶۸

۸۵- سرزمینِ سندھ میں علمِ حدیث - مجلّہ الرحیم'حیدرآباد'سندھ - جولائی ۱۹۶۳ء

۸۶- پاکستان میں فروغِ عربی- مقالہ' ابوجعفر دیبلی اور تدوین مکاتیب نبوی ﷺ کراچی - ۱۹۷۵ء ' ص ص : ۲۳۷-۲۳۸

۸۷- رجال السندوالہند - بمبئی - ۱۳۷۷ھ ' ص :۲۰۵

۸۸- تذکرہ علمائے دیبل-پاکستان میں فروغ عربی-کراچی-۱۹۷۵ء 'ص:۳۱۴-۳۱۵

فقہائے ہند - لاہور - ۱۹۷۴ء ' ص:۱:۹۴-۹۵

رجال السندوالہند - بمبئی - ۱۳۷۷ھ ' ص:۵۶-۵۷

Marfat.com

۸۹- کتاب الانساب - لیدن - ۱۹۱۲ء ' ص:۲۳۷

۹۰- تذکرہ علمائے دیبل - پاکستان میں فروغِ عربی-کراچی- ۱۹۷۵ء ' ص:۳۱۶

رجال السند الہند - بمبئی - ۱۳۷۷ھ ' ص:۱۷۸

ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں - کراچی - ۱۹۷۴ء ص:۱۶۲

سرمایۂ عمر - لاہور - ۱۹۷۶ء ' ص:۱۶۱

۹۱- بُستان المحدِّثین - کراچی - ۱۳۳۴ھ ' ص:۱۱۵

۹۲- سرمایۂ عمر - لاہور - ۱۹۷۶ء ' ص:۱۶۷

۹۳- رجال السند والہند-بمبئی - ۱۳۷۷ھ ' ص:۲۲۶

۹۴- تذکرہ علمائے دیبل - کراچی - ۱۹۶۱ء ' ص:۱۳۵

۹۵- تاریخِ بغداد - قاہرہ - ۱۳۴۹ھ ' ۴:۱۸۷

۹۶- علم الحدیث میں سندھ کا حصہ - باب الثالث

۹۷- مِراۃ الاسرار - لاہور - ۱۴۰۲ھ ' ص:۴۳۲

۹۸- تذکرہ علمائے ہند - کراچی - ۱۹۶۱ء ' ص:۴۱۱

۹۹- ایضاً - ص:۱۱۱

۱۰۰- تحقیقاتِ چشتی - لاہور - ۱۹۶۴ء ' ص:۱۷۱

۱۰۱- عبدالحی حبیبی' قندھاری (کابلی) کی تحقیق کے مطابق حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات لازماً سال ۴۸۱ھ اور سال ۵۰۰ھ کے درمیان واقع ہوئی (مقالات منتخبہ مجلہ دانشکدہ خاور شناسی- دانشگاہ پنجاب - مقالہ: تاریخِ وفات داتا گنج بخش علی ہجویری' از عبدالحی حبیبی' اورنٹیل کالج میگزین - فروری ۱۹۶۰ء)

۱۰۲- بزمِ صوفیہ ' اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص : ۱تا۹

۱۰۳- کشف المحجوب - لاہور - ۱۳۹۸ھ ' ص:۵۶

۱۰۴- تذکرہ اولیائے پاک و ہند - شارب - لاہور - ۱۹۶۵ء ' ص:۱۸۳

۱۰۵- تحقیقاتِ چشتی - لاہور - ۱۹۶۴ء ' ص:۱۹۹

۱۰۶- تحقیقاتِ چشتی - لاہور - ۱۹۶۴ء ' ص:۲۱۵

۱۰۷- سیر العارفین' (ترجمہ اردو) لاہور - ۱۹۷۶ء ' ص :۱۳

Marfat.com

۱۰۸- تذکرہ اولیائے ہندو پاکستان - کراچی - ۱۹۵۰ء ' ص:۲۱ تا ۲۴

۱۰۹- سیر العارفین (ترجمہ اردو) لاہور - ۱۹۷۶ء ' ص : ۲

۱۱۰- سیر العارفین (ترجمہ اردو) لاہور - ۱۹۷۶ء ' ص : ۱ - ۲

۱۱۱- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص :۳۵

۱۱۲- اخبار الاخیار - کراچی - ۱۹۶۵ء ' ص :۵۵

۱۱۳- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص:۵۳

۱۱۴- تذکرہ صوفیائے بنگال - لاہور - ۱۹۶۵ء ' ص: ۲۵۷

۱۱۵- سیر العارفین (ترجمہ اردو) حامد بن فضل اللہ جمالی (ف: ۹۴۲ھ) لاہور

۱۱۶- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۶۳ - ۷۹

۱۱۷- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۷۹

۱۱۸- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۸۴-۸۸

۱۱۹- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۸۸

۱۲۰- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص:۸۹ - ۱۰۴

۱۲۱- سیر العارفین (ترجمہ اردو) لاہور - ۱۹۷۶ء ' ص: ۱۴۷-۱۴۸

۱۲۲- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص:۱۰۴

۱۲۳- تذکرہ اولیائے ہندو پاک - کراچی - ۱۹۵۰ء ' ص:۸۴
سالِ وصال:۶۶۱ھ - مطابق اخبار الاخیار - کراچی - ۱۹۶۵ء ' ص:۶۵

۱۲۴- شیعہ در اسلام - علامہ سید محمد حسین طباطبائی - کراچی - ۱۹۶۵ء ' ص:۶۵

۱۲۵- تذکرہ صوفیائے سندھ - کراچی - ۱۹۵۹ء ' ص: ۱۹۸ - ۲۰۴

۱۲۶- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۱۰۶-۱۱۹

۱۲۷- تاریخِ ولادت و وفات شیخ، نئی تحقیق کے مطابق کتاب "آکھیا بابا فرید نے" مصنفہ محمد
آصف خان - لاہور - ۱۹۷۸ء ' ص: ۱۶-۲۵

۱۲۸- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص : ۱۲۰-۱۴۲

۱۲۹- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص : ۱۴۲

۱۳۰- انوار اولیاء (کامل) - لاہور - ۱۹۶۸ء ' ص: ۴۶۱-۴۶۷

Marfat.com

۱۳۱- انوارِاولیاء (کامل) - لاہور - ۱۹۶۸ء ' ص: ۴۶۷

۱۳۲- انوارِاولیاء (کامل) - لاہور - ۱۹۶۸ء ' ص: ۴۹-۴۵۱

۱۳۳- وِلادت: یکم رمضان ۵۹۵ھ مطابق پنجاب سٹیٹس گزیٹیئرز (بہاولپور سٹیٹ)'
ج: ۳۶ الف' - لاہور - ۱۹۰۸ء ' ص: ۱۶۰-۱۶۱
وفات: ۱۹ جمادی الاوّل ۶۹۰ھ مطابق حضرت مخدوم جہانیان جہانگشت- محمد ایوب قادری - کراچی - ۱۹۷۵ء ' ص: ۶۵

۱۳۴- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۲۳۵-۲۵۱

۱۳۵- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۲۳۵-۲۵۱

۱۳۶- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۲۴۵-۲۵۰

۱۳۷- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۲۵۱

۱۳۸- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۱۸۰-۲۲۳

۱۳۹- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۱۸۰-۲۲۳

۱۴۰- دِلی کے بائیس خواجہ - ڈاکٹر ظہور الحسن شارب - لاہور- ۱۹۶۴ء ' ص: ۱۵۸-۱۶۲

۱۴۱- دِلی کے بائیس خواجہ - ڈاکٹر ظہور الحسن شارب - لاہور- ۱۹۶۴ء ' ص: ۱۶۲-۱۶۴

۱۴۲- دِلی کے بائیس خواجہ - ڈاکٹر ظہور الحسن شارب - لاہور- ۱۹۶۴ء ' ص: ۱۶۲-۱۶۴

۱۴۳- ایضاً - ص: ۱۶۵

۱۴۴- سیرالعارفین - ص: ۸۸

۱۴۵- دِیوان قلندر شاہ - غلام دستگیر نامی ' لاہور - ۱۹۶۹ء ' ص: ب

۱۴۶- تذکرۂ صوفیائے بلوچستان - ڈاکٹر اِنعام الحق کوثر ' لاہور- ۱۹۷۶ء ' ص: ۱۲۸-۱۳۰

۱۴۷- گلزار حاکمی ' سلطان حمید الدین حاکم - مرتبہ: غلام دستگیر نامی ' لاہور- ۱۹۴۶ء ' ص: ۵ (ہ)

۱۴۸- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۲۶۱-۲۶۶

۱۴۹- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۳۰۹-۳۲۳

۱۵۰- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۳۲۳

۱۵۱- تذکرۂ صوفیائے بنگال - لاہور - ۱۹۶۵ء ' ص: ۱۶۳-۲۱۸

۱۵۲- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۳۵۰-۳۷۷

Marfat.com

۱۵۳- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۳۷۰-۳۷۵

۱۵۴- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۳۷۵-۳۷۷

۱۵۵- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۳۷۷

۱۵۶- حضرت مخدوم کی ولادت: ۷۰۷ھ/۱۳۰۸ء مطابق لطایفِ اشرفی' نظام یمنی دِھلی-۱۲۹۹ھ' ص: ۳۹۲
حضرت مخدوم کی وفات: ۷۸۵ھ/۱۳۸۴ء مطابق اخبار الاخیار' شیخ عبدالحق محدث
دہلوی' دھلی- ۱۳۳۲ھ' ص: ۱۴۳-اور مطابق حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت
محمد ایوب قادری' کراچی - ۱۹۷۵ء ' ص: ۱۸۱

۱۵۷- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۳۹۱-۴۳۴

۱۵۸- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ھ ' ص: ۴۳۴

۱۵۹- سیّد علی ہمدانی - لاہور - ۱۹۷۲ء ' ص: ۱-۲۰

۱۶۰- سیّد علی ہمدانی - لاہور - ۱۹۷۲ء ' ص: ۲۱-۲۸

۱۶۱- سیّد علی ہمدانی - لاہور - ۱۹۷۲ء ' ص: ۳۱-۳۲

۱۶۲- سیّد علی ہمدانی - لاہور - ۱۹۷۲ء ' ص: ۳۸-۵۲

۱۶۳- سیّد علی ہمدانی - لاہور - ۱۹۷۲ء ' ص: ۸۷

۱۶۴- سیّد علی ہمدانی - لاہور - ۱۹۷۲ء ' ص: ۱۰۴

۱۶۵- سیّد علی ہمدانی - لاہور - ۱۹۷۲ء ' ص: ۱۲۷

۱۶۶- جاوید نامہ - لاہور - ۱۹۴۷ء ' ص: ۱۸۵

۱۶۷- سیّد علی ہمدانی - لاہور - ۱۹۷۲ء ' ص: ۱۸۹-۱۹۳

۱۶۸- تذکرۂ صوفیائے بنگال - لاہور - ۱۹۶۵ء ' ص: ۳۸۵

۱۶۹- ایضاً

۱۷۰- بزمِ صوفیہ - ص: ۴۴۱-۴۶۰

۱۷۱- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ ' ص: ۴۶۰-۴۶۹

۱۷۲- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ ' ص: ۴۶۹

۱۷۳- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ ' ص: ۴۸۳-۵۱۰

۱۷۴- بزمِ صوفیہ - اعظم گڑھ - ۱۳۶۹ ' ص: ۵۱۰-۵۱۲

Marfat.com

۱۷۵- تذکرہ مشائخ قادریہ - لاہور - ۱۳۹۵ھ ' ص: ۱۲۵

۱۷۶- تذکرہ اولیائے ہند - ص: ۳۲۰-۳۲۱

۱۷۷- تذکرہ مشائخ قادریہ - ص: ۱۲۶

۱۷۸- سیر العارفین - مقدمہ - ص: ۶۷

۱۷۹- تذکرہ اولیائے پاک وہند - ص: ۲۳۱-۲۳۶

۱۸۰- ایضاً - ص: ۲۳۶

۱۸۱- اخبار الاخیار - کراچی - ۱۹۶۵ء ' ص: ۴۸۸-۴۸۹

۱۸۲- تذکرہ اولیائے پاک وہند - ص: ۲۴۲-۲۴۳

۱۸۳- حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار - ص: ۱-۴

۱۸۴- تذکرہ اولیائے ہند - دہلی - ۱۹۵۴ء ' ص: ۳۲۴-۳۲۵

۱۸۵- حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار - ص: ۵۰

۱۸۶- تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند - لاہور - ۱۹۷۱ء ' دوم: ۱۸۶
اخبار الاخیار - شیخ عبدالحق محدث دہلوی - کراچی - ۱۹۶۵ء ' ص: ۴-۴۷۳

۱۸۷- جائے ولادت: بغداد' ۸۷۱ھ/۱۴۴۶ء - مدفن: ٹھٹھہ (سندھ) ۹۳۴ھ/۱۵۲۷ء

۱۸۸- الکمال - لاہور - ۱۹۷۶ء ' ص: ۱۷-۱۴۳

۱۸۹- تذکرہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی - لاہور - ۱۹۷۶ء ' ص: ۲۲۵-۲۲۶

۱۹۰- تذکرہ اولیائے پاک وہند - لاہور - ۱۹۶۵ء ' ص: ۲۵۱-۲۵۵

۱۹۱- تذکرہ صوفیائے سندھ - کراچی - ۱۹۵۹ء ' ص: ۱۶

۱۹۲- رک: باب سوم رسالہ' تحت عنوان: معاصرین حضرت سلطان باھو

۱۹۳- رک: باب سوم رسالہ' تحت عنوان: معاصرین حضرت سلطان باھو

۱۹۴- رک: باب سوم رسالہ' تحت عنوان: معاصرین حضرت سلطان باھو

۱۹۵- رک: باب سوم رسالہ' تحت عنوان: معاصرین حضرت سلطان باھو

۱۹۶- رک: باب سوم رسالہ' تحت عنوان: معاصرین حضرت سلطان باھو

۱۹۷- رک: باب سوم رسالہ' تحت عنوان: معاصرین حضرت سلطان باھو

۱۹۸- رک: باب سوم رسالہ' تحت عنوان: معاصرین حضرت سلطان باھو

Marfat.com

۱۹۹- رک: باب سوم رسالہ، تحت عنوان: معاصرین حضرت سلطان باھُو

۲۰۰- الفقرُ فخری - لاہور - ۱۳۷۰ھ ' ص: ۱۹۴

۲۰۱- مولوی خدابخش ایمن آبادی ' تاریخ وصال: ۱۱۰ھ/۲۸/۷ء لکھی گئی ہے جو زیادہ درست معلوم نہیں ہوتی (شجرہ حضرات چشت اہلِ بہشت' لاہور - ۱۳۱۶ھ ' ص: ۴)

۲۰۲- "کُمَیل بن زیاد بن نہیک النخعی (۱۲-۸۲ھ) تابعی مِن اصحابِ علی ابنِ ابی طالب- کانا شریفا مطاعافی قومہ - شھدصفین مع علی، و سکن الکوفہ، وروی الحدیث- قتلہ الحجاج صبراً -" (الاعلام - خیرالدّین الزرکلی - دمشق - ص: ۹۳)

۲۰۳- مِرأۃالاسرار - لاہور - ۱۴۰۲ھ ' ص: ۲۲۶

۲۰۴- ابو اسحاق شامی کو اُن کے مُرشد خواجہ ممشاد علی دینوری (ف: ۲۹۹ھ) نے چشت (خراسان) بھیجا اور اِس وجہ سے چشتی مشہور ہوئے- (شجرہ حضراتِ چشت اھلِ بہشت' مولوی خدابخش - لاہور - ۱۳۱۶ھ ' ص: ۶-۷)

۲۰۵- کشفُ المحجوب - لاہور - ۱۳۹۸ھ ' ص: ۲۳۸ - ۴۵۰

۲۰۶- مطابق: تذکرہ مشائخ قادریہ - مُحمد دِین کلیم - لاہور - ۱۹۷۵ء ' ص: ۹۱-۹۲

مطابق: شجرۂ قادِریہ - مُرتبہ: سُلطان غلام دستگیر القادری - لاہور - ۱۹۶۰ء

مطابق: شجرۂ قادریہ - مُرتبہ: پیرعلی حیدر القادری - بغداد - ۱۹۵۲ء

۲۰۷- مطابق کتاب: شجرہ حضراتِ چشت اہلِ بہشت - مولوی خدابخش ایمن آبادی- لاہور - ۱۳۱۶ھ ' ص: ۱-۱۰

۲۰۸- مطابق: احوال و آثار شیخ بہاءُالدِین زکریا مُلتانی - ڈاکٹر شمیم محمود زیدی - راولپنڈی - ۱۹۷۴ء ' ص: ۱۰

خزینۃُ الاصفیاء - غلام سرور لاہوری - کانپور - ۱۳۳۲ھ ' ج: ۱ ' ج: ۲

۲۰۹- مطابق: نُورِ اسلام' اولیائے نقشبند نمبر- مُرتبہ: مِیاں جمیل احمد شرقپوری- لاہور - ۱۹۷۹ء ' ص: ۱۱۳

۲۱۰- مطابق: اربعہ انہار - شاہ ابوسعید - دِہلی - ۱۳۱۱ھ ' ص: ۲۹

۲۱۱- قلایدالجواہر' موسوم بہ تذکرۃ الماٰثر فی مناقب شیخ عبدالقادِر' مُلقب بہ حیاتِ جاودانی- لاہور - ۱۹۰۵ء ' ص: ۳-۴

Marfat.com

۲۱۲- ایضاً - ص: ۵

۲۱۳- سِرُّ الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار - لاہور - ۱۹۵۹ء ' ص: ۴

۲۱۴- قلاید الجواہر فی مناقبِ شیخ عبدالقادرؒ ملقب بہ حیاتِ جاودانی -لاہور-۱۹۰۵ء ' ص: ۱۰

۲۱۵- ایضاً - ص: ۱۱

۲۱۶- قلاید الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادرؒ ملقب بہ حیاتِ جاودانی -لاہور - ۱۹۰۵ء ص: ۱۰

۲۱۷-قلاید الجواھر فی مناقب شیخ عبدالقادرؒ ملقب بہ حیاتِ جاودانی -لاہور-۱۹۰۵ء ص: ۱۳-۱۴

۲۱۸-قلاید الجواھر فی مناقب شیخ عبدالقادرؒ ملقب بہ حیاتِ جاودانی -لاہور-۱۹۰۵ء ' ص: ۴۵

۲۱۹- ایضاً - ص: ۴۷

۲۲۰- ایضاً - ص: ۸۰-۸۱-۱۳۸

۲۲۱- ایضاً - ص: ۱۰۱

۲۲۲-ایضاً - ص: ۱۰۸-۱۱۳

۲۲۳-السفینۃ القادریہ-طرابلس' لیبیا-۱۳۰۴ھ (مملوکہ کتابخانہ پبلک لائبریری پنجاب' لاہور)

۲۲۴- **فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْض** (البقرہ - ۲:۲۵۳)

۲۲۵- سکینۃ الاولیاء - لاہور - ۱۳۹۱ھ ' ص: ۲۳

۲۲۶- ''میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔''

۲۲۷- سکینۃ الاولیاء - ص: ۲۳

۲۲۸- قلاید الجواہر (ملقب بہ حیاتِ جاودانی) - ص: ۵۷

۲۲۹- سکینۃ الاولیاء - ص: ۲۷

۲۳۰- کلام الاولیاء فی شانِ سلطان الاولیاء - لاہور - ۱۹۵۹ء ' ص: ۱۶
زُبدۃ الآثار - شیخ عبدالحق محدث دہلوی - لاہور - ۱۹۷۵ء ' ص: ۲۱

۲۳۱- قلاید الجواہر (ملقب بہ حیاتِ جاودانی) ' ص: ۲۴۹

۲۳۲- قلاید الجواہر (ملقب بہ حیات جاودانی) ' ص: ۲۴۹

۲۳۳-قلاید الجواہر (ملقب بہ حیات جاودانی) ' ص: ۵۵

۲۳۴- تذکرہ مشائخ قادریہ - ص: ۱۰

۲۳۵- حالات مشائخ مجددیہ نقشبندیہ - مرادآباد - ۱۳۲۳ھ ' ص: ۲۰۶

Marfat.com

۲۳۶- سفینۃ الاولیاء - نولکشور کانپور - ۱۸۸۴ء ' ص: ۴۸-۴۹

۲۳۷- مبدا و معاد - دہلی - ۱۳۱۱ھ ' ص: ۳

۲۳۸- رسالہ حق نما - لاہور - ۱۳۲۲ھ ' ص: ۴

۲۳۹- انیس الواعظین - شیخ ابوبکر سندھی - بمبئی - ۱۳۰۲ھ ' ص: ۱۵۷-۱۵۸

فتاویٰ غیاثیہ (خطی) قرن ہشتم یا قرن نہم ہجری' فصل انساب - مملوکہ کتابخانہ دانشگاہ پنجاب' لاہور - مخطوطہ: ۴۷۵۰

تاریخ الآئمہ - سید وزیر حسین - نولکشور لکھنؤ - ۱۲۹۹ھ ' ص: ۴۳

تواریخ حضرت سلطان باھو (خطی) ۱۲۹۱ھ - مملوکہ پنجاب پبلک لائبریری' لاہور - مخطوطہ: ۱۴۵

مناقب سلطانی (خطی) ۱۳۳۰ھ - پنجاب یونیورسٹی لائبریری وفہرست مخطوطات شیرانی - لاہور - ۱۹۶۸ء ' ۱: ۸۳

مناقب سلطانی (خطی) ۱۳۱۹ھ - مملوکہ نگارندہ رسالہ

شجرہ (خطی) مکتوبہ محمد دین پسر جیلانی بخش - مملوکہ سلطان غلام دستگیر القادری

۲۴۰- مناقب سلطانی - لاہور - ۱۳۳۵ھ ' ص: ۶

۲۴۱- مناقب سلطانی - لاہور - ۱۳۳۵ھ ' ص: ۱۰

۲۴۲- مناقب سلطانی - لاہور - ۱۳۳۵ھ ' ص: ۱۵

۲۴۳- مناقب سلطانی (خطی) ۱۳۱۹ھ ' ۱۵: الف - مملوکہ نگارندہ رسالہ

تواریخ حضرت سلطان باھو (خطی) ۱۲۹۱ھ' ۸: ب - مملوکہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور

مجموعہ کلام: حضرت سلطان محمد نواز - لاہور - ۱۹۶۲ء ' ص: ۵۳

۲۴۴- مجالسۃ النبی ﷺ (خطی) ۱۹۳۵ء ' ۲۸: الف ' مملوکہ: سلطان غلام دستگیر القادری

عقل بیدار (خطی) ۱۳۴۰ھ ' ۳: ب ' مملوکہ: سلطان محمد عزیز

۲۴۵- مناقب سلطانی (خطی) ۱۳۱۹ھ ' ۴۶: الف تا ۴۸: الف ' مملوکہ نگارندہ رسالہ

۲۴۶- تاریخ نویسی فارسی در دورہ تیموریان ہند و پاکستان (از بابر تا اورنگ زیب) - دانشگاہ تہران' ۵۱-۱۳۵۰ ' ص: ۵۲۶

۲۴۷- مناقب سلطانی (خطی) ۱۳۹۱ھ ' ۲۶: الف تا ۴۸: الف ' مملوکہ: نگارندہ رسالہ

Marfat.com

گنج الاسرار (خطی) ۱۳۲۳ھ ، ۲: الف ، مملوکہ: سلطان غلام باھو
شمس العارفین - لاہور - ۱۹۵۸ء ، ص: ۹۵
تاریخِ ملتان - نور احمد فریدی - ملتان - ۱۹۷۱ء ، ۲: ۳۳ - ۴۷
مناقبِ سلطانی (خطی) ۱۳۱۹ھ ، ۴۲: الف ، ۴۳: ب ، ۴۶: الف ، ۱۳۵: ب -
مملوکہ: نگارندہ رسالہ
سی حرفی (پنجابی) - محمد زکریا - سرگودھا - ۱۳۰۲ھ

۲۴۸- مناقبِ سلطانی - لاہور - ۱۳۴۵ھ ، ص: ۴۵
مناقبِ سلطانی (خطی) ۱۳۱۹ھ ، ۴۸: الف - مملوکہ: نگارندہ رسالہ

۲۴۹- عقلِ بیدار (خطی) ۱۳۴۰ھ ، ۳۹: الف - مملوکہ: سلطان محمد عزیز

۲۵۰- رک: باب ششم در آثار

Marfat.com

حواشی بابِ اوّل

۲۵۱۔سون سیکسر کی وادی میں انگہ کی بستی کے لوگ کہتے ہیں کہ باھو کی ولادت اسی گاؤں میں ''ڈِل شریف'' کے مقام پر ہوئی ہے اس علاقہ کی زبان میں ایک پتھر کی چٹان کو ''ڈِل'' کہتے ہیں جو وہاں پر مشہور ہو چکی ہے مگر یہ روایت درست نظر نہیں آتی البتہ آپ کی والدہ محترمہ کی وہاں پر ولادت زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے میں نے خود اس مقام ''ڈِل شریف'' کی زیارت کی ہے جو ایک مقدس اور باکرامت جگہ ہے۔*والدہ محترمہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کی ولادت کا امکان ڈل شریف سے مراد اس کے قریب شہر انگہ میں ہے۔ڈل شریف ان نفوس قدسیہ کی جائے عبادت تھی۔

۲۵۲۔مصر کے فرعونوں کے بائیسویں تیئسویں خانوادہ نے ۹۴۵ تا ۱۲۷ق م حکمرانی کی۔

تاریخ تہذیب ڈاکٹر گرین برتن (ترجمہ) لاہور ۱۹۶۵ء ص ۴۱۔۴۲

۲۵۳۔Shorkot flourished under the greek kings of ariana and the punjab as well as under the indo scythian dynasties upto a-d.250.- imperial gazetteer of india (Punjab) Lahore, 1979, p.218.

۲۵۴۔سکندر نے پنجاب کو فتح کیا اور جہلم و چناب کے درمیانی علاقوں کو حاصل کیا (تمدن ہند' ڈاکٹر گستاولی بان (ترجمہ) لاہور ۱۹۶۲ء ص ۱۸۲

دربار آصف' غلام صمدانی گوہر' حیدر آباد' ۱۳۲۵ھ' ص ۲۲۔تاریخ ملتان' نور احمد فریدی' ج ۲' ص ۶۴

Cunningham identified shorkot with one of the towns of the malli attacked and taken by Alexander.

(imp.gazeteer of india Lhr, 1979, "Punjab", p.218)

۲۵۵۔عہد اسلامی کا ہندوستان' ریاست علی ندوی' پٹنہ ۱۹۵۰ء ص ۴۷: غازی پیر اور اس کا شورکوٹ میں غلبہ (مثل حقیقت بندوبست شورکوٹ سال ۱۸۸۰ء)۔

۲۵۶۔ایضاً-آب کوثر' محمد اکرام' لاہور ۱۹۶۵ء' ص ۲۷۔۳۳۸

۲۵۷۔آب کوثر' محمد اکرام' لاہور ۱۹۶۵ء' ص ۳۰۔۵۵

Marfat.com

ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں، ص ۲۲۴۔۲۲۸

۲۵۸۔آب کوثر' ص ۳۳۸

ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں' ص ۲۲۹

عرب وہند کے تعلقات' سلیمان ندوی' کراچی ۱۹۷۶ء' ص ۳۶۴

۲۵۹۔آب کوثر' ص ۳۳۹

تاریخ مختصر افغانستان 'عبدالحیٰ حبیبی ' کابل ۱۳۴۶' ۱:۱۶۲

۲۶۰۔تاریخ مبارکشاہی' یحییٰ بن احمد سرہندی' کلکتہ ۱۹۳۱' ص ۱۷' ۱۸

۲۶۱۔ایضاً، ص ۴۳

۲۶۲۔ایضاً، ص ۴۳

۲۶۳۔تحقیقات چشتی ' نور احمد چشتی' لاہور ۱۹۶۴ء' ص ۷۲: تاریخ فرشتہ' محمد قاسم فرشتہ

'پونہ ۱۸۳۲ء' ۱:۱۴۰

۲۶۴۔ایضاً، ص ۴۱۰' ۴۱۱؛ ایضاً ۱:۲۸۲

تحقیقات چشتی، ص ۷۸:

تاریخ معصومی، ص ۵۹۔۶۰

۲۶۵۔تاریخ مبارکشاہی، ص ۲۳۱

۲۶۶۔تاریخ فرشتہ ۲: ۶۳۰

۲۶۷۔معاشرتی وعلمی تاریخ' ڈاکٹر معین الحق' کراچی ۱۹۶۵ء' ص ۶۳

۲۶۸۔بلوچستان تاریخ کے آئینے میں جسٹس خدا بخش مری (ترجمہ) لاہور ۱۹۸۰ء' ۱:۲۹۸

بلوچستان 'میر گل خان نصیر' کوئٹہ ۱۹۸۲ء' ص ۲۷۱

۲۶۹۔معاشرتی وعلمی تاریخ 'ص ۶۴

۲۷۰۔اس علاقہ (شورکوٹ) کی زبان میں بلند وسیع وعریض مٹی کے ٹیلے کو جو پہاڑ کے مشابہ ہو ''بھڑ'' کہتے ہیں جو عام طور پر آثار قدیمہ میں شامل ہوتا ہے۔

۲۷۱۔میں نے اس مزار کی بھڑ (قلعہ کہنہ) پر زیارت کی ہے۔

۲۷۲۔تاریخ ملتان' ملتان ۱۹۷۱ء' ص ۲۰

Alberuni'sIndia, Dr. Edward C. Sachau, London, 1888, vol. 1, p. 298.

Marfat.com

۲۷۳۔ تاریخ مختصر افغانستان، ج ا، کابل ۱۳۴۶ھ، ص ۴۳

۲۷۴۔ چچ نامہ، محمد بن علی کوفی، بہاولپور ۱۳۵۷ھ، ص ۲۴۵

۲۷۵۔ تاریخ مختصر افغانستان، ص ۱۲۹

۲۷۶۔ تاریخ مختصر افغانستان، ج ا ص: ۱۳۰

آب کوثر، محمد اکرام، لاہور (قبل از مغلیہ) ۱۹۶۵ء، ص ۳۰

۲۷۷۔ تاریخ مختصر افغانستان ا: ۱۳۰

۲۷۸۔ تاریخ پنجاب، کنہیا لال، لاہور ۱۸۸۱ء، ص ۱۲۴، ۲۵۵۔ ۲۶۶

بمطابق اولیائے ملتان، مہاراجہ رنجیت سنگھ ۱۸۳۹ء کو فوت ہوا

(اولیائے ملتان، سید محمد اولاد علی۔ لاہور ۱۳۸۳ھ، ص ۸۱)

279- 'Jhang' is the local dialect signifies a clump of trees some prominent grovegave. its name to the original settlement (the punjab gazetteer,Jhang Distt vol.A.1980 p.18)

280- Jhang and Montgomery were the scene of Alexander's operations against the Malli in 325 B.C. (Imperial Gazetteer of india- Punjab, p.207).

۲۸۱۔ سید جلال الدین المعروف سرخ بخاری (۵۵۷۔ ۶۵۲ھ) بہاء الدین ذکریا ملتانی" کے مرید، جو بخارا سے بھکر آئے ان کا مزار اوچ شریف میں ہے (اخبار الاخیار۔ عبدالحق محدث، ص ۱۳۷)

خواجہ فرید الدین گنج شکر (۵۸۴ھ۔ ۶۷۹ھ) نے رائے سیال اور اس کے قبیلہ کو داخل اسلام کیا

(Imp.Gazetteer of india , PB.P.207)

۲۸۲۔ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے زمانہ اقتدار میں

(The Islamic surveys (Dynasties) Edinburgh, P.186)

۲۸۳۔ بہلول لودھی کے زمانہ سلطنت میں ۱۴۵۱ء تا ۱۴۸۹ء (......Do....P.187)

۲۸۴۔ پنجاب انڈر دی سلطانز۔ بخشیش سنگھ، لاہور ۱۹۷۹ء، ص ۱۹۸

Mat khan built Jhang sial on the chenab in 1462

Marfat.com

(Imperial Gazetteer of India,Punjab, p.207)

۲۸۵۔خانم ہیر۔ پنجاب میں ہیر اور رانجھا کی عشقیہ داستان معروف ہے مگر یہ ساری داستان افسانوی ہے دراصل ہیر ایک عابدہ اور زاہدہ تھی اور رانجھا اس کا مرید باصفا تھا (اولیائے جھنگ۔ لاہور۱۹۶۸ء ص۳۶۴تا۳۸۳)

مولوی رؤف احمد کے مطابق ہیر حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانیؒ کی مرید تھی حضرت بہاالدینؒ نے فرمایا تھا کہ تیرے لئے دعا کرتا ہوں تا کہ واصلان حق میں سے ہو جاؤ (درالمعارف ملفوظات شاہ غلام علیؒ بریلوی ۱۳۰۴ھ ص۱۶۰)

حضرت زکریا ملتانیؒ کا انتقال ۶۶۱ھ میں ہوا اور ہیر قریباً دوسو سال بعد پیدا ہوتی ہے اس لئے ہیر نے حضرت زکریا ملتانیؒ کے خانوادہ میں تلقین پائی ہوگی۔

The fair held at the tomb on the ist magh (in January) is exceedingly popular (The Punjab Gazetteer Vol.A.P.143)

۲۸۶۔تریموگھاٹ: اس مقام پر اب ایک مضبوط پل دریائے چناب اور جہلم پر بنی جھنگ کو جاتے ہوئے سلطان باھوؒ کے مقام سے چالیس کلومیٹر پر واقع ہے۔

Jhang is very strategically situated and has been the gate way from the Gomal and Bolan passes.

(The Punjab Gazetteer, Vol. A, P.3)

۲۸۷۔چندر گپت نے اپنی مملکت کی حدود کو مغرب میں (دریائے) سندھ کے کنارے تک پہنچا دیا وہ ۳۲۴ق۔م کو بادشاہ بنا اور ۲۴ سال تک حکمرانی کے بعد ۳۰۰ق۔م کو فوت ہوا (تاریخ مختصر افغانستان ۱:۴۵)

۲۸۸۔ھن قبیلہ وسط ایشیا سے وارد ہوا (تاریخ ہند۔من موہن لاہور ۱۹۴۱ء ۱:۱۱۲)

۲۸۹۔تاریخ ہند ۱:۱۱۲۔۱۱۳

۲۹۰۔اولیائے جھنگ لاہور ۱۹۶۸ء ص۵۹

۲۹۱۔ تاریخ فرشتہ ۲:۸۵۰۔۸۹۰: چچ نامہ ص۲۴۵

۲۹۲۔غازی پیر۔شورکوٹ ف:۱۳۲ھ۔شورکوٹ شہر کے مشرق میں ایک خوبصورت اور قدیم گنبد اُن کے مزار کا نظر آتا ہے۔

Marfat.com

۲۹۳۔آب کوثر' ص ۳۳۹

۲۹۴۔تاریخ فرشتہ۔ا:۳۲۔۲۲

سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات۔خلیق احمد نظامی' دہلی ۱۹۵۸ء' ص ۴۴۴

طبقات اکبری' نظام الدین بخشی' ایشیاٹک سوسائٹی ۱۹۱۱ء' ۳:۵۲۲

۲۹۵۔آب کوثر (قبل از عہد مغلیہ)' ص ۳۸۱

تاریخ فرشتہ' ا:۹۰۔۹۸

۲۹۶۔محمد تغلق کی سلطنت کے اوائل میں ترمہ شیرین چغتائی نے ملتان سے دہلی تک بیشتر شہروں اور قصبوں کو تباہ کیا (تاریخ فرشتہ' ا:۲۸۰۔۲۸۲) تیمور نے بھی ملتان اور تلنبہ میں غارتگری کی (فرشتہ' ا:۲۸۳) ترمہ شیرین کا حملہ ۱۳۲۹ء/۷۲۹ھ میں اور تیمور کا حملہ ۹۹۔۱۳۹۸ء/۸۰۱ھ میں ہوا (اسلامک سرویز' ص ۱۹۱)

۲۹۷۔ملتان میں شیخ یوسف کی تخت نشینی ۸۴۷ھ کو ہوئی (تاریخ ملتان۔نور احمد فریدی' ص ۲۸۸)

۲۹۸۔تاریخ فرشتہ' ۲:۶۳۹

۲۹۹۔بادشاہنامہ۔عبدالحمید لاہوری' کلکتہ ۱۸۶۷۔۱۸۶۸ء' ا:۴۲۵

ماثر الامراء۔صمصام الدولہ شاہنواز خان' لاہور ۱۹۷۰ء' ۳:۷۶۳

300- Inayatullah met Jehan Khan,the grand father of Dost Mohammad khan of Kabul , while on his way back from Hindustan (The punjab gazetteer, p.39)

۳۰۱۔زبدۃ الاخبار' شیر محمد نادر' لاہور ۱۹۷۷ء ' ص ۵۵

۳۰۲۔تاریخ پنجاب۔لاہور ۱۸۸۱ء' ص ۱۶۷ تا ۱۷۰

زبدۃ الاخبار' ص ۵۴

۳۰۳۔پنجاب انڈر دی سلطانز۔لاہور ۱۹۷۹ء' ص ۱۹۸

Distt. Censu report, Jhang , p.10

کھڑک سنگھ نے ۱۸۱۶ء کو جھنگ اور ۱۸۱۸ء کو ملتان فتح کیا (تحقیقاتِ چشتی' ص ۱۶۲)

۳۰۴۔* سلطان غلام دستگیر القادری، قبائل میں ''حضرت صاحب'' کے لقب سے معروف ہوئے، ۹ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ/۱۴ ستمبر ۱۹۸۶ء کو بلوچستان کے شہر کوئٹہ میں ایک ماہ علیل رہنے کے بعد فوت

Marfat.com

ہوئے اور ان کی تدفین اپنے دادا اور والد (حضرت سلطان نور محمدؒ وحضرت سلطان محمد نوازؒ) کی خانقاہ، موضع حضرت سلطان باہوؒ میں ۱۰ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ/ ۱۶ ستمبر ۱۹۸۶ء کو ہوئی وہ ایک باعمل پیر طریقت تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہوئے، فارسی اور اردو میں دیوان تصنیف کئے۔

۳۰۵۔ چچ نامہ، ص ۵۰ تا ۵۳

۳۰۶۔ شیر شاہ سوری کے زمانہ میں فتح جنگ خان حاکم ملتان نے ملتان کے علاقہ میں ''گیر'' نامی شہر آباد کیا۔

تاریخ شیر شاہی، عباس خان شروانی (ترجمہ) کراچی ۱۹۶۳ء ص:۱۱۹۔

۳۰۷۔ گڑھ مہاراجہ کے رئیس خان بیگ خان کو ۱۸۵۹ء میں مظفر گڑھ کے حاکم نے خلعت اور انعام عطا کیا گویا اس سال بھی یہ علاقہ مظفر گڑھ کے تحت تھا (بیان حقیقت بندوبست گڑھ مہاراجہ ۱۸۸۰ء، ص ۸)

۳۰۸۔ تاریخ جھنگ سیال، نور محمد چیلہ،

Kauramal Governor of Multan in thedays of walidad khan founded Garhmahraja.

(The punjabgazetteer,Vol.A.pp.38,44)

۳۰۹۔ ماڑی شاہ سخیرا: شورکوٹ کے نواح میں واقع ہے۔

310-ThePunjabGazetteer,vol.A.Jhang,Distt.1980,P.38.

۳۱۱۔ تاریخ ہند۔ وشوانات، ص ۲۰۱

۳۱۲۔ رک: ح ۳۱۷

۳۱۳۔ قلعہ قہرگان شورکوٹ کے نواح میں ہے درراصل شورکوٹ کے مغرب میں ایک نوشہرہ نامی گاؤں جواب بھی موجود ہے اور آٹھ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے وہاں پر یہ قلعہ موجود تھا شورکوٹ میں حضرت سلطان باہوؒ کا مسکن یہی قلعہ تھا

۳۱۴۔ تاریخ جھنگ، ص ۱۴۳، (بحوالہ تذکرہ ملتان، ص ۱۵۶)

۳۱۵۔ رک: ح ۳۲۳

Garhmaharaja becomes Jagir of mehr Rajab

The Punjab Gazetteer. Pp.45-46-

Marfat.com

۳۱۶۔تحقیقات چشتی، ص ۱۷۷:

Disttrict census report Jhang 1972,P.7

۳۱۷۔عہد عنایت اللہ یزدی (۱۰۳۸ھ/۱۶۲۹ء۔۱۰۴۱ھ/۱۶۳۲ء) مطابق پاکستان میں
فارسی ادب کی تاریخ۔ڈاکٹر ظہور الدین، ص ۷۔۸
لاہور یمین الدولہ آصف کی املاک میں تھا اور بابا عنایت اللہ یزدی حاکم تھا۔ماثر
الامرا ۱: ۴۲۵،نواب وزیر خان۔بلال زبیری، ص ۴۸

۳۱۸۔عہد شاہ جہان (۱۰۳۷ھ/۱۶۲۸ء۔۱۰۶۸ھ/۱۶۵۷ء) اسلامک سرویز۔ ایڈنبرگ، ص ۲۱۰

۳۱۹۔عہد رشید خان سیال (۱۶۱۸ء۔۱۶۵۶ء) تاریخ جھنگ، ص ۱۴۷

۳۲۰۔عہد جہان خان سیال (۱۶۸۷ء۔۱۷۰۰ء)۔تاریخ جھنگ، ص ۱۴۸

۳۲۱۔عہد اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء۔۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء) اسلامک سرویز 'ایڈنبرگ، ص ۲۱۰۔

۳۲۲۔تاریخ ہند، من موہن وعبدالحمید خان، لاہور ۱۹۴۱ء ۱: ۳۰۲ تا ۳۲۸

۳۲۳۔کچھی۔موضع سلطان باھوؒ سے جانب مغرب چار کلومیٹر پر ہے۔

324- Rind Baloches (of Satgarah) fell in with the Bharwanas(of mahani sials).

325- Hostilities brokeout; but the Bharwawnas were the strongere and drove the Baloches out of the sandal bar,across the chenab. (the punjab gazetteer,vol.A.p47)

326- Khewa khan, who founded the village Khewa 12 miles north of Jhang-The punjab Gazetteer,p.143

۳۲۷۔میرک سیال۔بمطابق مثل حقیقت بندوبست سال ۱۸۸۰ء، موضع میرک سیال، ص ۳۔۶۲۹

۳۲۸۔جھنگ میں بھروانہ ایک مشہور قبیلہ ہے جو جھنگ شورکوٹ شاہراہ پر بھروانہ نامی گاؤں میں
آباد ہیں۔

۳۲۹۔رجوعہ ایک آباد گاؤں ہے جو فیصل آباد چنیوٹ روڈ پر واقع ہے یہاں دولت شاہ بخاری کا
مزار معروف ہے۔

۳۳۰۔تاریخ جھنگ، لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۱۷۶

Marfat.com

۳۳۱۔ریاست ندھا۔جھنگ میں واقع ہے۔

۳۳۲۔شاہ جیونہ جھنگ میں واقع ہے جلال سرخ بخاریؒ سے دوسری پشت میں سید محبوب عالم شاہ جیون کے نام سے مشہور ہوئے۔

۳۳۳۔دی پنجاب گزیٹیئر The Panjab Gazetteer,Vol.A.pp.37-38

۳۳۴۔ایضاً،ص ۳۹

335- After the death of Inayatullah Khan (1757-1797A.D.) The internal feud made them even weaker and eventually in 1801 A.D.Sials were completely reduced by Ranjit singh (The Punjab Gazetteer vol.A.p.40)

۳۳۶۔دہ سارنگ خان بلوچ بہفت کیلومیتر از شورکوٹ است۔

۳۳۷۔حجت الاسرار۔سلطان باھوؒ مکتوبہ ۱۳۷۴ھ،ص ۲۰

عین الفقر۔سلطان باھوؒ مکتوبہ ۱۳۹۲ھ،ص ۲۲۲۔

حواشی بابِ دوّم

۳۳۸۔علوی بفتحتین،اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور اصطلاحاً علوی زبروں کے ساتھ اسے کہا جاتا ہے جو حضرت علیؓ کی اولاد سے ہو مگر حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے نہ ہو۔

غیاث اللغات،نولکشور۔رامپور،۱۲۴۲ھ،ص ۳۰۲۔

وہ سادات جو اولاد علیؓ تو ہوں مگر حضرت فاطمۃ الزھراؓ کے بطن سے نہ ہوں جیسے حضرت عباس علمدارؓ

فرہنگ آصفیہ،سید احمد دھلوی،لاہور ۱۸۹۸ء،۳:۲۸۵

رسالہ شمس الاعوان کے مولف غلام حسین کے مطابق وہ فرزندان جو حسنین اور ان کی اولاد کے ماسوا معروف ہیں اعوان اور علوی کہلاتے ہیں۔

۔رسالہ شمس الاعوان،لاہور ۱۹۵۸ء،ص ۷۔

۳۳۹۔تاریخ بیبیاں پاکدامناں،لاہور ۱۹۸۰ص ۲۶۲

Marfat.com

٣٤٠۔اعوان: عربی کا لفظ ہے اس کے معنی بہت مدد کرنے والے (لغات کشوری، نولکشور ١٩٢٦ء)

٣٤١۔فتاویٰ جہانداری، ١٣٥٠ھ، ص ٨٣

٣٤٢۔ ایضاً ص ٨٥

٣٤٣۔تاریخ نامہ ہرات، کلکتہ ١٣٤٢ھ، ص ٤٢٢

٣٤٤۔ دھنی ادب وثقافت، راولپنڈی ١٩٦٨ء، ص ٨٤

٣٤٥۔مناقب سلطانی (خطی)، مکتوبہ فتح شیر ١٣١٩ھ، ص ٧، مملوکہ نگارندہ مقالہ

٣٤٦۔اسلامک سرویز، ایڈنبرگ ١٩٦٧ء، ص ١٨١

٣٤٧۔تذکرۃ الاعوان، سرگودھا ١٩٧٧ء، ص ١٧

٣٤٨۔تاریخ مخزن پنجاب، لکھنو ١٩٧٧ء، ص ٥٥١

349-AGlossary of tribes and castes,1:519

350-AGlossary of tribes and castes,11:26

351-Martial races of India, P.246-247

٣٥٢۔

آدم	لامک	نوح
کیومرث	نوح	کعبہ
سیامک	سام	تواہ
فراول	ارم	اروند اسپ
تازیوبرسد	عاس	بیوارسپ
زان کعبہ	عاد	ضحاک
		بیوارسپ

اروند اسپ   انو آن

ضحاک ر (دہ اک)   ضحاک

طبقات ناصری (ترجمہ انگریزی) راورٹی، کوئٹہ ١٩٧٨ء ١: ٣٠٣

Marfat.com

(۳۵۳) ضحاک
شداد
اسد
معدل
ابراهیم
نجش
بہرام
حین
وتذان
مونشی
باین
خرنک
شنسب
پرویز
وریشان
وارمیش
نہاران
بنجی
محمد
سوری
محمد (x)

محمد (x)
ملک ابوعلی — حسن — امیر شیش
امیر عباس
امیر محمد
ملک قطب الدین حسن
ملک عزالدین حسین
فخرالدین مسعود — سیف الدین سوری — قطب الدین محمد — علاالدین جہانسوز — بہاؤالدین سام
غیاث الدین — معزالدین

(طبقات ناصری ترجمہ غلام رسول مہر'' لاہور ۱۹۷۵ء، ۱: ۵۹۸ تا ۶۵۸)

Marfat.com

۳۵۴ـ شجرہ ۱

حضرت علی
امیر عباس
امیر عبداللہ
امیر حسن
امیر حمزہ
امیر جعفر
امیر ابراہیم
امیر علی
امیر قاسم
امیر طیار
عون لیلیٰ ملقب قطب شاہ

شجرہ ۲

حضرت علی
امیر محمد حنفیہ
شاہ عبدالمنان
شاہ بطل
شاہ ملک آصف غازی
شاہ عمر غازی
شاہ محمد غازی
شاہ طبیب غازی
شاہ طاہر غازی
شاہ عطاء اللہ غازی
میر قطب شاہ

شجرہ ۳

حضرت علی
امیر زبیر
حجر شاہ
احمد شاہ
عبق شاہ
ادھم شاہ
دراب شاہ
نواب شاہ
فرطک شاہ
محمود شاہ
فیروز شاہ
حسین شاہ
امان شاہ
حضرت قطب شاہ

(رسالہ شمس الاعوان، قاضی غلام حسین، (تاریخ الاعوان، ملک شیر محمد اعوان، ص ۷۶ (مناقب سلطانی، سلطان حامد، خطی ۱۳۱۹
ص ۱۲ زاد الاعوان ـ باب الاعوان) رسالہ شمس الاعوان، قاضی غلام حسین، ص ۱۲) ورق ۱۷ الف ب
تاریخ الآئمہ، سید وزیر حسین، نولکشور ۱۲۹۹ھ، ص ۴۳
فتاویٰ غیاثی، علی بن ابراہیم علوی، باب الانساب (زمانہ غیاث الدین بلبن)
رسالہ شمس الاعوان، قاضی غلام حسین، جہلم، ص ۱۲
مکتوبہ محمد دین ولد میاں جیلانی بخش (خطی) ۱۲۹۸ھ)

۳۵۵ـ امیر شاہ سے انور شاہ سے محمد ھرگن سے محمد جیھون سے محمد بہاری سے محمد ملا سے محمد انون سے محمد شکرا یا سکرا سے محمد پیدا سے محمد مغلا سے محمد منان سے محمد تمیم سے اللہ دتہ یا محمد دتہ سے شیخ فتح محمد سے شیخ بازید محمد سے شیخ سلطان باھوؒ۔

(مناقب سلطانی، سلطان حامد، مکتوبہ فتح شیر ۱۳۱۹ھ) (شجرہ مکتوبہ محمد دین ولد جیلانی بخش، ۱۲۹۸ھ)

Marfat.com

(رسالہ شمس الاعوان، قاضی غلام حسین، جہلم، ص ۲۱)

۳۵۶۔ مناقب سلطانی (خطی) مکتوبہ بہادر شاہ، ۱۳۳۰ھ

فہرست مخطوطات شیرانی، لاہور ۱۹۶۸ء، ۱: ۸۳ (کتابخانہ دانشگاہ پنجاب، لاہور)

مناقب سلطانی (خطی) مکتوبہ فتح شیر، ۱۳۱۹ھ

۳۵۷۔ (ترجمہ) بیشک آسمان ستاروں سے مزین ہے اور زمین حرکت کرنے والی چیزوں سے مزین کی گئی۔ انسان کو قوت اپنے بھائی کے کمال سے ہے یہاں تک کہ (کائنات کی) تمام (اشیاء کی صفات) پر اس کے کندھے بلند ہوئے۔

۳۵۸۔ انیس الواعظین، بمبئی ۱۳۰۲ھ، ص ۱۵۷۔۱۵۸ (فی المجلس الرابع عشر فی فضیلہ یوم عاشورہ شہادۃ الحسین)

۳۵۹۔ فتاویٰ غیاثیہ (خطی) مکتوبہ قرن ہشتم یا نہم ہجری بنام غیاث الدین بلبن (۶۲۴ھ۔۶۸۴ھ) مملوکہ کتابخانہ دانشگاہ پنجاب ۱۶۳۵۔۱۶۹۷/۴۷۵۰

۳۶۰۔ فہرست مخطوطات شیرانی، لاہور ۱۹۷۳ء، ۲: ۷۹۹

فہرست مفصل (قاضی عبدالنبی کوکب) لاہور ۱۹۷۵ء، ۱: ۱۳۸

۳۶۱۔ تاریخ الآئمہ، نولکشور ۱۲۹۹ھ، ص ۴۳

۳۶۲۔ تواریخ حضرت سلطان باھو (خطی) ۱۲۹۱ھ، ۱۰: ب، مملوکہ پبلک لائبیریری پنجاب، لاہور۔

۳۶۳۔ امام حنیف مرتبہ ناشران دین محمدی لاہور و پنجابی منظوم۔

شجرہ (خطی) مکتوبہ محمد دین پسر میاں جیلانی بخش۔

۳۶۴۔ (۱) حسن، حسین، محمد حنفیہ، عباس، عبداللہ اکبر، جعفر، عثمان، محمد الاصغر، عبداللہ الاصغر، عبیداللہ، عون، یحییٰ، محمد الاوسط، عثمان الاصغر، عباس الاصغر، جعفر الاصغر، عمر الاکبر، عمر الاصغر۔

(اٹھارہ فرزندان۔ مطابق شرح زندگانی علی ابن ابی طالب، ج ۲، نگارش محمد علی خلیلی)۔

(۲) حسن، حسین، محسن، محمد حنفیہ (محمد اکبر) محمد اوسط، محمد اصغر، ابوبکر، عمر اکبر، یحییٰ، عثمان، عباس اکبر، جعفر اکبر، عبداللہ اکبر، اصغر، عون۔

(۱۶ پسران، مطابق طبقات ناصری قاضی ابوعمر بن منہاج الدین ج ۱: ۱۱۰۔۶۵۸ھ)۔

(۳) حسن، حسین، محمد حنفیہ، عباس اکبر، عبداللہ اکبر، جعفر اکبر، عثمان الاکبر، محمد الاصغر، عبداللہ الاصغر، عبیداللہ، عوان ماہر و یحییٰ، محمد الاوسط، عثمان الاصغر، جعفر الاصغر، عمر الاطراف)

Marfat.com

عمر الاصغر، محسن۔
(افادہ لائبریری کتاب آستانہ قدس مشہد، ایران)۔
(۴) حسن، حسین، محسن، ابوبکر، عثمان، عقیل، عباس، زید، علاء الدین، جعفر، محمد حنفیہ، عبداللہ، یحییٰ، عباس عون، عمر، طالب۔
(۷ اپسران مطابق مکتوبہ ۱۳۶۳ھ از گل محمد، بشکریہ خلیفہ گل محمد ابن فیض محمد۔ اُچ شریف)

۳۶۵۔ مناقب سلطانی، لاہور ۱۳۴۵ھ ص ۵
۳۶۶۔ تاریخ اسلام غلام قادر فصیح، لاہور ۱۹۳۵ء، ۵۲۴
۳۶۷۔ رستم (زمانہ یزدجرد و خسرو پرویز) بن ھرمز بختیار بن شاہ فیروز بن بزفری بن شیراوژن بن خدایگان بن فرخ بن ماہ خدای بن فیروز بن گرد آفرین بن پہلوان بن سپہبد بن رستم بن مہر آزاد بن رستم بن پولاد بن کان آزاد مرد بن رستم بن جہر آزاد بن نیروسنج بن فرخ بہ بن داد آفرین ابن سام بن بہ آفریدین ہوشنگ بن فرامرز بن رستم الاکبر بن دستان بن سام بن نریمان بن کورنگ بن گرشاسب۔
تاریخ سیستان تالیف ۴۴۵۔ ۷۲۵ تصحیح بہار، ص ۸۔
(نوٹ) گرشاسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے چار ہزار چار سو چالیس سال پہلے گزرا ہے (تاریخ سیستان، ص ۴)
''گرشاسب نامہ'' کے مطابق نریمان کورنگ کا والد گرشاسب کا بھائی ہے۔
''گرشاسب نامہ'' حکیم ابونصر علی بن احمد اسدی طوسی، تہران ۱۳۱۷، ص ۳۲۸
۳۶۸۔ تاریخ مختصر افغانستان، کابل ۱۹۶۷ء، ۱ : ۹۴
۳۶۹۔ مقدمہ ابن خلدون، کراچی ۱۹۶۶ء، ۲ : ۱۷۵
۳۷۰۔ تاریخ گیلان، تہران ۱۳۵۳ھ، ص ۲۶، ۲۷
۳۷۱۔ ایضاً حاشیہ، ص ۲۶
۳۷۲۔ تاریخ مزار شریف، لاہور ۱۳۴۴ھ، ص ۲۷
۳۷۳۔ تاریخ طبری (ترجمہ اردو)، کراچی ۱۹۷۰ء، ۷ ۱۱۷ تا ۵۱۲
ص ص ۱۱۷، ۱۶۵، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۷، ۱۷۸، ۲۳۱، ۱۹۸، ۹۱، ۲۴۶، ۳۲۸، ۳۳۳، ۳۵۴، ۳۸۴، ۳۸۷، ۳۹۷، ۴۶۳، ۵۱۲۔

Marfat.com

۳۷۴۔تاریخ طبری' کراچی،۸: ۹۰ تا ۴۱۸
۳۷۵۔تاریخ طبری'۹۔۱۰: ۵۷ تا ۳۹۸
۳۷۶۔تاریخ طہران،طہران ۱۳۵۷' ص ۱۹
۳۷۷۔۳۵۵۔۲۰۸, TABQAT-E-NASRI,RAVERTY
۳۷۸۔تاریخ ملتان' ۱۹۷۱ء ص ص ۹۹ تا ۱۰۸
۳۷۹۔عہد اسلامی کا ہندوستان 'لکنھو ۱۹۵۰ء' ص ۲۷۔۲۸
۳۸۰۔مناقب سلطانی' لاہور ۱۳۴۵ھ' ص ۶

381-Notes on Afganistan and Balochistan, Quetta.1976,
۳۸۱۔2-81.

382۔Tabqat-e-nasri, Raverty, 1:9-498.

383۔A Glossary of Tdc., I:50, 11:25

۳۸۴۔تاریخ نامہ ہرات 'کلکتہ ۱۳۶۲ء' ص ۹۹

۳۸۵۔فیروز کوہ کو ۶۱۹ھ میں اس طرح ویران کر دیا گیا تھا کہ اب اس کے اصل محل وقوع کا تعین کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے اسی طرح چغتائی نے سندھ' مکران اور کرمان (زبر کے ساتھ وادی کرم میں) کو لوٹ مار کر کے ویران کر دیا تھا چغتائی ماوراء النہر میں قیام پذیر تھے افغانستان' تخارستان' بلخ 'میمنہ' جوزجان' غرجستان' غور' ہرات' بادغیس' سیستان' زابل سے غزنی اور کابل تک کے علاقے بالواسطہ یا بلاواسطہ بزور شمشیر قبضہ میں لائے گئے انہوں نے تیس سال کے عرصہ میں ایشیا کے وہ بڑے شہر جو ثقافت علوم اسلامیہ کے اہم مراکز تھے اور اہم تمدن رکھتے تھے ویران کر دیئے وہاں کے باشندوں کو بے رحمی کے ساتھ، قتل عام کر دیا تھا ہزاروں بڑے بڑے کتب خانے جلا دیئے گئے اسی وجہ سے ثقافت تمدن' صنعت' علوم تجارت اور ادب کے میدان کساد بازاری کی شکل اختیار کر گئے خراسان جغرافیائی نقطہ نظر سے سندھ کے ساحل تک ایک ہولناک ویرانہ بن گیا تھا۔
تاریخ مختصر افغانستان' حبیبی' کابل ۱۳۹۴' ۲: ۴ تا ۶۔

۳۸۶۔مطابق اسلامک سرویز۔ایڈنبرگ ۱۹۶۷ء' ص ۵۶۔

۳۸۷۔سادات عظام خراسان سے جب تفرقہ ہو جانے کے باعث ہجرت کر کے ہند میں داخل ہوئے تو قبیلہ اعوان بھی ان کے رفیق اور معاون کے طور پر ساتھ ہوئے اور کالا باغ کے پہاڑوں

Marfat.com

میں دریائے اٹک کے کنارے یعنی دریائے سندھ کے کنارے پر پنجاب میں داخل ہوئے سادات نے مختلف مقامات پر سکونت اختیار کر لی چنانچہ بخاری اوچ میں گیلانی بلوٹ میں شیرازی چواسیدن میں، اور ہمدانی دنداشاہ بلاول میں مخلوق خدا کو فیض رسانی اور ہدایت کے لئے سجادہ نشین ہو گئے اور قبیلہ اعوان نے کالا باغ پر تصرف کر کے دریائے اٹک یا دریائے سندھ کے مشرقی کنارے کو آگے بڑھ گئے اعوان دریائے جہلم کے غرب تک چلے گئے شمال میں دھنی پھوٹھوار جنوب میں ریگستان یعنی چولستان مشرق میں کوہستان جبال پکھروسون، سکیسر تاؤ اور کھون تک پھیل گئے ان پہاڑوں کے راجے اقوام ختک وجنجوعہ اور ہندوراجاؤں کو شکست فاش دی اور خود ان علاقوں پر تسلط حاصل کر گئے۔

مناقب سلطانی' لاہور ۱۳۴۵ھ' ص ۷۰۶

۳۸۸۔ سالار مسعود غازی علوی بارھویں پشت میں حضرت علیؓ سے جاملتے ہیں ان کی والدہ بی بی ستر معلیٰ محمود غزنوی کی ہمشیرہ تھیں ان کے والد سالار ساھو ۴۰۱ھ/۱۰۱۰ء کو قندھار سے اجمیر پہنچے تھے ان کی ولادت اجمیر میں ۴۰۵ھ/۱۰۱۴ء کو ہوئی سال ۴۲۴ھ/۱۰۳۳ء کو شہید ہوئے سالار ساھو محمود غزنوی کے فرمان پر اجمیر کی فتح کے لئے آئے تھے اور پھر وہیں رہ گئے۔ اس کے بعد سومنات پر حملہ کے موقع سالار ساھو اپنے کمسن فرزند سالار مسعود غازی کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے سومنات کے جنگ کے بعد محمود اپنے بھانجے سالار مسعود کو اپنے ساتھ غزنی لے گئے مگر محمود کے درباری ان سے حسد کرنے لگے لہٰذا وہ محمود کی اجازت سے تبلیغی اور فوجی مقاصد کے لئے ہندوستان کو لوٹ گئے سالار مسعود نے سال ۴۲۴ھ کو بہرائچ کی جنگ میں شہادت پائی۔

عہد اسلامی کا ہندوستان' لکھنو ۱۹۵۰ء 'ص ۸۔۷۷

سالار مسعود ابن ساھو بن عطاء اللہ غازی نسلاً امام محمد بن حنفیہ علوی کی اولاد سے تھے۔

نزھۃ الخواطر' عبدالحئی' لاہور ۱۹۶۵ء' ص ۱۸۰۔

389-Tabqat-e-Nasri,Raverty,2:1132

۳۹۰۔ خوشاب راولپنڈی اور جہلم کا درمیانی علاقہ نندانہ کہلاتا ہے جو کہ غوریوں اور ترک غلامان کی بادشاہت میں اس نام سے پکارا گیا ان علاقوں کے باشندے اقوام کھوکر اعوان قار کاتار اور گکھڑ ہیں۔ یہ قومیں اکبر اعظم کے زمانہ تک سلطنت دہلی کے ماتحت نہیں آئیں۔

Tabqat-e-Nasri,Raverty,1:537

Marfat.com

۳۹۱۔رسالہ شمس الاعوان، قاضی غلام حسین، چکوال، جہلم، مطبع لاہور، ص ۱۹

۳۹۲۔کچھی میں خشکابہ کے مقامات یہ ہیں چندر، لنڈ، آوان (اعوان) تور بند، مد جندی، لوئی

تاریخ بلوچستان، ہتو رام، ۱۸۹۶ء، ص ۳۹۵۔

۳۹۳۔مناقب سلطانی، لاہور ۱۳۴۵ھ، ص ۱۰

۳۹۴۔مناقب سلطانی، لاہور ۱۳۴۵ھ، ص ۱۰

۳۹۵۔ایضاً ص ص ۱۰۔۱۱

بازید محمد مورث اعلیٰ اعوانان دہ ہذا (موضع حضرت سلطان باھُوؒ) علاقہ کوہستان کے موضع ترجھہ سون سیکسر ضلع شاہ پور میں علاقہ کے زمیندار تھے۔ترک دنیا کر کے ملتان آئے۔۔۔تا مشروط عہدہ ملتان میں اختیار کیا۔

مثل حقیقت بندوبست موضع حضرت سلطان باھو ۱۸۸۰ء، ص ۲۔۲۰۷)

۳۹۶۔مروٹ یا ماروٹ بہاولپور شہر کے مشرق میں ایک آباد شہر ہے اس شہر کے گرد ساٹھ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ایک خام سا قلعہ ہے۔

تاریخ مخزن پنجاب، مفتی غلام سرور، لکھنو ۱۸۷۷ء، ص ۳۷۸۔

۳۹۷۔مناقب سلطانی، لاہور ۱۳۴۵ھ، ص ۱۲، اولیائے جھنگ، لاہور ۱۹۶۸ء، ص ۹۷

۳۹۸۔مناقب سلطانی، لاہور ۱۳۴۵ھ، ص ۱۴

۳۹۹۔ایضاً ، ص ۱۵

دیگر۔بازید محمد شور کوٹ کے پرگنہ (منصب دار) تھے جو لاہور کے مضافات میں تھا

کشف الاسرار، سلطان باھو، شرح نظام الدین ملتانی۔

شاہجہان بادشاہ نے بازید محمد کی مروٹ میں بہادری کا واقعہ جب سنا تو اس خدمت کے عوض میں شور کوٹ اور یہ دیہات (موضع حضرت سلطان باھُوؒ) بطور جاگیر عطا کر دی۔

مثل حقیقت بندوبست موضع حضرت سلطان باھُوؒ ص ۲۔۲۰۷۔

۴۰۰۔تاریخ مطابق اسلامک سرویز، ایڈنبرگ ۱۹۶۷ء، ص ۴۵۔

۴۰۱۔تاریخ جھنگ، ۱۹۷۶ء ، ص ص ۵، ۱۳۴۔

۴۰۲۔مناقب سلطانی، لاہور ۱۳۴۵ھ، ص ۱۴۳۔

۴۰۳۔مناقب سلطانی، لاہور ۱۳۴۵ھ، ص ۱۴۲۔

Marfat.com

تواریخ حضرت سلطان باھو (قلمی)، ۱۲۹۱ھ، ص ۸، مملوکہ پبلک لائبریری پنجاب، لاہور

۴۰۴۔ اولیائے جھنگ، لاہور ۱۹۶۸ء، ص ۹۸

۴۰۵۔ آئندہ صفحات میں دیکھیے۔

۴۰۶۔ اولیائے جھنگ، لاہور ۱۹۶۸ء، ص ۹۷۔

۴۰۷۔ مناقب سلطانی، لاہور ۱۳۵۴ھ، ص ۱۰

۴۰۸۔ ایضاً ، ص ۱۴۳

۴۰۹۔ ایضاً ، ص ۱۰

۴۱۰۔ محک الفقراء کلاں، ترجمہ اردو، ص ۱۳۳

۴۱۱۔ محک الفقرا (قلمی) مکتوبہ بہادر شاہ، ۱۳۴۳ھ، ۲۵۶: ب مملوکہ سلطان محمد عزیزؒ

۴۱۲۔ مناقب سلطانی، لاہور ۱۳۵۴ھ، ص ۱۴۳

۴۱۳۔ اس لحاظ سے کہ باھوؒ کی ولادت ۱۰۳۹ھ کو ہوئی جیسا کہ آگے آئے گا۔

۴۱۴۔ مناقب سلطانی، لاہور ۱۳۵۴ھ، ص ۴۴

۴۱۵۔ ایضاً ص ۱۴۴

۴۱۶۔ اوراق گذشتہ کو رجوع کریں: شورکوٹ میں جاگیر حاصل ہونے کے بعد بازید محمد نے اپنے متعلقین کو سون سیکسر سے بلا لیا۔ مثل حقیقت بندوبست موضع حضرت سلطان باھوؒ، ص ۲۔۲۰۷۔

۴۱۷۔ تواریخ حضرت سلطان باھوؒ (قلمی) ۱۲۹۱ھ، ۸: ب، مملوکہ پنجاب پبلک لائبریری، لاہور

۴۱۸۔ حیات سروری، فقیر عبدالحمید کلاچوی، لاہور ۱۹۶۱ء، ص ۵۱ ۵۲

۴۱۹۔ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲

۴۲۰۔ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۴۲۱۔ مناقب سلطانی) (قلمی) ۱۳۱۹ھ، ص ۲۰۱

۴۲۲۔ ایضاً ص ۲۴۵ ۴۲۲ الف۔ سرزمین جھنگ ص ۹۰

۴۲۳۔ مناقب سلطانی (قلمی) مکتوبہ فتح شیر ۱۳۱۹ھ، ص ۱۵: ا، مملوکہ نگارندہ رسالہ تواریخ حضرت سلطان باھوؒ (قلمی) مکتوبہ ۱۹۲۰ء، ص ۸: ب مملوکہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور۔

۴۲۴۔ سلطان محمد نواز (ف ۱۹۳۸ء) مدفن دربار سلطان باھوؒ بستی سمندری۔

۴۲۵۔ مجموعہ کلام، لاہور ۱۹۶۲ء، ص ۵۳

Marfat.com

۴۲۶۔آثار باھوؒ کے حصہ میں تصانیف کے نام دیکھیں جہاں ہر تصنیف میں اپنا نام ’’باھو‘‘ لکھا ہے۔

۴۲۷۔مناقب سلطانی‘ باب اول فصل سوم۔

۴۲۸۔اولیائے جھنگ ‘لاہور ۱۹۶۸ء ‘ص ۱۱۶۔

۴۲۹۔اسی باب کے فصل دوم میں نسب نامہ باھوؒ ملاحظہ ہو۔

۴۳۰۔امیرالکونین (قلمی) ۱۲۳۲ھ‘ص ۱۲مملوکہ سلطان غلام دستگیر القادری۔

۴۳۱۔ ع ذاتے نال جاں ذاتی رلیا تد باھو نام سدائیں ھو۔

ابیات باھو معہ ترجمہ وشرح‘ سلطان الطاف علی (نگارندہ رسالہ) لاہور ۱۹۷۵ء ص ۶۳۵۔

۴۳۲۔عین الفقر‘ شرح نظام الدین‘ ملتان ۱۲۴۸ھ‘ص ۱۰

۴۳۳۔محک الفقر (کلاں) ترجمہ اردو‘ لاہور ۱۹۷۴ء‘ ص ۱۳۲۔

۴۳۴۔عین العارفین قلمی‘ ۱۷: امملوکہ سلطان شاہ۔

۴۳۵۔محک الفقر کلاں‘ لاہور ۱۹۷۴ء ص ۹۱۔

۴۳۶۔ایضاً ص ۹۴۔

۴۳۷۔ایضاً ص ۱۳۳۔

۴۳۸۔رسالہ روحی (قلمی) مکتوبہ مولوی مہراللہ خروٹی ساکن قرہ باغ غزنی‘ ۱۳۶۱ھ‘ ۳: ب مملوکہ نگارندہ رسالہ

۴۳۹۔اسی باب کی فصل پنجم میں بحوالہ مناقب سلطانی وحیات سروری بیان ہوا ہے۔

۴۴۰۔ ہر جائیکہ اتفاق سیر افتادہ خلق اللہ بفیض عام رسید، مناقب سلطانی (قلمی) ۱۳۱۹ھ‘ ص ۳۵
مناقب سلطانی‘ لاہور ۱۳۴۵ھ‘ ص ۳۴

۴۴۱۔مناقب سلطانی‘ لاہور ۱۳۴۵ھ‘ ص ۱۸۔۱۹ (قلمی) مکتوبہ فتح شیر ۱۳۱۹ھ ص ۱۷۔۱۸ مملوکہ نگارندہ رسالہ

۴۴۲۔سوانح عمری حضرت سلطان پیر عبدالرحمٰن مکی : ملتان ۱۳۶۹ھ‘ ص ۷۔۸

۴۴۳۔مولانا شاہ گل حسن قلندر قادری مرشدان کے غوث علی شاہ قلندر قادری (۱۲۱۹۔۱۲۹۷ھ) تھے۔
تذکرہ غوثیہ‘ گل حسن شاہ ۱۸۸۴ء‘ ص ۴۳۸

۴۴۴۔سید گل حسن شاہ قادری جب باطنی بیقراری اور عدم طمانیت میں مبتلا تھے تو ان ایام میں اپنی صحرانوردی کا حال لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ کئی منازل اور مسافت طے کرنے کے بعد حضرت سلطان باھوؒ کی خانقاہ پر پہنچا جو ملتان سے شمال مغرب میں تیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ میرے دل میں آیا کہ اس بزرگ سے اپنے معاملہ میں پوچھ لوں کہ میں اب کہاں جاؤں اور مجھے میرا

Marfat.com

مقصود کہاں سے حاصل ہوگا کیونکہ یہ دربار اس معاملہ میں بڑا معروف تھا کہ اگر کوئی شخص اپنے مقاصد کے حل کے لئے سوال عرض کرے تو اسے اشارہ مل ہی جاتا ہے۔

سید گل حسن قادری 'تذکرہ غوثیہ مرتبہ ۱۸۸۴ء' ۴۶۳

۴۴۵۔ تاریخ فخرن پنجاب، لکھنو ۱۸۷۷ء 'ص ۲۵۲

حضرت سلطان باھُوؒ شورکوٹ پیدا ہوئے اور ان کی شہرت روز بروز زیادہ ہوتی گئی (مثل حقیقت بندوبست موضع حضرت سلطان باھُوؒ ص ۲۔ ۷۰۲)

۴۴۶۔ سجادہ نشین اول، شیخ سلطان ولی محمد (۱۱۰۲۔ ۱۱۶۱ھ) مناقب سلطانی' لاہور ۱۳۴۵ھ۔

دوم، شیخ سلطان محمد حسین (۱۱۶۱۔ ۱۲۰۰ھ) ایضاً 'ص ص ۲۰۰۔ ۱۹۶

سوم، شیخ سلطان حافظ محمد (۱۲۰۲۔ ۱۲۲۴ھ) ایضاً (قلمی) ۱۳۱۹ھ' ص ۲۰۵: ب

چہارم، شیخ سلطان غلام باھو (۱۲۲۴۔ ۱۲۶۳ھ) ایضاً ص ۲۲۴۔ ۲۲۶

پنجم، شیخ سلطان حافظ صالح محمد (۱۲۶۳۔ ۱۲۹۹ھ) تواریخ حضرت سلطان باھُوؒ ص ۱۲

ششم، شیخ سلطان نور محمد○ (۱۲۸۵۔ ۱۲۹۶ھ) مناقب سلطانی' ص ۲۳۶ و قلمی ۱۳۱۹ھ، ۲۴۲:ب

ہفتم، شیخ سلطان نور احمد (۱۲۹۶۔ ۱۳۲۶ھ) تذکرہ صوفیائے بلوچستان' ص ۱۱۵

ہشتم، شیخ محمد امیر سلطان (۱۳۲۶۔ ۱۳۵۰ھ) دیوان امیر' لاہور ۱۳۵۰ھ

نہم، شیخ محمد حبیب سلطان (۱۳۵۰۔ ۱۳۸۰ھ)

دھم، شیخ سلطان غلام جیلانی (۱۳۸۰۔ تا زمان حال جاری ہے)

○ سلطان نور محمد کا ذکر سجادہ نشینوں کے زمرہ میں اس لئے لایا گیا ہے کہ وہ پانچویں سجادہ نشین کے ولی عہد تھے مگر اپنے والد کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے اس لئے سجادہ نشین ششم کی سجادہ نشینی ان کے والد کو واپس لوٹ گئی۔ (مناقب سلطانی (خ) ۱۳۱۹، ۲۴۴:ا)

۴۴۷۔ قندھار کی مہم کے سال بمطابق آداب عالمگیری مولفہ صادق مطلبی انبالوی' لاہور ۱۹۷۱ء 'ص ۵ اور تاریخ ملتان 'نور احمد فریدی 'ملتان ۱۹۷۱ء' ص ۱۳۰۔

۴۴۸۔ اولیائے جھنگ' لاہور ۱۹۶۸ء' ص ۱۲۴۔

۴۴۹۔ آپ کی ملاقات اورنگزیب سے قلعہ گھڑ مہاراجہ میں دو بار ہوئی (تاریخ جھنگ' ص ۱۴۳)

۴۵۰۔ تاریخ مطابق آداب عالمگیری' ص ۱۰۱۔

۴۵۱۔ حضرت مخدوم برہان الدین احمد ایک مبلغ تھے سلسلہ سہروردیہ سے منسلک تھے اور غوث بہاء

Marfat.com

الحق کے حقیقی فرزند تھے انہوں نے اپنے والد محترم کے حکم پر ایک ویران مقام پر قیام فرمایا اور مسافروں و مساکین کے لئے لنگر عام شروع کیا وہ مقام اب لنگر مخدوم سے مشہور ہے اولیائے جھنگ، ص ۱۴۲۔

۴۵۲۔ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی (۵۶۶ھ/۱۱۷۰ء۔ ۶۶۱ھ/۱۲۶۲ھ)

۴۵۳۔ مناقب سلطانی (قلمی) مکتوبہ ۱۳۱۹ھ ص ۲۹: احوال آثار شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی، ص ۴۲۔

۴۵۴۔ ایضاً

۴۵۵۔ ایضاً

۴۵۶۔ ایضاً

۴۵۷۔ مناقب سلطانی (قلمی) ۱۳۱۹ھ، ص ص ۱۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۴ مملوکہ نگارندہ رسالہ۔

۴۵۸۔ ایضاً، ص ص ۹۔ ۱۰۔ ۱۴۴

۴۵۹۔ جہانگیر کی تخت نشینی کے سترھویں سال شاہزادہ شاہجہان کو پرگنہ دھول پور بطور جاگیر ملی تھی اور اس جاگیر کا ناظم دریا خان کو مقرر کیا گیا تھا (ماثر الامراء صمصام الدولہ باہتمام ایوب قادری ۱: ۵۱۔ ۱۵۰۔)

۴۶۰۔ جن ایام میں مناقب سلطانی تالیف ہوئی شاہ نگر کو گڑھ مہاراجہ کہا جانے لگا تھا۔ رک: باب اول

۴۶۱۔ مناقب سلطانی، لاہور ۱۳۴۵ھ، ص ۱۵

۴۶۲۔ مناقب سلطانی (قلمی) مکتوبہ فتح شیر ۱۳۱۹ھ، ص ۵۱

۴۶۳۔ تواریخ حضرت سلطان باہو (قلمی) ۱۲۹۱ھ مملوکہ پنجاب پبلک لائبریری۔ لاہور۔

۴۶۴۔ مناقب سلطانی (قلمی) مکتوبہ فتح شیر ۱۳۱۹ھ، ص ۱۳۶ مملوکہ نگارندہ رسالہ

۴۶۵۔ ایضاً، ص ۵۲

۴۶۶۔ تواریخ حضرت سلطان باھوؒ (قلمی) ۱۲۹۱ھ، ص ۹ مملوکہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور

۴۶۷۔ رک: اسی باب کا فصل ہفتم

۴۶۸۔ رسالہ روحی (قلمی) مکتوبہ فضل کریم، ۱۳۵۴ھ، ص ۱۰ مملوکہ سلطان غلام دستگیر القادری۔

۴۶۹۔ بحضور مصطفیٰ ارشاد دست بیعت کردہ تسلیم تلقین محمد رسول اللہ صلعم و دست گرفتہ مرید حضرت شاہ محی الدین ولی اللہ۔ (امیر الکونین، سلطان باہو (قلمی)، حضرت جی ۱۳۳۳ھ، ص ۲) مرشد ایسا ہی ہونا چاہیے جیسا کہ اس فقیر کو پیغمبر ﷺ نے دست بیعت فرمایا اور فرمایا خذ بیدی۔ حجت الاسرار، سلطان باھوؒ (قلمی) ٹبہ پیراں، ۱۳۷۴ھ، ص ۲۲۔ اس مصنف کو تلقین و ارشاد حضرت نبی علیہ الصلوۃ

Marfat.com

سے اور شفیع وسیلہ حضرت علیؓ اور پیر دستگیر شاہ محی الدین قدس سرہ کا مرید ہے۔(عقل بیدار' سلطان باھوؒ قلمی' مکتوبہ بہادر شاہ' ۱۳۴۰ھ' ص ۳)

پیر ایسا ہو جیسے مصنف کے پیر شاہ محی الدین سلطان عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز۔مجالستہ النبیؐ' سلطان باھو (قلمی) مکتوبہ فضل کریم' ۱۹۳۵ء ص ۲۸۔

۴۷۰۔ عام طور پر چالیس روزہ ریاضت کو چلہ کہتے ہیں جو ایک عابد یا زاہد کسی کونے میں تنہا بیٹھ کر سرانجام دیتا ہے۔

۴۷۱۔ دعوت قبور حضرت سلطان باھوؒ کی اصطلاح سے مخصوص ہے جو آگے آثار کے باب میں وضاحت ہوگی۔

۴۷۲۔ باغ اولیائے ہند' مولوی محمد دین شاہ پوری' لاہور ۱۳۴۶ھ' ص ۱۰۰

۴۷۳۔ مناقب سلطانی (قلمی) مکتوبہ فتح شیر' ۱۳۱۹ھ' ص ۴۹' مملوکہ نگارندہ رسالہ۔

۴۷۴۔ احوال و آثار شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی' ص ۴۲۔

۴۷۵۔ ایضاً

۴۷۶۔ مناقب سلطانی (قلمی) ۱۳۱۹ھ' مملوکہ نگارندہ رسالہ۔

۴۷۷۔ گنج الاسرار (قلمی) مکتوبہ گل محمد سندھی' ۱۳۲۳ھ' ص ۲' مملوکہ سلطان غلام باھو۔

۴۷۸۔ شرح گنج الاسرار' نظام الدین ملتانی' ملتان' ۱۳۴۰ھ' حاشیہ ص ۴
وفات امیر حجروی ۱۱۰۲ھ مطابق حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار (درحالات حضرات قادریہ' ص ۵۳)

۴۷۹۔ شد مرید از جان باھو بالیقین ۔ خاکپای شاہ میران راس دین
گنج الاسرار (قلمی) مکتوبہ گل محمد سندھی' ۱۳۲۳ھ' ص ۲' مملوکہ سلطان غلام باھو۔

۴۸۰۔ تاریخ ملتان' ملتان' ۱۹۷۱ء' ۲: ۳۳ تا ۷۴

۴۸۱۔ عمدۃ الآثار فی تذکار الکبار ۱۳۷۲ھ

۴۸۲۔ مناقب سلطانی (قلمی) مکتوبہ فتح شیر' ۱۳۱۹ھ' ص ۴۲۔۴۳ مملوکہ نگارندہ رسالہ

۴۸۳۔ ایضاً ص ۴۶

۴۸۴۔ ایضاً ص ۱۳۵ و کتاب سر الحبیب تصنیف شاہ حبیب قادری مطابق مناقب سلطان ص ۱۳۵۔
اس فقیر نے درگاہ کی زیارت کی اور طمانیت قلبی حاصل کی۔آپ سیدنا عبدالرزاق ابن سید عبدالقادر جیلانی کی اولاد سے تھے۔

Marfat.com

۴۸۵۔ ایضاً،ص۴۲

۴۸۶۔ ایضاً،ص۴۴

۴۸۷۔سی حرفی درشان حضرت سلطان باھوؒ محمد زکریا' سرگودھا' ۱۳۰۲ھ۔

۴۸۸۔ بوقت مشرف شدن حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہ بخدمت مرشد کمل خود بدھلی شریف ہم حضرت والدہ ماجدہ قدس سرھا حیات بودند و در آن ایام حضرت قدس سرہ' در سن چہل بودند۔(مناقب سلطانی (خطی) ۱۳۱۹ھ،ص ۱۴۰)

489-Sultan Bahu, Sufi poet of punjab, L.R.Krishna and A.R Luther Lahore, 1982, P.8

490- Oriental Biograhpical Dictionary, Beale, 0.8.

۴۹۱۔مناقب سلطانی' لاہور ۱۳۴۵ھ' ص ۴۵

۴۹۲۔سندھ جواب پاکستان کا حصہ ہے۔

۴۹۳۔مناقب سلطانی' خطی' مکتوبہ ۱۳۱۹ھ' ص ۴۸' مملوکہ نگارندہ رسالہ۔

۴۹۴۔ ایضاً،ص۴۸

۴۹۵۔ ایضاً،ص۴۸

۴۹۶۔ ایضاً،ص۴۸

۴۹۷۔کلید التوحید کلاں' (قلمی) مکتوبہ ۱۳۳۳ھ' ص ۳۸' مملوکہ سلطان غلام باھو

۴۹۸۔گنج الاسرار' گل محمد سندھی' مکتوبہ ۱۳۲۳ھ' ص ۳' مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۴۹۹۔مناجات ومقالات' طہران، مکالمہ اول' ص ۱۰

۵۰۰۔مفتاح العارفین (قلمی) مکتوبہ گل محمد سندھی' ۱۳۲۳ھ' ص ۴۴' مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۵۰۱۔ محبت الاسرار (قلمی) ۱۳۲۳ھ مکتوبہ گل محمد سندھی' ص ۶ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۵۰۲۔توفیق الہدایت (قلمی) مکتوبہ حضرت جی ۱۳۳۴ھ' ص ۱۰۶ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۵۰۳۔عین الفقر (قلمی) مکتوبہ سلطان حامد' ۱۲۹۲ھ' ص ۱۰' مملوکہ نگارندہ رسالہ

۵۰۴۔عین الفقر (قلمی) مکتوبہ سید عبداللہ لاہوری' ۱۲۰۱ھ' ۶۳: امملوکہ سید سلطان شاہ صاحب

۵۰۵۔سید عبدالقادر جیلانی (۴۷۰ھ۔۵۶۱ھ) نے شیرخوارگی کے ایام میں جب بھی ماہ صیام آتا دن کو دودھ نہ پیتے تھے۔

Marfat.com

حیات جاودانی' محمد عبدالستار 'لاہور ۱۳۲۲ھ' ص ۳ تا ۷۔

۵۰۶۔ مناقب سلطانی (قلمی) مکتوبہ فتح شیر' ۱۳۱۹ھ' ص ۱۵' مملوکہ نگارندہ رسالہ۔

۵۰۷۔ مناقب سلطانی (قلمی) مکتوبہ فتح شیر ۱۳۱۹ھ' ص ۲۹ مملوکہ نگارندہ رسالہ۔

۵۰۸۔ ایضاً' ص ۳۷

۵۰۹۔ این دو وقائع مذبورہ سکر درھمہ زندگانی شان آمدہ وبالتحقیق در سائر زندگانی حضرت ممدوح قدس اللہ سرہ مستحب ہم رفتہ (مناقب سلطانی' مکتوبہ فتح شیر ۱۳۱۹ھ میں ۳۷' مملوکہ نگارندہ رسالہ)

۵۱۰۔ مناقب سلطانی (قلمی) مکتوبہ ۱۳۱۹ھ' ص ص ۳۶۔۳۷

۵۱۱۔ شیخ فریدالدین گنج شکر (۵۸۴ھ/۱۱۸۸ء۔ ۶۷۹ھ/۱۲۸۰ء) سینن مطابق تحقیق جدید محمد آصف خان' تصنیف، ''آکھیا بابا فرید نے'' لاہور ۱۹۷۸ء' ص ۴۸

۵۱۲۔ بشکریہ سلطان عمر دراز قادری مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۷۶ء

۵۱۳۔ بشکریہ سلطان عمر دراز قادری مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۷۶ء

۵۱۴۔ بشکریہ سلطان غلام سرور ابن حضرت سلطان نور محمد' انٹرویو مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۷۶ء

۵۱۵۔ گوتم بدھ کا زمانہ کنشک کے دور اقتدار (۷۸ء) سے شمار ہوتا ہے کیونکہ بدھ کے مذہب کو فروغ اس کے زمانہ سے ہوا۔

۵۱۶۔ ذہنی ادب وثقافت' راولپنڈی ۱۹۶۸ء 'ص ۳۴

۵۱۷۔ فضل حسین قریشی سوانحعمری پیر عبدالرحمٰن قریشی میں دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ عبدالرحمٰن بن عوف تھے جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے مگر یہ مفروضہ قطعاً بے بنیاد ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بن عوف تو جنت البقیہ کے قبرستان مدینہ منورہ میں دفن ہیں۔

۵۱۸۔ مناقب سلطانی (قلمی) مکتوبہ ۱۳۱۹ھ' ص ۴۰' مملوکہ نگارندہ رسالہ

**۵۱۸الف۔ سرزمین جھنگ، پروفیسر سمیع اللہ قریشی، لاھور ۱۹۹۸ء

۵۱۹۔ مناقب سلطانی (قلمی) مکتوبہ ۱۳۱۹ھ' ص ۴۰ مملوکہ نگارندہ رسالہ

۵۲۰۔ مناقب سلطانی (قلمی) مکتوبہ ۱۳۱۹ھ' ص ۴۲۔۴۳

۵۲۱۔ مناقب سلطانی 'مکتوبہ ۱۳۱۹ھ' ص ۴۶ تا ۴۸

۵۲۲۔ تواریخ حضرت سلطان باھو (قلمی) لاہور ۱۲۹۰ھ' ۱۱:ب *تواریخ حضرت سلطان باھوؒ سے دیئے گئے اقتباس کا اردو میں مفہوم اوپر متعلقہ صفحہ پر آچکا ہے۔

Marfat.com

523-Sultan Bahu, sufipoet of Punjab, lahore, 1982, P.9

۵۲۴۔ مناقب سلطانی، مکتوبہ ۱۳۱۹ھ، ص ۴۸

۵۲۵۔ مناقب سلطانی (قلمی) مکتوبہ ۱۳۱۹ھ، ص ۵۳۔۵۴، مملوکہ نگارندہ رسالہ

۵۲۶۔ پنجاب میں بالعموم جٹ یا جاٹ دھقان و کاشت کار کو جو زراعت پیشہ ہو کہا جاتا ہے۔ اسی طرح جت یا جات ایک الگ قوم ہے جو حام کی نسل سے ہے اور راجپوت شمار ہوتے ہیں

۵۲۷۔ رک: معاصرین حضرت باھو

۵۲۸۔ مناقب سلطانی، لاہور ۱۳۴۵ھ، ص ۳۳

۵۲۹۔ مناقب سلطانی، لاہور ۱۳۴۵ھ، ص ۳۳۔۳۴

۵۳۰۔ ایضاً ص ۳۴

۵۳۱۔ معروف بن فیروز الکرخی مشائخ کبار میں سے تھے جو زھد و تقویٰ اور جوانمردی میں معروف و مشہور تھے۔

کشف المحجوب، علی ہجویری، در تبع تابعین۔

شیخ معروف کرخی، مدفن کرخ، ف ۲۰۰ھ (تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب و اسلام شاہ محمد کبیر داناپوری)

۵۳۲۔ علی بن موسیٰ (رضا)، امام ہشتم، فرزند امام ہفتم امام موسیٰ بن جعفر (کاظم) جن کا تولد ۱۴۸ھ اور انتقال ۲۰۳ھ کو ہوا (شیعہ در اسلام، سید محمد حسین طباطبائی ۱۳۸۹ھ ق، تہران، ص ۱۴۲)

ولادت مدینہ ۱۵۳ھ، فوت طوس ۲۰۸ھ (روضۃ الشھداء، حسین واعظ کاشفی، بمبئی ۱۳۲۵ھ، ص ۳۵۰)

۵۳۳۔ ابوسلیمان داؤد بن نصر طائی از مشائخ کبار بودند و سید السادات در تصوف شاگرد امام اعظم، المشھور رفقیہ الفقہاء مرید حبیب ابن سلیم الراعی (کشف المحجوب، علی ہجویری، در تبع تابعین)

۵۳۴۔ معروف رفت و بردست علی بن موسیٰ الرضا رحمۃ اللہ علیہ مسلمان شد۔ آنگاہ بداؤد طائی افتاد و بسیار ریاضت کشید و عبادت تمام بجا آورد و چندان در صدق قدم زد کہ مشار الیہ گشت۔

تذکرہ الاولیاء، عطار، لاہور ۱۳۱۷ھ، ص ۱۷۰۔

۵۳۵۔ مناقب سلطانی، مکتوبہ فتح شیر ۱۳۱۹ھ، ص ۱۱

۵۳۶۔ ایضاً ص ۱۲۔۱۳

۵۳۷۔ حدیقۃ الاولیاء، لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۲۵۳

بحوالہ یاداشت در کلید التوحید خطی ذخیرہ مولانا غلام محی الدین قصوری مخزونہ کتابخانہ گنج بخش، راولپنڈی۔

Marfat.com

۵۳۸۔ شیخ محمد یار ابن شیخ حافظ محمد یٰسین ابن شیخ حافظ غلام محمد ابن سلطان نور محمد ابن حضرت سلطان باھوؒ

۵۳۹۔ خزینتہ الاصفیاء:۱:۸۹

۵۴۰۔ محک الفقر کلاں' سلطان باھو (ترجمہ اردو) لاہور ۱۹۷۴ء' اختتام کتاب' ص ۳۳۵۔۳۳۶

۵۴۱۔ سلطان محمد نواز' ف ۱۳۵۷ھ مدفن دربار سلطان باھوؒ چاہ سمندری

۵۴۲۔ مجموعہ کلام' سلطان محمد نواز' لاہور ۱۹۶۲ء' ص ۱۱۳۔۱۱۴

۵۴۳۔ نور محمد فقیر قادری سروری (۱۳۰۳ھ۔۱۳۸۰ھ) مدفن کلاچی (ڈیرہ اسماعیل خان) شجرہ نسبی حضرت سید محمد گیسودراز (ف۔۸۲۵ھ' گلبرگہ) کو جا ملتا ہے جو یوں ہے: نور محمد ابن گل محمد ابن سمند خان ابن خان بہادر خان' ابن علی محمد ابن کمال خان ابن سکندر خان ابن خوبی ابن تری عرف گنڈاپور ابن ستوری ابن سید محمد گیسودراز۔ حیات سروری' فقیر عبدالحمید' بنوں ۱۹۶۱ء' ص ۱۴۔۱۵۔

۵۴۴۔ اصل میں تمیمی ہے جو کتاب مذکورہ میں غلطی سے تمی آیا ہوا ہے۔

۵۴۵۔ حیات سروری' فقیر عبدالحمید بنوں ۱۹۶۱ء' ص ۲۵۷۔۲۵۸

۵۴۶۔ مناقب سلطانی (ترجمہ اردو) لاہور ۱۳۴۵ھ' ص ۱۳۹

۵۴۷۔ ایضاً' ص ۱۴۰

۵۴۸۔ ایضاً' ص ۱۴۰

۵۴۹۔ مجموعہ کلام سلطان محمد نواز' لاہور ۱۹۶۲ء' ص ۵۳

550-Sultan Bahu, sufipoet of the Punjab, L.R.Krishna, A.R.Luther, Lahore 1982, P.9.

۵۵۱۔ مناقب سلطانی' لاہور ۱۳۴۵ھ' ص ۲۰۹

552-Principles of Mohammadan Law, D.F. Mulla, Lahore, 1967, Section 220 P.197.

۵۵۳۔ محمدن لاء' ملا' لاہور ۱۹۶۷ء، حاشیہ جزو (ب)' ص ۱۹۷

۵۵۴۔ ایضاً (سی) ص ۱۹۷

۵۵۵۔ ایضاً ص ۱۹۷

۵۵۶۔ رک: شجرہ ا

۵۵۷۔ مناقب سلطانی' لاہور ۱۳۴۵ھ' ص ۱۷۳

Marfat.com

۵۵۸۔رک: شجرہ ج

۵۵۹۔ ایضاً

۵۶۰۔ رک : شجرہ ج

۵۶۱۔ رک : ایضاً

۵۶۲۔رک : ایضاً

۵۶۳۔مناقب سلطانی 'لاہور۱۳۴۵ھ'ص۱۷۸تا۲۰۰

۵۶۴۔ رک : شجرہ ج(iii)

۵۶۵۔ ایضاً

۵۶۶۔مطابق مناقب سلطانی'رک:شجرہ ج(iii)

۵۶۷۔ ایضاً

۵۶۸۔نگارندہ رسالہ مطابق مناقب سلطانی

۵۶۹۔ رک : شجرہ ج (iii)

۵۷۰۔ ایضاً

۵۷۱۔ نگارندہ رسالہ مطابق مناقب سلطانی

۵۷۲۔ رک: شجرہ ج(iii)

۵۷۳۔ ایضاً

۵۷۴۔ ایضاً

۵۷۵۔محمدن لاء'لاہور۱۹۷۶ء 'جزوشمارہ ۲۲۰

۵۷۶۔ رک : شجرہ ج (i)

۵۷۷۔ رک : شجرہ ج(ii)

۵۷۸۔ رک : شجرہ ج (ii)

۵۷۹۔ رک : شجرہ ج(iii)

۵۸۰۔ رک : شجرہ ج(iii)

۵۸۱۔ رک : شجرہ ج (ii) ۵۸۲۔ رک : شجرہ ج (i)

۵۸۳۔ رک : شجرہ ج (iii) ۵۸۴۔ رک : شجرہ ج(iii)

Marfat.com

حواشی باب سوم

۵۸۳۔عہد شاہجہان (۱۰۳۷ھ/۱۶۲۸ء۔۱۰۶۸ھ/۱۶۵۷ء)
مطابق اسلامک سرویز، ایڈنبرگ ۱۹۶۷ء، ص ۲۱۰
۵۸۴۔شاہ عباس اول (ف ۱۰۳۸ھ)۔ہندو مردم شمارہ صدو شصت و ہفتم، ص ۲۸
۵۸۵۔تاریخ ادبیات ایران، رشید یاسمی، تہران ۱۳۲۹ش، ص ۱۰۸
(از آغاز صفویہ تا زمان حاضر)
۵۸۶۔اخبار الاخیار، شیخ عبدالحق محدث (ترجمہ)، ص ۱۷
۵۸۷۔خزینۃ الاصفیاء، مفتی غلام سرور، لاہور، ۱:۱۴۹
۵۸۸۔ایضاً، ۱:۶۰۷۔ ۶۱۹
۵۸۹۔ایضاً، ۱:۱۸۔۴۱۶
۵۹۰۔حالنامہ (قلمی) شیخ بایزید انصاری، مملوکہ کتابخانہ دانشگاہ پنجاب لاھور، ص ۲۔۳
۵۹۱۔تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند، یونیورسٹی پنجاب، لاہور ۱۹۷۱ء، ۲:۲۳۱
۵۹۲۔رک: احوال
۵۹۳۔بادشاہ نامہ، عبدالحمید لاہوری، ج ۱، ۲:۸۰ ۔۸۱
۵۹۴۔مآثر الامراء، شاہنواز خان، کلکتہ ۱۹۸۸ء، ۱:۴۳۲
۵۹۵۔سٹڈیز ان مغل انڈیا، جادو ناتھ سرکار، کلکتہ ۱۹۱۹ء، ص ۱۶
۵۹۶۔تاریخ ادبیات پاکستان و ہند، یونیورسٹی پنجاب، لاہور ۱۹۷۱ء، ص ۹۵۔۹۸
۵۹۷۔تاریخ ملتان، ملتان ۱۹۷۱ء، ۲:۱۵۵
۵۹۸۔تاریخ جھنگ، ص ۱۴۳: رک: باب دوم، فصل سیزدھم، خوارق در ضمن ''باھو در دہلی''
۵۹۹۔مناقب سلطانی (اردو) لاہور ۱۹۶۱ء، ص ۴۳
۶۰۰۔تذکرۃ الکرام، ص ۶۶۳
۶۰۱۔سیر المتاخرین، کراچی ۱۹۶۸ء، ص ۱۰۰
۶۰۲۔عین الفقر، مرتبہ نظام الدین، ۲:۶۸
۶۰۳۔قرب دیدار (قلمی) مکتوبہ ۱۳۱۷ھ، مملوکہ ٹبہ پیران
۶۰۴۔۶۰۵۔عین العارفین (قلمی)، ۱۲۰۱ھ، ص ۱۷، مملوکہ سلطان شاہ

Marfat.com

۶۰۶۔ تاریخ ملتان، ملتان ۱۹۷۱ء۔ ۲: ۱۳۳

۶۰۷۔ ارض ملتان، لاہور ۱۹۷۲ء، ص ۲۲۲

۶۰۸۔ ۶۰۹۔ رک: باب دوم، "تلاش مرشد کامل"

۶۱۰۔ تاریخ ملتان، ۲: ۱۳۳

۶۱۱۔ مسند پیران ملتان میں حضرت مخدوم سید جمال الدین موسیٰ پاک شہید سے منسوب ہے جو بارھویں پشت میں سید عبدالقادر جیلانی غوث اعظم سے جا ملتے ہیں۔

۶۱۲۔ تاریخ ملتان، ۲: ۱۵۱

۶۱۳۔ سید محمد مقیم محکم الدین (۱۰۱۳ھ۔ ۱۰۵۵ھ) ابن سید ابوالمعالی ابن سید محمد نور ابن سید بہاء الدین بہاول شیر گیلانیؒ

حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار، ص ۵۰۔

۶۱۴۔ سید بہاول شیر بن سید محمود بن سید علاء الدین بن سید مسیح الدین بن سید صدر الدین بن سید ظہیر الدین بن سید شمس الدین بن سید موسیٰ بن سید مشتاق بن سید علی بن سید صالح بن سید عبدالرزاق بن سید عبدالقادر جیلانی غوث اعظم۔ حدیقۃ الاولیاء، مفتی غلام سرور ص ۳۴

۶۱۵۔ حدیقۃ الاسرار فی اخبار الاسرار در حالات حضرات قادریہ، ص ۵۲

۶۱۶۔ ایضاً، ص ۵۳

۶۱۷۔ گنج الاسرار (قلمی) مکتوبہ محمد رضا، ۱۳۰۶ھ، ۲: ۱، مملوکہ سلطان غلام دستگیر القادری

۶۱۸۔ مولوی نظام دین مابعد حضرت سلطان باھوؒ جو آستانہ باھوؒ کے خلیفہ اور مرید تھے، ان کا حال آئندہ صفحات میں آئے گا۔

۶۱۹۔ جامع الاسرار، (شرح گنج الاسرار، نظام دین حاشیہ)، ص ۴

۶۲۰۔ رک: باب دوم، تلاش مرشد و باب دوم در خوارق۔

۶۲۱۔ مناقب سلطانی، لاہور ۱۹۶۱ء، ص ۳۸

۶۲۲۔ محمد زکریا خلفائے متاخرین سے تھے ان کا مسکن چھچھر شریف سے مشہور ہے

۶۲۳۔ سی حرفی در شان حضرت سلطان باھوؒ ۱۳۰۲ھ

۶۲۴۔ مناقب سلطانی، لاہور ۱۹۶۱ء، ص ۴۲

۶۲۵۔ مناقب سلطانی، مکتوبہ گل شیر ۱۳۱۹ھ، ۴۴: ۱

Marfat.com

۶۲۶۔ مناقب سلطانی، لاہور ۱۹۶۱ء، ص ۴۲

۶۲۷۔ ایضاً

۶۲۸۔ ایضاً، ص ۶۷ تا ۷۰

۶۲۹۔ نزھۃ الخواطر، عبدالحی لکھنوی، حیدر آباد دکن، ۱۳۷۵ھ، ۵: ۳۲۔ ۳۴

۶۳۰۔ ایضاً

۶۳۱۔ سال وفات مطابق حدائق الحنفیہ، مولوی فقیر محمد جہلمی، لاہور ۱۳۲۴ھ، ص ۴۲۷

۶۳۲۔ انوار اولیاء، لاہور ۱۹۶۸ء، ص ۴۶۹ تا ۴۷۶

۶۳۳۔ ایضاً ص ۴۷۷ تا ۴۸۶

۶۳۴۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند، یونیورسٹی پنجاب، لاہور ۱۹۷۱ء، ص ۲۱۶

۶۳۵۔ شریف التواریخ، سید شریف احمد شرافت نوشاہی، گجرات ۱۴۰۲ھ، ۲: ۲: ۱۳۰۸

۶۳۶۔ خزینۃ الاصفیاء، مفتی غلام سرور، نولکشور کانپور ۱۲۸۱ھ، ص ۱۷۱

۶۳۷۔ ایضاً، ص ۱۶۹

۶۳۸۔ شریف التواریخ، ۲: ۱: ۱۶۲۔ ۱۷۷

۶۳۹۔ خزینۃ الاصفیاء، ص ۱۷۰

۶۴۰۔ ملا شاہ قادری میاں میر قادری کے مرید اور خلیفہ تھے۔

۶۴۱۔ سفینۃ الاولیاء، کراچی ۱۹۵۹ء، (مقدمہ)

۶۴۲۔ حق نما، داراشکوہ، لاہور ۱۹۵۰ء، ص ۶

۶۴۳۔ دیوان داراشکوہ مرتبہ احمد نبی خان، لاہور ۱۹۶۹ء، ص ۹۳

۶۴۴۔ سفینۃ الاولیاء، داراشکوہ، نولکشور کانپور ۱۸۸۰ء، ص ۲۱۶

۶۴۵۔ محبت الاسرار، مکتوبہ محمد رضا ۱۳۰۶ھ، ص ۳۳، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۶۴۶۔ نزھۃ الخواطر، عبدالحی لکھنوی، حیدر آباد دکن، ۱۳۷۵ھ، ص ۳۹۲۔ ۳۹۳

سکینۃ الاولیاء، داراشکوہ، لاہور ۱۹۷۱ء، ص ۵۲

۶۴۷۔ نزھۃ الخواطر، ص ۳۹۳

۶۴۸۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند، یونیورسٹی پنجاب، لاہور ۱۹۷۱ء، ص ۱۹۹

۶۴۹۔ تاریخ مشائخ چشت، خلیق احمد نظامی، دہلی ۱۳۷۲ھ، ص ۳۹۰

Marfat.com

۶۵۰۔ حدائق الحنفیہ، مولوی فقیر محمد جہلمی، لاہور ۱۳۲۴ھ، ص ۴۳۲

سکینۃ الاولیاء، داراشکوہ، لاہور ۱۹۷۱ء، ص ۲۸۲

۶۵۱۔ انوار اصفیاء، ادارہ تصنیف و تالیف، لاہور ۱۹۷۸ء، ص ۴۸۵

۶۵۲۔ انوار اولیاء، رئیس احمد جعفری، لاہور ۱۹۶۸ء، ص ۴۸۵ تا ۴۸۷

۶۵۳۔ سرمد شہید، لاہور ۱۹۷۳ء، ص ۱۰۔۱۱

۶۵۴۔ قوس زندگی حسین بن منصور حلاج، لاہور ۱۹۶۰ء، ص ۸۳

۶۵۵۔ رود کوثر، شیخ محمد اکرام، لاہور 1958ء، ص ۳۹۰

۶۵۶۔ سرمد شہید، ابوالکلام آزاد، لاہور ۱۹۷۳ء، ص ۹۱

۶۵۷۔ تاریخ کشمیر اعظمی، محمد اعظم دیدہ مری، کشمیر ۱۳۵۵ھ، ص ۱۶۱۔۱۶۲

۶۵۸۔ خزینۃ الاصفیاء، غلام سرور، نولکشور کانپور ۱۲۸۱ھ، ۱: ۳۔۱۷۲

۶۵۹۔ بادشاہنامہ، ملا عبدالحمید لاہوری، کلکتہ ۱۸۶۸ء، ۲: ۲۰۷

۶۶۰۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند، لاہور ۱۹۷۱ء، ۲: ۲۰۷

۶۶۱۔ ایضاً، ص ۲۰۸

۶۶۲۔ حدائق الحنفیہ، ۴۳۹: انوار اصفیاء، لاہور ۱۹۷۸ء، ص ۴۸۲

۶۶۳۔ ایضاً، ص ۴۳۹

۶۶۴۔ اولیائے لاہور، محمد لطیف، ۱۹۶۲ء، ص ۳۷

۶۶۵۔ ایضاً، ص ۴۰

۶۶۶۔ ایضاً، ص ۴۱ (نوٹ) محمد فاضل لانگا ابن محمد افضل قبیلہ کھوکھر (۱۰۲۵ھ۔۱۱۰۳ھ) جن کا مدفن چنیوٹ میں بمقام لانگی ہے شیخ محمد اسماعیل کے فیض یافتہ مریدین میں سے تھے

اولیائے جھنگ، ص ۳۰۹۔ وتحقیقات چشتی، ص ۴۶۰

۶۶۷۔ خزینۃ الاصفیاء، ۲: ۱۰۵۔۱۰۶

۶۶۸۔ رک: احوالحضرت قدس سرہ

۶۶۹۔ نگارندہ رسالہ نے اس کی زیارت کی ہے شورکوٹ شہر کے اندر ایک عالی شان اور پرشکوہ گنبد میں واقع ہے فن تعمیر مغلیہ انداز میں ہے۔

Marfat.com

۶۷۰۔ خواجہ خاوند المشہور بہ حضرت ایشان نقشبندی (ف۔۱۰۵۲ھ) مطابق حدیقتہ الاولیاء' ص ۱۲۰۔۱۲۲

۶۷۱۔ حدائق الحنفیہ' ص ۴۴۳

۶۷۲۔ ایضاً

۶۷۳۔ تذکرہ صوفیائے سرحد' اعجاز الحق قدوسی' لاہور ۱۹۵۸ء (در عبدالرحمٰن بابا)

۶۷۴۔ رحمٰن بابا (منظوم ترجمہ اردو) فارغ بخاری و رضا ہمدانی' اسلام آباد' ۱۹۷۷ء' ص ۴۸

شاعر انسانیت رحمان بابا' میر عبدالصمد خان' پشاور' ۱۹۶۳ء' ص ۲۰۳

۶۷۵۔ رحمٰن بابا' اسلام آباد' ۱۹۷۷ء' ص ۱۳۶

۶۷۵۔ خزینتہ الاصفیاء' ۲: ۱۰۵

۶۷۶۔ حدائق الحنفیہ' ص ۴۵۲

۶۷۷۔ اولیائے لاہور محمد لطیف ملک' ص ۴۶۔۴۷

۶۷۸۔ تذکرہ صوفیائے سندھ' ص ۱۳۴۔۱۴۸

۶۷۹۔ حدائق الحنفیہ' ص ۴۵۷

۶۸۰۔ خزینتہ الاصفیاء' ۱: ۱۹۸

۶۸۱۔ پیر محمد بقا سندھ کے معروف خاندان پگاڑو کے مرشد تھے

۶۸۲۔ سید عبدالقادر جیلانی (۱۱۱۰ھ۔۱۱۹۰ھ) پیر کوٹ' سدھانہ' جھنگ

۶۸۳۔ تذکرہ صوفیائے بنگال' اعجاز الحق قدوسی' لاہور ۱۹۶۵ء' ص ۴۱۹

۶۸۴۔ تذکرہ صوفیائے بلوچستان' لاہور ۱۹۷۶ء' ص ۱۶۶ (نگارندہ رسالہ نے دکی میں نانا صاحبؒ کے مزار کی زیارت کی اور مسرور ہوا)

۶۸۵۔ تذکرہ صوفیائے بلوچستان' ص ۱۶۷

۶۸۶۔ ایضاً ص ۱۷۰۔۱۷۱

۶۸۷۔ ایضاً ص ۴۴۔۴۵

نگارندہ رسالہ نے اس مزار کی زیارت کی جو بہت متبرک مقام ہے

۶۸۸۔ بشکریہ سلطان عمر دراز قادری' مکتوب ۸ ستمبر ۱۹۷۶ء

۶۸۹۔ مناقب سلطانی' لاہور ۱۹۶۱ء' ص ۶۷ تا ۷۰

۶۹۰۔ خلافت سے مراد یہ ہے کہ مرشد اگر مرید کو بیعت کرنے کے بعد دستار عطا کردیں اور فرما

Marfat.com

دیں کہ تم کو تلقین وارشاد کرنے اور بیعت کرنے کی بھی اجازت دی جاتی ہے تو ایسے مرید باصفا کو خلیفہ کہا جاتا ہے۔

۶۹۱۔مناقب سلطانی' لاہور ۱۹۶۱ء' ص ۴۳

۶۹۲۔ایضاً' ص ۴۲

۶۹۳۔ایضاً' ص ۵۳

۶۹۴۔ایضاً

۶۹۵۔مناقب سلطانی' لاہور ۱۹۶۱ء' ص ۵۷

۶۹۶۔ایضاً

۶۹۷۔ایضاً' ص ۵۲

۶۹۸۔پنجابی اور دامانی زبان میں موچی' جوتے بنانے والے کو کہتے ہیں

۶۹۹۔مناقب سلطانی' لاہور ۱۹۶۱ء' ص ۵۸۔۵۹

۷۰۰۔ایضاً' ص ۶۰

۷۰۱۔ایضاً' ص ۶۲

۷۰۲۔مناقب سلطانی' لاھور ۱۹۶۱ء' ص ۶۲

۷۰۳۔بلوچستان تھرو دی ایجز' سلیکشن فرام گورنمنٹ ریکارڈ' ۲:۲۳۲: تذکرہ صوفیائے بلوچستان' ص ۱۲۶

۷۰۴۔مناقب سلطانی (ترجمہ اردو)' ص ۶۳

۷۰۵۔تذکرہ صوفیائے بلوچستان ' ص ۱۲۶

۷۰۶۔ مناقب سلطانی (ترجمہ اردو) ص ۶۲: تذکرہ صوفیائے بلوچستان' ص ۱۲۶

۷۰۷۔سید ابو صالح موسیٰ ابن سید محمد عابد ابن سید عبدالجلیل ابن سید کمال الدین ابن سید مبارک۔ عادل پوری ابن سید حسین دہلوی ابن سید محمد مکی العربی ابن سید یونس ابن سید احمد ابن سید جعفر ابن سید عبدالقادر ابن سید حسین ابن ابونعمان ابن سید حمید الدین ابن سید عبدالجلیل ابن سید عبدالجبار ابن محی الدین سید عبدلقادر جیلانیؒ

مناقب سلطانی' ترجمہ اردو' ص ۷۲

۷۰۸۔مناقب سلطانی' ص ۶۷۔۷۰

۷۰۹۔ایضاً' ص ۷۲

Marfat.com

۷۱۰۔ مناقب سلطانی (قلمی) مکتوبہ ۱۳۱۹ھ ص ۱۵۱۔۱۵۲
غازی مظفر سدوزئی شیخ رانجھا کے ہمراہ شیخ ابراہیم انبیؒ کا مرید تھا اور عقیدت مند تھا جو موسن شاہؒ کا مرید تھا (بحوالہ مناقب سلطانی)

۷۱۱۔ مناقب سلطانی، لاہور ۱۹۶۱ء، ص ۴۷

۷۱۲۔ مناقب سلطانی' لاہور ۱۹۶۱ء' ص ۴۷
نیز ابیات باھو معہ ترجمہ وشرح' مرتبہ سلطان الطاف علی لاہور ۱۹۷۵ء ص ۸۷ حاشیہ

۷۱۳۔ مناقب سلطانی' لاہور ۱۹۶۱ء' ص ۴۷

۷۱۴۔ مناقب سلطانی (تلخیص)' حمید اختر ص ۹۷۔۹۸

۷۱۵۔ تذکرہ صوفیائے بلوچستان' ص ۱۲۱

۷۱۶۔ حدائق الحنفیہ' ص ۴۳۰

۷۱۷۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند' ۲:۱۵۲

۷۱۸۔ ایضاً ص ۱۵۲۔۱۵۴

719-History of persia, Browne,cambridge 1930, iv:251

۷۲۰۔ شعر نایاب' غلام نظام الدین مرولوی' لاہور ۱۹۶۸ء' ص ۱۷۰

۷۲۱۔ تذکرہ میخانہ' عبدالنبی ملا قزوینی' تہران ۱۳۴۰' ص ۸۲۱

۷۲۲۔ دیوان صائب' مرتبہ ممتاز حسن' لاہور ۱۹۷۱ء' ص ۱۔۳

۷۲۳۔ ادب نامہ ایران' مقبول بیگ بدخشانی' لاہور' ص ۶۶۵۔۶۶۷

۷۲۴۔ کلمات الشعراء' محمد افضل سرخوش' لاہور ۱۹۴۲ء' ص ۶۲۔۶۳

۷۲۵۔ ہسٹری آف شاہجہان' بناری پرشاد سکسینہ' الہ آباد ۱۹۳۲ء' ص ۲۵۲

۷۲۶۔ اے لٹریری ہسٹری آف پرشیا' براؤن' ای' جی ' ۱۹۵۳ء' ۴:۲۶۷

۷۲۷۔ کلمات الشعراء' محمد افضل سرخوش' ص ۶۴

۷۲۸۔ حدائق الحنفیہ ' ص ۴۳۵

۷۲۹۔ بزم تیموریہ' سید صباح الدین عبدالرحمٰن' علی گڑھ ۱۳۶۷ھ' ص ۲۱۴

730- A Handlist of persian manuscripts 1685-1966,
S.M. Meredith owens,British muselum,1968,

Marfat.com

۷۳۱۔ بادشاہنامہ' عبدالحمید لاہوری' ۱: ۳۴۰۔۳۴۱

۷۳۲۔ حدائق الحنفیہ' ص ۴۸۵ تا ۴۸۷

۷۳۳۔ پاکستان میں فارسی ادب کی تاریخ' ص ۶۰۳: رودکوثر' ص ۴۷۵۔۴۷۶

۷۳۴۔ گنج الاسرار (قلمی) مکتوبہ محمد رضا ۱۳۰۶ھ' ۱۳: ۱

۷۳۶۔ ایضاً

۷۳۷۔ تذکرہ صوفیائے سرحد' اعجاز الحق قدوسی' لاہور ۱۹۵۸ء

۷۳۸۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند' ۲: ۴۵۱

۷۳۹۔ ایضاً

۷۴۰۔ تذکرہ شعرائے پنجاب' عبدالرشید' ص ۲۳۲

۷۴۱۔ کلمات الشعراء' ص ۷۹

۷۴۲۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند' ص ۴۱۹

۷۴۳۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند' ۲: ۴۱۹

۷۴۴۔ ایضاً' ص ۳۹۴

۷۴۵۔ ایضاً

۷۴۶۔ ایضاً' ص ۳۹۹

حواشی باب چہارم

۷۴۷۔ رک: باب دوم

۷۴۸۔ عین الفقر (قلمی) مکتوبہ ۱۲۸۰ھ' ۲۲۳: ۱، مملوکہ نگارندہ رسالہ

۷۴۹۔ نور الہدیٰ (قلمی) مکتوبہ ۱۳۱۲ھ' ۹۷: ۱ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۷۵۰۔ رک: باب دوم

۷۵۱۔ رسالہ روحی (قلمی)' مکتوبہ ۱۳۵۴ھ' ۱: ب

۷۵۲۔ عین الفقر (قلمی) مکتوبہ ۱۲۹۴ھ' ۶۱: ۱' مملوکہ نگارندہ رسالہ

۷۵۳۔ کلید التوحید (قلمی)

۷۵۴۔ مثنوی رومی' نولکشور لکھنؤ' ۱۲۹۴ھ' ص ۲۱۱

۷۵۵۔ نور الہدیٰ (قلمی) مکتوبہ ۱۳۱۲ھ' ۲۸۰: ب مملوکہ سلطان غلام دستگیر

Marfat.com

۷۵۶۔رک: باب ششم درآ ثار

۷۵۷۔عین الفقر (قلمی) مکتوبہ ۱۲۸۰ھ ۳۱: ۱

۷۵۸۔رک: باب ہفتم در بخشش آ ثار

۷۵۹۔عین الفقر، شرح نظام الدین، ملتان ۱۳۴۸ھ، ۲: ۱۹

ایضاً (قلمی)، ۱۲۹۴ھ، ۱۲۸: ب، مملوکہ نگارندہ رسالہ

۷۶۰۔امیر الکونین۔ (قلمی) مکتوبہ ۱۳۴۸ھ، ۱۱۹: ۱ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۷۶۱۔کلید التوحید (قلمی)، مکتوبہ ۱۳۰۶ھ، ۴: ب مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۷۶۲۔ رک: باب دوم

۷۶۳۔رک: باب ہفتم درارزش علمی (Scientific)

شیخ ابوالمنتھی نے شرح فقہ اکبر میں اسی نکتہ کی وضاحت میں کہا ہے:

''عند اکثر المتکلمین اجسام لطیفہ قادرۃ علی التشکل بالاشکال المختلفہ''

یعنی اکثر متکلمین اس امر پر متفق ہیں کہ اجسام لطفیہ کو مختلف شکلوں میں لانے کی قوت ہوتی ہے۔

(ابوالمنتھی، ماحواشی جدیدہ، دہلی ۱۳۲۳ھ ص ۵)

۷۶۴۔رک: باب ہفتم در ارزش علمی (Scientific)

۷۶۵۔عین الفقر (قلمی) مکتوبہ ۱۲۹۲ھ، ۲۱۸: ۱

۷۶۶۔رک: شجرہ ج (iii)

۷۶۷۔نگارندہ رسالہ

۷۶۸۔رک: باب سوم در معاصرین

۷۶۹۔رُک: شجرہ ج (ii)

۷۷۰۔رک: ایضاً

۷۷۱۔رک: شجرہ ج (ii)

۷۷۲۔رک: شجرہ ج (ii)

۷۷۳۔رک: شجرہ ج (ii)

۷۷۴۔رک: ایضاً ۷۷۴الف۔رک ج iii

۷۷۵۔رک: باب سوم، در معاصرین

Marfat.com

۷۷۶۔رک: باب ششم' درآ ثار

۷۷۷۔رک: باب ہفتم در بخشش آ ثار

۷۷۸۔رک؟ ایضاً

۷۷۹۔کلید التوحید کلان' مکتوبہ ۱۳۳۳ھ'ص ۲۸۶ تا ۳۰۰ مملوکہ سلطان غلام باھوؒ

۷۸۰۔حجت الاسرار مکتوبہ ۱۳۷۴ھ'۲:ب'۳: ا مملوکہ ٹبہ پیراں

۷۸۱۔مناقب سلطانی' لاہور ۱۳۴۵ھ'ص ۴۴۶۔۴۴۷

۷۸۲۔رک: شجرہ ج

۷۸۵۔رک: شجرہ ب (ii)

۷۸۶۔رک: شجرہ ج (iii)

۷۸۷۔رک: شجرہ ج (iii)

۷۸۸۔ایضاً

۷۸۹۔رک: باب دوم' فصل سیزدھم درخوارق

۷۹۰۔رک: شجرہ ج (iii)

۷۹۱۔رک: شجرہ ج (ii)

۷۹۲۔رک: شجرہ ج (iii)

۷۹۳۔رک: شجرہ ج (ii)

۷۹۴۔رک: شجرہ ج (ii)

۷۹۵۔رک: ایضاً

۷۹۶۔رک: ایضاً

۷۹۷۔مناقب سلطانی' لاہور ۱۳۴۵ھ'ص ۴۲۲۔۴۲۳

۷۹۸۔''انہاں نے اپنا مقصد کسے موڑتے وی ہتھوں نہیں چھڈ یاتے لوکاں تھیکر اللہ تے اوھدے رسول دا پیغام پہنچایا اے تے لوکاں نوں اوھدے اتے عمل کرن دی تلقین کیتی اے'' سلطان العارفین حضرت سلطان باھو دی حیاتی تے پیغام' مس زاہدہ ملک' دانشگاہ پنجاب' لاہور ۱۹۷۲ء'ص ۱۲۲۔

۷۹۹۔مثنوی' دفتر سوم' نولکشور ۱۲۹۳ھ'ص ۱۲۳

Marfat.com

حواشی باب پنجم

۸۰۰۔ مناقب سلطانی' لاہور ۱۳۴۵ھ' ص ۱۲۶: ڈسٹرکٹ سنشس رپورٹ جھنگ' ص ۱۱

۸۰۱۔ سلطان محمد حسین' دور سجادہ نشینی ۱۱۶۱ھ تا ۱۲۰۰ھ

۸۰۲۔ گورونانک' تولد ۱۴۶۹ء/۸۷۴ھ

۸۰۳۔ مناقب سلطانی، لاہور ۱۳۴۵ھ' ص ۱۲۷

۸۰۴۔ مناقب سلطانی ' لاہور ۱۳۴۵ھ' ص ۱۲۷

۸۰۵۔ مناقب سلطانی' لاہور ۱۳۴۵ھ' ص ۱۳۰

۸۰۶۔ مناقب سلطانی (قلمی) ۱۳۱۹ھ' ۱:۲۰۰

۸۰۷۔ ایضاً' ۱۹۳: ب' ۱:۱۹۶

۸۰۸۔ گڑانگ فتح خان ڈیرہ غازی خان ''دھوا'' کے قریب واقع ہے۔

۸۰۹۔ مناقب سلطانی (قلمی) ۱۳۱۹ھ' ۱۹۳: ب

۸۱۰۔ مناقب سلطانی' لاہور ۱۳۴۵ھ' ص ۱۳۰۔

۸۱۱۔ ایضاً: اس بیان کے خلاف ڈاکٹر لاجونتی راما کرشنا کا یہ خیال بالکل لغو ہے کہ حضرت ممدوح قدس سرہ' کا جسد مبارک بالکل ہی ہاتھ نہ لگا تھا۔

رک: سلطان باھو از راما کرشنا مرتبہ اے۔ آر۔ لوتھر' لاہور ۱۹۸۲ء' ص ۱۰

۸۱۲۔ ان دنوں سلطان محمد حسین سجادہ نشین بقید حیات تھے۔

۸۱۳۔ مناقب سلطانی' لاہور ۱۳۴۵ھ' ص ۱۳۱۔

احاطہ مذکورہ قلعہ قہرگان سے مغرب میں تین فرسنگ (آٹھ کیلومیٹر) پر واقع تھا' یہی مقام پرانا دربار سلطان باھوؒ کے نام سے معروف رہا ہے حضرت باھو قدس سرہ' کا ایک کنبہ اس احاطہ کے قریب چاہ سمندری میں سکونت پذیر ہے۔

۸۱۴۔ مطابق رپورٹ انگریزی (Census report Jhang p.11) تدفین باردوم ۱۱۸۰ھ کو درست قرار پائی۔

۸۱۵۔ مناقب سلطانی' لاہور ۱۳۴۵ھ' ص ۱۳۱: مناقب سلطانی (قلمی) ۱۳۱۹ھ' ۱:۱۳۶۔ ۱:۱۴۲

۸۱۶۔ تذکرہ غوثیہ' ۱۸۸۴ء' ص ۴۶۳۔ ۴۶۴

۸۱۷۔ تاریخ جھنگ' ۱۹۷۶ء' ص ۳۱۸۔ ۳۱۹

Marfat.com

۸۱۸۔دریائے چناب میں ۱۹۵۶ء کو طغیانی کے باعث زمین کے کنارے دریابرد ہو گئے جس کے باعث خانقاہ کی پرانی یادگار (جس کا صندوق مبارک ۱۹۱۸ء کو منتقل کر دیا گیا تھا) اور مسجد وغیرہ اور تمام ملحقہ قبرستان منہدم ہو گئے تھے۔

۸۱۹۔دیکھئے۔ District census report , Jhang,p.11

حواشی باب ششم

۸۲۰۔مناقب سلطانی (قلمی) ۱۳۱۹ھ

۸۲۱۔نگارندہ رسالہ ہذا نے ابیات باھو کے متن پر تحقیق واصلاح کے ساتھ اردو میں معنوی ترجمہ اور شرح کیا جسکا پہلا ایڈیشن لاہور میں ۱۹۷۵ء کو بعنوان ''ابیات باھو معہ ترجمہ وشرح'' شائع ہوا اس کے ۶۳۶ صفحات ہیں ادارہ مصنفین پاکستان (رائٹرز گلڈ) نے اس کتاب پر انعام جاری کیا۔

۸۲۲۔القرآن (الاحزاب ۳۳: ۷۲)

۸۲۳۔حدیث رسول: لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملك مقرب و لا نبی مرسل

ترجمہ: مجھے اپنے خدا سے ایسا وقت آجاتا ہے جس میں میرے ساتھ نہ فرشتہ مقرب اور نہ پیغمبر مرسل سما سکتا ہے۔

۸۲۴۔خواجہ غلام فرید، مسعود حسن شہاب، لاہور ۱۹۶۰ء، ص ۵۵

۸۲۵۔دیوان شریف کامل (قلمی) مکتوبہ نامعلوم ۱۸۶۰ء، ۲: املوکہ نگارندہ رسالہ

۸۲۶۔دیوان شریف (قلمی) مکتوبہ نامعلوم ۱۸۵۰ء، ۵:ا، مملوکہ نگارندہ رسالہ

۸۲۷۔ایضاً، ۵۲: ب

۸۲۸۔مدارج النبوۃ، ۲: ۸۲

۸۲۹۔موضوعات کبیر، دہلی، ۱۳۴۲ھ، ص ۵۴

۸۳۰۔عین الفقر (قلمی) مکتوبہ ۱۲۰۹ھ، ۹۰: املوکہ سید سلطان شاہ، جیکب آباد۔

۸۳۱۔کشف المحجوب، لاہور ۱۳۸۷ھ، ص ۱۷۵

۸۳۲۔مطلع العلوم معہ مجمع الفنون، دہلی ۱۲۶۴ھ، ص ۱

۸۳۳۔تعرف، لاہور ۱۳۹۱ھ، ص ۶۲

۸۳۴۔مثنوی معنوی (شرح عرشی)، لاہور ۱۹۵۹ء، ص ۲۸۲

۸۳۵۔القرآن (الصف ۶۱: آیت ۲)

Marfat.com

۸۳۶۔ القرآن (الاعراف ۷: آیت ۱۷۲)

۸۳۷۔ تعرف، لاہور ۱۳۹۱ھ، ص ۱۷۴

۸۳۸۔ ایضاً، ص ۱۷۵

۸۳۹۔ القرآن (النور ۲۴: آیت ۳۵)

۸۴۰۔ جس نے رب کو پہچانا اس کی زبان دراز ہوگئی

۸۴۱۔ جس نے رب کو پہچانا اس کی زبان گنگ ہوگئی

۸۴۲۔ فصوص الحکم، حیدرآباد دکن، ۱۳۶۰ھ، ص ۲۱۲

۸۴۳۔ قرآن و تصوف، دہلی ۱۳۷۵ھ، ص ۵۳

۸۴۴۔ حق نما، لاہور، ۱۳۸۰ھ (؟)، ص ۳ تا ۱۱

۸۴۵۔ رسالہ اول (در باب اسماء الطریقت) و رسالہ ثانی (در باب دائرۃ النفوس) مکتوبہ ۱۳۵۳ھ، مملوکہ سلطان غلام دستگیر۔

۸۴۶۔ تاریخ تصوف، لاہور ۱۳۹۶ھ، ص ۸۶

۸۴۷۔ مفاتح الاعجاز فی شرح گلشن راز، تہران ۱۳۳۷ش، ص ۱۹۸

۸۴۸۔ سر الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار، ص ۱۳

۸۴۹۔ سفینۃ الاولیاء، ص ۲۴

۸۵۰۔ القرآن (ق ۵۰: آیت ۱۶)

۸۵۱۔ کشف المحجوب، ص ۱۱۰۔۱۱۶

۸۵۲۔ الفقر فخری، ص ۲۹۰۔۲۹۶

۸۵۳۔ مکتوبات حضرت احمد سرہندیؒ

۸۵۴۔ سکینۃ الاولیاء، ۱۴۔۱۶

حواشی باب ہفتم

۸۵۵۔ اورنگ شاہی (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ۵:۴:۱، مملوکہ سلطان غلام دستگیر۔

۸۵۶۔ امیر الکونین (قلمی) ۱۳۳۲ھ، ۱۴۸:ب، مملوکہ سلطان غلام باھو۔

۸۵۷۔ عین الفقر (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ۹۴:۱، ۹۵:ب مملوکہ سلطان شاہ۔

۸۵۸۔ محبت الاسرار (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ۹:۱، مملوکہ سلطان شاہ۔

Marfat.com

۸۵۹۔عین الفقر (قلمی) ۱۲۰۹ھ'۱۴۵:ب'۱۴۶:ا'مملوکہ سلطان شاہ۔
۸۶۰۔ ایضاً
۸۶۱۔عین الفقر (قلمی) مکتوبہ سید عبداللہ'۱۲۰۹ھ'ص ۱۴۷'مملوکہ سلطان شاہ۔
۸۶۲۔ ایضاً
۸۶۳۔سال وفات مطابق استاد محمد ابراہیم خلیل الاحمد الجامی'۲۶۵ھ تا ۲۸۰ھ کے درمیان ہے۔
درشرح حال ابن ادھم گردون قباب' کابل ۱۳۴۵ش'ص ۵۶۔۵۷
۸۶۴۔ شیخ بہاء الدین (ف:۵۶۱ھ) مطابق سیر العارفین از حامد بن فضل اللہ'لاہور ۱۹۷۶ء'ص ۱۷۸
۸۶۵۔ شاہ رکن عالم (ف:۷۳۵ھ) ایضاً'ص ۲۰۹
۸۶۶۔رابعہ بصری (ف:۱۸۵ھ)
۸۶۷۔سید عبدالقادر جیلانی (ف:۵۶۱ھ)
۸۶۸۔عین الفقر (قلمی) ۱۲۸۰ھ'۲۳۲:ا'مملوکہ نگارندہ رسالہ۔
۸۶۹۔خاقانی شروانی (۵۲۰۔۵۹۵ھ) مطابق تاریخ ادبیات' رضازادہ شفق' دہلی' ۱۹۵۵ء'ص ۲۵۴
۸۷۰۔عین الفقر (قلمی) ۱۲۰۹ھ'ش ۳:۴:ب'مملوکہ سلطان شاہ
۸۷۱۔ ایضاً'ش ۳:۵۳:ا
۸۷۲۔مجالستہ النبی (قلمی) ۱۲۰۹ھ'ش ۱:۹:ب'مملوکہ سلطان شاہ
۸۷۳۔ ایضاً ۱۰:ا
۸۷۴۔محک الفقر اکلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ'۲۹۹:ب'مملوکہ سلطان محمد عزیز۔
۸۷۵۔بجائے ''فرزند'' کے ''فرد'' بلحاظ فن شعر درست نظر آتا ہے۔
۸۷۶۔رسالہ روحی (قلمی) ۱۳۰۶ھ'ش ۷:۶:ا'مملوکہ سلطان غلام دستگیر
۸۷۷۔تیغ برھنہ (قلمی) ۱۳۰۶ھ'ش ۱:۷:ب ایضاً
۸۷۸۔عقل بیدار'لاہور ۱۹۷۰ء' ص ۶۱
۸۷۹۔ ایضاً
۸۸۰۔ ایضاً'ص ۶۴
۸۸۱۔کلید التوحید کلاں (قلمی) ۱۳۳۳ھ'۸۰:ب'مملوکہ سلطان غلام باھو
۸۸۲۔نور الھدیٰ کبیر (قلمی) ۱۳۱۲ھ'۴۰:ا'مملوکہ سلطان غلام دستگیر

Marfat.com

۸۸۳۔ نورالہدیٰ کبیر (قلمی) ۱۳۱۲ھ، ۱۰۰: ا مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۸۸۴۔ ایضاً ، ۲۵۳: ب ایضاً

۸۸۵۔ ایضاً ، ۲۵۴: ا ایضاً

۸۸۶۔ مجالستہ النبی (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ۳:۶: ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۸۸۷۔ ایضاً، ۸: ا۔ ایضاً

۸۸۸۔ محک الفقرا (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ۱۹:۶: ب، مملوکہ سلطان شاہ

۸۸۹۔ مجالستہ النبی (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ۵۲:۱: ا، مملوکہ سلطان شاہ

۸۹۰۔ عقل بیدار (قلمی) ۱۳۳۰ھ، ۹۹: ا، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

یوں لگتا ہے جیسے حضرت قدس سرہ نے حافظ شیرازی کے اس شعر کو مدنظر رکھا ہے: نصیحتی کنمت یاد گیرو در عمل آر۔ کہ این حدیث ز پیر طریقتم یاداست

(دیوان حافظ بتصحیح قزوینی، تہران، ص ۲۷)

۸۹۱۔ نورالہدیٰ کلاں (قلمی) ۱۳۱۲ھ، تلخیص مطالب، ص ۷۔ ۱۵۲ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۸۹۲۔ عرفان لاہور ۱۹۷۸ء ج ۲، ملاحظہ ہو۔

۸۹۳۔ محک الفقرا کبیر، لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۹۴

۸۹۴۔ امیر الکونین (قلمی) ۱۳۳۲ھ، ۱۹: ا، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۸۹۵۔ محک الفقرا (کلاں)، لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۱۲۲

۸۹۶۔ ایضاً (قلمی) ۱۳۴۳ھ ۱۳۹: ب، مملوکہ سلطان محمد عزیز

۸۹۷۔ جامع الاسرار، لاہور ۱۹۶۸ء، ص ۳۴

۸۹۸۔ ایضاً، ص ۳۵

۸۹۹۔ ایضاً، ص ۶۷

۹۰۰۔ کلید التوحید کبیر، ۱۳۴۳ھ، ۱۵۹: ب، مملوکہ سلطان غلام باھو

۹۰۱۔ محک الفقر خرد، لاہور ۱۹۶۱ء، ص ۶۹

۹۰۲۔ مفتاح العارفین (قلمی) ۱۳۲۳ھ، ۴۶: ا مملوکہ سلطان غلام باھو

۹۰۳۔ محک الفقراء خرد، لاہور ۱۹۶۱ء، ص ۶۹

۹۰۴۔ ایضاً، ص ۹۸

Marfat.com

۹۰۵۔ ایضاً،ص ۶۹

۹۰۶۔ عین الفقر (قلمی) ۱۲۰۹ھ،۱۶ اب، مملوکہ سلطان شاہ

۹۰۷۔ الفقر فخری، لاہور، ص ۲۹۶۔ ۲۹۷

۹۰۸۔ کلید التوحید کلاں (قلمی)، ۱۳۳۳ھ، ۱۵۸:۱، مملوکہ سلطان غلام باھو

۹۰۸/۱۔ اسرار قادری (قلمی) ۱۳۷۰ھ، ۲۱:ب، مملوکہ ٹبہ پیراں

۹۰۹۔ ایضاً، ۶۰:۱

۹۱۰۔ ایضاً، ۱۳۳، ب، ۱۳:۱

۹۱۱۔ ایضاً، ۱۴۰:ب

۹۱۲۔ امیر الکونین (قلمی) ۱۳۳۲ھ، ۱۸:ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۹۱۳۔ امیر الکونین (قلمی) ۱۳۳۲ھ، ۱۸:ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۹۱۴۔ ایضاً

۹۱۵۔ ایضاً

۹۱۶۔ ایضاً، ۲۱:۱

۹۱۷۔ ایضاً، ۳۷:۱

۹۱۸۔ ایضاً، ۴۶:ب

۹۱۹۔ ایضاً، ۴۸:ب

۹۲۰۔ امیر الکونین (قلمی) ۱۳۳۲ھ، ۷۴:ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۹۲۱۔ ایضاً، ۱۵۵:۱

۹۲۲۔ ایضاً، ۱۷۲:ب

۹۲۳۔ توفیق الھدایت (قلمی) ۱۳۳۴ھ، ۲۰:ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۹۲۴۔ ایضاً، ۳۸:ب

۹۲۵۔ توفیق الھدایت (قلمی) ۱۳۳۴ھ، ۹۴:ب

۹۲۶۔ ایضاً، ۲۰۵:۱

۹۲۷۔ جامع الاسرار (قلمی) ۱۳۷۰ھ، ۶۱:۱، مملوکہ ٹبہ پیران

۹۲۸۔ ایضاً

Marfat.com

۹۲۹_ ایضاً،۹۸:ب

۹۳۰_ایضاً،۱۱۱:ا

۹۳۱_ ایضاً،۱۱۳:ا

۹۳۲_ ایضاً،۱۲۹:ا

۹۳۳_جامع الاسرار (قلمی)۱۳۷۰ھ،۱۳۵:ا ،مملوکہ ٹبہ پیران

۹۳۴_ حجت الاسرار (قلمی) ۱۳۷۴ھ،۲۳:ا،مملوکہ ٹبہ پیران

۹۳۵_ایضاً،۲۴:ب

۹۳۶_ حجت الاسرر (قلمی)۱۳۷۴ھ،۲۳:ا،مملوکہ ٹبہ پیران

۹۳۷_ایضاً ۳۸:ب،ایضاً

۹۳۸_دیدار بخش (قلمی)۱۲۰۹ھ،۱۳:ب مملوکہ سید سلطان شاہ

۹۳۹_ایضاً

۹۴۰_دیدار بخش (قلمی)۱۲۰۹ھ،۱۵:ب،مملوکہ سید سلطان شاہ

۹۴۱_ایضاً،۲۵:ب

۹۴۲_سلطان الوھم (قلمی)۱۲۰۹ھ،ا:ب مملوکہ سید سلطان شاہ

۹۴۳_ایضاً

۹۴۴_ایضاً ۲:ب

۹۴۵_سلطان الوھم (قلمی)۱۲۰۹ھ،۷:ب،مملوکہ سید سلطان شاہ

۹۴۶_ ایضاً ۱۱:ب

۹۴۷_ ایضاً ۱۰:ا

۹۴۸_ ایضاً ۱۴:ا

۹۴۹_ ایضاً ۱۵:ب

۹۵۰_ ایضاً ۳۳:ب

۹۵۱_ ایضاً ۱۶:ا

۹۵۲_ ایضاً ۱۶:ا

۹۵۳_ایضاً

Marfat.com

۹۵۴۔ ایضاً

۹۵۵۔ سلطان الوھم (قلمی) ۱۲۰۹ھ ۳۳: ب مملوکہ سید سلطان شاہ

۹۵۶۔ ایضاً ۳۸: ا

۹۵۷۔ ایضاً

۹۵۸۔ ایضاً ۴۶: ا

۹۵۹۔ ایضاً ۵۰: ا

۹۶۰۔ ایضاً ۵۴: ا

۹۶۱۔ ایضاً ۵۶: ا

۹۶۲۔ ایضاً

۹۶۳۔ ایضاً

۹۶۴۔ ایضاً ۶۹: ب

۹۶۵۔ عقل بیدار (قلمی) ۱۳۴۰ھ ۸: ب مملوکہ سلطان محمد عزیز

۹۶۶۔ ایضاً ۳۹: ا

۹۶۷۔ عقل بیدار (قلمی) ۱۳۴۰ھ ۳۹: ا مملوکہ سلطان محمد عزیز

۹۶۸۔ ایضاً

۹۶۹۔ ایضاً

۹۷۰۔ ایضاً

۹۷۱۔ ایضاً

۹۷۲۔ ایضاً

۹۷۳۔ ایضاً

۹۷۴۔ ایضاً ۴۰: ب

۹۷۵۔ ایضاً ۴۶: ب

۹۷۶۔ ایضاً ۸۵: ا

۹۷۷۔ ایضاً

۹۷۸۔ ایضاً ۱۳۹: ا

Marfat.com

۹۷۹۔ ایضاً ۱۴۷:ا

۹۸۰۔عقل بیدار (قلمی) ۱۳۴۰ھ‘۱۵۲:ب‘مملوکہ سلطان محمد عزیز

۹۸۱۔ ایضاً ۱۵۴:ب

۹۸۲۔ عین الفقر (قلمی)۱۳۰۶ھ‘۶:ب‘مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۹۸۳۔ ایضاً ۸:ب

۹۸۴۔ ایضاً

۹۸۵۔ ایضاً

۹۸۶۔ایضاً

۹۸۷۔ایضاً ۸۲:ب

۹۸۸۔ایضاً

۹۸۹۔عین الفقر (قلمی)۱۳۰۶ھ‘۸۳:ا

۹۹۹۔ ایضاً

۹۹۱۔ایضاً ۹۰:ب

۹۹۲۔ایضاً ۹۹:ا

۹۹۳۔ایضاً ۱۵۶:ب

۹۹۴۔ایضاً ۱۹۷:ا

۹۹۵۔عین الفقر (قلمی)۱۳۰۶ھ‘۲۲۶:ب

۹۹۶۔ایضاً

۹۹۷۔ایضاً

۹۹۸۔کلید التوحید کلاں (قلمی) ۱۳۳۳ھ‘۱۲:ب‘مملوکہ سلطان غلام باھو

۹۹۹۔ایضاً ۱۴۰:ب

۱۰۰۰۔ایضاً ۱۹۸:ب

۱۰۰۱۔ایضاً

۱۰۰۲۔ایضاً ۲۰۳:ا

۱۰۰۳۔مجالستہ النبی (قلمی) ۱۹۳۵ء‘۶:ب مملوکہ سلطان غلام دستگیر

Marfat.com

۱۰۰۴۔ محکم الفقرا (قلمی) ۱۳۲۶ھ، ۲:۱ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۰۰۵۔ ایضاً

۱۰۰۶۔ ایضاً ۱۲:۱

۱۰۰۷۔ ایضاً

۱۰۰۸۔ ایضاً ۱۴:۱

۱۰۰۹۔ محک الفقرا کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ ،۱۹:ب، مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۰۱۰۔ ایضاً ۳۸:۱

۱۰۱۱۔ محک الفقرا کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ، ۵۶:۱، مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۰۱۲۔ ایضاً ۱۳۰:۱

۱۰۱۳۔ ایضاً ۱۶۴:۱

۱۰۱۴۔ ایضاً

۱۰۱۵۔ ایضاً

۱۰۱۶۔ ایضاً

۱۰۱۷۔ ایضاً

۱۰۱۸۔ ایضاً

۱۰۱۹۔ ایضاً ۱۶۵:ب

۱۰۲۰۔ ایضاً

۱۰۲۱۔ ایضاً

۱۰۲۲۔ محک الفقرا کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ، ۱۶۵ص ب، مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۰۲۳۔ ایضاً

۱۰۲۴۔ ایضاً

۱۰۲۵۔ ایضاً

۱۰۲۶۔ ایضاً

۱۰۲۷۔ ایضاً ۴۰۹:ب

۱۰۲۸۔ ایضاً ۴۱۰:۱

Marfat.com

۱۰۲۹۔ایضاً

۱۰۳۰۔ایضاً

۱۰۳۱۔مفتاح العارفین (قلمی) ۱۳۴۳ھ، ۲۶:ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۰۳۲۔نور الہدیٰ کلاں (قلمی) ۱۳۱۲ھ، ۲۹۷:ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۰۳۳۔دیوان باھو (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ش 8: ۲۳:ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۰۳۴۔ایضاً 22:ا

۱۰۳۵۔ایضاً 15:ب

۱۰۳۶۔ایضاً

۱۰۳۷۔دیوان باھو (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ۱:ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۰۳۸۔ایضاً 5:ب

۱۰۳۹۔محک الفقرا کبیر (قلمی) ۱۳۴۳ھ، ۱۰۷:ا، مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۰۴۰۔دیوان باھو (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ۵:ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۰۴۱۔امیر الکونین (قلمی) ۱۳۳۲ھ، ۱۵۹:ا، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۰۴۲۔کلید التوحید کلاں لاہور ۱۹۷۶ء ص ۱۶ پر ''عطا پاشی'' ہے نسخہ خطی مکتوبہ گل محمد سندھی ۱۳۳۶ھ میں ''عطا بخشی'' ہے نسخہ خطی مکتوبہ چوہدری محمد صدیق، اٹک ۱۳۵۳ھ میں بھی ''عطا بخشی'' درج ہے۔

۱۰۴۳۔نسخہ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء میں ''در عالم'' ہے نسخہ خطی مکتوبہ گل محمد سندھی ۱۳۳۶ھ میں ''بردرتو'' لکھا ہوا ہے نسخہ خطی مکتوبہ چوہدری محمد صدیق، اٹک ۱۳۵۳ھ میں ''بردرگاہ'' تحریر ہے۔

۱۰۴۴۔ مناقب سلطانی (خطی) ۱۳۱۹ھ، ۴۲۹:ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر
نسخہ خطی (مکتوبہ گل محمد سندھی) ۱۳۳۶ھ، ۴۲۹:ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر
نسخہ خطی (مکتوبہ چوہدری محمد صدیق) ۱۳۵۳ھ، آخر رسالہ جات سید عبد القادر جیلانی، مملوکہ سلطان غلام دستگیر و کلید التوحید، لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۱۴۔۱۷

۱۰۴۵۔فضل اللقاء (قلمی) سال نامعلوم، مکتوبہ محمد صادق، اسلام آباد ۹۵ ص ب، مملوکہ نگارندہ رسالہ

۱۰۴۶۔محک الفقر کلاں، ۱۳۴۳ھ (قلمی)، ۳۴۸:ا، مملوکہ سلطان محمد عزیز

Marfat.com

۱۰۴۷۔ حجت الاسرار (قلمی) ۱۳۷۴ھ، ۲۹:ا، مملوکہ ٹبہ پیران

۱۰۴۸۔ کلید التوحید خُرد (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ش ۴: ۱۴:ا، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۰۴۹۔ محک الفقر اکلاں، لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۲۹

۱۰۵۰۔ عین الفقر (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ۸۰:ب۔ ۸۱:ا، مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۰۵۱۔ محک الفقر اکلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ، ۱۷:ب، مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۰۵۲۔ ایضاً ۱۷۸:ا

۱۰۵۳۔ ایضاً ۱۹۳:ب

۱۰۵۴۔ ایضاً ۳۶۳:ب

۱۰۵۵۔ سلطان الوھم (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ۳۴:ب مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۰۵۶۔ ایضاً ۲۰:ب

۱۰۵۷۔ محک الفقر اکلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ، ۳۸۴:ا، مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۰۵۸۔ گنج الاسرار (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ش ۲: ۴:ا، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۰۵۹۔ محبت الاسرار (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ش ۳: ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۰۶۰۔ ایضاً ۴:ا

۱۰۶۱۔ کلید التوحید خُرد (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ش ۴: ۹:ب مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۰۶۲۔ مناجات و مقالات، عبداللہ انصاریؒ (مخاطبہ پنجم) تہران، ص ۴۱

۱۰۶۳۔ گلستان سعدی، تبصحیح محمد علی فروغی، تہران ۱۳۹۸، ص ۱۲۹۔۱۳۰

۱۰۶۴۔ عین الفقر (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ۸۰:ب

۱۰۶۵۔ مناجات و مقالات، عبداللہ انصاری (مخاطبہ نہم) تہران، ص ۴۸

۱۰۶۶۔ عین الفقر (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ۹۵:ا

۱۰۶۷۔ گلستان سعدی باہتمام محمد علی فروغی، ۱۳۵۴ھ، تہران، ص ۴۳

۱۰۶۸۔ ایضاً ص ۴۵

۱۰۶۹۔ ایضاً ص ۴۹

۱۰۷۰۔ ایضاً ص ۱۹۲

۱۰۷۱۔ ایضاً ص ۱۹۳

Marfat.com

۱۰۷۲۔ ایضاً ،ص ۱۸۸

۱۰۷۳۔ ایضاً ،ص ۱۷۲

۱۰۷۴۔ اورنگ شاہی (قلمی) ۱۳۰۶ھ ش ۵: ۲۵: ب مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۰۷۵۔ کلید التوحید خُرد (قلمی) ۱۳۰۶ھ ش ۴: ۲۷: ب مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۰۷۶۔ ایضاً ، ۳۲: ا

۱۰۷۷۔ ایضاً ، ۳۳: ب

۱۰۷۸۔ محبت الاسرار (قلمی) ۱۳۰۶ھ ش ۳: ۲۳: ب مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۰۷۹۔ ایضاً

۱۰۸۰۔ ایضاً ، ۲۰: ا

۱۰۸۱۔ مناجات و مقالات، موعظہ اول، تہران، ۱۳۹۸ھ، ص ۵۴

۱۰۸۲۔ عین الفقر (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ۸۹: ا، مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۰۸۳۔ مناجات و مقالات، موعظہ یازدھم، تہران، ۱۳۹۸ھ، ص ۷۸

۱۰۸۴۔ کلید التوحید خُرد (قلمی) ۱۳۰۶ھ ش ۴: ۹: ب مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۰۸۵۔ مناجات و مقالات، موعظہ ہفتم، تہران، ۱۳۹۸ھ، ص ۴۵

۱۰۸۶۔ عین الفقر (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ۴۳: ا، مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۰۸۷۔ مناجات و مقالات، مخاطبہ دوازدھم، تہران ۱۳۹۸ھ، ص ۵۳

۱۰۸۸۔ محک الفقر خُرد (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ۳: ب، مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۰۸۹۔ مناجات و مقالات، موعظہ ہشتم، تہران ۱۳۹۸ھ، ص ۷۶

۱۰۹۰۔ سلطان الوھم (قلمی) ۱۲۹۰ھ، ۷: ا، مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۰۹۱۔ القرآن (الصف، آیہ ا) (الجمعۃ، آیہ ا) (التغابن، آیہ ا)

۱۰۹۲۔ سلطان الوھم (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ۳۸: ب، مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۰۹۳۔ ایضاً ۳۹: ا

۱۰۹۴۔ عین الفقر (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ۲۴: ب، مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۰۹۵۔ ایضاً ۱۱۱: ا

عین الفقر (قلمی) ۱۲۹۴ھ، ۲۱۸: ب مملوکہ نگارندہ رسالہ

Marfat.com

۱۰۹۶۔عین الفقر (قلمی) ۱۲۰۹ھ‘۱۱۰:ب‘مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۰۹۷۔دیدار بخش (قلمی) ۱۲۰۹ھ‘ش ۸:۱:ا‘مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۰۹۸۔عین العارفین (قلمی) ۱۲۰۹ھ‘ش ۱۰:۱۷:ا‘مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۰۹۹۔کلید التوحید خرد (قلمی) ۱۳۰۹ھ‘اص ب‘مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۱۰۰۔اورنگ شاہی (قلمی) ۱۳۰۶ھ‘۲:ا‘مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۱۰۱۔عین الفقر (قلمی) ۱۲۰۹ھ‘۱۶:ب‘مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۱۰۲۔مجالسۃ النبی (قلمی) ۱۲۰۹ھ‘ا:ب‘مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۱۰۳۔فضل اللقاء (قلمی) ۱۲۰۹ھ‘ا:ا‘مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۱۰۴۔دیدار بخش (قلمی) ۱۲۰۹ھ‘ا:ا‘مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۱۰۵۔عین الفقر (قلمی) ۱۲۹۴ھ‘۲۲۷:ب‘مملوکہ نگارندہ رسالہ

۱۱۰۶۔رسالہ روحی (قلمی) ۱۳۰۶ھ‘ش ۷:۵:ب‘مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۱۰۷۔کلید التوحید کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ‘۱۳۹:ب‘مملوکہ سلطان غلام باھو

۱۱۰۸۔محک الفقر اکلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ‘۹۹:ب‘مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۱۰۹۔ایضاً ۳۰۶:ا

۱۱۱۰۔رسالہ روحی (قلمی) ۱۳۵۴ھ‘۸:ب‘مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۱۱۱۔نور الہدیٰ کلاں (قلمی) ۱۳۱۲ھ‘۱۱۹:ب‘مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۱۱۲۔ایضاً ۱۴۳:ب

۱۱۱۳۔ایضاً ۱۷۵:ب

۱۱۱۴۔ایضاً ۱۲۸:ا

۱۱۱۵۔نور الہدیٰ کلاں (قلمی) ۱۳۱۲ھ‘۱۷۵:ب‘مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۱۱۶۔القرآن (الرحمٰن‘ آیہ ۲۹)

۱۱۱۷۔محک الفقر اکلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ‘۳۳۰:ا تا ۳۳۲:ا‘مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۱۱۸۔القرآن (النور‘ آیہ ۳۵)

۱۱۱۹۔محک الفقر اکلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ‘۳۳۹:ب‘مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۱۲۰۔القرآن (الاحزاب‘ آیہ ۷۲)

Marfat.com

۱۱۲۱۔ محک الفقرا کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ، ۳۶۲: ا، مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۱۲۲۔ القرآن (الکھف، آیۃ ۷۸)

۱۱۲۳۔ عین الفقر (قلمی) ۱۲۸۰ھ (؟)، ۹۷: الف، مملوکہ نگارندہ رسالہ

۱۱۲۴۔ القرآن (البقرۃ، آیہ ۲۶۰)

۱۱۲۵۔ اسرار قادری (قلمی) ۱۳۷۰ھ، ۱۱۷: ا، مملوکہ ٹبہ پیراں

۱۱۲۶۔ حدیث نبویؐ نقل از فتاویٰ زاد اللبیب و خزانہ جلالی و کتاب برزخ و ھدیہ الحرمین، ص ۵۰
و شرح مسند امام اعظم ملا علی قادری، لاہور، ص ۱۱۴

۱۱۲۷۔ حدیث نبوی: کتاب دیلمی روایت معاذ بن جبلؓ؛ کتاب التشرف، ص ۱۳۳
کتاب عین العلم ملا علی قاری، ص ۳۰۶؛ سکینۃ الاولیاء، دارا شکوہ، لاہور ۱۹۷۱، ص ۷۸

۱۱۲۸۔ سر الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار، لاہور ۱۹۶۵ء ص ۱۴۴

۱۱۲۹۔ حدیث نبوی: حدیث معناً صحیح و مطابق قرآن ہے، تفسیر کبیر، ص ۷۲
شرح محمدیہ، علامہ گلھوی، ص ۹۱؛ کیمیائے سعادت، امام غزالی، لکھنو ۱۲۱۱ھ، ص ۲۲

۱۱۳۰۔ سر الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار، لاہور ۱۹۶۵ء، ص ۳۲

۱۱۳۱۔ حدیث قدسی: مدارج النبوت، شاہ محمد عبد الحق، نولکشور ۲: ۸۲۷
موضوعات کبیر، ملا علی قاری، دہلی، ص ۵۴

۱۱۳۲۔ حدیث نبوی: سکینۃ الاولیاء، ص ۱۱۱

۱۱۳۳۔ ایضاً ص ۶۔ ۱۳
کشف المحجوب، ص ۴؛ کشف المحجوب، تہران ۱۳۳۶، ص ۶۲

۱۱۳۴۔ حدیث نبوی: جامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر، علامہ سیوطیؒ، مصر ۲: ۵۴ بحوالہ
امام بخاری در تاریخ خود

۱۱۳۵۔ حدیث قدسی: مدارج النبوت، عبد الحق محدث، نولکشور، ۲: ۸۲۷؛ سکینۃ الاولیاء، ص ۳

۱۱۳۶۔ حدیث قدسی: لباب الاخبار، ص ۷۳

۱۱۳۷۔ حدیث نبوی: رسالہ مشاہدہ الابرار بین التجلی والاستتار شیخ عبد الحق محدث
سکینۃ الاولیاء، ص ۱۰۶۔ ۷ ، ۱۴۹

۱۱۳۸۔ امیر الکونین (قلمی) ۱۳۳۲ھ، ۱۱: ا، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

Marfat.com

۱۱۳۹۔ایضاً ۲۳:ا

۱۱۴۰۔امیر الکونین (قلمی) ۱۳۳۲ھ‘۲۹:ا‘مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۱۴۱۔ایضاً ۲۹:ا

۱۱۴۲۔ایضاً ۳۰:ب

۱۱۴۳۔ایضاً ۵۱:ا

۱۱۴۴۔ایضاً ۵۵:ا

۱۱۴۵۔ایضاً ۱۱۵:ا

۱۱۴۶۔ایضاً ۱۵۱:ا

۱۱۴۷۔ایضاً

۱۱۴۸۔ایضاً ۱۷۱:ا

۱۱۴۹۔ایضاً ۱۸۵:ا

۱۱۵۰۔گنج الاسرار (قلمی) ۱۳۰۶ھ‘ش۲:۴:ا‘مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۱۵۱۔ایضاً ش۲:۶:ا

۱۱۵۲۔ایضاً ش۲:۷:ا

۱۱۵۳۔ایضاً ش۲:۲۰:ا

۱۱۵۴۔محک الفقرا کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ‘ا:ب‘مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۱۵۵۔ایضاً ۳۵۱:ب

۱۱۵۶۔محک الفقرا کبیر (قلمی) ۱۳۴۳ھ‘۳۵۸:ا‘مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۱۵۷۔ایضاً ۸۷:ب

۱۱۵۸۔ایضاً ۲۳۲:ا

۱۱۵۹۔ایضاً ۱۷۹:ب

۱۱۶۰۔ایضاً ۲۱۰:ا

۱۱۶۱۔ایضاً ۲۹۸:ا

۱۱۶۲۔ایضاً ۳۰۲:ا

۱۱۶۳۔ایضاً ۳۸۷:ب

Marfat.com

۱۱۶۴۔ ایضاً ۴۲۲:ا

۱۱۶۵۔ شرح فقہ اکبر، ملا علی قاری

۱۱۶۶۔ محک الفقر کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ، ۲۵:ا، مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۱۶۷۔ ایضاً ۵۲:ا

۱۱۶۸۔ ایضاً

۱۱۶۹۔ نور الہدیٰ کلاں (قلمی) ۱۳۱۲ھ، ۲۱۲:ا، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۱۷۰۔ ایضاً ۲۱۱:ب

۱۱۷۱۔ محک الفقر کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ ۲۴:ا، مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۱۷۲۔ محک الفقر کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ، ۴۳:ا، مملوکہ سلطان محمد عزیز

باب ہشتم

۱۱۷۳۔ ابو حامد، احمد بن محمد غزالیؒ (ف: ۵۰۵ھ)

۱۱۷۴۔ احیاء العلوم، ۱۳۵۸، مصر، ۱:۸۔۲۶

۱۱۷۵۔ جب فقرِ تمام کا مرتبہ پہنچا، تو وہ خدا ہی ہے، یعنی خدا تعالیٰ سے دید و شناخت پائے ہوئے ہے۔

۱۱۷۶۔ محک الفقر کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ، ۴۸:ا، مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۱۷۷۔ ایضاً، ۱۲۱:ب

۱۱۷۸۔ ایضاً، ۱۵۴:ب

۱۱۷۹۔ قرب دیدار (قلمی) ۱۳۷۱ھ، ۱۴۱:ب، مملوکہ ٹبہ پیران

۱۱۸۰۔ ایضاً، ۱۴۲:ا

۱۱۸۱۔ فضل اللقاء (قلمی) ۱۹۷۱ء، ۲:ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۱۸۲۔ ایضاً، ۳:ا

۱۱۸۳۔ ایضاً، ۲۰:ب

۱۱۸۴۔ امیر الکونین (قلمی) ۱۳۴۸ھ، ۹:ا، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۱۸۵۔ ایضاً ۴۸:ب

۱۱۸۶۔ ایضاً

۱۱۸۷۔ ایضاً ۸۵:ب

Marfat.com

۱۱۸۸۔امیر الکونین (قلمی) ۱۳۴۸ھ‘ ۸۵:ب‘ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۱۸۹۔ایضاً ، ۱۰۶:ب

۱۱۹۰۔عقل بیدار (قلمی) ۱۳۳۰ھ‘ ۵۰:الف‘ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۱۹۱۔امیر الکونین (قلمی) ۱۳۴۸ھ‘ ۹۱:الف‘ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۱۹۲۔محک الفقر اکبیر (قلمی) ۱۳۴۳ھ‘ ۵۳:ب ‘مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۱۹۳۔ایضاً ، ۲۹۶:ا

۱۱۹۴۔قرب دیدار (قلمی) ۱۳۷۱ھ‘ ۸۵:ب‘ مملوکہ ٹبہ پیران

۱۱۹۵۔محک الفقر خرد (قلمی) ۱۳۲۸ھ‘ ۱۸۸:ا‘ مملوکہ ٹبہ پیران

۱۱۹۶۔عین الفقر (قلمی) ۱۳۳۶ھ‘ ۱۳۹:ا‘ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۱۹۷۔عقل بیدار (قلمی) ۱۳۳۰ھ‘ ۳۴ب

۱۱۹۸۔اسرار قادری (قلمی) ۱۳۷۰ھ‘ ۲۸:

۱۱۹۹۔گنج الاسرار (قلمی) ۱۳۲۲ھ‘ ۱۶:ب‘ مملوکہ سلطان غلام باھو

۱۲۰۰۔کلید التوحید کلاں (قلمی) ۱۳۳۳ھ‘ ۷۹:ا مملوکہ سلطان غلام باھو

۱۲۰۱۔ایضاً

۱۲۰۲۔ایضاً، ۱۰۹:ا

۱۲۰۳۔ نور الہدیٰ خرد (قلمی) ۱۳۳۳ھ (؟)، ۴۴:ا مملوکہ سائیں مشتاق، برہان

۱۲۰۴۔محک الفقر کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ‘ ۸۰:ا‘ مملوکہ سلطان عزیز

۱۲۰۵۔ایضاً

۱۲۰۶۔ایضاً، ۲۰۴:ا

۱۲۰۷۔ایضاً، ۳۴۷:ب

۱۲۰۸۔مفتاح العارفین (قلمی) ۱۳۲۳ھ‘ ۲۸:ا‘ مملوکہ سلطان غلام باھو

۱۲۰۹۔ایضاً، ۴:ا

۱۲۱۰۔ایضاً ، ۲۸:ا

۱۲۱۱۔قرب دیدار (قلمی) ۱۳۷۱ھ‘ ۵۷:ا‘ مملوکہ ٹبہ پیراں

۱۲۱۲۔محک الفقر خرد (قلمی) ۱۳۲۸‘ ۲۲۴:ب‘ مملوکہ ٹبہ پیراں

Marfat.com

۱۲۱۳۔ فضل اللقاء (قلمی) ۱۹۱۷ھ، ۷۶:ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۲۱۴۔ امیر الکونین (قلمی) ۱۳۳۲ھ، ۸۹:ا، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۲۱۵۔ محبت الاسرار (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ۳۶:ا، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۲۱۶۔ مجالستہ النبی (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ۴۹:ب، مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۲۱۷۔ مجالستہ النبی (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ۴۹:ب تا ۵۱:ب، مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۲۱۸۔ محک الفقرا کلاں (قلمی) ۱۳۳۴ھ، ۶۹:ب، ۲۰:ا، مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۲۱۹۔ السر فی خطاب اتشهد ان الحقیقة المحمدیہ کانها ساریۃ فی کل موجود و حاضرة فی باطن کل عبد سعایہ، مولوی عبدالحی لکھنوی، لاہور ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء، ۲:۲۲۷

۱۲۲۰۔ اشعۃ اللمعات، عبدالحق محدث دھلوی، ۱:۴۰۱

۱۲۲۱۔ اخلاق جلالی، علامہ جلال الدین دوانی، نولکشور، لکھنو، ص ۲۵۶

۱۲۲۲۔ عین الفقر (قلمی) ۱۲۹۲ھ، ۲۱۸:ب، مملوکہ نگارندہ رسالہ

۱۲۲۳۔ محک الفقرا کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ، ۱۱۲:ا، مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۲۲۴۔ بندہ نگارندہ رسالہ کے خیال میں حضرت قدس سرہٗ کی قندیل سے مراد روشن ستارہ یعنی آفتاب ہے گویا ہر قندیل یا آفتاب چودہ طبق کو روشن کرتا ہے اور ہر طبق میں اٹھارہ ہزار عالم ہیں۔ واللہ علم۔

۱۲۲۵۔ کلید التوحید کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ، ۷۲:ا، مملوکہ سلطان غلام باھو

۱۲۲۶۔ عین الفقر (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ۲۰:ب، مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۲۲۷۔ رسالہ روحی (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ۲:ب، ۴:ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۲۲۸۔ محک الفقرا کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ، ۶۸:ا، مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۲۲۹۔ محک الفقرا کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ، ۶۸:ا۔ ۶۹:ب، مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۲۳۰۔ مجالستہ النبی (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ش ۶:۲۳ب، ۲۴:ا مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۲۳۱۔ محک الفقرا کلاں (قلمی) ۱۳۳۴ھ، ۲۴۳:ب، مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۲۳۲۔ عین الفقر (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ش ۹۲/۳:ب، مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۲۳۳۔ عین الفقر (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ش ۱۰۴/۳:ب، مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۲۳۴۔ ایضاً، ش ۹۹/۳:ا

Marfat.com

۱۲۳۵۔ دیوان باھو (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ش ۱۸/۸ :ب ،مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۲۳۶۔ ایضاً

۱۲۳۷۔ سلطان الوھم (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ش ۳۸/۹ :ب ،مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۲۳۸۔ عقل بیدار (قلمی) ۱۳۳۰ھ ،۲۹ :۱ ،مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۲۳۹۔ ایضاً

۱۲۴۰۔ ایضاً

۱۲۴۱۔ عقل بیدار (قلمی) ۱۳۳۰ھ، ۲۹ :۱، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۲۴۲۔ ایضاً

۱۲۴۳۔ ایضاً، ۳۰ :ب

۱۲۴۴۔ مثنوی معنوی مولوی (مرتبہ قاضی سجاد حسین دہلوی) لاہور ۱۹۷۴ء، دفتر اول، ص ۳۳

۱۲۴۵۔ عین الفقر (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ۹۰۔۹۱ص ا۔ب، مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۲۴۶۔ سلطان الوھم (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ش ۳۹/۹ :۱ ،۴۰ :ب ،مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۲۴۷۔ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق (لکی اعرف)۔ حدیث قدسی

۱۲۴۸۔ گنج الاسرار (قلمی) ۱۳۰۶ھ ،ش ۹/۲ :ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۲۴۹۔ عین الفقر (قلمی) ۱۲۰۹ھ، ش ۲۴/۳ :ب، مموکہ سید سلطان شاہ

۱۲۵۰۔ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت (۸۰ھ۔۱۵۰ھ) مقالہ نور سلطان القادری، جامعہ اسلامیہ بہاولپور

۱۲۵۱۔ کلید التوحید کلاں (قلمی) ۱۳۳۳ھ، ۴۳ :۱، مملوکہ سلطان غلام باھو

۱۲۵۲۔ اورنگ شاہی (قلمی) ۱۳۳۰ھ ،۱ :ب ،مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۲۵۳۔ عقل بیدار (قلمی) ۱۳۳۰ھ ،۹۴ :ب ،مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۲۵۴۔ نور الہدیٰ کلاں (قلمی) ۱۳۱۲ھ ،۲۳۰ :ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۲۵۵۔ عقل بیدار (قلمی) ۱۲۹۸ھ ،۱۰۸ :ب ،مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۲۵۶۔ امیر الکونین (قلمی) ۱۳۳۲ھ، ۱۷ :۱، ۲۷ :ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۲۵۷۔ عین الفقر (قلمی) ۱۲۹۱ھ، ۴۸ :ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۲۵۸۔ تیغ برھنہ (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ۷ :۱، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۲۵۹۔ دیوان باھو (قلمی) ۱۳۰۶ھ ،ش ۱/۸ :ب ،مملوکہ سلطان غلام دستگیر

Marfat.com

۱۲۶۰۔ ایضاً ، ش ۱/۸:ب
۱۲۶۱۔ شرح حال وآثار امیر حسینی غوری ہروی، مایل ہروی، کابل ۱۳۴۴ق، ص ۳۵
۱۲۶۲۔ دیوان باھو (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ۱/۸:ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر
۱۲۶۳۔ ایضاً
۱۲۶۴۔ دیوان باھو (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ۱/۸:ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر
۱۲۶۵۔ ایضاً ، ۲:۱
۱۲۶۶۔ ایضاً ، ۳/۸:ب
۱۲۶۷۔ ایضاً ، ۱/۴
۱۲۶۸۔ ایضاً ، ۳:ب
۱۲۶۹۔ کلید التوحید خرد (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ش ۲۳/۴:ب، مملوکہ سلطان غلام دستگیر
۱۲۷۰۔ محک الفقر اکلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ، ۲۳۷:ب، مملوکہ سلطان محمد عزیز
۱۲۷۱۔ دیوان باھو (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ش ۴/۸ :ا، مملوکہ سلطان غلام دستگیر
۱۲۷۲۔ ایضاً ، ۵:ب
۱۲۷۳۔ ایضاً ، ۱۵:ب
۱۲۷۴۔ ایضاً ، ۵:ب
۱۲۷۵۔ ایضاً ، ۹:ب
۱۲۷۶۔ ایضاً ، ۷:ب
۱۲۷۷۔ دیوان باھو (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ش ۶/۸ :ا، مملوکہ سلطان غلام دستگیر
۱۲۷۸۔ ایضاً ۸:ا
۱۲۷۹۔ ایضاً
۱۲۸۰۔ ایضاً ۸:ا
۱۲۸۱۔ ایضاً
۱۲۸۲۔ ایضاً ۲:ا
۱۲۸۳۔ دیوان باھو (قلمی) ۱۳۰۶ھ، ش ۱۲/۸:ا
۱۲۸۴۔ ایضاً

Marfat.com

۱۲۸۵۔ ایضاً ۲۲:ا

۱۲۸۶۔ ایضاً ۱۳:ب

۱۲۸۷۔ ایضاً ۱۴:ا

۱۲۸۸۔ ایضاً ۸:ا

۱۲۸۹۔ دیوان باھو (قلمی) ۱۳۰۶ھ ش ۲۵/۸:ب مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۲۹۰۔ محک الفقرا کبیر (قلمی) ۱۳۴۳ھ ۶۴:ا مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۲۹۱۔ ایضاً ۱۷۰:ا

۱۲۹۲۔ جامع الاسرار (قلمی) ۱۳۷۰ھ ۱۰۸:ب مملوکہ ٹبہ پیراں

۱۲۹۳۔ مفتاح العارفین (قلمی) ۱۳۲۳ھ ۳۴:ب مملوکہ سلطان غلام باھو

۱۲۹۴۔ قرب دیدار (قلمی) ۱۳۷۱ھ ۴۱ مملوکہ ٹبہ پیراں

۱۲۹۵۔ فضل اللقاء (قلمی) ۱۹۱۷ء ۱۲۵:ا مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۲۹۶۔ امیر الکونین (قلمی) ۱۳۳۲ھ ۱۶:ا مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۲۹۷۔ محک الفقرا کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ ۶:ا مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۲۹۸۔ محک الفقرا کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ ۶:ا مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۲۹۹۔ ایضاً ۱۶۵:ب

۱۳۰۰۔ اسرار قادری (قلمی) ۱۳۷۰ھ ۱۴۲:ب مملوکہ ٹبہ پیران

۱۳۰۱۔ کلید التوحید کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ ۲۲۶:ب مملوکہ سلطان غلام باھو

۱۳۰۲۔ ایضاً ۲۵۸:ا

۱۳۰۳۔ ایضاً ۲۵۹:ا

۱۳۰۴۔ ایضاً ۲۶۱:ا

۱۳۰۵۔ عقل بیدار (قلمی) ۱۳۳۰ھ ۱۳:ا مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۳۰۶۔ محک الفقرا کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ ۶۴:ا مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۳۰۷۔ ایضاً

۱۳۰۸۔ ایضاً ۲۵۶:ا

۱۳۰۹۔ کلید جنت ۱۹۶۸ء لاہور ص ۴۹

Marfat.com

۱۳۱۰۔ مفتاح العارفین (قلمی ۱۳۲۳ھ، ۱۰: ب مملوکہ سلطان غلام باھو)

۱۳۱۱۔ محک الفقر اخرد (قلمی) ۱۳۲۸ھ ، ۲۴۲: ب ،مملوکہ ٹبہ پیراں

۱۳۱۲۔ امیر الکونین (قلمی) ۱۳۴۸ھ، ۵۵: ا، مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۳۱۳۔ عقل بیدار (قلمی) ۱۳۴۰ھ، ۱۷: ب ،مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۳۱۴۔ ایضاً

۱۳۱۵۔ عین الفقر (قلمی) ۱۱۰۹ھ، ۲۰: ب ،مملوکہ سید سلطان شاہ

۱۳۱۶۔ محک الفقر کلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ، ۱۱۶: ا مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۳۱۷۔ ایضاً ۲۹۴: ا

۱۳۱۸۔ ایضاً ۴۱۳: ب

۱۳۱۹۔ ایضاً ۴۱۰: ا

۱۳۲۰۔ مفتاح العارفین (قلمی) ۱۳۲۳ھ، ۳۰: ب، مملوکہ سلطان غلام باھو

۱۳۲۱۔ عقل بیدار (قلمی) ۱۳۴۰ھ، ۸۹: ا، مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۳۲۲۔ ایضاً ۱۳۴: ب

۱۳۲۳۔ عقل بیدار (قلمی) ۱۳۴۰ھ، ۱۳۴: ب، مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۳۲۴۔ کلید التوحید کلاں (قلمی) ۱۳۳۳ھ، ۲۶۵: ا، مملوکہ سلطان غلام باھو

۱۳۲۵۔ مفتاح العارین (قلمی) ۱۳۲۳ھ، ۳۶: ب ،مملوکہ سلطان غلام باھو

۱۳۲۶۔ محک الفقر اکلاں (قلمی) ۱۳۴۳ھ، ۱۲: ا، مملوکہ سلطان محمد عزیز

۱۳۲۷۔ ایضاً ۱۴: ب

۱۳۲۸۔ ایضاً ۱۰۴: ا

۱۳۲۹۔ ایضاً ۱۶۴: ا

۱۳۳۰۔ ایضاً ۲۶۹: ب

۱۳۳۱۔ قرب دیدار (قلمی) ۱۳۷۱ھ، ۱۸: ا، مملوکہ ٹبہ پیراں

۱۳۳۲۔ قرب دیدار (قلمی) ۱۳۷۱ھ، ۶۲: ا ،مملوکہ ٹبہ پیران

۱۳۳۳۔ فضل اللقاء (قلمی) ۱۹۷۱ء ،۵: ا ،مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۳۳۴۔ عین الفقرا (قلمی) ۱۳۳۶ھ، ۱۳: ا ،مملوکہ سلطان غلام دستگیر

Marfat.com

۱۳۳۵۔امیر الکونین (قلمی)۱۳۴۸ھ‘۱۱۰:ب ‘مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۳۳۶۔عقل بیدار (قلمی)۱۳۳۰ھ‘۱۰۳:ا‘مملوکہ سلطان غلام دستگیر

۱۳۳۷۔نورالہدیٰ (قلمی)۱۳۵۶ھ‘۱۲:ب‘مملوکہ سلطان غلام دستگیر

Marfat.com

فہرست مآخذ

(الف) کتب فارسی:

احوال وآثار شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی۔ بانو دکتر شمیم محمود زیدی۔ راولپنڈی ۱۹۷۴ء

احیاء العلوم۔ امام غزالی۔ مصر ۱۳۵۸ھ

اخبار الاخیار۔ عبدالحق محدث۔ دھلی ۱۳۳۲ھ

اخبار الاخیار معہ مکتوبات۔ عبدالحق محدث۔ لاہور ۱۹۵۷ء

اخلاق جلالی۔ علامہ جلال الدین دوانی۔ لکھنو

آداب عالمگیری۔ صادق مطلبی۔ لاہور ۱۹۷۱ء

اربعہ انہار۔ شاہ ابوسعید۔ دھلی ۱۳۱۱ھ

اسرار قادری (خطی) مکتوبہ محمد بخش۔ ۱۳۷۰ھ۔ مملوکہ ٹبہ پیراں۔

امیر الکونین (خ) مکتوبہ حضرت جی۔ ۱۳۳۲ھ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

امیر الکونین (خ) مکتوبہ ولی محمد پٹھان۔ ۱۳۴۸ھ۔ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

انیس الواعظین۔ ابوبکر سندھی۔ بمبئی ۱۳۰۲ھ

اورنگ شاہی (خ) مکتوبہ محمد رضا۔ ۱۳۰۶ھ۔ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

اورنگ شاہی (خ) مکتوبہ فقیر نور محمد۔ ۱۳۳۵ھ۔ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

بادشاھنامہ۔ عبدالحمید لاھوری (سہ جلد) کلکتہ ۶۸۔۱۸۶۷ء

تاریخ ادبیات ایران۔ رشید یاسمی۔ تہران ۱۳۲۹ش

تاریخ ادبیات ایران۔ رضازادہ شفق۔ دھلی ۱۹۵۵ء

تاریخ الائمہ۔ سید وزیر حسین۔ لکھنو ۱۲۹۹ھ

تاریخ سیستان (بتصحیح بہار) تہران۔ ۱۳۶۰ھ (؟)

تاریخ طہران۔ عبدالعزیز جواھر کلام۔ طہران ۱۹۵۷ھ

Marfat.com

تاریخ فرشتہ، محمد قاسم ہندوشاہ۔ لکھنو ۱۸۷۳ء/ پونہ ۱۸۳۲ء

تاریخ کشمیر اعظمی۔ محمد اعظم زیدہ مری۔ کشمیر ۱۳۵۵ھ

تاریخ گیلان۔ عبدالفتاح قومنی۔ تہران ۱۳۵۳ھ

تاریخ مختصر افغانستان۔ جیبی۔ کابل ۱۳۴۶ھ

تاریخ مبارکشاہی۔ یحیٰ بن احمد بن عبداللہ سرہندی۔ کلکتہ ۱۹۳۱ء

تاریخ مزار شریف۔ نور محمد کہگدائی۔ لاہور ۱۳۴۴ھ

تاریخ نامہ ھرات۔ سیف ھروی۔ کلکتہ ۱۳۶۲/ ۱۹۴۳ء

تذکرہ الاولیاء۔ فریدالدین عطار۔ لاہور ۱۳۱۷ھ

تذکرہ الکرام۔ شاہ محمد کبیر۔ لکھنو ۱۳۲۳ھ

تذکرہ علمائے ھند۔ مولانا رحمان علی۔ لکھنو ۱۳۳۲ھ

تذکرہ علمائے ھند۔ رحمان علی۔ نولکشور ۱۹۱۴ء

تواریخ حضرت سلطان باھو (خ) مکتوبہ سلطان حامد خود۔ ۱۲۹۱ھ
مملوکہ کتابخانہ پبلک لائبریری پنجاب لاہور

توفیق الھدایت (خ) مکتوبہ حضرت جی۔ ۱۳۳۴ھ۔ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

تیغ برھنہ (خ) مکتوبہ محمد رضا۔ ۱۳۰۶ھ۔ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

جامع الاسرار (خ) مکتوبہ محمد بخش۔ ۱۳۷۰ھ۔ مملوکہ ٹبہ پیراں

جاوید نامہ۔ علامہ محمد اقبال۔ لاہور ۱۹۴۷ء

چچ نامہ۔ محمد بن علی کوفی۔ بہاولپور ۱۳۵۶ھ

حالات مشائخ مجددیہ نقشبندیہ۔ محمد حسن۔ مرادآباد ۱۳۲۳ھ

محبت الاسرار (خ) مکتوبہ نامعلوم ۱۳۷۴ھ۔ مملوکہ ٹبہ پیراں

حدیقۃ الاسرار فی الاخبار الابرار۔ دھلی ۱۲۹۰ھ (؟)

خزینۃ الاصفیاء۔ مفتی غلام سرور لاہوری۔ لکھنو ۱۸۷۳ء/ کانپور ۱۲۸۲ھ

Marfat.com

درالمعارف (ملفوظات شاہ غلام علی بریلوی) ۱۳۰۴ھ

دیدار بخش (خ) مکتوبہ سید عبداللہ ۱۲۰۹ھ۔ محلوکہ سلطان شاہ

دیوان امیر (پنجابی فارسی)۔ امیر سلطان۔ لاہور ۱۳۵۰ھ

دیوان باھو (خطی)۔ مکتوبہ محمد رضا۔ ۱۳۰۶ھ۔ محلوکہ سلطان غلام دستگیر

دیوان حافظ (بتصحیح قزوینی)۔ تہران

دیوان داراشکوہ۔ رتبہ احمد نبی۔ لاہور ۱۹۶۹ء

دیوان شریف (خ)۔ مکتوبہ نامعلوم۔ ۱۸۵۰ء۔ محلوکہ نگارندہ رسالہ

دیوان شریف کامل (خ) مکتوبہ نامعلوم۔ ۱۸۶۰ء۔ محلوکہ نگارندہ رسالہ

دیوان صائب۔ صائب تبریزی اصفہانی۔ لاہور ۱۹۷۱ء

دیوان قلندر شاہ مرتبہ غلام دستگیر نامی۔ لاہور ۱۹۶۹ء

رسالہ روحی (خ)۔ مکتوبہ محمد رضا۔ ۱۳۰۶ھ۔ محلوکہ سلطان غلام دستگیر

رسالہ روحی (خ)۔ مکتوبہ فضل کریم۔ ۱۳۰۴ھ۔ محلوکہ سلطان غلام دستگیر

رسالہ روحی (خ)۔ مکتوبہ مولوی مھر اللہ۔ ۱۳۶۱ھ۔ محلوکہ نگارندہ رسالہ

روضۃ الشھداء۔ حسین واعظ کاشفی۔ بمبئی ۱۳۲۵ھ

ریاض الانساب مجمع الاعقاب (بحر الانساب)۔ تہران ۱۲۸۰ھ

زبدۃ الاخبار۔ شیر محمد نادر۔ لاہور ۱۹۷۷ء

سعینۃ الاولیاء۔ داراشکوہ۔ کانپور ۱۸۸۴ء

سفینۃ الاولیاء۔ داراشکوہ۔ لاہور ۱۹۵۰ء

سلطان الوھم (خ) مکتوبہ نامعلوم ۱۲۰۹ھ۔ محلوکہ سلطان شاہ

شجرہ (خ) مکتوبہ محمد دین پسر جیلانی بخش

شجرہ حضرات چشت اھل بہشت۔ مولوی خدا بخش ایمن آبادی۔ لاہور ۱۳۱۶ھ

شرح حال ابن ادھم عارف گردون قباب۔ ابراھیم خلیل احمد جامی، کابل ۱۳۴۵ق

Marfat.com

شرح حال وآثار امیر حسینی غوری ھروی ۔ مایل ھروی ۔ کابل ۱۳۴۴ق

شرح زندگانی علی ابن ابیطالب ۔ محمد علی خلیلی ۔ تہران ۱۳۵۰ھ (؟)

شرح گنج الاسرار ۔ نظام الدین ۔ ملتان ۱۳۴۰ھ

شرح محمدیہ ۔ علامہ گلھوی ۔ لاہور ۱۳۰۱ھ (شرح پندنامہ عطار)

شعر ناب ۔ مرتبہ غلام نظام الدین ۔ لاہور ۱۹۶۸ء

شعیہ در اسلام ۔ محمد حسین طباطبائی ۔ تہران ۱۳۸۹ق

طبقات اکبری ۔ بخش نظام الدین ۔ ایشیا ٹک سوسائٹی ۱۹۱۱ء

طبقات ناصری ۔ ابوعمر بن منہاج الدین ۔ تہران ۱۳۲۸ھ ش

صحائف اسلوک شیخ نصیر الدین چراغ دھلی، جھجر ۱۲۸۰ھ

عقل بیدار (خ) مکتوبہ محمد دین ۱۲۹۸ھ ۔ مملوکہ سلطان غلام باھو

عقل بیدار (خ) مکتوبہ گل محمد سندی ۔ ۱۳۳۰ھ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

عقل بیدار (خ) مکتوبہ پیر بہادر شاہ ۱۳۴۰ھ مملوکہ سلطان محمد عزیز

عمدۃ الاثار فی تذکار اخبار الکبّار ۔ مولانا محمد قاسم گڑھی یاسینی، کراچی ۱۳۷۲ھ

عین الفقر (خ) مکتوبہ سید عبداللہ ۱۲۰۹ھ مملوکہ سلطان شاہ

عین الفقر (خ) مکتوبہ نامعلوم ۱۹۸۰ھ (؟) مملوکہ نگارندہ رسالہ

عین الفقر (خ) مکتوبہ سلطان حامد ۱۲۹۲ھ مملوکہ نگارندہ رسالہ

عین الفقر (خ) مکتوبہ محمد رضا ۱۳۰۶ھ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

عین الفقر (خ) مکتوبہ گل محمد سندھی ۱۳۳۶ھ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

غیاث اللغات ۔ رامپور ۱۲۴۲ھ

فتاویٰ جہانداری، ضیاء الدین برنی ۱۳۵۰ھ

فضل اللقاء (خ) مکتوبہ نامعلوم ۱۹۱۷ء مملوکہ سلطان غلام دستگیر

فضل اللقاء (خ) مکتوبہ سید عبداللہ ۱۲۰۹ھ مملوکہ سلطان شاہ

Marfat.com

فہرست مخطوطات شیرانی۔ ڈاکٹر محمد بشیر حسین۔ لاہور ۱۹۶۸ء

فہرست مفصل (قاضی عبدالنبی کوکب) لاہور ۱۹۷۵ء

فیروز اللغات لاہور ۱۹۷۳ء

قرب دیدار (خ) مکتوبہ محمد بخش ۱۳۷۱ھ مملوکہ ٹبہ پیراں

کشف الاسرار سلطان باھوؒ (شرح نظام الدین) ملتان ۱۹۳۰ء

کشف المحجوب (تبیع والنٹین ژوکوفسکی) علی ہجویریؒ۔ تہران ۱۳۳۶ھ

کشف المحجوب۔ علی ہجویری۔ لاہور ۱۳۸۷ھ/ لاہور ۱۳۹۸ھ

کلید التوحید خرد (خ) مکتوبہ محمد رضا ۱۳۰۶ھ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

کلید جنت (خ) مکتوبہ ڈاکٹر محمد صادق ۱۴۰۵ھ مملوکہ نگارندہ رسالہ

کیمیائے سعادت امام غزالی لکھنو ۱۲۱۱ھ

گرشاسب نامہ۔ حکیم ابونصر علی بن احمد اسدی طوسی۔ تہران ۱۳۱۷ھ

گلزار حاکمی۔ سلطان حمید الدین حاکم، لاہور ۱۹۴۶ء

گلستان سعدی۔ باہتمام محمد علی فروغی۔ تہران ۱۳۵۴ش

گنج الاسرار (خ) مکتوبہ محمد رضا ۱۳۰۶ھ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

گنج الاسرار (خ) مکتوبہ گل محمد سندھی ۱۳۲۳ھ مملوکہ سلطان غلام باھوؒ

لطائف اشرفی۔ نظام یمنی، دھلی ۱۲۹۹ھ

لغات کشوری۔ نولکشور ۱۹۲۶ء

ماثر الکرام غلام علی آزار بلگرامی لاہور ۱۹۷۱ء

مبدا و معاد سید احمد سرھندی۔ دھلی ۱۳۱۱ھ

مثنوی رومی۔ جلال الدین رومی۔ لکھنو ۱۲۹۳ھ

مثنوی معنوی، رومی، لکھنو ۱۸۹۴ء

مثنوی (عرشی) جلال الدین رومی۔ لاہور ۱۹۵۹ء

Marfat.com

مثنوی مولوی معنوی (مرتبہ قاضی سجاد حسین) لاہور ۱۹۷۴ء
مجالستہ النبی (خ) مکتوبہ سید عبداللہ ۱۲۰۹ھ مملوکہ سلطان شاہ
مجالستہ النبی (خ) مکتوبہ محمد رضا ۱۳۰۶ھ مملوکہ سلطان غلام دستگیر
مجالستہ النبی (خ) مکتوبہ فضل کریم ۱۹۳۵ء۔ مملوکہ سلطان غلام دستگیر
مجموعہ کلام سلطان محمد نواز۔ لاہور ۱۹۶۲ء
محبت الاسرار (خ) مکتوبہ سید عبداللہ ۱۲۰۹ھ مملوکہ سلطان شاہ
محبت الاسرار (خ) مکتوبہ محمد رضا ۱۳۰۶ھ مملوکہ سلطان غلام دستگیر
محبت الاسرار (خ) مکتوبہ گل محمد سندھی ۱۳۲۳ھ مملوکہ سلطان غلام دستگیر
محک الفقر خرد (خ) مکتوبہ عبداللہ ۱۳۲۸ھ مملوکہ ٹبہ پیراں
محک الفقر اخرد (خ) مکتوبہ سید عبداللہ ۱۲۰۹ھ مملوکہ سلطان شاہ
محک الفقر اکلاں (خ) مکتوبہ پیر بہادر شاہ ۱۳۴۳ھ مملوکہ سلطان محمد عزیز
محکم الفقرا (خ) مکتوبہ علی محمد ۱۳۲۶ھ مملوکہ سلطان غلام دستگیر
مدارج النبوۃ۔ شیخ عبدالحق محدث۔ دھلی ۱۲۸۱ھ
مراۃ الاسرار۔ عبدالرحمٰن چشتی۔ لاہور ۱۴۰۲ھ
مطلع العلوم مع مجمع الفنون۔ واجد علی۔ دھلی ۱۶۲۴ھ
مفاتیح الاعجاز فی شرح گلشن راز۔ محمد لاھیجی تہران ۱۳۳۷ھ
مفتاح العارفین (خ) مکتوبہ گل محمد سندھی ۱۳۲۳ھ مملوکہ سلطان غلام باھوؒ
مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی۔ مرتبین خواجہ یار محمد وخواجہ عبدالحیٔ لاھور ۱۹۶۷ء
مناجات ومقالات۔ عبداللہ انصاری۔ تہران ۱۳۹۸ھ (؟)
مناقب سلطانی (خ) مکتوبہ فتح شیر ۱۳۱۹ھ
مناقب سلطانی (خ) مکتوبہ بہادر شاہ ۱۳۳۰ھ مملوکہ پنجاب یونیورسٹی لاہور
منتھی الامال۔ حاج عباس قمی۔ تہران ۱۳۷۱ھ

Marfat.com

نسب نامہ رسول مقبول نولکشور کانپور ۱۹۰۱ء

نسب نامہ کلاں ۔ فقیر اللہ ۱۲۹۶ھ

نفحات الانس ۔ عبدالرحمٰن جامی ۔ لکھنؤ ۱۳۳۳ھ

نور الہدیٰ خرد (خ) مکتوبہ نا معلوم ۱۳۳۳ھ مملوکہ سائیں مشتاق برھان

نور الہدیٰ خرد (خ) مکتوبہ سلطان نور حسین ۱۳۵۶ھ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

نور الہدیٰ کلاں (خ) مکتوبہ صاحبزاد ۱۳۱۲ھ مملوکہ سلطان غلام دستگیر

وحید (مجلّہ) تہران ۔ جون ۱۹۷۶ء

ھنر و مردم (مجلّہ) تہران ۔ شمارہ صد و شصت و ہفتم

(ب) کتب اردو:

ابیات باھو معہ ترجمہ و شرح ۔ بتحقیق و شرح سلطان الطاف علی ۔ لاھور ۱۹۷۵ء

احمد شاہ ابدالی، ڈاکٹر گنڈا سنگھ ۔ کراچی ۱۳۹۷ھ

اخبار الاخیار (ترجمہ) عبدالحق محدث ۔ کراچی ۱۹۶۵ء

ارض ملتان ۔ اکرام الحق ۔ لاہور ۱۹۷۲ء

آب کوثر ۔ محمد اکرام ۔ لاھور ۱۹۶۵ء

آکھیا بابا فرید نے (پنجابی) محمد آصف خان، لاہور ۱۹۷۸ء

آفتاب مہران ۔ ایم ایس ناز، لاہور ۱۹۷۷ء

الرحیم (مجلّہ) حیدر آباد سندھ ۔ جولائی ۱۹۶۳ء

الفقر فخری، ابو الفیض قلندر سہروردی، لاہور، ۱۳۷۰ھ (؟)

الکمال خورشید حسن بخاری ۔ لاہور ۱۹۷۶ء

امام حنیف (پنجابی) لاہور ۱۹۶۰ء (؟)

انوار اولیاء (کامل) رئیس احمد جعفری ۔ لاہور ۱۹۶۸ء

Marfat.com

اورینٹل کالج میگزین لاہور، فروری ۱۹۶۰ء

اولیائے جھنگ، بلال زبیری، لاہور ۱۹۶۸ء

اولیائے ملتان، سید محمد اولاد علی، لاہور ۱۳۸۳ھ

باغ اولیائے ھند۔ مولوی محمد دین شاہپوری، لاہور ۱۳۴۶ھ

برصغیر میں مسلم فکر کا ارتقاء، قاضی جاوید لاہور، ۱۹۷۷ء

بزم صوفیہ، سید صباح الدین اعظم گڑھ ۱۳۶۹ھ

بستان المحدثین (ترجمہ) عبدالعزیز محدث، کراچی ۱۳۴۴ھ

بلوچستان میر گل خان نصیر، کوئٹہ ۱۹۸۲ء

بلوچستان تاریخ کے آئینے میں جسٹس خدا بخش مری (ترجمہ) لاہور، ۱۹۸۰ء

پاکستان میں فارسی ادب کی تاریخ، ڈاکٹر ظہور الدین، لاہور ۱۹۷۸ء

پاکستان میں فروغ عربی، مقالہ تذکرہ علمائے دیبل، عبدالعلیم ندوی، کراچی ۱۹۷۵ء

تاریخ ابن خلدون (ترجمہ احمد حسین) کراچی ۱۹۶۶ء

تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وھند یونیورسٹی پنجاب لاہور ۱۹۷۱ء

تاریخ اسلام، صاحبزادہ عبدالرسول، لاہور ۱۹۷۰ء (؟)

تاریخ اسلام۔ غلام قادر فصیح، لاہور ۱۹۳۵ء

تاریخ بلوچستان، ھتیو رام۔ ۱۸۹۶ء

تاریخ بیبیاں پاکدامنان۔ مولوی محمد بخش قریشی۔ لاہور ۱۹۸۰ء

تاریخ تصوف، یوسف سلیم چشتی، لاہور ۱۳۹۶ھ

تاریخ تہذیب۔ ڈاکٹر گرین برنٹن (ترجمہ) لاہور ۱۹۶۵ء

تاریخ پنجاب۔ کنہیا لال، لاہور ۱۸۸۱ء

تاریخ جھنگ سیال، نور محمد چیلہ، ۱۸۶۲ء

تاریخ جھنگ۔ بلال زبیری۔ لاہور ۱۹۷۶ء

Marfat.com

تاریخ سندھ، اعجاز الحق قدوسی، لاہور ۱۹۷۶ء
تاریخ طبری کامل (ترجمہ) علامہ طبری، کراچی ۔ ۷۱ ۔ ۱۹۷۰ء
تاریخ مبارکشاہی ۔ یحییٰ بن احمد سرہندی (ترجمہ) لاہور ۱۹۷۶ء
تاریخ مخزن پنجاب، مفتی غلام سرور، لکھنو ۱۹۷۷ء
تاریخ معصومی (ترجمہ) میر محمد معصوم، کراچی ۱۹۵۹ء
تاریخ ملتان، نور احمد فریدی، ملتان ۱۹۷۱ء
تاریخ فرشتہ (ترجمہ) ہندوشاہ، لاہور ۱۹۶۰ء (؟)
تاریخ ھند، من موھن، لاہور ۔ ۱۹۴۱ء
تاریخ ھند ۔ وشواناتھ ۔ لاہور، ۱۹۴۰ء (؟)
تحقیقات چشتی ۔ مولوی نور احمد ۔ لاہور ۱۹۶۴ء
تذکرہ اولیائے پاک و ہند، شارب، لاہور ۱۹۶۵ء
تذکرہ اولیائے ھند ۔ مرزا محمد اختر، دھلی ۱۹۵۴ء
تذکرہ اولیائے ھند و پاک، ولی محمد ٹونکی، کراچی ۱۹۵۰ء
تذکرۃ الاعوان ۔ ملک شیر محمد، سرگودہا ۱۹۷۷ء
تذکرہ حضرت شاہ سکندر کھیتلی، خورشید حسن بخاری، لاہور ۱۹۷۶ء
تذکرہ صوفیائے بلوچستان ۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر، لاہور ۱۹۷۶ء
تذکرہ صوفیائے بنگال ۔ اعجاز الحق قدوسی، لاہور ۱۹۶۵ء
تذکرہ صوفیائے سرحد ۔ اعجاز الحق قدسی، لاہور ۔ ۱۹۵۸ء
تذکرہ صوفیائے سندھ، اعجاز الحق قدوسی، کراچی ۱۹۵۹ء
تذکرہ علمائے ھند ۔ مولوی رحمان علی، کراچی ۱۹۶۱ء
تذکرہ غوثیہ، گل حسن شاہ قادری، دھلی ۱۸۸۴ء
تذکرہ مشائخ قادریہ، محمد دین کلیم، لاہور ۱۳۹۵ھ

Marfat.com

تصرف (ترجمہ پیر محمد حسن) الکلاباذی، لاہور ۱۳۹۱ھ
تمدن ہند۔ ڈاکٹر گستاولی بان (ترجمہ) لاہور ۱۹۲۲ء آگرہ ۱۹۱۳ء
جامع الاسرار (ترجمہ) سلطان باھوؒ، لاہور ۱۹۶۸ء
چچ نامہ۔ محمد بن علی کوفی (تالیف ۶۱۳ھ) بہاولپور ۱۳۵۷ھ
حدیق الخفیہ، فقیر محمد جہلمی، لاہور ۱۳۲۴ھ
حدیقۃ الاولیاء۔ غلام سرور لاہوری، لاہور ۱۹۷۶ء
حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت۔ ایوب قادری، کراچی ۱۹۷۵ء
حق نما (ترجمہ) داراشکوہ، لاہور ۱۹۵۰ء
حیات جاودانی (ترجمہ قلاید الجواہر) محمد بن یحیٰ التاد، لاہور ۱۹۰۵ء
حیات سروری، فقیر عبدالحمید از عبدالستار کلاچوی، لاہور ۱۹۶۱ء
خواجہ غلام فرید۔ مسعود حسن شہاب لاہور، ۱۹۶۰ء
دربار آصف، غلام صمدانی گوہر، حیدرآباد ۱۳۶۵ھ
دلی کے بائیس خواجہ، ڈاکٹر شارب، لاہور ۱۹۶۴ء
دھنی ادب وثقافت انور بیگ۔ راولپنڈی ۱۹۶۸ء
رسالہ حق نما (ترجمہ) داراشکوہ۔ لاہور، ۱۳۲۲ھ
رسالہ شمس الاعوان، قاضی غلام حسین، لاہور ۱۹۵۸ء
رودکوثر، شیخ محمد اکرام، لاہور ۱۹۵۸ء
زبدۃ الآثار (ترجمہ) شیخ عبدالحق محدث، لاہور ۱۹۷۵ء
سرزمین جھنگ، پروفیسر سمیع اللہ قریشی، لاہور ۱۹۹۸ء
سرمایہ عمر، پروفیسر محمد اسلم، لاہور، ۱۹۷۶ء
سرمد شہید، ابوالکلام آزاد، لاہور، ۱۹۷۳ء
سلاطین دھلی کے مذہبی رجحانات، خلیق احمد نظامی، دھلی ۱۹۵۸ء

Marfat.com

سکینۃ الاولیاء (ترجمہ) داراشکوہ، لاہور ۱۳۹۱ھ

سفینۃ الاولیاء (ترجمہ محمد علی لطفی) داراشکوہ، کراچی ۱۹۵۹ء

سوانح عمری حضرت پیر عبدالرحمٰن مکی، فضل حسین قریشی ۔ ملتان ۱۳۶۹ھ

سی حرفی (سرائیکی ۔ پنجابی) محمد زکریا، سرگودہا ۱۳۰۲ھ

سید علی ھمدانی، سیدہ اشرف ظفر لاہور ۱۹۷۲ء

سیر العارفین (ترجمہ) حامد بن فضل اللہ جمالی لاہور ۱۹۷۶ء

سیر المتاخرین ۔ غلام حسین طباطبائی، کراچی ۔ ۱۹۶۸ء

شمس العارفین سلطان باھو ۔ لاہور ۱۹۵۸ء

طبقات ابن سعد (ترجمہ العمادی) کراچی ۱۹۶۵ء (؟)

طبقات ناصری (ترجمہ غلام رسول مہر) منہاج الدین لاھور ۱۹۷۵ء

عرب وھند کے تعلقات، سلیمان ندوی، کراچی ۱۹۷۶ء

عرفان ۔ فقیر نور محمد کلاچوری ۔ لاھور ۱۹۷۸ء

عقل بیدار (ترجمہ) لاھور ۱۹۷۰ء

عہد اسلامی کا ہندوستان، ریاست علی ندوی لکھنو ۱۹۵۰ء

فاران سے کربلا، بلال زبیر، جھنگ ۱۹۶۹ء

فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ، ڈاکٹر شبلی و ڈاکٹر ریاض، کوئٹہ ۱۹۵۸ء

فتوح البلدان (ترجمہ) کراچی

فرقے اور مسالک، بلال زبیری، جھنگ ۱۹۷۶ء

فرھنگ آصفیہ سید احمد دھلوی، لاہور ۱۸۹۸ء

فصوص الحکم (ترجمہ) ابن العربی حیدر آباد دکن ۱۳۶۰ھ

فقہائے ھند، اسحاق بھٹی، لاھور ۱۹۷۴ء

قرآن وتصوف، میر ولی الدین، دھلی ۱۳۷۵ھ

Marfat.com

قوس زندگی حسین بن منصور حلاج (ترجمہ صابر آفاقی) لوئی ماسینیون لاھور، ۱۹۶۰ء

کشف المحجوب (ترجمہ) علی ہجویری لاھور، ۱۹۷۸ء

کلام الاولیاء فی شان سلطان الاولیاء۔ برکت علی لاھوری، لاہور ۱۹۵۹ء

کلید التوحید کلاں (ترجمہ) سلطان باھو لاہور ۱۹۷۶ء

کلید جنت (ترجمہ) سلطان باھو لاہور، ۱۹۶۸ء

لعلاں دی پنڈ۔ مقبول صلاح الدین، لاھور، ۱۹۷۸ء

ماثر الامرا (ترجمہ) (ایوب قادری) صمصام الدولہ، لاھور ۱۹۶۵ء

مثل حقیقت بندوبست میرک سیال۔ جھنگ ۱۸۸۰ء

محک الفقر خرد (ترجمہ) سلطان باھو۔ لاہور، ۱۹۶۱ء

محک الفقر کبیر (ترجمہ) سلطان باھو، لاھور ۱۹۷۴ء

معاشرتی و علمی تاریخ، ڈاکٹر معین الحق، کراچی ۱۹۶۵ء

مقدمہ ابن خلدون کراچی، ۱۹۶۶ء

مناقب سلطانی تلخیص حمید اختر گکھڑ ۱۹۷۳ء

مناقب سلطانی (ترجمہ) سلطان حامد، لاہور، ۱۹۶۱ء

مناقب سلطانی (ترجمہ) سلطان حامد، لاہور ۱۳۴۵ھ

نزھۃ الخواطر، عبدالحی لکھنوی، لاہور ۱۹۶۵ء

نواب وزیر خان، بلال زبیری، جھنگ ۱۹۷۸ء (؟)

نور اسلام (اولیائے نقشبند نمبر) میاں جمیل شرقپوری لاہور ۱۹۷۹ء

ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں۔ اطہر مبارکپوری کراچی ۱۳۸۷ھ/ دھلی ۱۹۶۷ء

(ج) کتب عربی:

ابوالمنتھی معہ حواشی جدیدہ، شیخ الوالمنتھی دھلی، ۱۳۳۲ھ

اشعۃ اللمعات، عبدالحق محدث، دھلی ۱۲۸۳ھ

Marfat.com

الاعلام، خیرالدین الزرکلی، دمشق
التشرف، اشرف علی تھانوی، حیدرآباد ۱۳۵۲ھ
التشرف۔ الکلابازی۔ مصر۔ ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء
السفینۃ القادریہ، سید عبدالقادر جیلانی۔ طرابلس، لبیا، ۱۳۰۴ھ
القرآن (البقرۃ ۲۔۳۱)
القرآن (البقرۃ ۲۔۲۵۵)
القرآن (البقرۃ ۲۔۲۶۰)
القرآن (الانعام ۶۔۷۷)
القرآن (الانعام ۶۔۸۰)
القرآن (الاعراف ۷۔۱۷۲)
القرآن (الاعراف ۷۔۷۸)
القرآن (الکھف ۱۸۔۶۰)
القرآن (الکھف ۱۸۔۶۵)
القرآن (الکھف ۱۸۔۶۶)
القرآن (النور ۲۴۔۳۵)
القرآن (الاحزب ۳۳۔۷۲)
القرآن (ق ۵۰۔۱۶)
القرآن (الزریت ۵۲۔۵۷)
القرآن (الرحمٰن ۵۵۔۲۹)
القرآن (الصف ۶۱۔۱)
القرآن (الصف ۶۱۔۲)
القرآن (الجمعہ ۲۲۔۱)

Marfat.com

القرآن (التغابن ۶۴۔۱)

القشیر یہ۔تشیری۔مصر۔۱۲۹۸ھ

الکامل فی التاریخ۔ابن اثیر۔مصر ۱۲۹۰ھ

تاریخ ابن عساکر۔ابن عساکر (دمشق ۱۳۴۹ھ)

تاریخ الحدیث۔عبدالصمد صارم، لاہور ۱۹۶۳ء

تاریخ بغداد۔علامہ ابوبکر احمد بن علی قاہرہ، ۱۳۴۹ھ

تفسیر کبیر (جزء اول) امام فخر رازی، مصر۔۱۳۰۲ھ

تہذیب التہذیب، العسقلانی، حیدرآباد دکن ۱۳۲۵ھ

جامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر۔علامہ سیوطی، مصر

جامع ترمذی، امام ابوعیسیٰ ترمذی، کراچی، ۱۳۸۰ھ

رجال السند الہند، اطہر مبارکپوری۔بمبئی ۱۳۷۷ھ

رسالہ اوّل (در اسماء الطریقت) مکتوبہ محمد صدیق چوہدری ۱۳۵۳ھ
مملوکہ سلطان غلام دستگیر

رسالہ ثانی (در دلیترہ النفوس) (خ) مکتوبہ محمد صدیق چوہدری ۱۳۵۳ھ
مملوکہ سلطان غلام دستگیر

سرالاسرار در فیما یحتاج الیہ الابرار، سید عبدالقادر جیلانی، لاہور ۱۹۵۹ء

سعایہ۔عبدالحی لکھنوی۔لاہور۔۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء

سنن نسائی۔امام نسائی۔کراچی

شجرہ قادریہ۔پیر علی حیدر۔بغداد ۱۹۵۳ء

شجرہ قادریہ۔سلطان غلام دستگیر، لاہور ۱۹۶۰ء

شرح فقہ اکبر ملا علی قاری، کانپور ۱۳۲۷ھ

شرح مسند امام اعظم۔ملا علی قاری، لاہور، ۱۳۰۰ھ

Marfat.com

صفۃ الصفوۃ۔ابن جوزی۔حیدر آباد دکن ۱۳۵۶ھ

طبقات ابن سعد۔ابو عبداللہ سعد۔کراچی ۱۹۷۱ء

عین العلم، ملا علی قاری، لاہور، ۱۳۰۱ھ

فتاویٰ زاد للبیب (خ) محمد شاہد، نسخہ ۲۹:۲۱۸

مخطوط کتابخانہ دالشگاہ پنجاب لاہور

فتاویٰ غیاثیہ (خ) علی بن ابراہیم، مکتوبہ قرن ۸ یا ۹ قرن ہجری

مخطوطہ کتابخانہ دانشگاہ پنجاب۔۴۷۵۰

فتوح البلدان۔اطہر مبارکپوری۔لاہور

قلائد الجواہر۔علامہ الشیخ محمد بن یحییٰ التادفی الحنبلی۔مصر ۱۳۵۶ھ

کتاب الانساب، امام ابو سعید سمعانی، لیدن ۱۹۱۲ء

کتاب الجرح والتعدیل، ابو محمد عبدالرحمٰن رازی، حیدر آباد دکن ۱۳۶۰ھ

کتاب اللمع۔سراج طوسی۔مصر ۱۳۲۶ھ

لسان المیزان، العقلانی، دکن ۱۳۳۱ھ

شاہدۃ الابرار بین التجلی والاستتار، عبدالحق محدث

موضوعات کبیر۔ملا علی قاری۔دھلی ۱۳۴۲ھ

نزھۃ الخواطر، عبدالحی لکھنوی، حیدر آباد دکن ۱۳۵۰/۱۹۴۷ء

نزھۃ الخواطر۔عبدالحی لکھنوی۔حیدر آباد سندھ ۱۳۷۶ھ/حیدر آباد دکن ۱۳۷۵ھ

(د) کتب انگریزی:

- Alberuni's India, Dr.Edward C.Sachau, London, 1888
- A glossary Of Tribes "Castes, H.A.Rose" Danzil, Auetta, 1978.

Marfat.com

- Balochistan Throuch The Ages (Selection From Govt. Record) Quetta, 1978.
- District Census Report, Jhang.
- History Of Persia, Browne, Cambridge, 1930.
- Imperial Gazeteer Of India, Pungab, Lahore 1979.
- India's Contribution To Hdith, M.Ishaq Dr.Dacca 1955.
- Islam The West, Philip K.Hitti, Canada 1962.
- Islamic Surveys, Edinbourg 1967.
- Lahore Its History, Arechitectural Remains And Antiquities, Lahore 1981.
- Principles Of Mohammadan Law, D.F. Mulla, Lahore 1967.
- Punjab States Gazeteers (Bahawal Pur States) Vol. 36 A. Lahore 1908.
- Punjab Under The Sultans, Bakhshish Singh, Lahore 1979.
- Martial Races Of India, Gen Macman, Quetta 1978.
- Mystical Dimension Of Islam, Annemarie Schimmel Carolina (U.S.A.) 1975.

Marfat.com

- Mysticism And Logic And Other Essays, Bertrand Russell, London 1921.
- Notes On Afghanistan Balochistan, H.C. Raverty, Quetta 1976.
- Oriental Biographical Dictionary, Beale.
- Sultan Bahu, Sufi Poetof Punjab, L.R. Krishna A.R Luther, Lahore 1982.
- Tabqat-E-Nasri, Ravety, Quetta, 1978.
- The 100, Michael Hart, Newyork 1978.
- The Punjab Gazetteer, Jhang Distt. 1980.
- The selected poems from Dewan Shams Tabrez R A nicholson,Cambridge 1952.

لا (مقالات)

- امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ـ نور سلطان القادری، جامعہ بہاولپور ۱۹۶۵ء
- تاریخ نویسی فارسی در دورہ تیموریان ھند و پاکستان (از بابر تا اورنگ زیب) ڈاکٹر آفتاب اصغر، تہران ـ ۵۱ ـ ۱۳۵۰ھ
- سلطان العارفین حضرت سلطان باھُوؒ دی حیاتی تے پیغام ـ مس زاہدہ ملک دانشگاہ پنجاب، لاہور ۱۹۷۲ء
- علم حدیث میں سندھ کا حصہ ـ محمد قاسم عینی، دانشگاہ حیدر آباد سندھ ۱۴۰۲ھ
- Relations Of Individual With God In Sultan Bahu, Tariq Sultan, UNY Of The Punjab, Lahore, 1972.

Marfat.com

ضمائم (APPENDICES)

یہ ڈاکٹریٹ کا رسالہ اردو ترجمہ کے ساتھ مزات سلطانی (باھو نامہ کامل) کے نام سے عرصہ اٹھارہ سال کے بعد زیور طباعت سے آراستہ ہو رہا ہے اس عرصہ میں بعض اہم اور مفید حقائق سامنے آئے، کچھ نئی کتابیں دریافت ہوئیں اور بعض قابل یادداشت معلومات بہم پہنچیں جن کو شامل کر کے رسالے کی افادیت میں اضافہ کیا جاتا ہے اور اسے موجودہ وقت تک لایا جاتا ہے۔

۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء

ڈاکٹر سلطان الطاف علی

Marfat.com

ضمیمہ۔۱

سلطان ولی محمد ابن سلطان نور محمد ابن شیخ محمد حسین ابن شیخ ولی محمد ابن حضرت سلطان باھوؒ

حضرات سمندری نزد دربار کہنہ حضرت سلطان باھوؒ شجرہ ج ii

سلطان ولی محمد مذکورہ صدر کا مزار مبارک تحصیل رحیم یار خان میں آدم والی سے جمالدین مخدوم والے روڈ پر بہادر چوک کے قریب خودان کے نام سے منسوب معروف موضع ولی محمد سلطان میں واقع ہے۔ بندہ خاک درگاہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ (سلطان الطاف علی) جب ۱۱ مارچ ۱۹۸۶ء کو وہاں زیارت و سیاحت کے لئے حاضر ہوا تو اس قدیم خانقاہ مبارک کی زیارت کی جس کے ملحق ایک تین گنبد والی مسجد جامع بھی ہے۔ میں نے وہاں پر ایک شب بسر کی اور ان ناظمین و خدام درگاہ مذکورہ سے رابطہ و ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

مجاورین یا متولیان: میاں امام بخش ولد میاں غلام حیدر ولد میاں امام بخش ولد میاں عثمان اعوان ولد میاں خیر محمد۔

۲۔ میاں امتیاز ولد میاں منظور احمد ولد میاں اللہ ڈیوایا ولد میاں شاہ محمد ولد میاں امام بخش ولد میاں عثمان اعوان ولد میاں خیر محمد۔

خانقاہ مبارک میں حضرت سلطان ولی محمد کے مزار کے ساتھ ایک بزرگ میاں شہاب الدین کا مزار بھی ہے۔

کلید بردار و جھاڑو بردار: عرصہ پچیس سال سے اس خدمت پر مامور محمد مراد اعوان موجود تھے۔ جو میاں امام بخش کے ماموں بتائے گئے۔

امام جامع مسجد ولی محمد سلطان: معلوم ہوا کہ مولوی فیض محمد ارائیں وہاں پر چالیس سال تک امام مسجد رہے جن کے انتقال کے بعد صرف دو ماہ ہوئے کہ میاں جان محمد امام مسجد مقرر ہیں، میاں جان محمد کے بارے میں معلوم ہوا کہ میاں اللہ ڈیوایا مذکورہ بالا کے ماموں کے فرزند تھے درگاہ ولی محمد سلطان ایک وسیع قبرستان میں واقع ہے جو خودانہیں کے نام پر مشہور ہے۔

Marfat.com

میاں صاحبان کا خاندان: میاں منظور احمد اعوان نے بتایا کہ ان کے خانوادہ کے ایک بزرگ میاں عثمان اعوان، ولی محمد سلطان کے اس دیہہ میں جب انتقال ہوا تو ان کے مزار مبارک پر متولی ہو گئے تھے ولی محمد سلطان جب فوت ہوئے تو میاں عثمان ان دنوں شورکوٹ میں تھے اور وہاں سے گریہ وزاری کرتے ہوئے آئے، اور بالآخر یہاں پر معتکف ہو کر رہ گئے اور متولی کی خدمات سرانجام دینے لگے۔

میاں عثمان کے خانوادہ کے ورود سے قبل اس موضع میں کمہار اور جھلن اقوام رہتے تھے، میاں عثمان کی بود و باش کے بعد ادھر اعوان قبیلہ اثر و رسوخ میں کافی آگے بڑھ گیا، معلوم ہوا ان دنوں میں بھی جب یہ خاکسار زیارت کو گیا اعوانوں کے تصرف میں پچاس مربعہ اراضی تھی۔ میری ملاقات میاں منظور احمد، میاں امتیاز پسر میاں منظور احمد، امام مسجد وکلید بردار میاں جان محمد اور میاں محمد مراد اعوان سے ہوئی میں نے میاں منظور احمد اور ان کے فرزند میاں امتیاز کو بااخلاق، ملنسار اور پرخلوص پایا، امام مسجد میاں جان محمد مسجد مذکورہ میں قرآن حکیم کا درس بھی دیتے تھے۔

تبرکات: حضرت ولی محمد سلطان سے منسوب کچھ تبرکات بھی ان مجاورین کے پاس موجود تھے مثلاً۔

۱۔ قرآن شریف مکتوبہ حضرت ولی محمد سلطان۔

۲۔ قرآن شریف مکتوبہ پیر عبدالخالق (جن کا مزار مبارک بھی گنبد شریف کے اندر حضرت ولی محمد سلطان کے مزار مبارک کے ساتھ ہے)

۳۔ مہر انگوٹھی حضرت ولی محمد سلطان جس پر کندہ ہے "خاکپای ولی محمد است"

۴۔ ایک جست و تانبے کا کٹورا (جام) جس میں سورۃ یٰسین کندہ ہے۔

میاں صاحبان سے ان کے خانوادہ کا شجرہ نسبی بھی معلوم ہوا جو قلمبند کیا گیا اور درج ذیل ہے۔

Marfat.com

شجرہ نسبی خانوادہ متولیاں درگاہ حضرت ولی محمد سلطان تحصیل رحیم یار خان

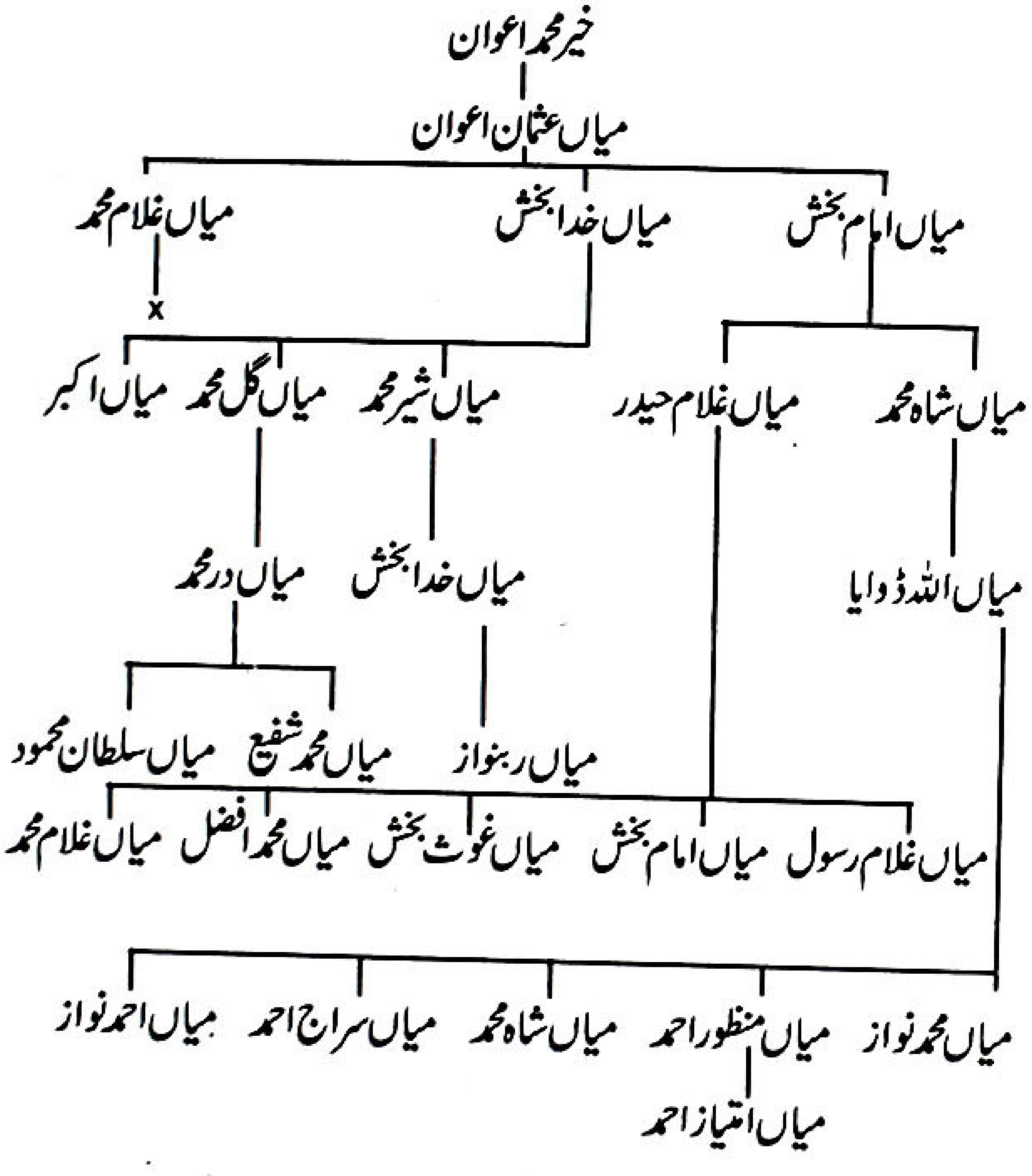

یہ امر تو بالکل روشن ہو جاتا ہے کہ جب سکھوں کی دوبارہ یورش ۱۲۴۵ھ/۱۸۲۹ء کو ہوئی تو سلطان محمد حسین (ابن سلطان ولی محمد ابن حضرت سلطان باھوؒ) کے تینوں فرزند سندھ کی طرف ہجرت کر گئے تھے (ملاحظہ ہو باب پنجم، درذکر انتقال مزار) تو اس موقعہ پر حضرت شیخ نور محمد (ابن شیخ سلطان محمد حسین) کو سبزل کوٹ کے خوانین اپنے ساتھ لے گئے تھے، موجودہ موضع حضرت ولی محمد سلطان بھی اسی سبزل کوٹ کے علاقہ میں واقع ہے، یہاں پر حضرت شیخ نور محمد مذکورہ بالا کے فرزند حضرت شیخ سلطان ولی محمد (المعروف ولی محمد سلطان) نے نہ صرف اسی علاقہ میں قیام فرمالیا تھا بلکہ ان کا انتقال بھی وہیں پر ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں ان کی تدفین وہیں پر ہوئی اور یہ تمام

Marfat.com

موضع ان کے نام عالی سے منسوب ہو گیا۔

میاں صاحبان جو اس وقت اس درگاہ حضرت ولی محمد سلطان کے متولی چلے آ رہے ہیں اور جن کا شجرہ نسبی بھی اوپر بیان ہوا ہے ان کے جد امجد خیر محمد اعوان، جن کے فرزند میاں عثمان اعوان شورکوٹ سے آ کر پہلے متولی درگاہ حضرت ولی محمد سلطان ہوئے، میاں عثمان سے اوپر شجرہ نسب کی کم از کم دو کڑیاں غائب معلوم ہوتی ہیں۔

ضمیمہ۔۲

درگاہ حضرت ممدوح قدس سرّہٗ پر تازہ تحوّلات

سلطان غلام جیلانی، سجادہ نشین دہم کا چار شوال ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۰ دسمبر ۲۰۰۱ء کو انتقال ہو گیا۔انہوں نے اپنے (منجھلے فرزند) پسر خُرد سالہ، منیب سلطان کو ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۳ء میں سجادگی کی دستار برادری کی کثیر تعداد کے روبرو دے دی۔ سجادہ نشین دہم کی وفات کے بعد محمد نور سلطان و محمد امیر سلطان (پسران سلطان نور احمد سجادہ نشین ھفتم) کے کنبوں کے افراد نے خُرد سالہ سجادہ نشین کے خلاف مقدمات دائر کر دیئے اور باقی خاندان کے افراد اس امر کے خواھشمند ہو گئے کہ سجادہ نشین کے ساتھ ایک کمیٹی تشکیل دے دی جائے جو خانقاہ کی آمدنی اور خرچ کے سالانہ بجٹ کو کنٹرول کرے اور اسے تحت نظر لائے۔

Marfat.com

ضمیمہ ۳

باب چہارم: فصل اول : خانقاہ شمارہ ۱۴

محمد صدیق مخدوم سیہڑ: بندہ خاکسار نگارندہ رسالہ کو ۱۲/ مارچ ۱۹۸۶ء کو سندھ میں محمد پور شریف جانے کا اتفاق ہوا، مخدوم نثار احمد سجادہ نشین محمد پور شریف کے فرمان پر ان کے منشی لیمہ مل اوڈ نے خانوادہ سیہڑ اور بالخصوص مخدوم محمد صدیق کے شجرہ کی نقل کر کے میرے حوالہ کی، اصل مخطوطہ قاضی عبدالحکیم ساکن اسلام آباد تحصیل اوستہ محمد (بلوچستان) کا ہے جو ۲۷ جمادل الاوّل ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۸۰ء کا مکتوبہ ہے۔

محمد صدیق سیہڑ کو حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہ' کی ہدایت کے مطابق مائی فاطمہ مستوئن سے وھوا (ڈیرہ غازی خان) میں فیض روحانی عطا ہوا، پھر یہی فیض مخدوم محمد صدیق کے ذریعہ سندھ اور بلوچستان میں فروغ پایا، جہاں ان کی فیض یافتہ کئی گدیاں اس وقت موجود ہیں، ریلوے اسٹیشن مہیسر کے باعث یہ خانوادہ اب مخدومان مہیسر کے نام سے بھی معروف ہے۔

مخطوطہ مذکورہ کے مطابق جیسلمیر کا راجپوت خاندان سلطان محمود غزنوی کی فتوحات کے بعد اسلام سے مشرف ہوا، ان کے راجہ جوتکی پرشاد قبول اسلام کے بعد محمد عبداللہ خان کے اسلامی نام سے مشہور ہوئے، یہی خانوادہ راجپوت علاقہ کچھی بلوچستان میں آباد ہوا۔ جو اس سے قبل لیہ، بھکر، ڈیرہ اسماعیل خان کے ملحقہ علاقوں میں پھیل گئے تھے، اور یہاں سیہڑ خاندان سے معروف ہوئے تھے، ان کا مورث اعلیٰ محمد عبداللہ خان (راجہ جوتکی پرشاد) تھے۔

اس خاندان کا شجرہ نسب اس طرح بیان ہوا ہے:

Marfat.com

راجا جونکی پرشاد قوم راجپوت سورج بنسی، جیسلمیر بعد قبول اسلام موسوم بہ محمد عبداللہ خان سال ۱۰۰۸ھ
راجہ محمد اسحٰق خانؒ
راجہ غلام محمدؒ
محمد ابراھیم خانؒ
نور احمد خان
بکھر خان
حیات خان و دھو خان
نور محمد خان
جام مسو خان
مخدوم محمد صدیق (فوت: ۱۸ ربیع الآخر ۱۲۳۳ھ، محمد پور)
مخدوم نور احمد
مخدوم نور محمد
مخدوم پیر بخش
مخدوم ہادی بخش
مخدوم غلام مصطفیٰ
مخدوم غوث بخش
مخدوم سردار بخش
مخدوم سلطان بخش
مخدوم مولا بخش
مخدوم قادر بخش
مخدوم نثار احمد
منظور الحق
شمس الحق
مخدوم گلزار احمد
مخدوم آفتاب احمد
(موجودہ سجادہ نشین) مخدوم حضور بخش
بشیر احمد
دیدار احمد
خادم حسین
شبیر احمد
غلام سرور
سکندر
اشفاق
وحید
برکت علی
مخدوم عمران
مخدوم زبیر احمد
مخدوم زید احمد
مخدوم امجد علی
مخدوم صفدر علی
مخدوم ماجد علی
مخدوم فائق علی

Marfat.com

ضمیمہ ۔۴

باب چہارم : فصل اوّل: خانقاہ شمارہ ۲۰

خانوادہ میاں محمد کامل:

حضرت سلطان العارفین سلطان باھو قدس سرہ' کا فیضان جب بتوسط مخدوم محمد صدیق سیہڑ کے سندھ بلوچستان میں پھیلا تو بلوچستان کے علاقہ لہڑی کے قریب کٹبار کے میاں محمد کامل ان کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر معرفت وعشق حقیقی سے بہرہ مند ہوئے۔

مطابق کتاب عمدۃ الآثار فی تذکار اخبار الکٹبار مولفہ مولوی محمد قاسم گڑھی یاسینی مطبوعہ کراچی ۱۳۷۲ھ میاں محمد کامل کا شجرہ نسبی اس طرح چلا:۔

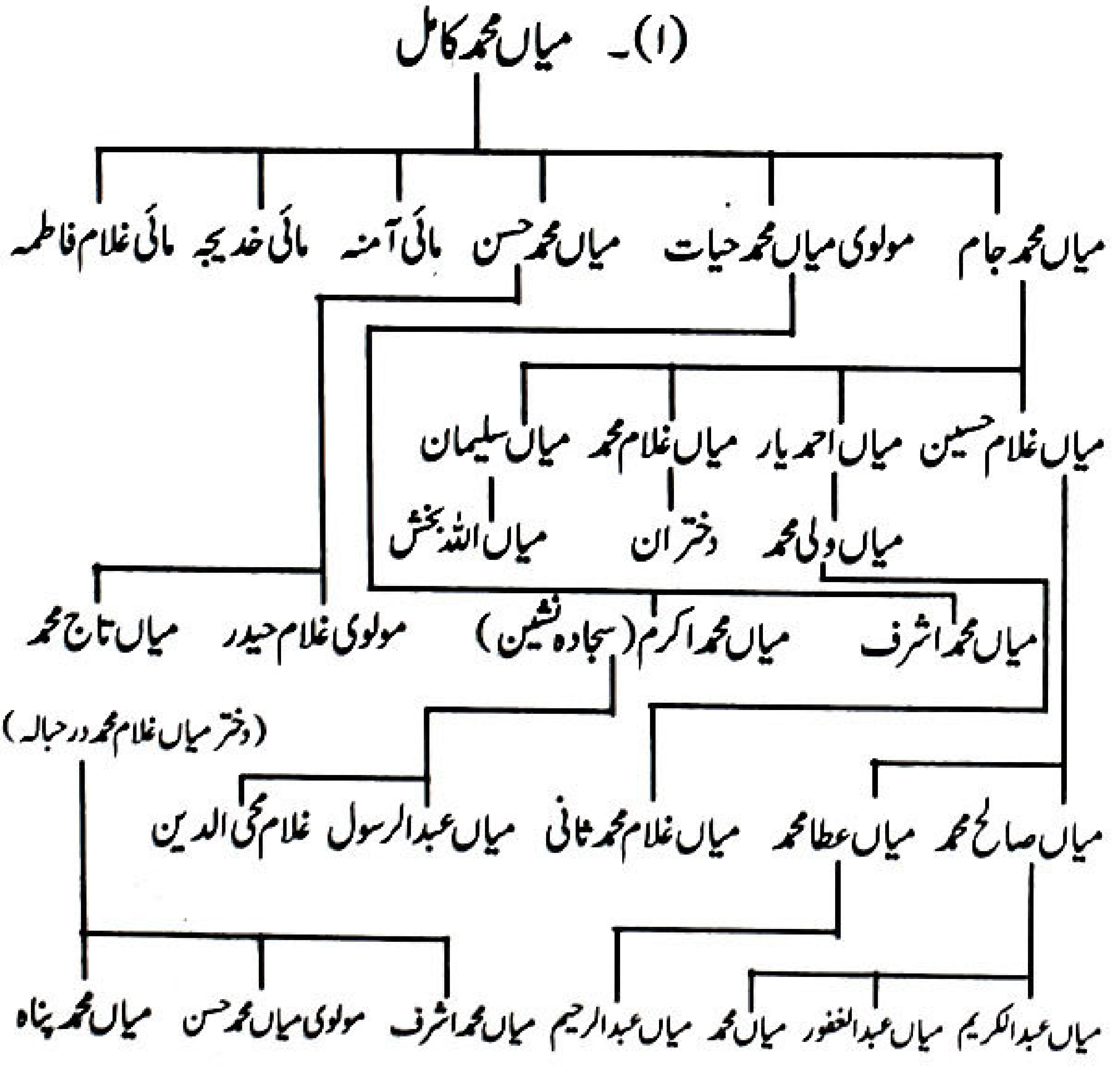

میاں محمد انور ولد میاں علی نواز نے مزید آگے شجرہ نسبی میں پیشرفت اس طرح قلمبند کرائی ہے جس کی تصدیق میاں محمد پناہ و میاں محمد حیات پسران میاں تاج محمد نے کی ہے۔

Marfat.com

(ب)۔ میاں غلام حیدر ولد میاں محمد حسن ولد میاں محمد کامل

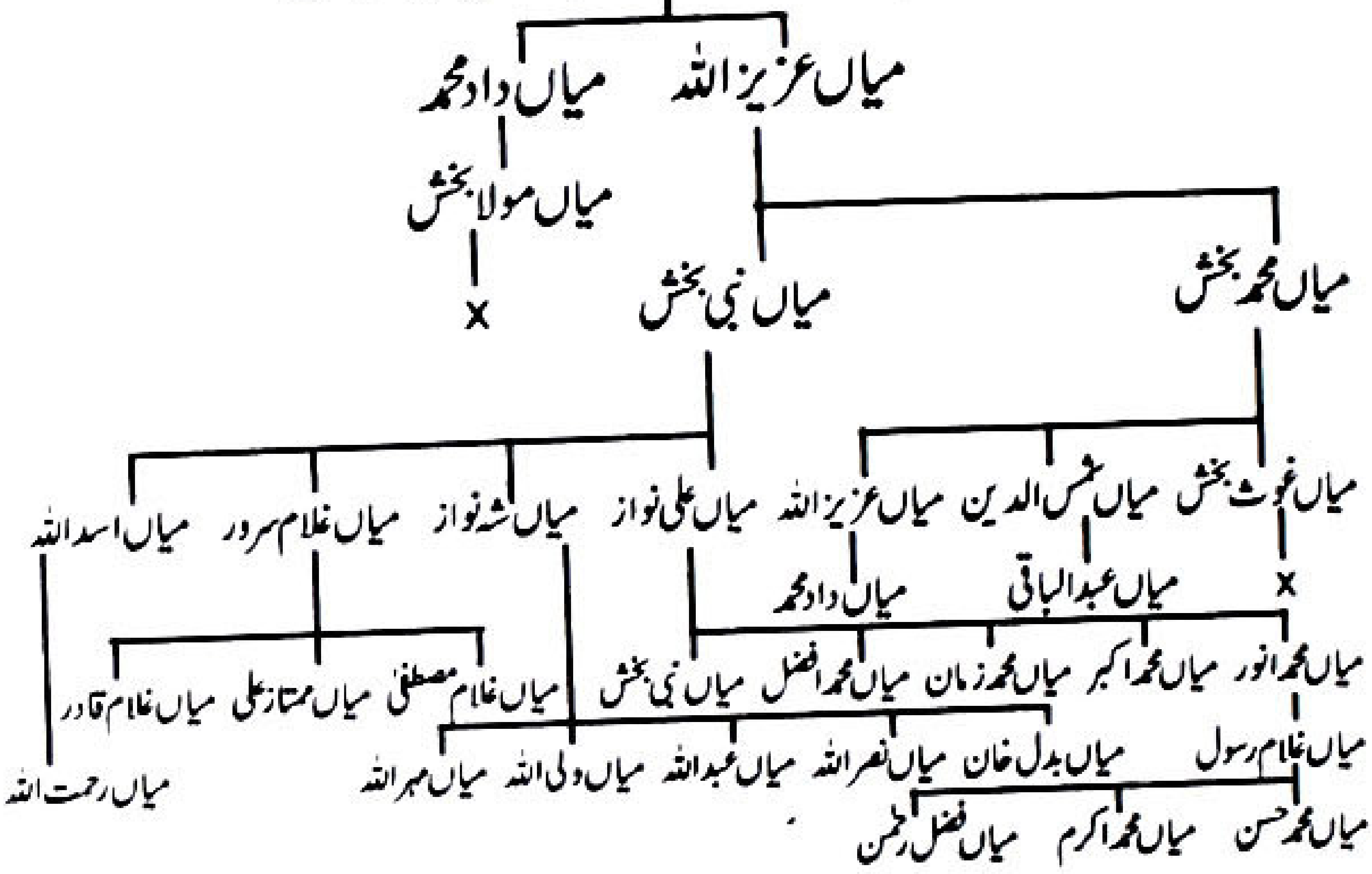

(ج)۔ میاں تاج محمد ولد میاں محمد حسن ولد میاں محمد کامل

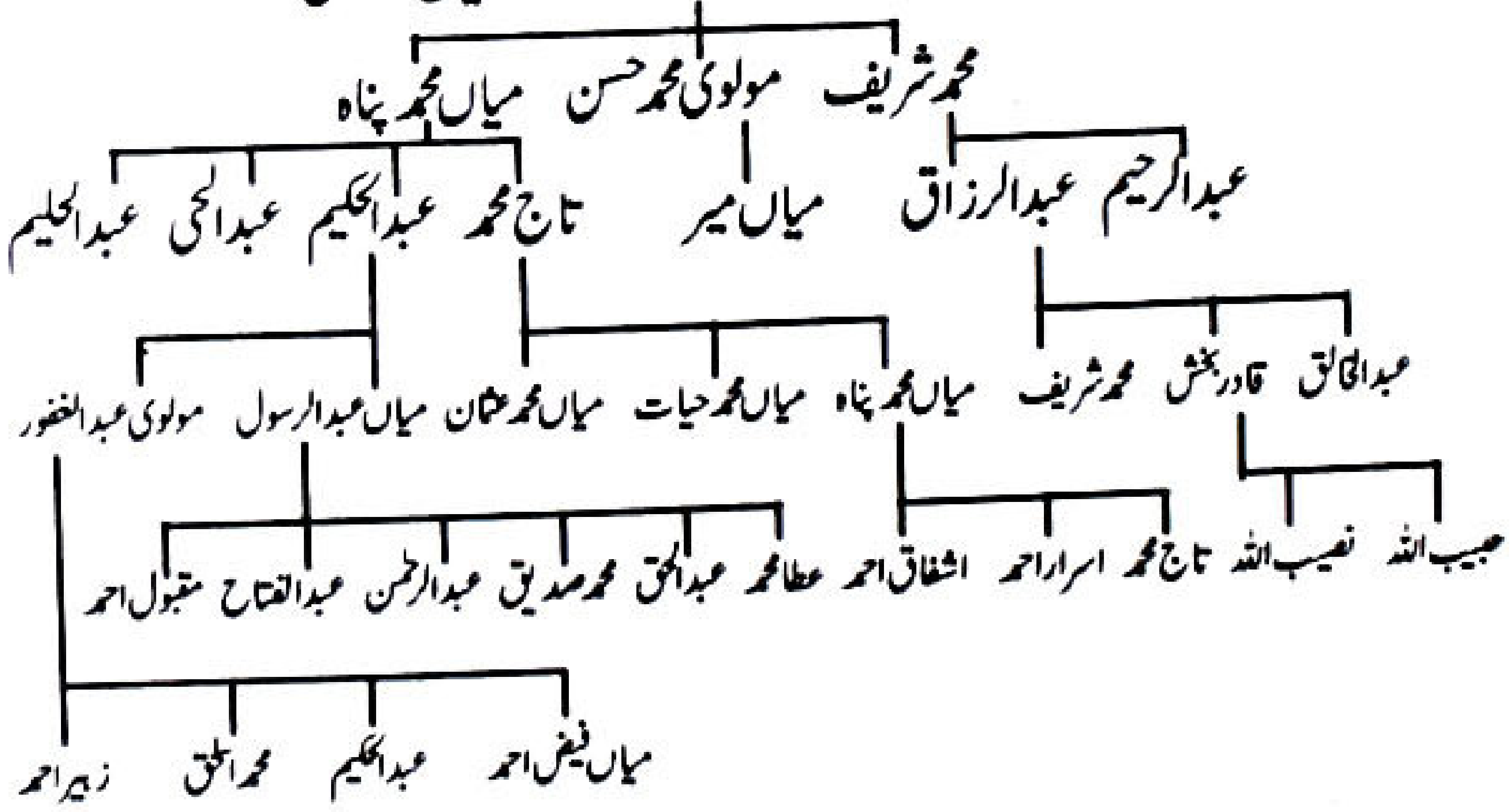

(د)۔ میاں عبدالحی ولد میاں محمد پناہ ولد میاں تاج محمد

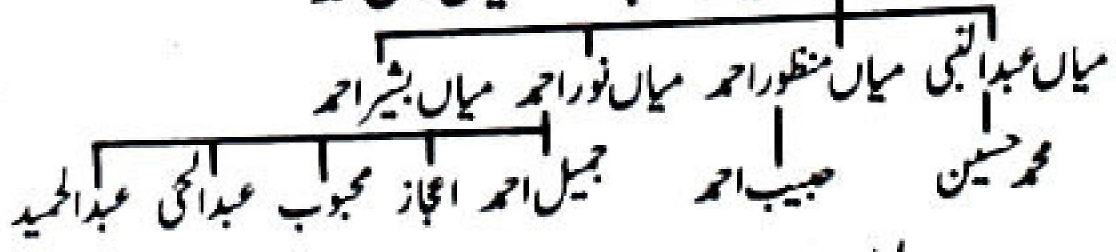

میاں عبدالحلیم ولد میاں محمد پناہ ولد میاں تاج محمد

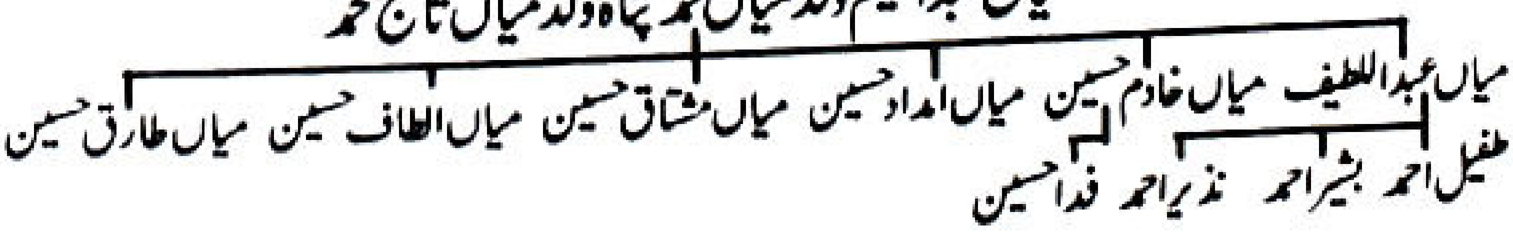

Marfat.com

ضمیمہ۔۵

باب چہارم: فصل اوّل : خانقاہ شمارہ ۲۴

(فوت: ۲۷ربیع الاوّل ۱۲۶۶ھ شجرہ نسبی اولاد مولوی تاج محمود مہر (مہر فقیر پٹ والے میاں جو گوٹھ نزد ڈھل)

(فیض یافتہ سید موسیٰ شاہ جیلانی گھوٹکی)

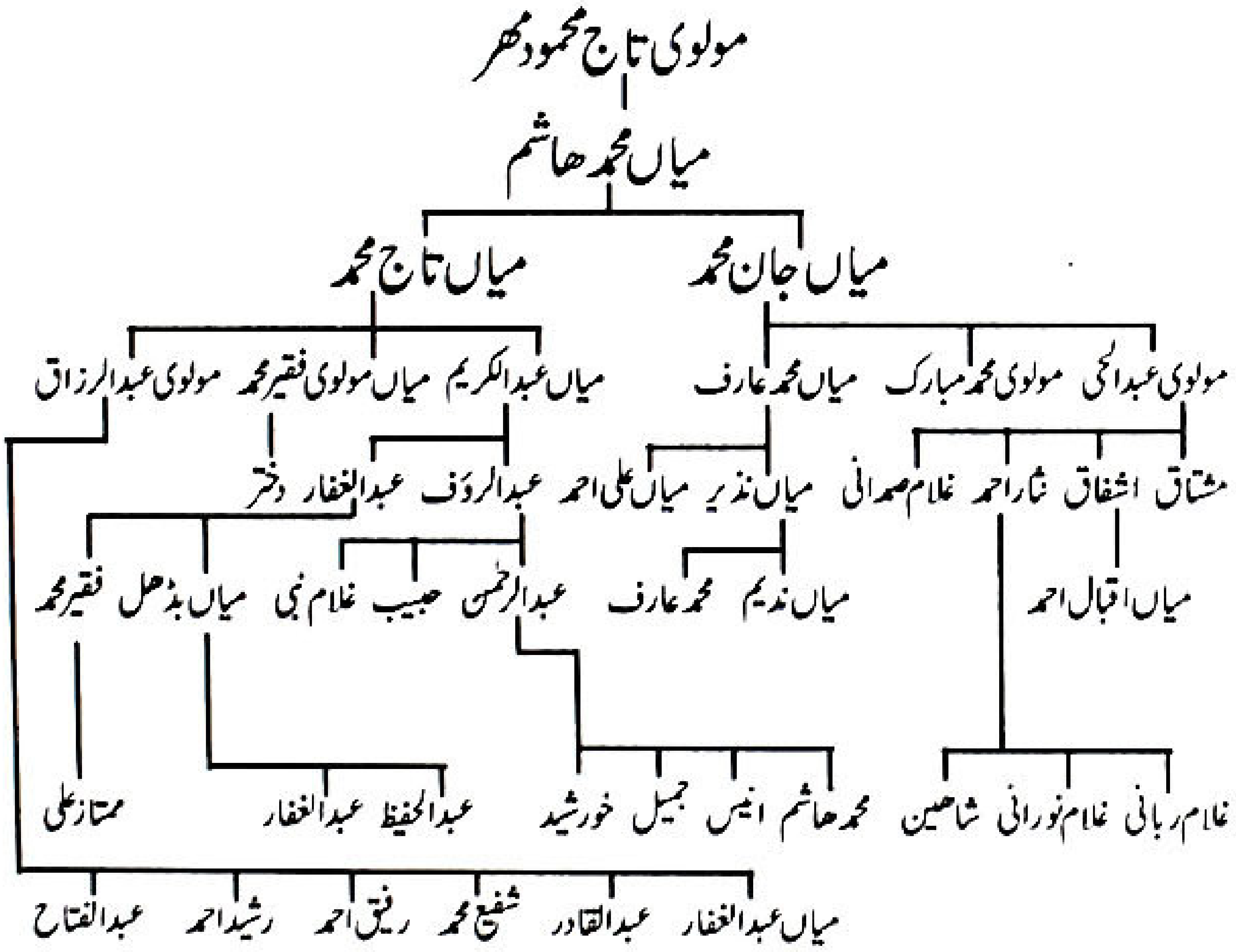

Marfat.com

ضمیمہ۔۶

گم گشتہ وگمنام اولاد حضرت سلطان باھوؒ

حضرات دہ قاضی: شجرہ ب (iii)

ریلوے سٹیشن فیروزہ سے ۳ کلومیٹر کے فاصلہ پر قصبہ رنگ پورہ میں کریم حیدر کا مزار ہے جو حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کے خانوادہ سے ہیں، کریم حیدرؒ کا پوتا اب بھی وہاں پر بود و باش کر رہا ہے، ۲۲ جولائی ۱۹۸۶ء کو نوجوان کریم حیدر سے میری ملاقات ہوئی جنہوں نے اپنا شجرہ نسبی اس طرح بتایا:

خدایار
- سلطان احمد
  - کریم حیدر
    - غوث بخش المعروف رسول بخش
      - کریم حیدر (موجودہ)
        - سلطان احمد
- سلطان محمود

معلوم ہوا کہ کریم حیدر اول سلطان نور احمد سجادہ نشین کے ماموں کا فرزند تھا جو بستی قاضی (خانوادہ سلطان نور محمد ابن حضرت سلطان باھوؒ) والوں میں تھے۔

* گم گشتہ اولاد کے نظریہ کی توثیق ملک محبت حسین اعوان کی تحقیق سے بھی ہو جاتی ہے۔ ان کے مطابق شکار پور (سندھ) میں ایک خاندان دریشانی (درویشانی) اعوان کے نام سے آباد ہے جو حضرت سلطان باھوؒ کے بڑے فرزند سلطان نور محمدؒ کی اولاد سے ہیں۔

(تاریخ علوی اعوان۔ کراچی ۱۹۹۹ء ص ۶۹۵)

Marfat.com

ضمیمہ۔ ۷

حضرات چوکھنڈی: باب چہارم: فصل اول: خانقاہ شمارہ ۱۸

باب چہارم: فصل دوم: مدارس شمارہ ۸

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ' کے سلسلہ عالیہ سے فیض یافتہ حضرات چوکھنڈی جو چکوال کے قریب بودو باش کر رہے ہیں ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ خلیل شاہ ابن امیر زبیر ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہیں ان کا شجرہ نسبی اس طرح بیان ہوا ہے:

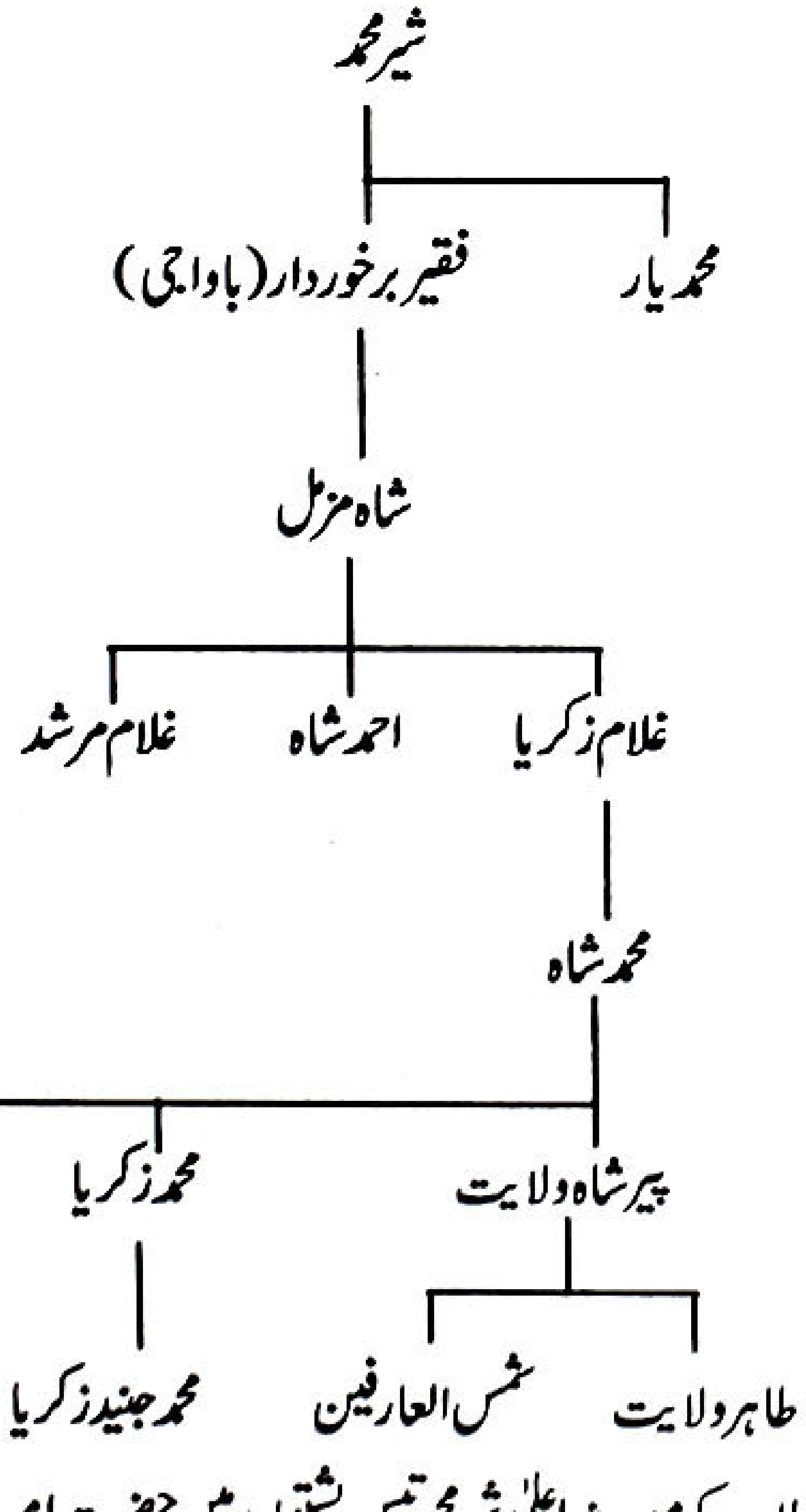

ان کے مورث اعلیٰ شیر محمد تیس پشتوں میں حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ' سے جا ملتے ہیں۔

Marfat.com

غلام محمد انگوی کے مخطوطہ ۱۳۱۲ھ اور شاہ ولایت کے مخطوطہ ۱۳۵۴ھ کے مطابق اس خانوادہ کے نامور اور نمایاں شخصیات کی تاریخ ولادت یوں ہے:

پیر محمد شاہ : ۲۷ رمضان ۱۲۹۳ھ پیر احمد شاہ: رجب ۱۲۹۴ھ

غلام مرشد : شعبان ۱۲۹۸ھ غلام حضرت شاہ: ذوالحج ۱۳۰۳ھ

غلام زکریا: ۱۷ اجمادی الاول ۱۳۱۰ھ اور مزمل شاہ: (ف) محرم ۱۳۱۸ھ

مائی بھاگ بھری (زوجہ محمد زکریا): (ف) ۱۳۰۷ھ فقیر برخوردار باواجی: (ف) ۲۴ رمضان ۱۳۸۹ھ

باب چہارم۔ مدارس شمارہ۔۸ خانوادہ چھرہ شریف

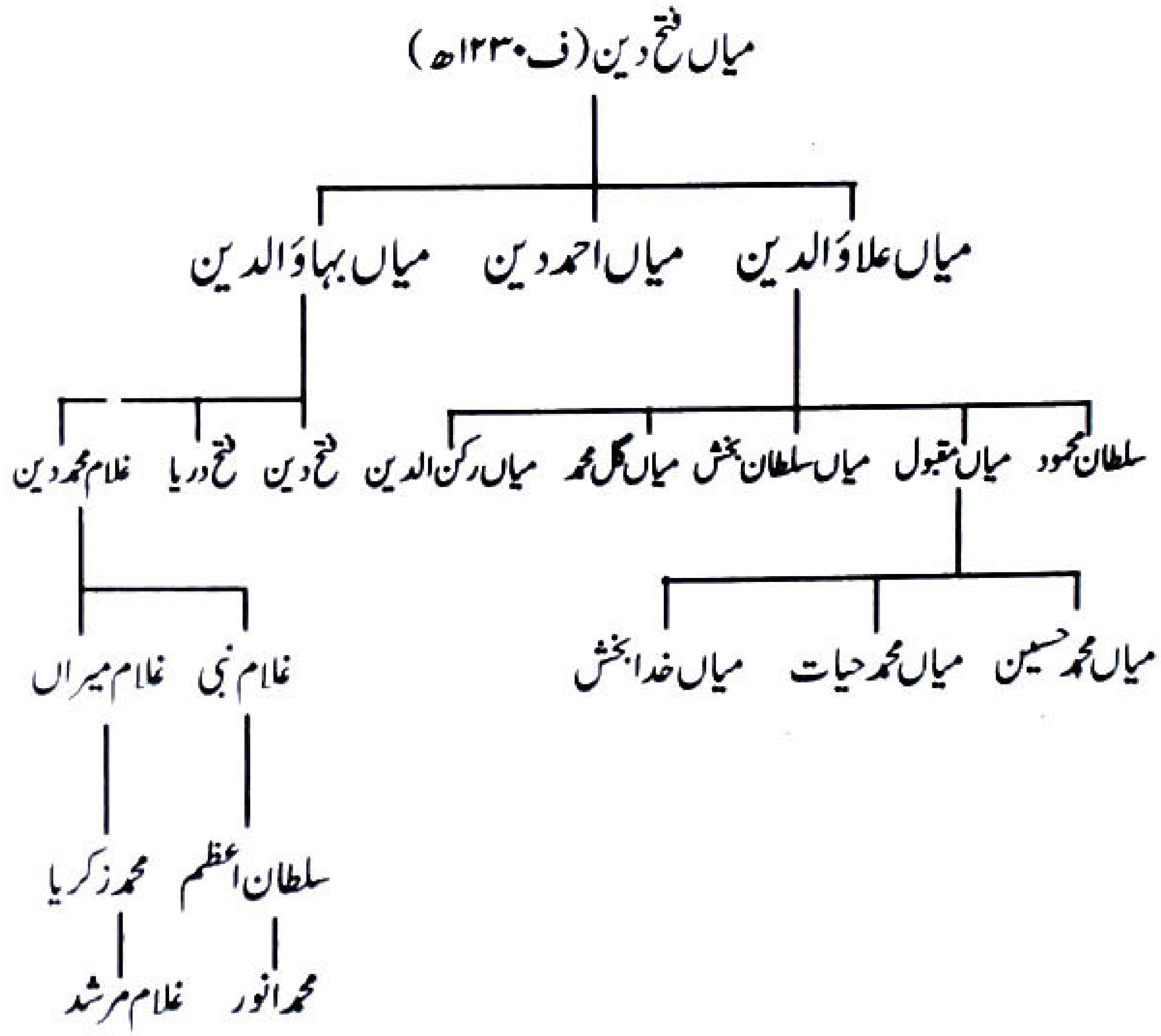

Marfat.com

باب چہارم۔ مدارس شمارہ ۴ شجرہ فقیران لانڈھی

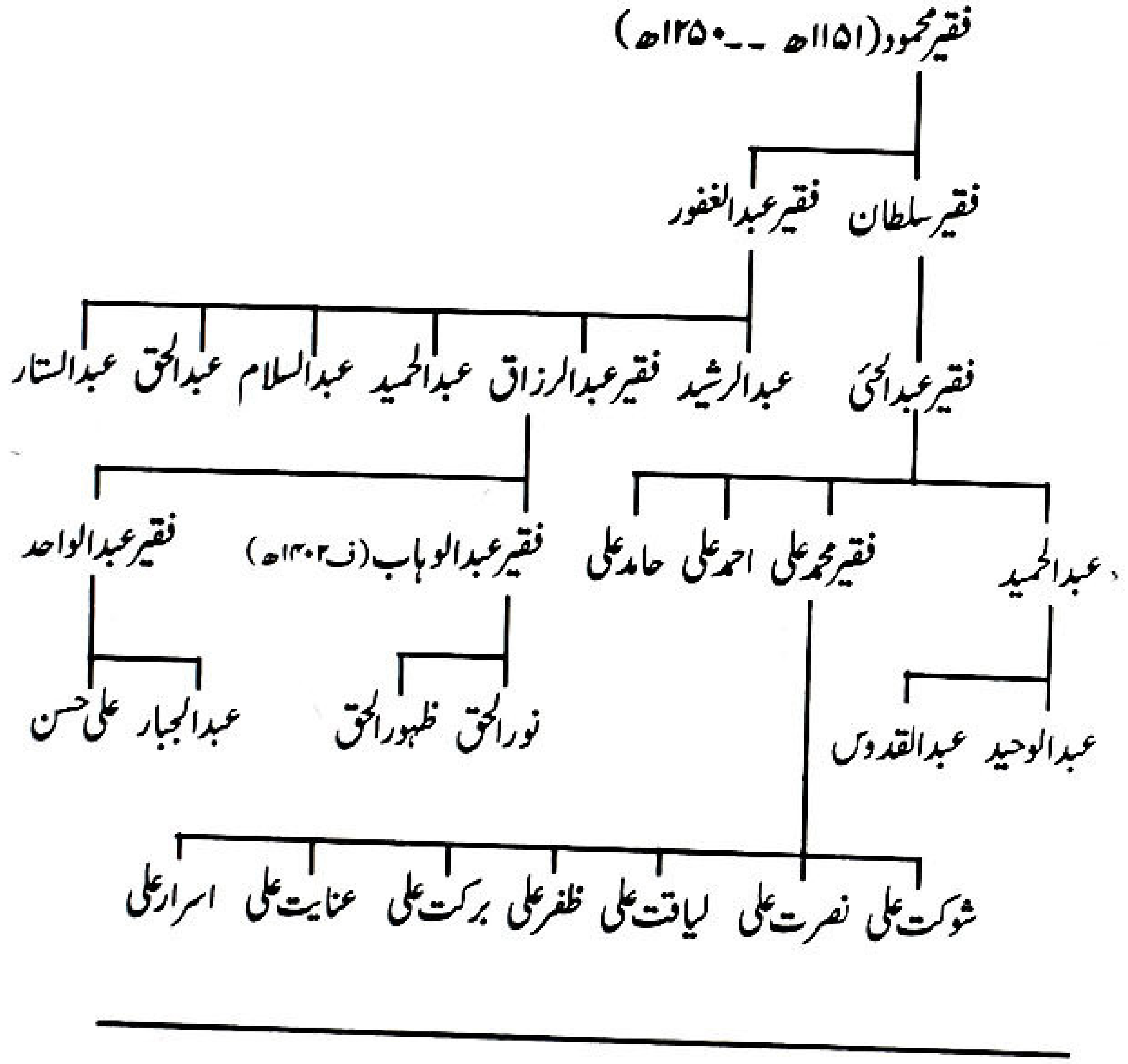

Marfat.com

اسمِ مصنف: سلطان الطاف علی

اسمِ والد گرامی: حضرت سلطان محمد نوازؒ

ولادت دربار حضرت سلطان باھوؒ، بروز جمعرات، ہلال یکم محرم الحرام/۲۹ ذوالحجہ ۱۳۵۶ھ

صاحب کتاب نہم پشت میں حضرت سلطان باھوؒ سے۔ سیاسیات اور فارسی میں ایم اے، قانون میں گریجویشن، فارسی میں آنرز اور حضرت سلطان باھوؒ پر ڈاکٹریٹ۔ بلوچستان ایجوکیشن کے لئے ویسٹ پاکستان پبلک سروس کمیشن سے منتخب، بلوچستان میں پروفیسر کیڈر، سربراہ شعبہ فارسی۔ بارکھان، اوستہ محمد، پولی ٹیکنک انسٹیٹیوٹ کوئٹہ، خضدار اور کوئٹہ کے کالجوں میں پرنسپل، بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کے چیئر مین سال ۲۰۰۰ء میں ملازمت کی تکمیل۔ زکوٰۃ ضلع کوئٹہ کے چیئر مین۔ بیس کتابوں اور بیسیوں مقالات کے مصنف و محقق۔ افغانستان، ایران، سعودی عرب، مراکش، آزاد کشمیر، روم، انڈیا کے دورے۔ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول ﷺ سے دوبار مشرف اور متعدد مواقع عمرہ وزیارت۔ صدارتی ایوارڈ اعزاز فضیلت، کئی بار ادبی و سیرت ایوارڈز۔ پاکستان رائٹرز گلڈ، حضرت سلطان باھوؒ اکیڈمی لاہور، بزم باھوؒ لاہور، بزم باھوؒ بلوچستان، قلم قبیلہ ادبی ٹرسٹ میں رکنیت اور عہدے، متعدد تعلیمی و فلاحی اداروں کی سرپرستی اور تحقیق وتالیف میں مشغول کار۔

باھو پبلیکیشنز

لاہور، دربار حضرت سلطان باھوؒ، کوئٹہ

0092-81-2440948,03337851474,03009386739,03004205177

Marfat.com